

# جلد اول فتاویٰ اویسیہ



ترتیب:

شیخ الفیروز الحدیث استاذ العلماء رئیس التحریر  
علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی مدظلہ العالی

باب نمبر:

امجد مدنی (بفرزون)

ناشر: صدیقی پبلشرز (کراچی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فتاویٰ اویسیہ جلد اول

از

فقہ العصر علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی دارالمنہج دارالکتاب

ناشر

صدیقی پبلشرز گلستان جوہر کراچی

فون: 0300-2292637

## عروض ناشر

اللہ تعالیٰ کا کروڑ ہا کروڑ احسان اور لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ہمیں اپنے دین متین کی خدمت کا شرف عطا فرمایا اور لاکھوں درود اسلام ہوں اللہ کے محبوب و ناسے فیوب علیہ السلام پر جو عالم کان و ما یکنون ہیں یہ نبی کریم ﷺ کا کرم اور آپ کے وارث علماء و مشائخ کی نفاذ فیض اثر ہے کہ ہمارا اشاعتی ادارہ صدیقی پبلشرز دن بدن ترقی کی راہوں پر گامزن ہے واللہ الحمد علی ذلک

چونکہ انسان تجربات سے سیکھتا ہے لہذا ہمیں بھی اس اشاعتی میدان میں قدم رکھ کر بہت کچھ سیکھنے کو ملا ابتداء میں کچھ کمزوریاں نظر آئیں جن کو ہم نے آہستہ آہستہ دور کرنے کی کوشش کی ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی اپنی مطبوعات بہتر سے بہتر اور معیاری بنا کر عوام اہلسنت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے ان شاء اللہ عزوجل۔

زیر نظر کتاب ”فتاویٰ اویسیہ“ حضرت فیض احمد ملت قبلہ و کعبہ فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی کی جانب سے ایک عظیم علمی خزانہ تھا جو کہ صدیقی پبلشرز نے طبع کرنے کا ارادہ کیا ہے اگرچہ اس کی طبع میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر یہ فیض ملت کا فیض ہے کہ ہر پریشانی و مشکل کو حل کرنے میں کامیاب ہو گئے الحمد للہ علی احسانہ اب یہ فتاویٰ آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے مگر میرے اس کام کو مکمل کرنے میں خصوصی توجہ و نظر عنایت میرے استاد محترم محقق عمر بناب قبلہ مفتی قاسم قادری مصنف (ایمان کی حفاظت، مطبوعہ صدیقی پبلشرز کراچی)۔

اور علامہ عاصم بسین عطاری دام ظلہ العالی نے فرمائی اور ان کے علاوہ دیگر علمائے کرام و احباب کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ علامہ مولانا حنیف قادری صاحب۔ حضرت مولانا اطہر ہاشمی صاحب۔ مولانا امتیاز الدینی۔ امجد علی صاحب۔ ابن علی بناب عدنان بٹ صاحب۔ جناب مولانا بشیر احمد عطاری صاحب (اسکیل ٹاؤن والے)، ذوالرمول اویسی۔ اکرام الحسن فیضی۔ طیب طاہر۔ راشد بسین۔ جناب مولانا عمران یوسف صاحب۔ محمد عدنان (دوبازی) اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر فرمائے اور اس طرح اسلام کی خدمت کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

قارئین گرامی!

صدیقی پبلشرز نے فیض ملت قبلہ فیض احمد اویسی صاحب کے اس فتاویٰ اویسیہ کے علاوہ بھی کتب طبع کرنے کی

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام ..... فتاویٰ اویسیہ جلد اول

مصنف ..... حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ

کمپوزنگ ..... صدیق حامد

ناشر ..... صدیقی پبلشرز کراچی

صفحات .....

ہدیہ .....

## ملنے کا پتہ :

مکتبہ قادریہ نزد فیضان مدینہ کراچی

مکتبہ غوثیہ نزد فیضان مدینہ کراچی

مکتبہ اویسیہ دہاول پور

مکتبہ ضیاء القرآن کراچی

مکتبۃ المدینہ بوہر گیت ملتان

مکتبۃ المدینہ حیدر آباد

## مقدمہ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء

والسلمین اما بعد فاغوذ بالہ من الشیطان الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

فتویٰ دینا ایک نہایت اہم عظیم دینی فریضہ ہے

جو یقیناً ہر کسی کے بس کی بات نہیں درحقیقت یہ کہ ایک مجتہد مفتی کا کام ہے لیکن علمی فقدان کی وجہ سے مجتہدین کا وجود تقریباً ناپید ہو چکا ہے ہمارے دور میں جو مفتیان کرام فتویٰ جاری کرتے ہیں وہ مفتی کا درجہ رکھتے ہیں اور مقلد مفتی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس نے کسی ماہر فقہیہ استاد سے علم فقہ حاصل کیا ہو نیز فقہ کا فطری ذوق اور اس پر مکمل عبور رکھتا ہو کہ صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز کر سکے کسی قابل مفتی صاحب کی خدمت میں زانوئے تلمذ کے مدارج طے کیے بغیر فقط کثرت مطالعہ کی بنیاد پر فتویٰ دینا درست نہیں کیونکہ فتویٰ دینے وقت تمام جزئیات پر اس کی نظر نہ ہوگی جس کی وجہ سے غلطی کا امکان بہر حال موجود ہے گا منقہ قب الامام الا عظم رضی اللہ عنہ میں ہے کہ حضرت مہد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں استفسار کیا گیا کہ کسی شخص کو فتویٰ دینا اور قاضی بننا کب جائز ہے تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا جب وہ حدیث اور قیاس سے پوری طرح واقف ہو جائے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اقوال کو جب پوری طرح جانتا ہو اور اسے اچھی طرح ذہن نشین بھی ہوں اگرچہ مذہب مکمل مدلل ہو چکا اور مفتی کے لئے حدیث قیاس سے کما حقہ واقفیت ضروری نہ رہی کیونکہ اسے محض یہی حکم ہے کہ جیسا مجتہد مفتی نے فرمایا ہے اسے ویسا ہی نقل کر دے اور اپنی طرف سے کسی رائے کا اظہار نہ کرے لیکن اس کے باوجود اگر مقلد مفتی فقط کثرت مطالعہ کی بنیاد پر فتویٰ دے گا تو لازماً خطا کرے گا (الا ما شاء اللہ) اس لئے اسے چاہئے کہ لازماً کسی فقہیہ استاد کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہو کر باقاعدہ و آفاقہ کی تربیت حاصل کرے اور فتویٰ نویسی کی مشق کرے تاکہ غلطی کا امکان معدوم نہیں ہو سکے اور کم از کم ضرور ہو جائے

یاد رہے کہ فتویٰ لکھنے میں کسی مفتی کی المیت کا اعتبار صرف اسی وقت کیا جائے گا جب اس کے صحیح جوابات کی تعداد غیر صحیح جوابات سے زیادہ ہو جائے اگر صورت حال اس کے برعکس ہو تو ایسا شخص فتویٰ لکھنے کا اہل نہیں ہے اور نہ ہی اسے فتویٰ لکھنا چاہیے تاکہ طرح طرح کے مفساد کا دروازہ کھلنے سے پہلے ہی ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے نہایت

سعادت حاصل کی ہے جو کہ نہایت تحقیق پر مبنی ہیں۔ حضور ﷺ ہر شے کی بولی جانتے ہیں۔ نزول وحی علیہ السلام کے بعد کے مشائخ۔ شادی خانہ آبادی۔ مردوں کی زندوں سے ملاقاتیں۔ اور قریب ہی ان اشاء اللہ امام اہلسنت اہل حضرت رضی اللہ عنہ کی کتب کو اشاعت کرنے اور حضرت فیض ملت کی دوسری کتب کی اشاعت کا تجربہ کیا ہے امید ہے کہ آپ حضرات اپنی نیک مشاورت اور دعاؤں میں یا درکھیں گے۔ اللہ عزوجل ہمیں اور آپ کو دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں نصیب فرمائے۔ آمین

محمد صدیق حامد





افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل جو شخص فتنہ کی دو چار کتابیں پڑھے وہ خود کو مفتی لکھنے اور بھولانا شروع ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایسے نام نہاد مفتی اور نڈی جھگڑے تحقیق کے نام پر دینی مسائل میں غور و خوض کرتے ہیں تو لازماً قلمبازیاں لکھتے ہیں جو امت کی رائے کو تسلیم کرنے اور ان میں امتیاز چھیدانے کا باعث بنتی ہیں انہیں چاہئے کہ شہرت اور ناموری کے چکر میں اپنی آخرت کو نہ بھولیں ملاوٹ والی چیزیں ایک مفتی کو چاہیے کہ فتویٰ لکھتے وقت مصلحت عامہ کو پیش نظر رکھے اور محال طرف کا خصوصی لحاظ کرے۔ مصلحت قبول پر (سوائے مخصوص حالات کے) فتویٰ دینے سے گریز کرتا رہے اور ہمیشہ مفتی بقول پرفتنی سے مختلف فیہ مسائل کی صورت میں امام عظیم رضی اللہ عنہ کے قول کو ترجیح دے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول نہ بنوئے کی صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو بطور دلیل پیش کرے۔ ایک ہی مسئلہ میں امام عظیم رضی اللہ عنہ اور صاحبین کے مابین اختلاف کی صورت میں دلیل اقویٰ کا اعتبار کرے۔ جب تک کسی مسئلہ کے متعلق صحت جرح نہ ملے اس وقت تک اس پر فتویٰ نہ لکھئے نیز صریح جرح نہ ملے پر بطور دلیل نظر انداز کر دے۔ البتہ مد اعراف کا اعتبار کرتے ہوئے انصاف شریعہ کے موافق نظر انداز کر کے جس طرح نہیں فتویٰ نہایت صحیح انداز میں لکھئے تاکہ مستفتی مکمل طور پر اسے سمجھ سکے قرآنی آیات و احادیث اور عربی عبارات کا ترجمہ لازمی لکھئے غیر ضروری حوالہ دہلائی سے گریز کرے اور سب سے اہم ترین بات یہ کہ زمانے کے شکیب و فراز سے بخوبی آگاہ ہوتا کہ اسے لوگوں کے عرف و تعامل کی خبر ملی رہے شرح فقہ درم المفتی میں ہے کہ علماء نے فرمایا (من جھل ماہل زمانہ فہو جاہل) یعنی جو شخص اہل زمانہ کے متعلق نہیں جانتا وہ جاہل ہے۔

فتویٰ ہمیشہ ایسے علمائے کرام اور مفتیان عظام سے لیں جنہیں فقہ پر عبور اور ملکہ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے گرد و پیش کے حالات سے بھی خوب آگاہی ہو لیکن صد افسوس کہ ہمارے زمانے میں ایسے مفتیان کرام کی تعداد چند گھنوں میں آگئیوں پر شمار کی جاسکتی ہے اس لئے ان حالات میں یہ ضروری ہو گیا ہے کہ قابل ترین مفتی صاحبان کے فتاویٰ جات کو کتابی شکل میں محفوظ کر لیا جائے تاکہ آنے والی نسلیں ان سے راہنمائی حاصل کریں اور صحیح و سچی احکام جان سکیں ورنہ نام نہاد مفتی صاحبان اسلامی احکام کی اصل شکل و صورت مسخ کر کے رکھ دیں گے انہیں خدشات کے پیش نظر اکابرین اہلسنت (مجموعہ المدعوین) کی کتب کو از سر نو طباعت کروا کر بہتر انداز میں پیش کیا جا رہا ہے اس کے علاوہ کئی کتب ایسی بھی ہیں جو بیسویں سال گزر جانے کے باوجود آج تک اشاعت کے سر

طے میں داخل نہ ہو سکیں عالم اسلام کی عظیم ترین اور کثیر النصاب شخصیت شیخ القرآن والدیہ فیض ملت فقہیہ امت حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ کے ہزاروں صفحات پر مشتمل فتاویٰ اویسیہ کا شمار بھی انہیں کتب میں ہوتا چلا آ رہا ہے بقول حضرت فیض ملت مدظلہ العالی یہ شاہکار فتاویٰ جات آخر ختم جلدوں پر مشتمل ہے الحمد للہ مزاجی ایک طویل انتظار کے بعد اس عظیم مجموعہ فتاویٰ کی اشاعت کا وقت آن پہنچا ہے فی الحال "صدیقی پبلشرز" کراچی کے تعاون سے فتاویٰ اویسیہ کی پہلی جلد منظر عام پر لا ئی گئی ہے جو اعتقادات پر مبنی ہے فتاویٰ اویسیہ بلا شک و شبہ ایک گر افندہ اضافہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے یہ دو انمول خزانہ ہے جس میں آپ ہر قسم کے انمول موتی وہ جو پائیں گے یہ وہ گلدستہ ہے جو یک وقت تفسیر، حدیث، فقہ، کلام منطقی و فلسفہ اور صرف و نحو جیسے ممکنہ پہلوؤں پر مشتمل ہے جن کی خوشبودار و ان مطابقت قاری و خواص کے لئے یکساں مفید ثابت ہوگا عوام ان کی سہولت کے پیش نظر نہایت سہل انداز اپنا گیا ہے غیر ضروری بحث اور طوالت سے قصداً گریز کیا گیا ہے لیکن جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں دلائل کے انبار لگانے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی حضرت فیض ملت مولانا مفتی احمد اویسی مدظلہ العالی نے علم فقہ سراج الامت حضرت علامہ مولانا سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا ہے جبکہ افتاء کی تربیت محدث عظیم مولانا سراج احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کا نتیجہ ہے یہ دونوں مبارک ہمتیاں ہمارے لئے سند کا درجہ رکھتی ہیں جبکہ خود حضرت فیض ملت کی ذات مبارک محتاج تعارف نہیں ہے مختلف علوم و فنون پر مشتمل آپ کی تصانیف کی طویل فہرست آپ کے علمی مقام و مرتبہ اور جلال کا منہ بولنا ثبوت ہیں آپ کی ذات یقیناً ہمارے لئے سرمایہ افتخار ہے آپ یادگار سلف ہیں نہایت مفتی پر ہیزگار ٹیک اور خاوردہ شخصیت کے حامل ہیں اور سادگی بھی ایسی کہ پہلی ملاقات کا شرف پانے والا حیرت کے سمندر میں ڈوب جائے آپ عالم اسلام کی وہ واحد شخصیت ہیں جسکی تصانیف و تالیفات کی تعداد دین ہزاروں کے لگ بھگ پہنچ چکی ہے اور یہ سلسلہ ابھی تا حال جاری ہے الحمد للہ مزاجی نے محفوظ فرمائے ان کا مجموعہ یہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور ان سے زیادہ سے زیادہ مسلک اہلسنت و جماعت کی خدمت لیتا رہے۔

آمین جہاد النبی الامین علیہ السلام  
ڈاکٹر محمد ابو بکر صدیق عطاری

## حالات زندگی

تلیخ دین و دینی فریضہ ہے جس کے لیے اللہ رب اعزت عزوجل نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل مبعوث فرمائے سب سے آخر میں حضور سرور کائنات ﷺ کو بھیجا۔ آپ ﷺ خاتم النبیین بن کر تشریف لائے اور یوں نبوت کا دروازہ ہمیشہ کھلے لیے بند ہو گیا آپ ﷺ کے بعد رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ شخصیت و رتبا و انبیاء علیہم السلام آپ کی امت کے علماء نے جاری رکھا اور یہی وہ امتیازی وصف ہے جو آپ ﷺ کی امت کی وجہ افضلیت ٹھہرا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تؤمنون باللہ

(بارہ سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ۔ کز الایمان تم بہتر ہوں اب امتوں میں جو قوم کو عمل میں ظاہر ہو گئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ عزوجل پر ایمان رکھتے ہو۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس کا حق ادا کرنے میں مصروف عمل ہیں کیونکہ یہ سعادتیں ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتیں بلکہ یہ رب کا نکت عروجل کے فضل و رحمت پر منحصر ہے کہ جسے چاہے اس عظیم فریضہ کی خدمت کے لیے منتخب فرمائے۔ امام عظیم و امام ابو یوسف جیسے فقہاء امام بخاری و امام مسلم جیسے محدثین امام غزالی و امام غزالی جیسے بری رمیۃ اللہ علیہم جیسے صوفیاء امامی حضرت علیہ الرحمۃ الرحمان و امیر اہلسنت و مدظلہ العالی جیسے پیشوا و مقبولان بارگاہ ہیں جنہیں تبلیغ دین کے لیے منتخب فرمایا گیا۔ یہ آسمان رشد و ہدایت کے وہ درخشندہ ستارے ہیں جن کی دینی خدمات سے ایک دنیا مستفید ہوتی چلی آ رہی ہے۔ انہیں میں سے ایک عظیم ہستی عالم اسلام کی معزز ترین شخصیت شیخ الفیض والدیہ، فقہ العصر، محقق و درویش، حضور فیض ملت الحاج ابو الصالح مولانا مفتی فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ کی ہے دنیائے اسلام آپ سے بخوبی واقف ہے آپ کی خدمات اسلامیہ مش آفتاب و مانتاب ہیں جس کی کرنوں اور شعاعوں پاشیوں سے ایک عالم منور و مستفید ہو رہا ہے ایسی جمیل القدر اور عظیم ہستیاں کبھی بھی اور کہیں کہیں ہی پیدا ہوتی ہیں۔

ہزاروں سال زرخیز اپنی بے فوری پر روتی ہے  
بڑی مشکل سے ہوتا ہے جن میں دیدہ و پید

آپ کی دینی خدمات اور کارنامے اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کی تفصیل لکھنے کے لئے دفتر دیکار ہو گئے۔ مختصر طور پر آپ کا تعارف حسب ذیل ہے

### اسم گرامی!

ابو الصالح مفتی فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

ابو الصالح آپ کی کنیت ہے جبکہ اویسی نسبت طریقت ہیں۔ نہایت عہاسی۔ اور مسلک حنفی ہیں والد گرامی کا نام مولانا نور احمد صاحب ہے جو رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور یہ وہ خاندان ہے جو ابتداء ہی سے علم و عمل کا گوارہ چلا آ رہا ہے جو کہ پیچیدہ پیچیدہ خاندانوں ہی کا خاصہ ہے۔

### ولادت با سعادت!

حضور فیض ملت (۱۳۵۱ھ بمطابق ۱۹۳۲ء) کو ضلع رجم یارخان کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئے جسکی پسمناد کی کا یہ عالم تھا کہ گرد و پیش کے لوگ اس کے نام سے بھی ناواقف تھے۔ لیکن حضور فیض ملت کے دم قدم سے اس گاؤں کی شہرت پاکستان بھر میں تو کیا دنیا بھر میں پہنچ کر رہی اس گاؤں کا موجودہ نام حضور فیض ملت نے شہزادہ اعظم تر مولانا حامد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمان اور اپنے دادا مرحوم مولانا محمد حامد میاں علیہ الرحمۃ کی نسبت سے حامد آباد جو یہ فرمایا ہے۔ اب یہی نام عوام میں رائج اور مشہور ہو چکا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ ایک عالم باعمل اور صوفی باصفائی زبان سے جاری ہوا ہے۔ رب کا نکت عروجل سے اس بابرکت نام کو خلعت مقبولیت سے نوازتے ہوئے زبان خلق پر جاری فرمایا۔

### تعلیم و ترقی اور نسبت طریقت

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ جبکہ حفظ قرآن کے سعادت حاصل کرنے کے بعد علوم عربیہ کے حصول پر توجہ فرمائی۔ اس سلسلہ میں مولانا الحاج خورشید احمد صاحب۔ مولانا عبدالمکریم صاحب۔ اور سراج المظہار مولانا احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر تلمذ کے مدارج طے فرمائے۔ بعد ازاں دورہ حدیث کیلئے محدث عظیم مولانا سراج احمد تدریسی قادری علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ دورہ حدیث کے علاوہ آپ نے فتاویٰ نویسی کی عملی تربیت بھی یہیں سے حاصل کی۔ سلسلہ ارادت کے اعتبار سے آپ حضرت خولہ الحاج میاں محمد الدین اویسی مدظلہ العالی سے شرف بیعت رکھتے ہیں۔ علاوہ



ازیں شیرادہ اعظم حضرت مولانا عظیمی رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ذریعے قادیانیت سے بھی فیضیاب ہوئے۔

#### دینی خدمات

اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے آپ کی دینی خدمات کا سلسلہ نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے تبلیغ دین کا کوئی ایسا پلیٹ فارم نہیں جس پر آپ نے اسلام کے حق میں موثر آواز بلند نہ فرمائی ہو آپ خدا وادو صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ علوم عقلیہ و نقلیہ پر خصوصی مہارت حاصل ہے جس طرح آپ سے مستفیض ہونے والے ستائندہ کی تعداد ہزاروں میں ہے اسی طرح آپ کی جنبش قلم سے جنم لینے والی تصانیف و تالیفات کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے۔ ایک مختاطہ انداز سے مختاطہ آپ کی تصنیف کردہ کتب کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ پہنچ چکی ہے۔ دو ہزار سے زائد کتب کا تذکرہ و قلم کے موتی کتاب میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ تقریباً کوئی ایسا فن اور کوئی ایسا موضوع نہیں جس پر آپ نے قلم نہ اٹھایا ہو۔ جہاں آپ نے عوام الناس کی نفسیات کو ملاحظہ فرماتے ہوئے نہایت مختصر کتب تصنیف فرمائی ہیں وہیں علماء و خواص کے لیے۔ تفسیر و شروح احادیث کی شکل میں طویل ترین کتب بھی احاطہ تحریر میں لائے ہیں۔ آپ کی تصنیف کردہ کتب علمی و تحقیقی مواد پر مشتمل انمول خزانہ ہے۔ آپ کی چند اہم کتب حسب ذیل ہیں۔

- (۱) تفسیر فیض الرحمن (۲) فتاویٰ اویسیہ (۳) التوضیح اکامل شرح مائے عامل (۴) شرح حدیث الکف (۵) شرح ایسا غوثی (۶) فضل الہی شرح صرف بہائی (۷) رفع الضاد فی خزن الضاد (۸) صدائے نوہی شرح مشکوٰۃ معنوی (۹) حدیث السالکین فی توحید خلیۃ الطالین (۱۰) نعم الہامی شرح جابی (۱۱) غوث العباد فی انبیاۃ الہیاء (۱۲) نیل المرام (۱۳) مشکوٰۃ اویسی (۱۴) موعظہ اویسیہ۔ اس کے علاوہ آپ کی پیشہ کتب ایسی بھی ہیں جن میں آپ نے باطل فرقوں کا علمی و تحقیقی اعتبار سے نہایت مدلل انداز میں رد فرمایا ہے بالآخر آپ کے قلم کے کی مار بندہ نبیوں کی شکست فاش کا سبب بنی تیری زد میں اگر خاتم کی گردن آ نہیں سکتی! قلم کی حکایتوں سے پھونک دے اس کے نشیمن کو

#### حضور فیض ملت کا عشق رسول اللہ

حضرت والا ایک بلند پایہ اور تبحر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت متقی و پرہیزگار اور عشق حقیقی کے نشہ میں مغمور ایک ایسے عاشق رسول ﷺ بھی ہیں آپ جو ہر وقت مدینے کی یادوں میں گھومے رہتے ہیں۔ آپ کو مدینے سے الہام نہ عشق ہے جس کی جھلک آپ کی گفتگو اور تحریر دونوں میں واضح طور نظر آتی ہے مدینے کی یاد انہیں اکثر و بیشتر تڑپاتی رہتی ہے آتش عشق جب ذرا جوش پکڑتی ہے تو فوراً درجہ محبوب ﷺ پر حاضری کے لئے پہنچ جاتے ہیں سرکار ﷺ کے خصوصی کرم کے بظہیر میسوں مرتبہ مدینے پاک کی حاضری کا شرف حاصل کر چکے ہیں آپ کی دیوانگی کا یہ عالم ہے کہ خود کو مدینے کا ہیرا کاری لکھنا پسند فرماتے ہیں۔ بارگاہ رسالت میں حاضری کے وقت خوشی سے آشورواں ہونے کے ساتھ ساتھ زبان حال سے یوں پکار رہے ہوتے ہیں۔

مرا دل رہی میں شاد و شادان کا سوالی ہے

لبوں پر اچھا ہے ہاتھ میں روشنی جالی ہے

فتیر و بے نواؤ اپنی اپنی جھولیاں بھرو

کہ بازا بہت رہا ہے فیض پر سرکار عالی ہے

خدا شہادہ کردہ شکر کا کھٹکا نہیں رہتا

مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

#### تفقہ فی الدین

آپ کو تیسرہ صدی کے علاوہ فقہ پر بھی مکمل عبور حاصل ہے جس کا ثبوت آٹھ ضخیم جلدوں میں ہزاروں صفحات پر مشتمل آپ کے فتاویٰ جات ہیں جو فتاویٰ اویسیہ کے نام سے موسوم ہیں یہ مجموعہ فتاویٰ علمی و تحقیقی مواد پر مشتمل بحرِ بیکراں ہے۔ جو قسم قسم کے انمول موتیوں سے مالا مال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خصوصی علوم سے بہرہ مند فرمایا ہے۔ ایک ہی مسئلہ پر دلائل کے انبار لگاتے چلے جاتا آپ کی علمیت و قابلیت اور مہارت کا منہ بولنا ثبوت ہیں۔

#### ایک جوش۔ ایک ولولہ

آپ اگرچہ بڑھاپے کی عمر میں داخل ہو چکے ہیں لیکن آپ کا انداز تقریر و تحریر اب بھی جوان ہے۔ کیونکہ ہر موضوع سخن پر آپ کی گرفت نہایت مضبوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریروں سے ایک جوش اور ایک ولولہ

حاصل ہوتا ہے۔ آپ مسلمانوں کی عظمت و رفہ کی بھائی کے لئے اپنی تحریروں میں اس امت کے نوجوانوں کی ذہنیں بندھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انہیں خلعت کی اندھیر گری میں عظمت و سر بلندی کے روشن مینار کھڑے کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور فیض ملت کو صحت و تندرستی سے نوازے تاکہ امت مسلمہ ان کے فیض سے فیضیاب ہوتی رہے۔ بد مذہبوں کی طرف سے رکاوٹوں کا سلسلہ حسب سابق کسی نہ کسی شکل میں جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے عزائم خاک میں ملائے اور قبلہ حضور فیض ملت مولانا مفتی فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ کی حفاظت فرمائے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جب تک خالق کائنات عزوجل نہ چاہے اس وقت تک کوئی کسی کو کوئی نقصان یا فائدہ نہیں پہنچا سکتا کیونکہ۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے

و شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

(مفتی محمد قاسم قادری مدظلہ العالی)

نوٹ: ہماری تمام تاریخیں سے گزارش ہے کہ فتاویٰ اویسیہ کی اس جلد میں کسی قسم کی کوئی بھی غلطی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

آپ کی دعاؤں کے طلب گار  
جملہ اراکین صدیقی پبلشرز کراچی

#### نذرانہ عقیدت

- م۔ منارہ نور فیض احمد اویسی
- ح۔ جیل العین فیض احمد اویسی
- م۔ مہربان تھہر پر رسول خدا ہیں
- د۔ دلیل میں فیض احمد اویسی
- ف۔ فضلیت میں فاضل طریقت میں کامل
- ی۔ یہ منصب تیرا فیض احمد فیض احمد اویسی
- ض۔ ضیاء امام بو ضیفہ اور شمع
- ا۔ احمد رضا فیض احمد اویسی
- ج۔ حکمت کا منبع تھہر کا شہ
- م۔ مہر غوث فیض احمد اویسی
- د۔ درخشاں علوم کے مخزن تہی ہو
- ا۔ انعام خدا فیض احمد اویسی
- و۔ وحید العصر اور سرمایہ دین
- ی۔ ید طولی تو فیض احمد اویسی
- س۔ سر مشر تھہر تھہر ہیں جو ذہن میں
- ی۔ یہ اختر نوبہ فیض احمد اویسی

(محمد جعفر نوبہ اویسی)







مسئلہ (۲۶) کیا قیامت کے دن اللہ کے نیک بندوں کی شفاعت سے گنہگاروں کی نجات ہوگی یا نہیں؟	۷۲
مسئلہ (۲۷) منکر شفاعت کے چھپنے لہذا کیا حکم ہے؟	۷۵
مسئلہ (۲۸) حضور ﷺ اور اولیاء کرام کو مصیبت میں پکارا کیسا؟	۷۶
مسئلہ (۲۹) حضور ﷺ کے علاوہ اور کون حضرات متون پیدا ہوئے؟	۷۸
مسئلہ (۳۰) عجرات و کرامات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے تحت قدرت ہوتے ہیں یا نہیں؟	۷۹
مسئلہ (۳۱) حضور ﷺ پیدائش سے پہلے کئی ہیں یا چالیس سال کے بعد نبی ہوئے؟	۸۱
مسئلہ (۳۲) قبلہ کتنے ہیں نیز خاتم النبیین ﷺ کو دو قبضین کیوں کہا گیا؟	۸۲
مسئلہ (۳۳) حضور ﷺ کی جی نور یا معنوی؟	۸۳
مسئلہ (۳۴) حضور ﷺ کو نور جی نور مانا جائے یا معنوی یا دونوں؟	۸۴
مسئلہ (۳۵) جب ساری مخلوق حضور ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی تو پاک و نجس چیزوں کی برائی حضور ﷺ کی طرف منسوب ہوگی تو کیا یہ حق نہیں ہے؟	۸۶
مسئلہ (۳۶) کیا حضور ﷺ ہر مخلوق کے نبی ہیں یا صرف اپنے دور سے؟ قیامت کے؟	۸۷
مسئلہ (۳۷) حضور ﷺ کو نبی مقرر کیا گیا؟	۸۹
مسئلہ (۳۸) اہلسنت کے نزدیک خاتم النبیین کا مفہوم کیا ہے؟	۸۹
مسئلہ (۳۹) حضور ﷺ کی تعریف میں کون سا مبالغہ جائز ہے اور کون سا ناجائز؟	۹۳
مسئلہ (۴۰) کیا حضور ﷺ کا تلواریں مبارک زمین پر لگتا تھا یا نہیں؟	۹۷
مسئلہ (۴۱) کیا حضور ﷺ کا سایہ تھا؟	۹۷
مسئلہ (۴۲) ذکر یا طبعیہ اسلام کے متعلق ایک اعتراض کا جواب؟	۹۹
مسئلہ (۴۳) کیا نبی لی زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح ہوا؟	۹۹
مسئلہ (۴۴) ایک خواب کی تعبیر؟	۱۰۰
مسئلہ (۴۵) رسول بخش اور پھر بخش نام رکھنا کیا؟	۱۰۴
مسئلہ (۴۶) حضور ﷺ کے فعل اقدس کے نقش میں ہم اندھ شریف یا کھر شریف یا کوئی آیت قرآنی لکھنا کیا ہے؟	۱۰۳
مسئلہ (۴۷) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ قیامت کا علم تھا اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جیسا کہ سورۃ لقمان کی آیت اور بخاری کی صحیح حدیث سے ثابت ہے؟	۱۰۵

مسئلہ (۶۹) اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ خبر اہل علیہ السلام حضور ﷺ کو بے شمار علوم عطا فرمائے۔ اس کے دلائل؟	۱۵۳
مسئلہ (۷۰) معراج سے واپسی پر کفار کے بیت المقدس کے متعلق سوالات کرنے والی روایت سے علم غیب پر اعتراض اور اس کا جواب؟	۱۵۵
مسئلہ (۷۱) عطائی طرف غیب کے متعلق دو گروہوں میں اختلاف اور صحیح گروہ کی نشاندہی؟	۱۵۷
مسئلہ (۷۲) کیا انبیاء و اولیاء کو علم غیب وحاضر و غائب و غیر حاضرات و موصوف کر سکتے ہیں؟	۱۶۸
مسئلہ (۷۳) کیا یعقوب علیہ السلام کا جوہر علیہ السلام کی جدائی میں ردائے اہل بی بی و بیل ہے؟ (ایمانی فتویٰ)	۱۷۱
مسئلہ (۷۴) کیا یعقوب علیہ السلام کا جوہر علیہ السلام کی جدائی میں ردائے اہل بی بی و بیل ہے؟ (تفسیری فتویٰ)	۱۷۲
مسئلہ (۷۵) کیا حضور ﷺ جس جگہ سے گزرتے اس میں خوشبو بکھیتی تھی؟	۱۷۵
مسئلہ (۷۶) سبقت لسانی سے اگر کھڑے نہ تھے تو کیا حکم ہے؟	۱۷۸
مسئلہ (۷۷) گستاخ رسول ﷺ کی شرعی سزا؟	۱۷۹
مسئلہ (۷۸) قرآن وحدیث میں انبیاء کے لیے بھائی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے یہ پتا ہے کہ نبی کو بھائی بھائی کہہ سکتے ہیں ان آیات و احادیث کا صحیح مفہوم؟	۱۸۳
مسئلہ (۷۹) حدیث کو شریب کہا گیا؟	۱۸۵
مسئلہ (۸۰) کسی پر دے کی بات کو فاشی کے الفاظ میں بیان کرنا کیا؟	۱۸۷
مسئلہ (۸۱) نماز جنازہ کے بعد پیش و ترکہ مانا کیا گیا؟	۱۸۷
مسئلہ (۸۲) ایمان ابو بن مصطفیٰ ﷺ کی حدیث پر اعتراض اور اس کا جواب۔	۱۸۹
مسئلہ (۸۳) کیا حضور ﷺ کے والد بن کر پھرے؟	۱۹۰
مسئلہ (۸۴) انبیاء و اولیاء میں مصطفیٰ ﷺ کی حدیث پر اعتراض اور اس کا جواب۔	۱۹۲
مسئلہ (۸۵) کیا حضور ﷺ کے والد بن کر نہیں آئے یا وہ جد اور اصحاب مسلمان تھے؟	۱۹۲
مسئلہ (۸۶) نبی کریم ﷺ کے والد بن کر کفر کے خاتمے پر قرآن وحدیث سے لفظ استدلال کر کے غمگین اور اصرار کرنے والے کا شرعی حکم؟	۱۹۷
مسئلہ (۸۷) حضرت عبدالمطلب و ہاشم و عبدمنف و دیگر آباء و اجداد رسول اللہ ﷺ مومن تھے یا کافر؟	۱۹۹
مسئلہ (۸۸) سورہ بقرہ کی آیت کے ذریعے ایمان ابو بن مصطفیٰ ﷺ پر اعتراض اور اس کا جواب۔	۲۰۱
مسئلہ (۸۹) ایک حدیث کے ذریعے ایمان ابو بن مصطفیٰ ﷺ پر اعتراض اور اس کا جواب؟	۲۰۲

مسئلہ (۴۸) کیا حضور ﷺ کے متعلق علم غیب کی حقیقت درحقیقت سے اللہ عزوجل کے حصے پر ایمانی لازم آتی ہے؟	۱۰۷
مسئلہ (۴۹) قرآن مجید کی آیتوں میں حضور ﷺ کے علم غیب نہ پانے کا ذکر ہے ان کا صحیح مفہوم؟	۱۱۳
مسئلہ (۵۰) حضور ﷺ و عطائے اہل غیب نے بائیں؟	۱۲۳
مسئلہ (۵۱) کیا حضور ﷺ و ماکان و مایکون کا حکم تھا؟	۱۲۵
مسئلہ (۵۲) فرق اپنے اہل حق ہونے کا دعویٰ کرتا ہے پھر فرق کیا ہے کون سا ہے؟	۱۲۷
مسئلہ (۵۳) حدیث میں تو جماعت کا لفظ آیا ہے جبکہ اہلسنت قبیل میں تو اس کا کیا مطلب ہے؟	۱۲۸
مسئلہ (۵۴) حدیث میں فرقہ نامیہ کے لیے جماعت کا لفظ ہے کیا اس سے کثرت افراد اور جہد و قتال افراد بھی برہمت میں شامل ہیں؟	۱۲۹
مسئلہ (۵۵) کیا حضور ﷺ نے تشریف فرما کی خبر دی ہے؟	۱۳۰
مسئلہ (۵۶) کیا حضور ﷺ کے علم غیب کا ثبوت احادیث مبارکہ میں ہے؟	۱۳۱
مسئلہ (۵۷) حضور ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کا جواب؟	۱۳۱
مسئلہ (۵۸) قرآن مجید کی بعض آیات میں علم غیب کی نفی اور بعض میں اثبات ہے تو ان میں تفریق کیسے ہوگی؟	۱۳۳
مسئلہ (۵۹) انبیاء کرام فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کیلئے علم غیب کا ماننا کفر ہے اس کا کیا مطلب ہے؟	۱۳۵
مسئلہ (۶۰) حضور ﷺ علم غیب نہیں جانتے کیونکہ غیب کی کتابیں اللہ کے پاس ہیں۔ کیا جواب؟	۱۳۵
مسئلہ (۶۱) کیا حضور ﷺ واپس نہ جانے کا علم تھا؟	۱۳۶
مسئلہ (۶۲) حدیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ علم غیب نہیں جانتے اس کا جواب؟	۱۳۸
مسئلہ (۶۳) ایک حدیث کے ذریعے علم غیب پر اعتراض اور اس کا جواب؟	۱۳۹
مسئلہ (۶۴) حدیث کے الفاظ میں مشورہ لینے والی روایت کے ذریعے علم غیب پر اعتراض اور اس کا جواب؟	۱۴۱
مسئلہ (۶۵) حدیث الفک کے ذریعے علم غیب پر اعتراض اور اس کا جواب؟	۱۴۱
مسئلہ (۶۶) مشکوٰۃ شریف کی حدیث کے ذریعے علم غیب پر اعتراض اور اس کا جواب؟	۱۴۲
مسئلہ (۶۷) علوم غیبیہ خداوند کریم کے ساتھ خاص ہیں یا کوئی اور بھی جانتا ہے؟	۱۴۳
مسئلہ (۶۸) غلط بیان کی ایک عبارت کے بارے میں حکم؟	۱۵۳

مسئلہ (۹۰) آنحضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھا یا والد؟	۲۰۴
مسئلہ (۹۱) گستاخ رسول ﷺ کا شرعی حکم نیز والدین مصطفیٰ ﷺ کو کافر کہنے والے کا حکم؟	۲۰۳
مسئلہ (۹۲) کیا حضور ﷺ کا میلا و بیروز کرنا بدعت ہے؟	۲۰۵
مسئلہ (۹۳) حضور ﷺ کا میلا و شریف کرنا کیا؟	۲۰۸
مسئلہ (۹۴) حضور ﷺ کی تاریخ ولادت کیا ہے؟	۲۱۰
مسئلہ (۹۵) حضور ﷺ کا میلا و اور اس میں کیا تقاضا تھا؟	۲۱۱
مسئلہ (۹۶) کیا انبیاء و اولیاء کو علم غیب کا کھانا حرام ہے؟ نیز کھانا سنا سن کر کفر یا کفر نہ ہوتا کیا؟	۲۱۳
مسئلہ (۹۷) کیا سلف صالحین سے میلا و شریف کا ثبوت ملتا ہے؟ نیز دن اور تاریخ مقرر کرنا کیا؟	۲۱۵
مسئلہ (۹۸) کیا میلا و شریف مناجات ہے یا نہ؟	۲۲۲
مسئلہ (۹۹) حضور ﷺ کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول یا ۹ ربیع الاول؟	۲۲۹
مسئلہ (۱۰۰) میلا و شریف پر اعتراض اور اس کا جواب۔	۲۳۰
مسئلہ (۱۰۱) میلا و شریف مناجات اور اس پر خوشی منانا کیا؟	۲۳۱
مسئلہ (۱۰۲) محفل میلا و اور محفل سنت خوانی کا شرعی حکم کیا ہے؟	۲۳۲
مسئلہ (۱۰۳) یوم میلا و والی مصطفیٰ ﷺ کو حدیث کہنے پر اعتراض اور اس کا جواب۔	۲۳۹
مسئلہ (۱۰۴) کیا قبروں کو جگہ کرنا جائز ہے؟	۲۳۳
مسئلہ (۱۰۵) بزرگوں کی تصاویر کو رکھنا اور ان پر فاتحہ اور پھول چڑھانا اور گھر میں لٹکانا کیا؟	۲۳۳
مسئلہ (۱۰۶) بزرگوں کے حضرات پر حق بات نہ ماننے کا شرعی حکم کیا ہے؟	۲۳۵
مسئلہ (۱۰۷) کیا نبی کریم ﷺ نے قبر کو چرنے سے منع فرمایا ہے؟	۲۳۸
مسئلہ (۱۰۸) کیا کسی کو حاجت روا کہنا شرک ہے حاجت روا وہ جس کی طاقت ازلی ابدی ہو؟	۲۵۰
مسئلہ (۱۰۹) عرس کی تعین کیوں؟ نیز ولی اللہ کی وفات کے دن قرآن پڑھنے کی معقول وجہ کیا ہے؟	۲۵۱
مسئلہ (۱۱۰) عرس اور اولیاء کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟	۲۵۳
مسئلہ (۱۱۱) مذکر صرف اللہ کے لیے ہے کیا عوام کا جہد و فیروں کی تذکرہ ماننا صحیح ہے؟	۲۵۳
مسئلہ (۱۱۲) کیا اولیاء کی تذکرات حرام ہے؟	۲۵۸
مسئلہ (۱۱۳) کیا حضرت حسن بصری کی سند روایت از حضرت علی رضی اللہ عنہ شخص ذہولک ہے؟	۲۶۰





## بسم اللہ الرحمن الرحیم کتاب النکاح

مسئلہ ۱:

شان باری تعالیٰ میں بیعت کا صیغہ استعمال کرنا کیسا ہے؟ مثلاً یوں کہنا خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں۔

سائل نور بخش پکا لڑاں

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

شان باری تعالیٰ میں بیعت کا صیغہ استعمال کرنا جائز تو ہے مگر بہتر یہ ہے کہ واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے تاکہ توحید پر دل ہو تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ "اللہ تعالیٰ کے لئے صیغہ بیعت اللہ تعالیٰ تو یا آپ؟ کہنا کیسا" کا مطالعہ کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی رضوی غفرلہ ۱۳۱۱ھ

مسئلہ ۲:

سائل نذیر احمد صاحب خانپور کٹورہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

نامناسب ہے کیونکہ ہمارے عرف میں میاں کہیں باپ کو اور کہیں شوہر کو کہا جاتا ہے اور عرف شرع پر تاجر کہتا ہے چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر مستقل ایک کتاب بنام "نشر العرف" لکھی ہے بنا بریں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال نہیں کرنا چاہئے اگرچہ عوام ان دونوں معنوں میں "اللہ میاں" نہ کہیں لیکن تاہم عرف کے خلاف ہے اسی لئے ایسے لفظ سے احتراز لازم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی رضوی غفرلہ ۱۳۱۱ھ شعبان ۱۳۱۱ھ

مسئلہ ۳:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یخضعون للہ والذین امنوا۔ ترجمہ فریب دیا جاتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو (بارہ سورۃ البقرہ آیت ۹) اس میں خادع باب مقابلہ ہے اور باب مقابلہ کا تقاضا ہے

کہ دھوکہ جائزین سے ہو۔ یہ مانا کہ منافقین دھوکہ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے یہ معنی لینا کفر ہے۔

سائل محمد بخش یار خان

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مفسرین نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں (۱) یہاں تجرید ہے یعنی باب مقابلہ کو مجرد معنی میں لیا گیا ہے جیسے "عاقبت اللص" یعنی میں نے چور کو سزا دی اس میں "عاقبت" واحد تکلم کا صیغہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ چور کو تکلم نے سزا دی لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ چور نے بھی تکلم کو سزا دی۔ اور تجرید کی بحث علم معانی میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ (۲) یہاں پر مضاف مخدوف ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل تقاریر میں اس کی تصریح ہے (۱) خازن میں مذکور ہا سوال کیا پھر اس کا جواب بھی لکھا۔ چنانچہ صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:

فان قلت کیف یخادعون اللہ فہو یعلم الضمائر والسرائر فمخادعة اللہ ممنوعة؟ قلت: ان اللہ ذکر نفسه و اراد بہ رسول اللہ ﷺ و ذالک تفخیم لاسرہ و تعظیم لشانہ و قبل ارادہ بہ المؤمنین فکانہم خادعوا للہ و ذالک انہم ظنوا ان النبی ﷺ والمؤمنین لم یعلموا حالہم۔ (۲) تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے بل المراد اما مخادعة رسولہ ﷺ علی حذف المضاف او علی ان معاملۃ الرسول ﷺ معاملۃ اللہ من حیث انہ خلیفۃ کما قال تعالیٰ ﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ﴾

(بارہ سورۃ النساء آیت ۸۰)

﴿ان الذین ینیعونک انما ینیعون اللہ﴾

(بارہ سورۃ الفتح آیت ۱۰) الخ (تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۲۷)

(۳) تفسیر مدارک میں ہے:

یخادعون اللہ ای رسول اللہ فحذف المضاف بقولہ ﴿واسئل القریۃ﴾

(سورۃ یوسف آیت ۸۲) کذا قال ابو علی رحمہ اللہ وغیرہ ای یتظہرون غیر ما فی انفسہم۔ فالخداع اظہار غیر ما فی النفس، وقد رفع اللہ منزلة النبی ﷺ حیث جعل

خداعہ خداعہ و هو کقولہ: ﴿ان الذین ینیعونک انما ینیعون اللہ ید اللہ فوق ابدہم﴾

(سورۃ الفتح آیت ۱۰) (تفسیر المدارک ج ۱ ص ۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی رضوی غفرلہ

مسئلہ ۴:

بعض لوگ اللہ میاں کہتے اور لکھتے ہیں۔ ان میں بعض مولوی بھی ہیں جبکہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ممنوع اور معیوب لکھا ہے اس سلسلے میں حق کیا ہے؟

سائل دین محمد لاہور

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضرت مولانا علی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے جو تجریر فرمایا ہے وہی حق ہے یعنی یہ کہ اسم جلالت (اسم اللہ) کے ساتھ میاں (اللہ میاں) مکتوب ہو یہ ممنوع و معیوب ہے۔ (احکام شریعت)

اضافہ اویسی غفرلہ: احکام شریعہ کا دار و مدار عرف پر ہے عرف کو اتنی قوت ہے کہ اکت اسلیہ کو ترک کر دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ اصول فقہ کی کتاب مثلاً اصول الشاشی، نور الانوار وغیرہ میں ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں تیرے گھر میں قدم نہ رکھوں گا، اس سے مراد ہوتی ہے کہ تیرے گھر نہ آؤں گا۔ یہ عرف ہے اور یہ اتفاقاً غالب ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر سے باہر کھڑے ہو کر پاؤں اس کے گھر میں رکھے نہ جائے۔ ہوگا حالانکہ لغوی معنی پر حانت ہو جانا چاہئے لیکن نہیں ہوتا اس لئے کہ لغوی معنی پر عرفی معنی کو غلبہ حاصل ہے ہاں اگر کوئی اس کے گھر میں گھوڑے، جیپ، کار وغیرہ پر سوار ہو کر داخل ہو تو حانت ہو جائے گا اگرچہ گھر میں قدم نہیں رکھا تو ثابت ہوا کہ شرعاً عرفی معنی کا غلبہ ہے۔ اب لفظ میاں کا عرف دیکھئے۔ یہ لفظ بھی بیوی کیلئے اس کے شوہر پر بولتے ہیں مثلاً کسی عورت سے پوچھا جاتا ہے کہ میاں کا کیا حال ہے؟ تو اس سے اس کا شوہر مراد ہوتا ہے کبھی خود عورت بھی کہتی ہے کہ میرے میاں یہ کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یونہی ہمارے بعض علاقوں میں اس کا اطلاق والد اور معزز شخصیت پر ہوتا ہے اور یہ اطلاق بہت مشہور بھی ہے کہ بعض میاں



صاحبان صاحب اقتدار بھی رہے ہیں وزارت عظمیٰ تک بھی پہنچے۔ بعض ملاقوں میں اس کا اطلاق بے زور اور کمزور آدمی پر بھی ہوتا ہے مثلاً کوئی اپنے کسی غائب آدمی سے کام نہیں لگا سکتا تو لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو مایاں آدمی ہے وہ بپارہ کیا کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جب ثابت ہوا کہ مایاں کا اطلاق عرف عام میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر ہوتا ہے اس لئے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ لاشعوری میں کبھی نوبت تکفیر تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ علاوہ ازیں فقہاء کرام کا قاعدہ ہے کہ جو لفظ حقوق کے لئے مستعمل ہوا ہے اللہ تعالیٰ پر استعمال کرنا کفر ہے۔ مثلاً حاضر و ناظر کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے بعض فقہاء کرام کے نزدیک کفر ہے۔ اس لئے کہ حاضر الحضور سے ہے بمعنی کسی جگہ پر مقیم اور ناظر النظر سے ہے بمعنی آنکھ سے دیکھنا یہ دونوں باتیں مخلوق کے لئے ہیں اللہ تعالیٰ ان اوصاف سے پاک ہے۔ بعض فقہاء نے تاویلاً ان کا اطلاق جائز رکھا ہے چنانچہ رد المحتار (شامی) میں ہے کہ ”اگر حاضر و ناظر اپنے معنی میں ہو تو اللہ تعالیٰ کے لئے بولنا کفر ہے اگر تاویل مستعمل ہو جائز ہے۔“ اسکی مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ”

تسکین الخواطر فی تحقیق الحاضر والناظر

(مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور) میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ فیض احمد اویسی رضوی فہرلہ

مصطلحہ

کیا کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یا نہیں؟

سائل اکبر عالمہ آباد ضلع رحیم یار خان

الجواب بھون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اس کا جواب مخالفین کے معتد علیہ مولانا عبدالحی کھنوی نے اس طرح کا سوال کر کے لکھا (الجواب) واجب تعالیٰ پر پیدا اکرواٹ شریک خود قادر نیست ہمہ جملہ متکلمین تصریح این امر میاژند کہ حلت مقدوریت امکان است پس شریک الباری نہ ممتنع است مقدور نخواهد شد و

نیز شریک الباری ممتنع است بالاجماع و قدرت الہی بر ممتنع نیست امام فخر الدین رازی و علامہ تفتازانی نویسد  
لا شی من الواجب والممتنع بمقدور لہ تعالیٰ لزوال امکان الترتک فی الاول والفعل فی الثانی انتہی

و ملا علی قاری در شرح فقہ اکبر تحریر می کنند  
قد قبل کل عام بخص کما خص قولہ تعالیٰ ان اللہ علی کل شیء قدیر بما شاء ہ  
یخرج ذاته و صفاته و مالم یشاء من مخلوقاته و ما یکون من المحال وقوعہ فی کائناتہ  
والحاصل ان کل شیء تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ والا فلا یقال ہو قادر علی  
المحال لعدم وقوعہ ولزوم کذبہ انتہی۔

و علامہ کمال ابن ابی شریف تلمیذ صاحب فتح القدیر در  
شرح رسالہ حاشیہ تصنیف استاذ خودی نویسد۔

معلق العلم اعم من متعلق القدرة فان العلم يتعلق بالواجب والممكن والقدرة اما متعلق بالممكن دون الواجب انتہی۔

اگر در قلب اختلاج این

امر شیء کہ عدم قدرت واجب تعالیٰ بر شریک الباری مستلزم عجز اللہ و ہو  
المستلزم للنقص۔

در ماب آتہ گفتہ آید کہ عدم قدریر امریکہ لائق تعلق حادث  
نباشد نقص نیست بلکہ عین کمال است در کتب کلام و فقہ صریح  
است عبد الغنی نابلسی در مطالب و قیہ می آرند  
قال المحققون المراد بالمكن مالا يجب وجوده ولاعدمه لانه فدخل مالا  
يتصور من الممكنات لا لذاته بل لغيره كمكنك تعلق علم الله تعالى لعدم وقوعه كايما  
ن ابي جهل و وقع لابن حزم ما هو بين البطلان حيث قال انه تعالى قادر على ان يتخذ ولداً

لو لم يقدر عليه لكان عجزاً و قد نقله بعض الاعبياء من المستند فانظر الى احتلال هذا  
المبتدع۔

معلوم ہوا! کہ اس مسئلہ میں اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ کلام الہی میں وجود کذب (جھوٹ) محال  
بالذات ہے خواہ کلام نفسی ہو یا لفظی لیکن نام نہاد علماء وہابی نے اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کی  
طرف ایسے بکروہ عیب کو منسوب کیا۔ جس کا تصور بھی مسلمانوں کے واسطے تنزل ایمان کا باعث ہے۔ چنانچہ  
بعض لوگ تو صرف امکان کذب ہی کے قائل ہوئے ہیں۔ لیکن بعض وقوع کے بھی قائل ہیں مثلاً مولوی  
رشید احمد گنگوہی جن کا جتنی دہریہ فتنی امام اہلسنت اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ  
کے کتب خانہ میں اب تک موجود ہے اور اس کے فوٹو اکثر علماء اہلسنت کے پاس محفوظ ہیں۔ اسے کتاب  
”دیوبندی مذہب“ میں لکھا جاسکتا ہے۔ یاد رہے کہ وقوع کذب باری تعالیٰ کا قول تو بالائقان فریق  
مخالف موجود بھی مردود ہے خواہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا ہو یا کسی اور کا البتہ ”امکان“ میں جھگڑا  
ہے یعنی کیا خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے یا محال، ہم اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا اس سے قطعاً پاک ہے  
مگر وہابیہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے (فتاویٰ رشیدیہ، جہد العقل، براہین قاطعہ  
بیکروزہ وغیرہ) جس کی تمام عبارت بلا کم و کاست ہم نے اپنے رسالہ ”دیوبندی دہریہ فتنی“ میں  
درج کر دی ہے۔ نقل اس کے کہ میں اپنے اکابر کے بتائے ہوئے دلائل پیش کروں ملف صالحین رحمہم  
اللہ تعالیٰ کے اقوال و آراء پیش کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کا دامن کس کے ہاتھ  
میں ہے۔

(۱) قاضی بیاضی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: ﴿و من اصدق من اللہ حدیثاً﴾

(بارہ آیت ۸۷ سورۃ النساء) انکار ان تكون احدا کثر صدقا منہ فانہ لا ینتظر الکذب الی  
خبرہ بوجہ لانہ نقص و هو علی اللہ تعالیٰ محال۔

(فقہ جمہ) اور کوثر زیادہ سچا ہے اللہ سے بات میں۔ اس بات کی نفی ہے کہ کوئی ایک خدا تعالیٰ سے زیادہ  
سچا ہو کیونکہ جھوٹ کسی طرح خدا کی خبر کی طرف راہ نہیں پاتا۔ کیونکہ جھوٹ عیب ہے اور وہ خدا کیلئے محال ہے

(محشی)

(۲) امام فخر الدین رازی نے یہ الزمہ اپنی تفسیر کبیر میں رقم فرماتے ہیں۔

(المسئله السادسة) قوله ﴿و من اصدق من اللہ حدیثاً﴾

ترجمہ۔ اور اللہ سے زیادہ بات میں سچا ہے (بارہ آیت ۸۷ سورۃ النساء)

استفہام علی سبیل الانکار والمقصود منہ بیان انہ یحب کونہ تعالیٰ صادقاً و ان  
الکذب والحدیث فی قولہ محال و اما المعترلة فقد ہوا ذلک علی اصلہم و اما  
اصحابا فذلہم الخ

(ترجمہ) چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول و من اصدق الایۃ بیان ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کا سچا  
ہونا واجب ہے اور کذب اور خلف اللہ تعالیٰ کے قول میں محال ہے۔ لیکن معتزلہ پس انہوں نے اس کو اپنے  
اصول پر قائم کیا ہے اور ہمارے اصحاب پس ان کی یہ دلیل ہے آخر تک۔ وہ یہ ہے کہ چیز کا حسن وقوع عقلی اور  
ذاتی ہے نیز یہ کہ منطق کو ثواب اور عاصی کو عذاب دینا خدا پر واجب ہے۔ ان اصول کو تاریخ المعقولہ  
ترجمہ سید رئیس احمد غفری میں دیکھئے۔ صفحہ ۱۲۰ اوّل فقرہ

امکان کذب کا قول کفر ہے (۱) اور وہی فقہاء علماء اسی تفسیر مذکور میں فرماتے ہیں:

فقد جوزوا الکذب هذا خطا عظیم بل یقرّب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا  
علی انہ تعالیٰ منزہ عن الکذب انتہی۔

(ترجمہ) پس یہ شک انہوں نے کذب کو جائز کیا اور یہ بہت بڑی خطا ہے بلکہ قریب کفر ہے اس لئے  
کہ علماء نے اجماع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب سے منزہ ہے۔

(۳) تفسیر خازن میں ہے ﴿و من اصدق من اللہ حدیثاً﴾ (سورۃ النساء آیت ۸۷ بارہ)

ای لا احد اصدق من اللہ تعالیٰ فانہ لا یخلف المیعاد و لا یجوز علیہ الکذب انتہی۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کوئی ہے از روئے کلام کے یعنی نہیں ہے کوئی زیادہ سچا اللہ تعالیٰ سے اس  
لئے کہ وہ وعدہ نہائی نہیں کرتا اور نہ اس پر کذب جائز ہے۔

(۵) (تفسیر روح المعانی جلد ۷ ص ۱۰۶) میں لکھتے ہیں:

الاول انہ نقص والنقص ممنوع اجماعاً والثانی انہ لو اتصف بالکذب سبّحانہ



لکان کذبہ قدیمہ اذ لا یقوم الحادث بذاتہ تعالیٰ فیلزم ان یتبع علیہ الصدق فان ما ثبت قدیمہ استحال عدمہ (مسرح مدنی ج ۱ ص ۱۰۷)

(ترجمہ) اسلئے کہ جہت نفس ہے اور نفس اللہ تعالیٰ کے لئے منسوب ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ جہت سے متصف ہو جائے تو اس سے پاک ہے تو اس کا کذب قدیم ہوگا کیونکہ حواشی کا قیام قدیم کے ساتھ محال ہے۔ تو لازم آئے گا کہ اس کا صدق محال ہو کیونکہ جس کا قدیم ہونا ثابت ہے اس کا معدوم ہونا محال۔ اس طرح اس کا جہت قدیم و تحصیل عدم ہوگا یعنی کذب کا وجوب و ازایہ صدق کے استحال و عدم کے بغیر ممکن نہیں تحقیقا لیسعی التضاد اور استحال صدق باطل جس قدر صدق واجب ہے لہذا امکان کذب منطقی ہو یا کیونکہ نفس بالحق محال ہے لہذا کذب کا امکان بھی محال ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ بالحق محال ہے عقلیات مخالفین یہ مانتے ہیں کہ کلام لغوی کلام نفسی کا جو ہے یعنی کلام نفسی کو کلام لغوی سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ ہم متقدم کے باب میں و معلوم ہے کہ بقول مخالفین کذب (جہت) کلام لغوی میں ممکن مانا جائے تو کلام نفسی میں بھی مانا جائے گا اس کے کلام منطقی ہی کلام نفسی کا آئینہ ہے پھر جو کلام میں ہے آئینہ میں بھی وہی ظاہر ہوگا اور کلام نفسی میں کذب کا وقوع نفس حق کے ذہن میں آسکتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ کلام نفسی میں کذب کہاں جبکہ مخالفین مانتے ہیں کہ کذب ممکن حادث حقوق ہے اور کلام نفسی قدیم غیر مخلوق ہے چنانچہ مختار سے حرمہ اور ایک یہی جہاز باقی سے تو ہم دل سے یہی کہتے ہیں کہ یہی وہ بانی و بانی و بانی و بانی پرانے شکاری (مقتول) ہیں ابتدا کے حال سننے ہیں۔ یہ تو مخالفین بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت قدیم یعنی واجب الابد یہ تحصیل ابدال ہے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ کذب حادث مخلوق ہے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ حواشی کا خدا تعالیٰ سے قیام محال ہے۔ چنانچہ (مسرح مدنی ص ۱۰۷) میں ہے:

یتبع قیام الحوادث بذاتہ تعالیٰ

(ترجمہ) ذات باری تعالیٰ سے حواشی کا قیام محال ہے اس طرح (مسرح مدنی ج ۱ ص ۱۰۷) میں ہے اور ان کے علاوہ کلام کی کتابوں میں اس طرح موجود ہے۔ اور مخالفین یہ بھی مانتے ہیں کہ جو قدیم ہو تو اس کا عدم محال ہے چنانچہ (مسرح مدنی ج ۱ ص ۱۰۷) میں ہے و ما ثبت قدیمہ استحال عدمہ ان تمام معاملات کو سامنے رکھ کر اب مخالفین سے پوچھا جائے کہ کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ممکن ہے تو وہ اس

کی صفت ہوگی کیونکہ ہر فعل اگر چہ امکانی ہو وہ فاعل کی صفت نہیں رہتا ہے اس بناء پر اللہ تعالیٰ کی ذات کو کذب سے متصف کرنے پر اس کی قدامت ماننا لازمی ہوگا اور اس کی تمام صفات قدیم ہیں حالانکہ کذب کو مخالفین بھی حادث مخلوق مانتے ہیں اور پھر یہ بھی مان چکے ہیں کہ حواشی کا ذات باری تعالیٰ سے قیام محال ہے نتیجہ نکلا کہ ذات باری تعالیٰ کے لئے کذب تحت قدرت ماننا لازمی اور ضروری ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مخفر

مسئلہ ۶۰

موجہ کے کہتے ہیں اور اس کے کیا معنی ہیں؟

سائل حسن نواز جلد نکات

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

موجہ وہ انسان ہے جو خداوند کریم کی ذات الہیہ کو واحد الاثر یک و قدیم دل سے یقین کرے اور زبان سے بھی اقرار کرے اور اس کے احکام ادا کرنے میں رانی مجرول و آنکھ ابھرا ہوا نہ ہو اور ہر ایک امر میں اسی پر مجرور نہ کرے اور سب چھوڑنے سے گناہوں سے پاک و صاف ہو چنانچہ کتاب محاسن الاہرار میں مذکور ہے:

ولیس المراد بالموحد من یقول بلسانہ لا الہ الا اللہ فقط و کمال التوحید

الاستقامۃ علی فعل المأمورات و ترک المنہیات الخ و یتروک الذنوب و السبائت و

بحسب صغیرھا و کبیرھا و قلیلھا و کثیرھا و ہذا هو الایمان الحقیقی و التوحید الحقیقی

(کتاب محاسن الاہرار ص ۶۹)

(ترجمہ) یعنی موحد اس کو کہیں کہتے جو صرف زبان سے لا الہ الا اللہ کہے بلکہ کمال دہیہ ہے کہ احکام شریعت کی پابندی اور ممنوعات سے کنارہ کشی اختیار کرے اور چھوڑنے سے گناہوں سے اجتناب کرے اور اسی کا نام توحید یقین اور ایمان حقیقی ہے۔ لیکن اسلام میں محبوب لفظ مسلم و مومن ہے اس لئے خود

کو موحد کہلوان پرعت ہے یا خصوص آبی کل و بانیوں کا شعار ہے قدیمہ خود پر اس اخلاق سے بچے بلکہ یہ اخلاق معتدل نے اپنی خصوصیت و امتیاز کے لئے اختیار کر رکھا ہے اور نہ وہ میں تجدی و بانی اپنے لئے اختیار کرے ہیں کہ اپنی بعض چیزوں کے ساتھ تو کچھ کہتے ہیں تو حید یہ مسجد و غیرہ وغیرہ۔ پوچھا یہ درست و بانیہ ہے۔ اسی لئے وہی قدیمہ نام مسلمان اور اسلام بہتر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مخفر ۱۳۸۸ھ

مسئلہ ۷۰

(۱) کیا خدا تعالیٰ کا وجود ہے؟ یعنی باوجود کون ہے؟ (۲) خدا پر شخص کا لفظ بولنا جائز ہے کہ نہیں؟ و شافعی الدین کی متبعین میں بعض جہتہ نے یہ لفظ بولا ہے۔

سائل مجدد

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(۱) خدا تعالیٰ کا وجود یقیناً ہے مگر باوجود کون کون ہے؟ اس کی ذات منہ دو پاک ہے۔

(۲) لغت کی کتاب میں بھی لکھی گئی ہے کہ کوئی ایسا معنی نہیں ملا جس معنی میں یہ لفظ خدا پر بولا جاسکے۔

ممکن ہے کوئی ایسا معنی ہو۔ لیکن بہتر ہے کہ لفظ شخص اللہ تعالیٰ پر استعمال نہ کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مخفر ۳ مورخہ ۱۳۸۸ھ

مسئلہ ۸۰

گرامی قدر حضرت مولانا صاحب غفرلہ تعالیٰ!

السلام علیکم۔ براے کرم مندرجہ ذیل مسائل و مضامین پر قرآن و سنت کی روشنی میں مختصر مگر آسان تر الفاظ میں مدعا عامہ کے پیش نظر جو تقریب شائع کر کے انشاء اللہ مسلمانوں تک بذریعہ رسالہ شائع ہدایت صفت پہنچانے کی کوشش کی جائے گی تو فی صادر فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے یہ خیال رکھیں کہ غور و فکر اور سچائی کو آسانی سے سمجھا سکے۔

(۱) اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ و قرآن مجید کے متعلق سمجھیں کہ ایک ایسا آدمی جس نے یہ اساتے پاک سے شک نہیں وہ یہ کھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کیا چیز ہے اور حضرت محمد ﷺ اور قرآن مجید کیا ہیں؟

(۲) ایمان، کفر، اسلام اور مسلمان کی کیا کیا تعریف ہے؟

(۳) نماز کس چیز کا نام ہے؟ خدا عز و جل و حبیب خدا ﷺ کو کس قدر باری ہے؟

(۴) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی صرف خدا کے رسول ہیں یا ان سے قبل بھی کوئی رسول اور نبی دنیا میں آئے؟ تقریباً کتنے؟ قرآن مجید میں کن رسولوں اور انبیاء کا ذکر ہے؟ آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی رسول آیا ہے؟ کیا ہے؟

(۵) اس دنیا کا قیام کبھی ہوگا یا نہیں اور اس کے بعد کون سا دن اور زمانہ آئے گا؟ اس دن اور زمانہ میں خدا عز و جل اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا حکم ماننے والے یعنی اسلام پرست کہیں ہوں گے؟ اور جو خدا عز و جل یا رسول ﷺ یا ان کے احکام کو نہ مانے والے ہوں گے ان کا کیا شر ہوگا؟

(۶) کیا مسلمان ہونے کے لئے کچھ چیزیں ضروری ہیں؟ مسلمان ہونے کے بعد کون سے خصوصی احکام ہیں جن کو ماننا اور ان پر عمل کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا انسان کے زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے؟

(۷) علاوہ انہی و انہی اس اور بے دوشی سے کیا زندگی میں (وقت بوش سے مرے تک) کسی وقت کی نماز، معاف بھی ہے؟ مسلمان اور کافر کے درمیان ظاہری فرق کس قدر ہے؟ پتہ چلتا ہے؟

براے کرم صفحہ کے دونوں اطراف میں لکھیں اور جی الودع مختصر ہوں۔

سائل احقر العباد عبد الجلیل مفتی عبد

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

کرمی جناب مولانا صاحب سلمہ الکریم

سلام مسنون گرامی نامہ تشریف لایا ہے حضور و نبیوں کے باوجود آپ کے سوالات کے جواب حاضر ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے یعنی وہ ایسی آستی ہے جو قدیم ہے جس کی ابتداء ہے نہ انتہا، ہماری مخلوق اور اس سے دورا اور اہم ہے تمام کائنات کا خالق ہے ہر ایک شئی اس کی محتاج ہے وہ کسی کا کائنات نہیں مگر یہ تفصیل بہار شریعت حصہ اول میں دیکھیں۔







حالیٰ کل شیء فاعلمذوہ (ج: پارہ ۱۷ آیت ۱۰۲ سورہ انعام)

خدا ہے کائنات کے ان کو جو ہو۔ لفظ کل استغراق کے لئے ہے اور استغراق میں اصل استغراق حقیقی ہے لہذا ان بات کو کہ بلا تخصیص خدا تعالیٰ کا کائنات کے ہر فرد کا خالق ہے خواہ وہ فرخیر ہو یا شر۔ اس مسئلہ پر یہ شبہ وارد ہو گا کہ خدا تعالیٰ کو خالق شرمانے کی صورت میں اس کا شر ہو گا اور نہ آئے گا

تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا

اس شبہ سے بچنے کے لئے یقین کو تخلیق کا کام تیسرے مرتبہ یا تخلیق کے خدا کو دینے کی اور تحقیق شر اپنے ذمہ لے لی جو یہاں نے وہ خدا نے خالق کے کام میں وہ ان اور خالق شر کا بیزن رکھا لاکہ ذرا سے غور و تأمل سے واضح ہو گا کہ یہ شبہ منطقی معنی لغو ہو گا ہے اس لئے کہ شر وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ شر قائم ہو نہ کہ وہ جو اس کا خالق ہو۔ وضاحت کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں مثلاً ہمارے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے ہم خود تو بیٹھے رہتے ہیں مگر اسے بچے کے کھڑا کر دیتے ہیں اگرچہ اس کے کھڑے ہونے کا سبب ہم بنے ہم نے اسے کھڑا کیا مگر یہ ہم نہیں بلکہ اسے کھڑا کرنے کا یہ کہ ہم اس میں پایا گیا نہ کہ ہم میں۔ خدا تعالیٰ نے شر کو پیدا کیا مخلوق کے جن افراد میں وہ چلی جائے گی انہیں شر کرنا پڑے گا نہ کہ خالق کو شر کرنا پڑے گا اس لئے کہ شر کا قیام خدا تعالیٰ سے نہیں۔ مزید تفصیل فقیر کی تفسیر اویسی جلد اول (مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہار پور) میں ملاحظہ ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی نمبر ۲۴ رمضان ۱۳۹۳ھ

مسئلہ ۱۴

اگر قبلہ کی تعریف ہے اور بدعتی کس کو کہتے ہیں؟

(سائل بشیر حسین، بانی ضلع جتان)

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اہل قبلہ وہ لوگ ہیں جن میں ایمان ہو اور ایمان کی تعریف فقہائے کرام نے یوں فرمائی ہے:

تصدیق بالقلب والقرار باللسان۔ اور ایمان کی حقیقت کا دار و مدار ان امور میں ہے جو ایمان مفصل

میں ہیں یعنی:

امت باللہ و ملکک و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ  
یعنی مہر ہے شان کی معرفت فرشتوں کا وجود اور ان کے اقسام اور ان کے مقامات کی معرفت اور کتب  
مزیلہ کی واقفیت اور انبیاء کرام اور رسل نظام کی معرفت و شر و خیر کی معرفت اور نیکی بدی جو کچھ ہے سب اس  
کی تقدیر میں ہے۔ اور فتاویٰ معیار الحق ص ۳ میں لکھا ہے کہ:

التصدیق بما جاء بہ النبی من عند اللہ

اور جس میں حرف اقرار زبان کا ہو وہ منافق ہے

لقولہ تعالیٰ: ﴿اذا جاءک المنافقون قالوا باللہ﴾ بالصمیم علی خلاف ما فی قلوبہم

﴿نشهد انک لرسول اللہ﴾ (تفسیر حلالین پارہ ۲۸ آیت ۱ سورہ المنافقون)

و بقولہ تعالیٰ: ان المنافقین فی الذکرک الأسفل من النار (پارہ ۵ آیت ۱۴۵ سورہ النساء)

اور یہودی بیت المقدس یعنی مغرب کی طرف اور نصاریٰ شرق کی طرف نماز پڑھتے تھے اور اسی کو نیکی سمجھ کر  
اپنے آپ کو اہل قبلہ کہلاتے تھے تو ان کے وہ خیال باطل کو خداوند کریم نے بایں طور فرمایا

لیس الیز ان تولوا و نحوہکم قبل المشرق والمغرب ولیکن الیز من

امن باللہ الخ

(پارہ ۲ آیت ۱۷۷ سورہ البقرہ)

یعنی فرمایا کہ یہی نیکی کی بات نہیں کہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرو بلکہ نیکی وہ ہے کہ  
اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ اور تمام کتب سابقہ و شر و شر فرشتوں و نبیوں پر یقین رکھو اور ان کے ضمن میں بہت سی  
چیزیں ہیں جن کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اور علامہ فخر الدین رازی صاحب اپنی تفسیر کبیر  
میں تحت آیہ کریمہ اہل قبلہ کی تعریف یوں لکھتے ہیں:

ان استقبال القبلة لا یكون برا اذا لم یکن عارفة معرفة اللہ و انما یكون برا اذا اتی بہ  
مع الایمان و سائر الشرائط

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی معرفت نہ ہو تو صرف استقبال قبلہ کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ استقبال قبلہ تو اس وقت نیکی ہے  
جبکہ یہ ایمان اور اس کی شرائط کے ساتھ ہو۔ گ

کیونکہ دار و مدار اعمال صالحہ کا ایمان پر ہے اور اہل قبلہ کی تعریف حضرت ملا علی قاری یوں فرماتے ہیں:

ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو ضروري بات الدين الخ۔

تحقیق اہل قبلہ وہ ہیں جنہوں نے اتفاق کیا ہے ان چیزوں پر جو ضروریات دین سے ہیں۔ جیسے نماز اور  
اجساد کا حادث ہونا اور علم الہی کا محیط ہونا جو نیات اور نیت کا اور جو اس کی مشیت میں اور اگر کوئی شخص ہمیشہ  
عبادت کرتا رہے اور ضروریات دین سے انکار کرے تو وہ شخص مسلمان نہیں ہوگا اور کتاب و رد المحتار ص  
۵۸۹ میں لکھا ہے:

و کل من کان من اهل قبلتنا لا یکفر بها ای ما لدعته المذكورة البیسة علی شہیة اذ  
لا خلاف فی کفر المخالف لضروریات الاسلام

یعنی جو شخص ضروریات دین کا منکر ہو اس کے کفر میں کسی کا اختلاف نہیں اگرچہ وہ تمام ضروریات میں  
مصروف رہے۔ اور فتاویٰ معیار الحق ص ۹ میں لکھا ہے کہ رد المحتار میں ہے:

مستدع ای مدعہ وہی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعادلة بل بسوع شہیة۔  
یہ تعریف اہل بدعت کی ہے کہ بدعت یہ ہے کہ معتقد ہونا خلاف اس کے جو معروف ہو رسول کریم ﷺ  
سے قال الشیخ جیسے شیعوں کا پاؤں پر مس کرنا اور مسخفین سے انکار کرنا (رد المحتار) مگر یہ خلاف سبب  
عتاد کے نہ ہو بلکہ شبہ کے ہو:

قوله لا بمعادلة اما لو کان معادلا للادلة القطعية النی لا شہیة له فیہا اصلا کانکار  
حدوث العالم و نحو ذلک فهو کافر قطعاً (رد المحتار)۔

الغرض منکر حشر اور منکر قیامت کافر اور گمراہ ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کفوله ان اللہ تعالیٰ  
جسم کالاجسام و انکار خلافت عمر و الصدیق اور صاحب شامی و خلاصہ نے یوں لکھا ہے و ان  
انکر خلافت الصدیق اور عمر فهو کافر۔ یعنی اگر کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ  
عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو بے شک وہ کافر ہے اور صاحب شفا، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے  
کہ جو شخص حضور علیہ السلام کی شان اور علم و ذات و احکام میں کتہ چینی کرے یا مہربان گویا یا حقیر سمجھے یا کسی  
کو مانے اور کسی کا انکار کرے یا آپ کے لباس مبارک کو برجانے یا آپ کے رجب کو گھٹانے تو بے شک ان

صورتوں میں کافر ہو جاتا ہے اور کتب عقائد و کتب فقہ میں لکھا ہے کہ جو شخص کفر یا کبیرہ یا صغیرہ کو حلال سمجھے یا

ہاکہ جائے یا کسی قسم شریعت پر استہزاء اور دخول کرے یا جس قسم کا شہوت اجماع امت سے ظاہر ہو چکا ہو اس  
سے انکار کرے یا کسی نبی علیہ السلام کی شان کو اپنی شان سے نیچا جانے یا حضور ﷺ کے اسم مبارک کو بے  
ادبی سے پکارے یا صاحب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علمائے عظام کی اہانت کرے یا کسی کافر، مبتدع  
کے اعمال و اقوال بد کو اچھا سمجھے یا شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی  
خلافت سے انکار کرے یا ان پر طعن اور تہرے سکے یا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر طعن کرے اور  
کہے کہ اس نے قرآن مجید سے چند سورتیں نکال دی ہیں اور قرآن مجید کو اس صورت میں ناقص تصور کرے یا  
حضور ﷺ کی ذات کو خاتم النبیین تصور نہ کرے یا حضور ﷺ کے بعد کسی اور کو بھی نبی تصور کرے اور  
انکار حضرات انبیاء علیہم السلام و انکار معراج جسمی حضور ﷺ و کرامات اولیاء کرام کرے یا خداوند کریم کی  
ذات کیلئے کوئی جہت مقرر کرے یا انکی ذات کی اوصاف حادث سمجھے یا قرآن کریم میں لفظی یا معنوی تعریف  
کرے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انبیاء سے بہتر تصور کرے تو ان تمام صورتوں میں انسان بے دین ہو جاتا  
ہے۔ چنانچہ تصانیف حضرت علامہ مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجدد مائتہ حاضرہ و فتاویٰ عالمگیری  
در مختار و جوہر نیر و شرح قدوری و اشباہ و نظائر و بحر الرائق و تبیین الحق و خزینۃ المستغنی و عقود در یہ حکم  
المرتدین میں ملاحظہ فرمائیں:

الروافض کفرة جمعا بین اصناف الکفرة منها انهم ینکرون خلافة الشیخین و  
منها انهم یسبون الشیخین سود اللہ و جوہم فی الدارین فمن اتصف بواحد من هذه

الامور فهو کافر الخ ملقطاً۔ (العقود الدریۃ جلد ۱ ص ۹۳۰۲ مطبوعہ مصر)

اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا ترک نہیں پاسکتا چنانچہ در مختار میں مذکور ہے

موانعہ الرق و القتل و اختلاف الملتین اسلاما و کفرا (در مختار ص ۲۳۸)

اور عالمگیری میں ہے کہ المرتد لا یرث من مسلم و لا من مرتد کذا فی المحیط

(عالمگیری جلد ۶ ص ۳۵۸)

اور برجنیدی شرح فتاویٰ ظہیر یہ میں ہے کہ یہ لوگ رافضی ہیں بوجہ عقائد کفریہ کے اسلام سے خارج ہیں۔



و هؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام و احكامهم احكام المرتدين كذا في الطهريه  
اور مجمع الانهر میں ہے کہ

من شك في كفره و عذابه فقد كفر (مجمع الانهر جلد ۱ ص ۹۱)  
یعنی ہمسیم کفر ہے اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے اور اس طرح شفا شریف میں ہے اور بحر ابراق میں  
لکھا ہے کہ جو مبتدع کی بات پر راضی ہو جائے وہ بھی ان میں شمار کیا جائے گا۔

من احسن كلام الهوى و معوى او كلام به معنى صحيح ان كان ذالك كفرا من القائل  
كفر المحسن اور بعض لوگ بے ساختہ بے ادب کرتے کہ

من صلى صلواتنا و استقل قننا و اكل ذبيحتنا فذلك المسلم  
جو ہماری ہی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کا استقبال کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے پس وہ مسلمان ہے تو یہ کہاں کا  
کہاں تک صحیح مانا جائے گا جبکہ کتاب ہمارا اسلام و کتاب سنت ہے یہ امر متفق ہو چکا ہے کہ ہجر و استقبال  
قبلہ کے مسلمان ہو سکتا ہے اور نہ ہاں جو انکار ضروریات دین مومن بن سکتا ہے۔

و الله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ ۱۲

ایک شاعر کہتا ہے اللہ کا پہلا خیال تو ہے۔ یہ خطاب حضور ﷺ کو ہے اس سے شاعر کا  
ارادہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق میں سب سے پہلے حضور ﷺ کو پیدا فرمایا کسی نے کہا ہے کہ شاعر کا  
مقصد نیک ہے لیکن بعض صاحبان شاعر کو طاعت کرتے ہیں۔

سائل مہد الجمیہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

شاعر کا مقصد مذکور صحیح ہے اور اہلسنت کے عقیدہ پر ہے لیکن اس میں غلطی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر الفاظ  
خیال کا اطلاق کیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ پر ایسے الفاظ کا اطلاق ناجائز ہے جو حد و ث پر ولایت کریں۔ مثلاً یکن

نے اپنے سبب سے شین بندہ ویا کرتے تھے بہت اسباب بتائے ہیں لیکن جو نعمت خواہ اور  
شعرا و محدثین سے چھ گنگا کہ ہے میں نہیں اپنی اہمیت نہیں کی فخر کرتی چاہیے۔ (ازحمی منہ اتا ہے وضو ہو  
کر پھر اس پر اور اشعار کثرت اور بیانی لفظ میں نصف اسی کو پیش کیا ہے کہ اللہ کے خود کو بحر میں  
شیں کرتے ہیں۔ اگر صرف اوصاف رشتہ سے خدا صلی علیہ وسلم۔ ﷺ کا نظر ہو تو یہ جان رہی اللہ من  
اور بحر و اقیانوس رمل ﷺ کے ساتھ احن نصیب ہوگا۔ اللہ پر لفظ عشق کا اطلاق ناجائز ہے امام احمد رضا  
خان محدث بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو عشق اور حضور پر نور ﷺ کو معشوق کہنا کیسا  
ہے اس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ ناجائز ہے کہ معنی عشق اللہ عزوجل کے حق میں عاقلی ہے اور ایسا  
لفظ بے درویشی حضرت عزت کی شان میں ہونا ممنوع قطع ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۱ ص ۱۸۰)  
(۱) کتاب انوار اعمال از باراد میں حالے شوائع و افانف سے نقل کیا ہے۔

لو قال انا اعشوق الله او يعشقني فستدع (ترجمہ) اگر کہا جائے کہ میں اللہ کا عاشق ہوں یا  
کہ اللہ تعالیٰ کا معشوق ہوں تو ایسا شخص بدعتی ہے۔ چونکہ بدعتی بدعتی بدعتی ہے اس کا مذہب جواز کا  
ہے اگر کسی نے شاعر کو اس بدعتی کے ساتھ قیامت میں لکھنے کا شوق ہوا اور اس کا مذہب پیارا لگتا ہو تو بے  
شک ہے کہ وہ حاضر میں کچھ شعرا، جاہل ہونے کے ساتھ ساتھ مذہبی بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عشق لفظ  
محبت کے معنی میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ محبت واجب ہونا چاہئے تو پھر اس پر لفظ عشق کیونکر  
ناجائز ہے اس کا جواب یہی ہے کہ میں وہی اسی بدعتی بدعتی بدعتی ہے وہی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دلیل  
ایسے شاعروں کے دلوں میں اٹھنے لگی ہے ورنہ ان جاہلوں کو کیا معلوم کہ بدعتی کی کون سی بدعتی  
مذکور نے تفسیر کھٹک میں دیکھ لی تھی کہ

ثم اذا ثبت اجراء محبة العبد لله تعالى على حقيقيتها لغة فالمحبة هي اللغة اذا ناكحت  
سميت عشقا الخ۔

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ پر محبت میں حقیقی معنی پر محبت کا اطلاق جائز ہے تو عشق بھی جائز ہے کیونکہ محبت  
زیادہ و کم از وہ عشق ہی ہے۔

ہمارے علماء کرام احناف و شوافع اور غیر رحمہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس اطلاق کی سخت مخالفت فرمائی ہے اس کے

لفظ خیال حادث ہے کہ دل میں آیا اور یہ گویا اس کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی جملہ  
نعمت قدیمہ اور انعامات و امانتیں، پس اس لئے ہمارے علماء کرام نے اللہ تعالیٰ سے کذب و غیرہ کا صدور و  
تقریر متنبہ کیا ہے اس میں بھی محبت ہے ہر حال شاعر کو ایسے اطلاق سے احتراز کرنا چاہیے اور خیال کے  
بجائے ارادہ یا اس کا کوئی ہم معنی ادا کرنا چاہیے تاکہ شرعی اصول کی وجہ سے اس کی گرفت نہ ہو یا پھر کسی کی بناء  
پر جائز ہے کہ شاعر اشعار دیتے بنا کہ جو اصول شرع کے خلاف نہ ہوں ورنہ وہ اس کی وجہ سے گرفت میں  
ہے و الشعر انما يتبع العلم (سار و قریب ۱ ص ۲۲۵ سورہ الشعراء)

و الله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ ۱۴

اللہ تعالیٰ سے قسم کھانی ہے یا قسم کھانا ہے کہنا جائز ہے یا نہیں؟

سائل اشرف، دل ناؤں کی بہاول پور

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ناجائز ہے یوں کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرماتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کھانا چنانچہ مخلوق کی صفت  
ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔

و الله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۳ شوال المکرم ۱۳۹۱ھ

مسئلہ ۱۵

کیا اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنا ناجائز ہے بعض شعرا کے کلام میں وارد ہوا ہے؟

سائل شاہ احمد پور

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

دور حاضر میں الحمد للہ لغت خوانوں اور شعرا کی بہتات ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس

رو میں تصریح ہے چنانچہ "الانصاف" میں علامہ احمد بن الحسین نے بدعتی کی خوب خبر لی اور اس اطلاق  
کا انکار استاد الحرمین علامہ ابن حجر کی قدس سرہ سے "الاعلام" میں بھی منقول ہے۔

و الله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۹ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ

حیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۶

انک میت و انهم میتون۔ (بارہ ۲۳ آیت ۳۰ سورہ قمر)  
فرقہ و بابہ یہ کہتا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ مر چکے ہیں اور وہ کچھ لہا د  
نہیں دے سکے اور ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام۔

سائل عبدالغفار

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(۱) ہمارے ہاں آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ بے شک میرے حبیب آپ اس عالم سے انتقال فرمائے  
والے ہو اور وہ کافر مرنے والے ہیں۔

(۲) موت کا معنی: (کتاب مجمع الانحار جلد سوم و مفردات راغب ص ۴۹۲)  
میں موت کے کسی معنی بیان کیے گئے ہیں اور یہاں پر معنی نقل مکانی و تبدیلی حالات کے ہیں۔

(تفسیر عرائس البیان جلد ۲ ص ۱۹۹) میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب  
ﷺ آپ انوار و تجلیات البیات میں مستغرق اور جو کر حیات ابدی کے مراتب کا انتہاء حاصل کرنے  
والے ہیں اور وہ نا آشنا ہے دین اس نعمت سے محروم رہ کر جہنم میں جانے والے ہیں۔

(۳) حدیث شریف (۱) میں آتا ہے کہ مومن کو فنا نہیں بلکہ اسے حیات ابدی حاصل ہوتی ہے  
المومن لا یفنی بالموت حقیقۃ بل هو حی بالحیۃ الابدیۃ (الحدیث)

حدیث شریف (۲) (شرح برزخ ص ۲۸) اور اس کتاب کے (ص ۲۹) میں حدیث مرفوعہ بایں معنی  
وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایماندار لوگ تم فنا کیلئے نہیں ہوتے ہمیشہ کی حیات میں داخل ہونے



والے ہو اور موت تمہاری یہ ہے کہ جیسے ایک گھڑے دوسرے میں پلے جاتا ہو یعنی ان منتقل من دارہ الی دارہ الاخری (الحدیث) اور کبھی موت بمعنی حیات آتا ہے مثلاً موتوا قبل ان تموتوا قرآن مجید میں ہے کہ لم تمت فی منامہا۔ (بارہ ۲۴ آیت ۴۲ سورۃ زمر)

**فائدہ** ان تمام لائل سے ثابت ہوا کہ موت بمعنی اخراج روح کے ہی نہیں آتا بلکہ موت حیات ابدی کے حاصل کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے مثلاً قرآن مجید میں وارد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہیں انہیں مرد و مت خیال کرو اور ان کو مردہ مت کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں روزی کھاتے ہیں فوجین و پیسپشرون کے انعامات پر ہے حد خوش ہوتے ہیں پس جبکہ شہداء مجاہدین جن کا کئی درجہ مرتبہ اہل بیت سے کم ہے اور ادنیٰ ہے اور ان کیلئے زبان سے مردہ اور دل میں مردہ خیال کرنا منع اور حرام ہے تو انبیاء علیہم السلام اور خاص کر آقائے نامدار علیہ السلام کو مردہ کہنا تو ہر حال میں حرام اور منع ہے۔

#### آیات قرآنی

(۱) ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء۔

(بارہ ۲ آیت ۱۴۵ سورۃ البقرۃ)

(۲) ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات بل احياء عند ربہم یرزقون

(بارہ ۴ سورۃ آیت ۱۶۹ ال عمران)

#### حدیث شریف

حدیث شریف میں آتا ہے کہ المحاہد من جہد نفسه فی طاعة اللہ یعنی مجاہد وہی ہے جس نے جہاد کیا اپنے نفس سے اللہ کی اطاعت میں (مشکوٰۃ شریف جلد اول باب الامان)

**فائدہ** ایسے ان تمام لائل سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام سب کے سب زندہ ہیں انہیں مردہ کہنا یا مردہ تصور کرنا پرلے درجہ کی بے ایمانی ہے اور گمراہی ہے۔

#### واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳ رجب الاول ۱۴۳۱ھ

#### مسئلہ: (۱۷)

قرآن مجید میں ہے کہ انک میت و انہم میتون

(بارہ ۲۳ آیت ۳۰ سورۃ زمر)

یعنی اسے نبی آپ بھی مرنے والے ہیں اور وہ کفار بھی مرنے والے ہیں دیکھئے اس آیت مبارکہ میں آنحضرت ﷺ کو میت کہا گیا ہے اور میت صفت مشہ کا صیغہ ہے جس کا ثبوت موصوف کے لئے دلیلی ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ موت سے دائمی متصف ہیں اور آپ کو موت سے غیر متصف ماننا صفت مشہ کے معنی کے خلاف ہے؟

سائل عبدالحفیظ سندھ

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

آیہ مذکورہ مناطق کی اصطلاح میں قضیہ مطلق عامہ ایک ایسے قضیہ کا نام ہے جس میں محمول موضوع کے لئے کسی نہ کسی وقت ثابت ہوتا ہے پھر مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی نہ کسی وقت موت ثابت ہے اور یہ ہرگز اہل سنت کے عقیدے کے خلاف نہیں بلکہ ان کے مسلک کے بالکل مطابق ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ دائمی موت سے موصوف ہیں پھر تو یہ قضیہ دائرہ مطلق ہو جائے گا اور دائرہ مطلق مطلق عامہ کی تفسیر ہوتا ہے۔ پھر تو اس طرح اجتماع قضیہین لازم آئے گا جو محال ہے۔

**جواب (۲)** صفت مشہ میں نجات کے دو مذاہب ہیں ایک محققین کا دوسرا جمہور نجات کا، اہل تحقیق کہتے ہیں اس میں حدوث اور دوام اور استمرار دونوں نہیں ہوتے بلکہ مطلق انصاف ہوتا ہے جو مرتبہ اشتراک میں ہے چنانچہ صاحب متن تین فرماتے ہیں والحق

ان المراد بالثبوت مطلق الانصاف نعم عند قرینۃ الاستمرار

یعنی تحقیق یہ ہے کہ صفت مشہ کی تعریف میں ثبوت سے استمرار مراد نہیں بلکہ مطلق انصاف مراد ہے ہاں اگر قرینۃ استمرار ہو تو پھر استمرار مراد لیا جائے گا۔ نجم الامم المعروف بالرضی شرح کافہ میں اسی رائے کی تائید کرتے ہیں اس معنی پر حضور ﷺ کے لئے مطلق موت کا ثبوت ہے اور اس کے ہم قائل ہیں لیکن آن کی آن مجروری شان اعلیٰ شان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے

لیکن ایسی کثرت آتی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسانی ہے اسکی تفصیل فقیر کی شرح حدائق بخشش میں پڑھے۔

#### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۳ جمادی الاخر ۱۴۳۱ھ

#### مسئلہ: (۱۸)

کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام جو آج کل مروج ہے بدعت ہے قلہذہ اس کا ترک ضروری ہے؟

سائل عبدالخور

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

الہست میلا و شریف بلکہ ہر تقریر کے بعد سلام و قیام کرتے ہیں اس پر بھی مخالفین کو اعتراض ہے حالانکہ مکمل میلا و میں ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو کر حضور اقدس ﷺ کی پارگاہ و یکس پارہ میں یہ صلوٰۃ و سلام پیش کرنا باعث رحمت و برکت اور اجر و ثواب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما ۵

(بارہ ۲۲ آیت ۵۶ سورۃ الاحزاب)

(ترجمہ) بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی ﷺ پر اسے ایمان والو! نبی ﷺ پر تم بھی درود و سلام بھیجو اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو کام کرنے کا حکم دیا ہے ایک نبی ﷺ پر درود بھیجنا۔ فور بھیجئے کہ صلوا کے بعد صلیبہ نہیں فرمایا اور سلموا کے بعد تسلیما مفعول مطلق بیان فرما کر سلام کے پڑھنے میں تاکید فرمادی کہ سلام ضرور پڑھنا کیونکہ مفعول مطلق کی اصل غرض تاکید ہے چونکہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ سلام پڑھنے کے سحرین اور پڑھنے والوں کو روکنے والے پیدا ہوں گے اس لئے اس نے ایمان والوں کو تاکید فرمادیا کہ ایمان والو! تم کو دو کام دیے ہیں لیکن تم کو سلام ضرور پڑھنا اور بار بار پڑھنا بھم اللہ تعالیٰ مؤمنین اس حکم الہی کی تعمیل دل و جان سے کر کے بے شمار رحمتیں و

برکتیں حاصل کرتے ہیں کیونکہ صلوٰۃ و سلام کا فرمان ایمان والوں کے حصے میں ہے۔

#### صلوٰۃ و سلام کے فضائل از احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم علیہ التیات و التسلیم اس حالت میں تشریف لائے کہ پیڑہ القدس سے خوشی و مسرت کے آثار خاص طور پر نمایاں تھے۔ فرمایا میں اس وجہ سے مسرور ہوں کہ میرے پاس حضرت جبریل امین آئے اور عرض کی:

فقال ربک ان یقول اما یرضیک یا محمد ان لا یصلی علیک احد من امتک الا صلیت علیہ عشر اولا یسلم علیک احد من امتک الا سلمت علیہ عشر اقلت بلی

(سنائی دارمی، جامعہ مشکوٰۃ ص ۸۶ کنز العمال ص ۱۸۱ جلد ۲)

انہوں نے کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے اسے جس نے صلی علیہ وسلم کیا آپ اس پر راضی ہیں کہ آپ کی امت کا کوئی شخص آپ پر درود بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجوں اور آپ کی امت کا کوئی شخص آپ پر سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں (فرمایا) میں نے کہا کیوں نہیں (میں اس پر راضی ہوں)۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص آپ پر درود اور سلام ایک مرتبہ بھیجتا ہے اس پر دس مرتبہ اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور دس مرتبہ اس پر اللہ سلام بھیجتا ہے۔ اور کثر اعمال میں انہی سے روایت ہے اس میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار سلام بھیجیں گے۔

(جلد ۲ ص ۱۸۱)

معلوم ہوا کہ درود و سلام پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فرشتے ان کے لئے دعاے رحمت کرتے ہیں اور ان پر سلام بھیجتے ہیں۔

(۲) حضرت ابن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ قال من سلم علی عشر افکنا انما اعتق رقبة نسی

یعنی جس نے مجھ پر دس مرتبہ سلام بھیجا یہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے بردہ آزاد کیا۔

(۳) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الصلوٰۃ علی النبی ﷺ امحق الذنوب من المار بالارد للنار والسلام علیہ افضل من



عقن الوقاب - (شفعا شریف ج ۲ ص ۶۱) حضور ﷺ پر درود پڑھنا گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح شمشاد پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آپ پر سلام پڑھنا درود آزار کرنے سے افضل ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملكة سياحين في الارض يبلغون عن امتي السلام۔

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ملائکہ سیاحین سلام پڑھنے والوں کی تلاش کرتے ہیں اور پھر ان کا سلام ہمارے پاس پہنچا دیتے ہیں۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال قال رسول الله ﷺ ما من مسلم يسلم على في شرف و غرب الا انا و ملكة ربي نرد عليه السلام (حلاۃ الاقيام ابن فيہ ص ۳۵)

حضور ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان مشرق و مغرب میں ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام بھیجے اور میں اور میرے رب کے فرشتے اس کو سلام کا جواب نہ دیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر وہ مسلمان جو آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش کرتا ہے حضور ﷺ اور اللہ کے فرشتے اس کو جواب سلام سے مشرف فرماتے ہیں۔

(فائدہ) قرآن کریم کی ایک آیت اور پانچ احادیث مبارکہ سے صلوٰۃ و سلام کا محبوب و مطلوب ہونا اور اس کے پڑھنے سے بے شمار اجر و ثواب کا ملنا ثابت ہوا۔

چنانچہ ایسے مبارک فعل کو بدعت و شرک کہا جائے اور مسلمانوں کو خیر کثیر سے روکا جائے یہ کام شیطان اور اس کے پیروکاروں کا ہے تعظیماً دست بردار تھے ہو کر سلام پڑھنا تو یہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعظیم ہے اور آپ کی تعظیم تکلم رب العالمین ہم پر واجب ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و نعوذوہ و نوقرؤہ ان کی تعظیم و توقیر کرو۔ چنانچہ علامہ سید احمد دہلوان کی اپنی کتاب الدرر السببہ میں فرماتے ہیں:

(۲) کو من تعظیمة ﷺ الفرح بلیل و لادته، قرأۃ المولد و القيام عند ذکر و لادته ﷺ شب ولادت میں اظہارِ فرحت کرنا اور میلاد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا حضور ﷺ کی

توقیر ہے۔

(۳) علامہ عثمان بن حسن محد و سیاقی اپنے رسالے "البات فقام" میں فرماتے ہیں

القيام عند ذکر ولادت سيد المرسلين ﷺ امر لا شك في استحبابه واستحسانه و ندبه ينصل كفاعله من الثواب و ندبه الخير الاكبر لانه تعظيم النبي الكريم و ذی الخلق العظيم الذي اخرجنا الله به من ظلمات الكفر الى الايمان و خلصنا الله نار الجہل الى جنات المعارف و الايقان حضور ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ایک ایسا امر ہے جس کے مستحب و مستحسن و مندوب ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور قیام کرنے والے کو ثواب کثیر اور فضل کبیر حاصل ہوگا کیونکہ یہ قیام تعظیم ہے کسی کی تعظیم؟ اس نبی کریم صاحب خلق عظیم ﷺ کی جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں ظلمات کفر سے ایمان کی طرف لایا اور ان کے سب سے ہمیں دوزخ جہنم سے بچا کر بہشت معرفت و یقین میں داخل فرمایا اس کے بعد دل کمال نقل کر کے فرمایا قد اجتمعت الامة المحمدية من اهل السنة والجماعة على استحسان القيام المذكور و قد قال ﷺ لا تجتمع امتي على الضلالة۔ بلاشبہ امت محمدیہ کے اہل سنت و جماعت کا اجماع و اتفاق ہے یہ قیام مستحسن ہے اور بے شک حضور ﷺ کا ایشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

(۴) علامہ سید جعفر ہزنجی اپنے رسالے عقد الجواہر میں فرماتے ہیں:

قد استحسں القيام عند ذکر ولادته الشريفۃ الائمة ذوو رواية و دراية فطوبى لمن كان تعظیمة ﷺ غاية مراعاة۔

بیشک حضور ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ایسے آئمہ نے بظہر سمجھا جو صاحب روایت و درایت تھے تو شامانی اس کے لئے ہے جس کا انتہائی مقصود حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔

(۵) علامہ علی بن برہان الدین حلبی اپنی کتاب انسان العیون المعروف بسیرت النحلیہ میں فرماتے ہیں۔

قد وجد القيام عند ذکر اسمہ ﷺ من عالم الامة و مقتدی الانمة دینا و ور عاتقی الدین السبکی رحمة الله تعالیٰ علیہ و تابعہ علی ذلك مشایخ الاسلام فی عصرہ۔

بلاشبہ حضور ﷺ کے اسم پاک کے ذکر کے وقت قیام کرنا امام تقی الدین بنکی رحمۃ اللہ علیہ سے پایا گیا ہے جو اس امت مرحومہ کے عالم دین ہیں اور قیام پر ان کے زمانے کے مشایخ اسلام نے ان کی متابعت کی ہے۔

(۶) علامہ جمال بن عبداللہ عربی مفتی حنفی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

القيام عند ذکر مولده ﷺ استحسنة جمع من السلف فهو بدعة حسنة۔

ذکر میلاد حضور ﷺ کے وقت قیام کرنے کو جماعت سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعت حسنہ ہے۔

(۷) علامہ مولانا حسین بن ابراہیم مفتی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

استحسنة كثير من العلماء و هو حسن لما يحب علينا تعظیمة ﷺ

اس قیام کو بہت سے علمائے مستحسن رکھا اور وہ بہتر ہے کیونکہ ہم پر حضور ﷺ کی تعظیم واجب ہے۔

(۸) علامہ مولانا محمد بن یحییٰ حلبی مفتی حنفی حنبلیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نعم يجب القيام عند ذکر ولادته ﷺ اذ يحضر و وحائبہ ﷺ عند ذلك يجب

التعظيم و القيام۔

ہاں ذکر ولادت حضور ﷺ کے وقت قیام ضروری ہے کیونکہ روح حضور اقدس ﷺ جلوہ فرما ہوتی ہے پس اس وقت قیام تعظیم لازم ہے۔

(۹) امام اجل فقیہ محدث سرائی العلماء مولانا عبداللہ سرائی مفتی حنفی فرماتے ہیں:

تواریث الانمة الاعلام و قدره الانمة والحکام من عبر تکیہ مکر و رد واد و لهذا کان حسنا و من يستحق التعظيم غير النبي ﷺ و يکفی اثر عبد الله ابن مسعود رضی

الله عنه ما راہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔

یہ قیام بڑے بڑے اماموں میں برابر چلا آ رہا ہے اور اسے احمد و حکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد و انکار نہ کیا لہذا استحب ظہر اور نبی ﷺ کے سوا اور کوئی مستحق تعظیم ہے اور اس کے ثبوت میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جو چیز مسلمانوں کے نزدیک بہتر ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔ اسی طرح علامہ مفتی عمر بن ابی بکر شافعی اور سید احقین مولانا احمد بن زید شافعی اور مدد اور مسجد نبوی

مولانا محمد بن عرب شافعی اور مولانا عبداللہ کریم بن عبداللہ کیم مفتی مدنی رحمہم اللہ نے اس قیام کے مستحب و مستحسن ہونے کی تصریح فرمائی ہے اس مضمون اور ان تمام باتوں کی نفیس تحقیق کے لئے دیکھو رسالہ "اقامة القيامة" مصنفہ اعلیٰ حضرت امام ابلسنت مجدد مائتہ حاضرہ و مدیلت طاہرہ مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ۔ یہ قیام ائمہ اور اکابر علماء اور چاروں مذاہب کے مفتیان کرام تعظیماً کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کو مستحب و مستحسن فرما رہے ہیں اور سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی تعظیم ہے اب اگر اس قیام تعظیسی کو شرک و بدعت کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ حضور ﷺ کی تعظیم کرنا شرک و بدعت ہے تو سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ۔

شرک ظہر ہے جس میں تعظیم صحیب ﷺ

اس بڑے مذہب پ اعنت کیجئے

(۱۰) حضرت حاتی امداد اللہ صاحب مہاجر مفتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے دور رکھنا ہے جیسے قیام مولود شریف اگر بعد آنے نام آنحضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم و عالمان روحی فدائے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (امداد المصالح) نیز فرماتے ہیں: البتہ وقت قیام کے اعتقاد و تولد کا نہ کرنا چاہئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق متبذّر زبان و مکان ہے لیکن عالم مردوں سے پاک ہے پس قدم نہ پھیرنا مذاہب بابرکات کا بغیر نہیں (امداد المصالح) دیکھئے جناب حاتی صاحب فرما رہے ہیں کہ قیام مولود شریف سے روکنا خیر سے باز رکھنا ہے کیونکہ یہ حضور ﷺ کی تعظیم ہے اور قیام کے وقت آپ ﷺ کی تشریف آوری کا عقیدہ رکھنے میں مضائقہ نہیں کیونکہ آپ تشریف لائے ہیں اب اگر قیام میاں کو شرک و بدعت کہا جائے تو شرک و بدعت کو خیر کثیر کہنے والا کون؟

و الله تعالى اعلم بالصواب

کاتبہ فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ



**نوٹ:** یہ مضمون رسالہ کی صورت میں بار بار شائع ہوا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی سلام کہنے والا سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے تو میں اس سلام کا جواب دیتا ہوں حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ما من مسلم یسلم علی الورد اللہ علی روحی حتی یرد علیہ السلام۔

یعنی جب بھی کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف متوجہ فرمادیتا ہے پس میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ القول البدیع میں منقول ہے۔

رد اللہ علیہ روحہ لاحل سلام من یسلم علیہ استمرت فی جسدہ ﷺ لا ینہا نعاد ثم نزع ثم نعاد۔

یعنی سلام بھیجنے والے کے سلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے روح مبارک کو آپ کے جسم پر بھی سبیل الاستمرار والدوام لوٹا دیا ہے ایسا نہیں کہ روح کو لوٹا جائے پھر نکالا جائے پھر اس کو لوٹا جائے۔ چونکہ سلام امت و سلام ملائکہ علی الدوام آپ کے وجود اقدس پر بھیجا جاتا ہے ایک لمحہ کیلئے بھی انقطاع نہیں ہوتا تو اس سے لازمی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ آپ کی روح مبارک علی سبیل الاستمرار آپ کے جسد اقدس میں موجود رہتی ہے (۲) یا حدیث مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی سلام بھیجتا ہے تو خداوند کریم آپ کی روح پر فوٹ کو اس حالت استغراق فی ذات اللہ و تجلیات اللہ سے متوجہ فرمادیتا ہے جو اتنی آپ پر سلام عرض کر رہا ہوتا ہے اس کی طرف ایک شعبہ لوٹے گا جملہ شعبوں کا لوٹنا لازم نہیں آتا اور ظاہر ہے کہ اس شعبہ کا لوٹنا باعث اطلاع عام ہو جائیگا اس استغراق مطلق کا زوال لازم نہ آئے گا حالت استغراق سے کچھ توجہ اور ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ مکمل طور پر سلام سنتے ہیں اور جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں مزید انباء الاد کیا للسیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیجئے۔

**و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

**مسئلہ ۱۹:**

ایک شخص قرآن شریف پڑھ رہا ہوا اس کے کان میں حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی پہنچا تو کیا وہ شخص درود شریف پڑھے یا تاوقت قرآن جاری رکھے؟

سائل عبدالمہم

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**

اسے چاہئے کہ قرآن مجید کی تلاوت جاری رکھے اس پر اسم گرامی سنتے پر درود شریف پڑھنا ضروری نہیں ہاں بعد فراغ درود شریف پڑھ لے تو بہتر ہے۔ فتویٰ قاضی خان میں ہے کہ رجل یقرأ القرآن وسمع اسم النبی ﷺ ذکر الناطقی اللہ لا یحب ﷺ لان قراءۃ القرآن علی النظم و التالیف افضل من الصلوۃ النبی ﷺ فاذا فرغ من قرآن و صلی علیہ کان حسنا و ان لم یصل لاشیء علیہ۔ (فتاویٰ قاضی حاتم بہاؤ اللہ علیہ السلام ج ۳ ص ۴۲۲)

**و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳۸۵ھ

**مسئلہ ۲۰:**

جناب سرکار دو عالم غفرلہ آدمی رحمتہ اللعالمین سید المرسلین پیارے مدرسوں اللہ ﷺ (فداہ روح ابی وامی) کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ لفظ صلوات لکھنا کیسا ہے؟

سائل اختر حسین مٹان

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**

حضور انور ﷺ کے نام اقدس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ صلوات وغیرہ لکھنا سخت ناجائز ہے پورے درود شریف کے بجائے یا صلوات یا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بجائے عم یا عم وغیرہ لکھنا درود شریف میں اختصار شرعاً ناجائز و تحریف شان رسالت ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ پسلا شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ علامہ سید لطیف حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں من کتب علیہ السلام بالہمزۃ و المیم یکفر لانه تحفیف و تحفیف الانبیاء کفر۔

یعنی کسی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور معاملہ شان انبیاء کے متعلق ہے اور انبیاء علیہم السلام کی شان کا ہلکا کرنا ضرور کفر ہے شک نہیں کہ اگر معاذ اللہ قصداً استخفاف شان ہو تو قطعاً کفر ہے مگر یہ لوگ جو کبلی نادانی جاہلی سے ایسا کرتے ہیں اسی حکم (کفر) کے مستحق نہیں البتہ بے برکتی خیر عظیم سے محرومی و زبوں قسمتی ہے اس میں شک نہیں ہے جن لوگوں کے نام محمد احمد علی حسن، حسین وغیرہ ہوتے ہیں وہ اپنے ناموں پر " " بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے کہ اس جگہ تو یہ شخص (مسئ) مراد ہے اس پر درود کا اشارہ کیا معنی رکھتا ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل فقیر کے رسالے "سکرات صلوات" مطبوعہ میں دیکھ لیں

**و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۶ جمادی الاخرہ ۱۳۸۵ھ

**مسئلہ ۲۱:**

اسلفہ خاص ۳۸ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سید محمد بن عبدالباقی زرقانی سے نقل فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں اس کی وضاحت فرمائیں؟

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**

آیت ولہم فیہا ازواج مطہرات و ہم فیہا خالدون (بارہ ۱ سورۃ بقرۃ ۲۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جنسی کو جنت میں پاک بیبیاں ملیں گی۔ حضور ﷺ کا جنسی ہوتا بھی اظہر من الشمس ہے اور الطبیات للطبیین کے قانون کے تحت ازواج مطہرات کا پاک ہونا بھی واضح ہے و ما بین بیٹی و منبری دروضۃ من ریاض الحنۃ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے گھر اور منبر کے درمیان بھی جنت ہے اور اب چونکہ حضور ﷺ جنت میں ہوئے اور ہر جنسی کو بیبیاں ملنا ثابت ہو گیا لہذا حضور ﷺ کے لئے ازواج مطہرات کا پیش کیا جانا بھی واضح ہو گیا۔ اس پر جماع کا اضافہ مخالفین کرتے ہیں اور شب باشی سے استدلال کرتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ شب باشی کا معنی صرف جماع نہیں ہے بلکہ شب گزارنے کے معنی میں بھی آتا ہے البتہ مطلب صاف ظاہر ہے۔

**و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

**مسئلہ ۲۲:**

اللہ تعالیٰ کے فرمان انک لا تہدی من احببت و لکن اللہ یہدی من یشاء۔ (بارہ ۲۰ سورۃ قصص آیت ۵۶) سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ جس کیلئے ہدایت چاہیں تو ہدایت نہیں دے سکتے۔ اس طرح آپ متاثر کل ثابت نہ ہوئے۔

سائل صاحبزادہ محمد امین سیالوی جھنگ

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**

علامہ و مشائخ اہلسنت کے عقائد میں حبیب رب فخر کار کا ابد قرار ﷺ کو امور تکوینیہ ہوں یا تشریعیہ کا باندہ تعالیٰ اختیار حاصل ہے جن کے دلائل باصرہ بے حد و حساب ہیں یہاں چند آیات مبارکہ اور احادیث نبویہ مقدمہ اور تفسیرات علماء و مشائخ اہل سنت کا رٹا آپ تحریر کرتا ہوں سر دست مخالفین کی پیش کردہ آیت کا ملاحظہ ہو:

(۱) مسلمات سے ہے کہ قرآن عظیم کی آیات میں تضاد و تناقض متنبہ ہے بلکہ ہر آیت جملہ دوسری آیات بینات کی مویہ و مصدق ہے چنانچہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اللہ نزل احسن الحدیث کتبنا متشابہا مثنائی

(بارہ ۲۳ آیت ۲۳ سورۃ فاطر)

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے متشابہا کا ترجمہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے

فلانہ یشبہ بعضہ بعضا فی الحسن والصدق (اتقان جلد ۱ ص ۵۱ مصر)

اس بنا پر حق حقیقت یہ ہے کہ قرآنی آیات میں ایک دوسرے کے ساتھ تضاد و تناقض جس آیت کو مخالفین پیش کرتے ہیں اس کے مقابل قرآن پاک میں سورۃ شوریٰ شریف میں ہے:

و انک لتہدی الی صراط مستقیم،

(بارہ ۲۵ آیت ۵۲ سورۃ الشوریٰ)

"میرے حبیب پاک پیگک آپ ہی صراط مستقیم کی ہدایت فرماتے ہیں۔"







صاف یہی ہے کہ دیف باشد از دفعہ او تمنا کے معنی

بہارِ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تو میری اجانت گرا اپنے نفس پر کثرتِ جہالت ہے۔

فائدہ اس حدیث شریف میں حضور ﷺ کا باریقہ و تجویز مطلق سنا ارشاد فرمایا یعنی مانگنا کیا، لکھنا ہے  
 صرف یہ کہ کرتا ہے کہ حضور ﷺ پر قسم کی حدت، وہاں فرماتے ہیں دنیا و آخرت کی کجی مراد میں حضور  
 ﷺ کے اختیار میں ہیں پس نہ تو باتِ تنبیہ ارشاد ہوا مانگنا کیا، لکھنا ہے؟ یعنی وہ جہنم میں آئے، لہٰذا ہمارے  
 ہر کار میں سب کچھ ہے عاودہ و جہاد حق محدث، ربوئی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ  
 اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو واری !!

بدرگد هشر یی و هر چاء میخواهی تمنا کن

یہ شعر تھا اب آپ کے قلم فیضِ قلم سے حدیث مذکور کی محدثانہ تشریح بھی ملاحظہ فرمائیے۔

اتفاق سوانح که فرمود سل بخواد تحقیق نکرد بر خاص معلوم میشود که کار همه بدست همت و کرامت اوست بقیه هر چه خواهد و هر کار مخدیه بان پروردگار خود دهند

فان من حدودك الدنيا وحضرتهما و من علومك علم الموح وانقلهم

شاہ صاحب نے ہوشیار درخ فرما دیا، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب زرد و شریف کا بے یقینی یا رسول اللہ ﷺ و نبیاء و خیرت دونوں حضور کے خواں جو دو کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم جن میں "ہا کما کن و ما یکون" یعنی جو پہلے تھا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے حضور ﷺ کے علوم سے ایک معمولی حصہ ہیں۔

اس طرح علامہ علی قاریؒ نے نفی کی رحمت اللہ علیہ مرقۃ و شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ

یوخذ من اطلاقہ یعنی الا امر بالسؤال ان الله تعالى مکہ من اعطاء کل ما اراد من  
حزبان الحق حضور ﷺ نے مانگے کہ اطلاق عزم یا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو  
عام قدرت بخشی ہے کہ اللہ کے خزانوں میں سے جو چاہیں عطا فرما دیں۔

ہائندہ غرضیکہ جب حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوئے اور خدا محبت اور یہ عطا و بہ محبت کی وجہ سے ہوتے تو اسے ہر بات اور حضور ﷺ کے لئے رست میں خدا مالک بنارہا ہے اور حضور ﷺ مالک ہو رہے ہیں تو ہمیں تمہیں دونوں کے درمیان کیا بد اخلاقت؟ کہ وہ محبت و دو محبوب جو ہم کو کون؟ جو بد اخلاقت کریں اور کہیں کہ اللہ تعالیٰ مالک نہیں بنا سکتا یا حضور مالک نہیں ہو سکتے اس میں شرک لازم آئے گا اور تو حید کے خلاف ہو جائے گا اپنے لوگوں سے لئے اللہ تعالیٰ فرما تا ہے

ادبحمدون الناس على ما اتاهم الله من فضله

(پارہ ۵ آیت ۵۴ سورۃ البیاء)

یہ نفع کرنے والے اور حد مقرر کرنے والے کو ان "الامانع لما أعطیت۔

نہیں میرا تیرا اور سے مسخرہ یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا میں "میں لفظ" نہیں میرا تیرا"۔  
 اس زبان کا مجھ کو ہے جو کبھی عدمِ مداخلت استعمال کیا جاتا ہے جیسے عام طور کہتے ہیں "ہم جا نہیں اور وہ  
 جا نہیں" نہیں اس سے کیا؟ مگر افسوس کہ مسہ ماہ مجھ اور اس زبان اور نکات شعری کو بھی نہیں سمجھ سکتے معلوم  
 ہوتا ہے کہ اب تم انسان کا فن شاعری میں انہماک "نقشِ بر آب کشیدنت" سے زیادہ حیثیت  
 نہیں رکھتا۔ ماہ کو شاید اتنی سمجھ یا نہیں کہ حضور ﷺ کی شان میں لفظ "اماں کون و مکان" وہ خود استعمال  
 کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو "محبستِ سات ماضی ص ۷۵ و ۷۶" عظیم حدیثِ آزاد دکن "ظہر کا عنوان ہے  
 یہ ان چار آفرینی شعر ملاحظہ فرمائیے

مالک کون و مکاں : بادشاہ مرثیہ

سنانندہ کیا بھرتہ ہو کہ اپنے کتبے کو شمر کو ماہ صاحب یا جگر جاہلیت کہہ کر نظر انداز کریں۔ ہمارے نظر میں تو ان کا دورندہ اور مہیا پار سائی دونوں ہی فریب نفس میں بقتل جوش ملیح آبادی

وہ بھی حشو کہ تھا اور یہ بھی حشو کہ!

وہ صاحبِ قومیہ نے اس باب میں یوں بھی رقمطراز ہیں کہ "ان کو اسی میں اظہار ہے کہ کوئی نہ کوئی ملت جیہ الرحمہ کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کو ایک ہی طرح پر آئے ہیں۔"

**حلیفہ:** مہر صاحب کے اس نظریے کی روشنی میں عہدِ صحابہ سے آج تک جن لوگوں نے فضائلِ رسول

(۱) یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک لتغنی عن ثنات الزوجک ۵

(باز ۲/۸۵ سوره: تحریر آیت ۱)

(۲) وما ينطق عن الهوى ۝ ان هو الا وحى و بوحي ۝

( پار ۲۷ سورۃ النجم آیت ۳، ۴ )

(۳) افلا يتدبرون القرآن ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا ۝

(جاء: ٥٩: سورة النساء: آيت ٨٢)

(۱) حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی خواہش یا مرضی کی وجہ سے کچھ کلمات ارشاد فرمائے جو کہ کسی مباح چیز کو اپنی ذات مقدسہ کیلئے استعمال نہ کرنے کے متعلق تھے۔ بطور مثال الفاظ و غیرہ نہیں تھے کیونکہ ان میں ازواج مطہرات کی خواہش شامل تھی اور حق و واجب جو آیت نمبر (۱) میں مذکور ہے مگر سورۃ النجم کی مندرجہ بالا آیات میں ارشاد ہوا ہے کہ جو کچھ حضور ﷺ کسی خواہش کے تحت تو کچھ شافریں دے ہی نہیں اور نہ بھیجے۔ اور یہ توحید کی آیت نمبر (۳) کے تحت ارشاد ہوا ہے کہ قرآن پاک کی کوئی آیت دوسری سے نہیں گھرائی۔ خیام ہے کہ مندرجہ بالا احکامات میں مکمل ہم آہنگی اور مطابقت ہے۔ ان احکامات کی وضاحت فرمادیں۔

(ب) ادب ایک انسانی بات ہے۔ یعنی طرح پر ہے کہ حضور ﷺ کا یہ قول فعل امت یعنی سنت اور ادب فعل ہے اور یہ کچھ خاص کے لئے قرار دیا ہے ان کا وہ ہیں جو ایمان و حق پر اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ کچھ عامی کہ حضور ﷺ نے فوری طور پر اعلان و مطہ ان کے کہ وہ ان کے تحت کسی مباح چیز کو ناجائز قرار دے گا۔ مسئلہ یہ کہ ان کے لئے کیا اثر ہے؟

ساتل عبدالوحید۔

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

رسول اکرم ﷺ کا یہ قول بعض فقہیم امت کے لئے ہوتا ہے۔ ما یسقط عن الہوی الع ارچہ  
فما یسقط عن الہوی الع ارچہ۔ متشع کے خلاف نہیں اس لئے کہ امت کو اجتناب و قیاس کی تعلیم  
کے لئے جوہر کی وجہ سے ما یسقط عن الہوی کے معین موافق ہے کیونکہ آپ ار اجتناب و قیاس نہ کرتے تو

بیان کیے صحیح ہیں۔ آئمہ فقہاء، ائمہ اہل حق و باطل، ائمہ اہل حق و باطل نے حضور ﷺ کے اوصاف میں مستقل کتابیں تصنیف فرمیں۔ دوسرے ائمہ اہل حق و باطل اور رسول اللہ ﷺ کے اوصاف پر لے آئے والے جو کچھ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و لعلہ اللہ علی الکادس

ہر سنی کا عقیدہ سنی مائیں تو مسلم ہر سنی مائیں ہیں وہی سنی

کہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کو ایک سطح پر لے آئے مگر انصاف میں کہ مسلمان صاحبِ اہتمام قرآن ہے جس اور بڑی جہالت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

ہر سنی مسلمان کا عقیدہ یہی ہے کہ لا یمکن النشاء کما کان حقہ

بعد از خدا: **رُبَّ قَوْمٍ فَصَحَّ عَنْهُمْ**!!!

اس شعر کا مصرعہ اول بھی خاص طور سے توجہ کے قابل ہے مصرعہ ثانی تو اکثر غیر سنی لوگ بھی پڑھتے ہیں۔

## حمية

له ما في السموات وما في الارض

یعنی جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے اس کا مالک اللہ ہی ہے اس کے باوجود آسمان پر شخص یہ کہتا ہے کہ اس مکان کا مالک میں ہوں اس نے کہا کہ میں کہتا ہوں یہ کہتا ہے جو عینی ملکیت پر کوئی فتویٰ نہیں لگا سکتا تو جس خدا نے کسی کو مکان کا کسی کو کارخانے کا کسی کو بہت بڑے سامان کا کسی کو سارے ملک کا اور اس پر حکم فرمان کیا کہ مالک بنایا ہے تو اسی خدا نے ہی محبوب ﷺ کو سارے جہان اور مکان کا مالک بنادیا ہے اس شعر کی مزید تفسیر فقہیہ کی شرح صدق بخشش میں ملاحظہ ہو۔

والله تعالى اعلم بالصواب

کتابہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ

مسئلہ ۲۴

جناب اویسی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل آیات کی کچھ وضاحت درکار ہے:





(میں اور میری امت روز قیامت بلند ہیں پر یوں سے سب سے اونچے کوئی ایسا نہ ہوگا جو یہ قیامت نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔)

(۴) صحیح مسلم شریف میں ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال دیئے دو بار عرض کی اللھم اغفر لامنی اللھم اغفر لامنی (ابی میری امت بخش دے۔ ابی میری امت بخش دے)

و اخبرنا الثالث یوم یوغب الی فیہ الخلق حتی ابراهیم

اور تیسرا اس دن کے لئے اٹھ رکھا جس میں تمام خلق میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی۔

(۵) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان محمداً ﷺ یوم القیمۃ یجلس علی کرسی الرب ین یذی الرب

(بے شک محمد ﷺ روز قیامت رب کے حضور رب کی کرسی پر جلوس فرمائیں گے) معالم میں عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ سے بے یقعد علی کرسی (اللہ تعالیٰ انہیں کرسی پر بٹھائے گا) ﷺ علی الدواخیل پر انجمن والحمد للرب العالمین۔

(۶) عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال ان اللہ عزوجل اتخذ ابراہیم خلیلاً و ان صاحبکم ﷺ خلیل اللہ و اکرم الخلق علی اللہ ثم قرأ عسی ان یعنک ربک مقاما محمودا قال یقعده علی العرش۔

یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور بے شک تمہارے آقا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیل اور تمام خلق کے زیادہ اس کے نزدیک عزیز و خلیل ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت عرش پر بٹھائے گا۔

(معالم النورین و مواہب لدنیہ)

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

### مسئلہ ۲۷

ایک شخص شفاعت رسول اللہ ﷺ کا مقصد ہے اسے چھپتے ہوئے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سائل شہادت رضا آزاد شیعہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

"مطلق شفاعت کا معنی مراد و کافر ہے اس کے چھپتے نماز پڑھنا جائز ہے۔ تحقیق علی الاطلاق حافظ ابن ابیہام محمد بن مہد الوہاب الخلی التوفیقی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں کہ شفاعت اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ عذاب قبر اور کرام کا تین کے انکار کرنے والے کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ مراد ہے اس لئے کہ یہ امور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو اتر کے ساتھ ثابت ہیں۔ (فتح نقدر - جلد نمبر ۱ ص ۲۹۲ طبع مصر) اور اہل کبار کے لئے شفاعت، روایت ہادی قبولی عذاب قبر اور کرام کا تین کا انکار کرنے والا شخص کافر ہے۔

(رسائل نجم العبد ص ۹۹ مصنف ملاک عبد العلی حجاز عبد الحمید المدنی ص ۱۳۳)

شفاعت کا ثبوت قرآن مجید میں صریح ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنه (بارہ ۳۷ سورہ البقرہ آیت ۲۵۵)

تو ترجمہ: وہ کون ہے جو اس کے یہاں شفاعت کرے مگر اس کے حکم سے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندے رب کے پاس ضرور شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کی شفاعت انہیں کی نہ ہوگی یعنی جو کہ سے یا بغیر انہیں نہ ہوگی بلکہ ان نہ اندوہی سے ہوگی۔ لہذا جو باطل شفاعت کا انکاری ہے وہ بے ایمان ہے یعنی کافر ہے۔

ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ

(بارہ ۲۲ سورہ آل عمران آیت ۲۳)

تو ترجمہ اور اس کے پاس شفاعت کا کام نہیں دینی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت اور مطلق دونوں کے لئے اذن الہی ضروری ہے لہذا شفاعت صرف حد تعین کریں گے اور صرف حد تعین ہی کی کریں گے۔

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

### مسئلہ ۲۸

کیا کھود کے وقت حضور ﷺ اور اولیاء کرام کو پکارنا جائز ہے۔ اور اس سے کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے یا نہیں دلیل کیلئے صحیح حدیث لکھئے؟

سائل میرا مہاجر

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

جائز ہے اور اس سے فائدہ بھی ہوتا ہے چنانچہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مشہور روایت امام بخاری کی الاذکار المنعہ سے ثابت ہے کہ انکا پاؤں نہ ہونگیا تو ان سے کہہ گیا:

اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمداه

(کذا فی الشفا ص ۱۹ - ۲ و شرح الحقا للعلی القاری ص ۳۵۵ ح ۳ و سبب التوبہ ص ۳ ص ۳۵۵ و کتاب الاذکار للنووی ص ۱۳۵ و حصن حصین مضبوط مصر ص ۳۰)

و قال فی خطبہ اخر حجتہ من الاحادیث الصحیحۃ

(ص ۲ و مطبوعہ اردو صحیح المطابع کراچی ص ۳۷۵ و تحفۃ الذاکرین ص ۲۳۹)

اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ:

کانہ رضى الله عنه قصد به اظهار المحبة في ضمن الاستعاذه

(شرح شفا ص ۳۵۵ ح ۳)

حدیث شریف میں ہے:

عن زید بن علی عقبہ بن غزو ان عن النبی ﷺ انه قال اذا ضل احدکم شبرا او اراد عونا و هو بارض لیس بها انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عبادا

لا تراهم رواہ الطبرانی و رواہ ابن السنی عن ابن مسعود مرفوعا و رواہ البراء عن ابن عباس مرفوعا کذا فی اذکارات الدعوات للامام النووی و لحرز التمیم للعلی القاری

و فی الحصن الحصین و اذا اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی کذا فی تحویم الشہابیہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حوزہ نمبر ۱۱ میں رقم طراز ہیں

قال بعض العلماء حدیث حسن یحتاج الیہ المسافرون و روی عن المشائخ انه محبوب قرن بہ النجاح ذکروہ میرک والمراد بعباد اللہ ہم الملائکۃ او المسلمون من الجن و رجال الغیب المسلمون بالابدال

آپ حضرت زید بن علی عقبہ ابن غزو ان سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کی کوئی چیز تم کو بوجائے یا مدد کی ضرورت ہو اور وہاں کوئی دوست نہ ہو تو کہے یا عباد اللہ اعینونی (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو یہ الفاظ تین مرتبہ کہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھتے ظہیر بنی نے اسے روایت کیا ابن سنی نے ابن مسعود سے مرفوعا اور بزار نے ابن عباس سے مرفوعا روایت کیا اسی طرح امام نووی نے کتاب الاذکار والدعوات میں اور ملا علی قاری نے حوزہ نمبر ۱۱ میں بیان کیا۔ حصن حصین میں ہے جب کوئی شخص مدد چاہتا ہو تو کہے:

یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو)

بعض علماء فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس کی ضرورت پڑتی ہے مشائخ فرماتے ہیں کہ مجرب ہے اس سے کامیابی حاصل ہوتی ہے عباد اللہ سے مراد فرشتے ہیں یا مسلمان جن اور رجال غیب جنہیں ابدال کہا جاتا ہے۔

فائدہ اس جگہ کہ ازمنہ غلو کیلئے منع منع یا شک کے لئے نہیں اس حدیث سے اولیاء سے استعاذت اور انہیں پکارنے کا جواز ثابت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مشہور کرامت ہے کہ طویل ترین مسافت کے باوجود حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مدد کی تو آپ نے سن لی۔ علامہ تفتازانی شرح عتقا میں فرماتے ہیں:

مثل رؤیۃ عمر رضی اللہ عنہ و هو علی المنبر فی المدینۃ وجیشہ بنہا و ند حتی قال لا میر جیشہ یا ساریۃ الجبل الجبل تحذیرا من وراء الجبل لمکر العدو و هناک







علی خلقہ للنبوۃ واستعدادہ للرسالة کما یفہم من کلام الامام حجة الاسلام فانه حینئذ لا یتمیز عن غیرہ حتی یصلح ان یکون مسدودا لهذا البعت بین الامام کذا فی شرح الفقه الا کبر لعلی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت نبی اکرم ﷺ قبل الزمان نبوت متینین علیہ کے نزدیک کسی نبی کی ضرورت نہیں فرماتے تھے کیونکہ آپ کسی کے متقی تھے بلکہ تمام انبیاء آپ کے متقی تھے علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ آپ اس وقت بھی وصف نبوت سے متصف تھے جب آپ کو اس وقت وہی فنی اور کثیف صادق کے ذریعہ سے ابتدائی شریعت وغیرہ کے احکام کے مطابق عمل کرنا پڑتا تھا ان کی وجہ سے آپ نے پچیس سال کی عمر کے بعد صرف اظہار نبوت فرمایا اور نہ اس سے قبل تو وصف نبوت سے متصف تھے بیات بالکل غلط ہے کہ آپ پچیس سال کے بعد نبی بنے بلکہ حقیقت سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نہ صرف اندر میں مرید نبی ہوئے بلکہ عالم ارواح میں بھی آپ کی نبوت کا چرچا تھا بعد اس سے بھی قبل چنانچہ انوار الیومۃ اللہ تعالیٰ میں نے بھی اسی طرف فرمایا اسے ملاحی قاری نے بھی شرح فقہ کبریٰ میں تفصیل سے لکھا ہے۔

#### واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ ۲۳ شوال ۱۴۲۰ھ

#### مسئلہ ۳۲:

(۱) قبلہ کتے ہوئے ہیں؟

(۲) قرآن مجید محمد رسول اللہ ﷺ کو دو قبلتیں کیوں کہا گیا؟

(۳) اس آیت مانت نصاب قلنہما رما معینہم نصاب قبلۃ بعض (بارہ) سے ۱۵۵۵ (بارہ) سے قبلہ ہوا کیا یہ صحابی؟ دونوں قوموں کا قبلہ نہ ہو سکتا ہے۔ پس ہر ایک کا قبلہ ہی ہو گیا جائے گا کیونکہ قبلہ کو آپ اور نہ اس کا۔ کیا؟

سائل عبد المجید

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(۱) قبلہ دو ہی ہوئے ہیں۔ ۱۔ بیت المقدس ۲۔ کعبہ یعنی مسجد حرام۔ قبل ہجرت مکہ میں ۳۔ چادر

دو عالم ﷺ کعبہ کی طرف نماز ادا کیا کرتے تھے بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں بیت المقدس کی طرف سولہ یا ستر بار نماز ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد بحکم آیت قدس ثقلب وحیک فی السماء فلولا لیک قبلۃ نور ضیافول وحیک شطر المسجد الحرام (۲۰۵-۲۰۶ سورہ بقرہ ص ۱۵۵) آپ ﷺ کا قبلہ ہے۔

(۱) قبلہ انصاری بیت المقدس ہے اور قبلہ یوم مغرب بیت المقدس ہے۔ جو آیت میں ذکر ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ انصاری بیت المقدس کی جانب کی تا بعد ازیں کریں گے

(۲) صاحب مدارک التزیل تحت آیت کریمہ لیس الیوان تولوا ووجو حکم قبل المشرق والمغرب (بارہ) سورہ بقرہ آیت ۱۷۷ کے تحریر فرماتے ہیں:

والخطاب لا ھل للکتاب لان قبلۃ انصاری مشرق بیت المقدس وقبلۃ الیہود مغربہ الخ۔ وایضا ذکر صاحب الخازن تحت آیت با ذکر هذا خطاب لا ھل للکتاب لان انصاری صلی قبل المشرق والیہود قبل المغرب الی بیت المقدس الخ انصاری کے قبلہ کا نام مشرق بیت المقدس ہے اور الیہود کے قبلہ کا نام مغرب بیت المقدس ہے۔

#### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ

#### مسئلہ ۳۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور ﷺ کو نور حسی معنوی دونوں نامیں یا صرف حسی یا صرف معنوی؟

سائل غلام نبی سکھر

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضور سرور عالم ﷺ کی شریعت اقدس بھی حق ہے اور آپ کا نور ہوتا بھی حق اور آپ میں جمع کمال کے جامع ہیں اسی لئے آپ کو حسی و معنوی دونوں نور مانا جاتا ہے۔ معنوی نور کے متعلق تو کسی کو اختلاف نہیں حسی کے دلائل میں ایک روایت و شہادت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی ہے چنانچہ محدث ابن جوزی علیہ الرحمہ

روایت نقل فرماتے ہیں کہ:

قالت أمہم لقد رأیت رسول اللہ ﷺ یسجد لہ قصور الشام حتی رأینہا (۱) و باحوال المصطفیٰ ﷺ باب الحادی و عشرہ۔ (ص ۵۱۵)

ترجمہ: جب تک نبی کریم ﷺ افضل الصلوٰت و السلام کے والد و طاہر نہ دیکھا کہ جب انہوں نے نبی پاک ﷺ کو جنا تو حضور کے نور سے شام کے کھاتے منور اور روشن ہو گئے۔

محدث تحقیقی علیہ الرحمہ نے ایک روایت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درج فرمائی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: الی روایت حرج منی نور اضاءت لہ قصور الشام۔

ترجمہ: میں نے دیکھا کہ مجھ سے نور نکلا ہے جس سے شام کے کھاتے روشن ہو گئے۔

#### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ

#### مسئلہ ۳۴:

کیا حضور سرور عالم ﷺ کو نور حسی مانا جائے یا معنوی بعض لوگ آپ کے معنوی نور ہونے کے تو قائل ہیں لیکن آپ کے نور ہونے کے قائل نہیں؟

سائل محمد اکبر طاہر بجنی

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضور جمد عالمین کے اصل اور سرچشمہ ہیں آپ اس دنیوی عالم میں بشریت کے لباس میں ہیں تو آپ نور معنوی بھی ہیں اور حسی بھی جیسا کہ صحیح روایات میں ہے:

(۱) ارتقاء الاول کا مبیہ تھا۔ چودھویں رات کا چاندانی پر کثیف شعاعیں نکھیر رہا تھا۔ موسم فوجی اور فضا پر سکون اور وقت راحت آفریں تھا۔ سرور عالم، چادر اعلیٰ، و مغرب، مہر رسالت حضور ﷺ غنی ﷺ مسجد نبوی میں رونق افروز تھے۔ سیاہ چادر مقدس شانوں پر تھی۔ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا ایک طرف بیٹھ گیا سرور عالم ﷺ یمن کے نمائندوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ لائق عبادت صرف اللہ ہی ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ قادر و تدبیر ہے جس کی کجائی نہیں۔ نفع اور نقصان موت اور زندگی

سب اسی کے اختیار میں ہے۔ اس مہجور و حق کو چھوڑ کر فانی اور نور ساخت بتوں کو بچہ بنانا فی مشائخ سب سے بڑی توہین ہے۔ حضور ﷺ کا انداز بیان بحد اثر آفریں تھا۔ میں بھی حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کو دیکھ کر کبھی چودھویں رات کے چاند کو۔ اللہ کریم شاہد ہے کہ حضور ﷺ کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن تھا۔ (۲) امام المؤمنین مالک صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتے ہیں:

سروری کا موسم تھا۔ ہوا کے سرد جھونکے چل رہے تھے۔ میں عشی کی نماز سے فارغ ہو کر بے خبر ہو کر سو گئی تھی۔ تھکے وقت آنکھ کھلی۔ نماز پڑھی پھر چراغ کو قریب رکھ کر کیا اسنے میں مشغول ہوئی۔ یکایک سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ چراغ اٹھا کر سوئی کو تلاش کرنا چاہا۔ لیکن چراغ بھی بجھ گیا اسی دوران سرور عالم ﷺ میرے حجرے میں تشریف لائے حضور کے چہرے اقدس سے اس قدر نور ظاہر ہوا تھا کہ مجھے اپنی سوئی نظر آ گئی۔ (۳) سیدنا ابو ہریرہ فرماتے کہ مجھے حضور ﷺ سے بے حد محبت تھی زندگی کے اعمال و فرائض سے فارغ ہو کر جو وقت حاصل ہوتا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں گزارتا۔ جب حاضر ہوتا حضور ﷺ کا کرم سے دیکھ لیتے دل کو خوشی حاصل ہوتی تھی مرتبہ حضور ﷺ کے ساتھ بعض اجتماعات میں بھی شریک ہونے کی عزت حاصل ہوئی ہم تاریک راتوں میں حضور ﷺ کے ساتھ راستوں سے گزرتے حضور ﷺ کا چہرہ اقدس اس قدر روشن تھا کہ ہمیں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی یہ نور حسی کے چند بار اظہار سے تھے نور معنوی سے بھی آپ موصوف ہیں اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جب آفتاب ہدایت طلوع ہوا سرزمین عرب پر ظلمت کے بادل چھائے ہوئے تھے تہذیب و تمدن اور انسانی اخلاق کا جنازہ نکل چکا تھا۔ وحشت و بربریت اور قتل و خونریزی کا خوفناک طوفان برپا تھا عورت کی مظلومیت اپنی آخری حد پر پہنچی گئی تھی سرمایہ داری کا جاوہال اپنے شباب پر تھا ان حالات میں سرور عالم ﷺ جلوہ افروز ہوئے حضور ﷺ نے اپنے نور ہدایت کے زور سے گمراہی کی ظلمت کا خاتمہ کیا سنگدل ظالموں کو رعدال بناؤ جو غارت کرتے تھے وہ امن کے محافظ بن گئے جو زانی اور بدکار تھے وہ طہارت اور پاکیزگی کے عرش اظم پر پہنچ گئے جو نور و غرض تھے وہ سرمایہ دار بن گئے عورتوں کی مظلومیت ختم ہو گئی غریبوں کے لئے عزت و احترام کے جذبات پیدا ہو گئے وغیرہ وغیرہ انکی مزید تحقیق و تفصیل (تفسیر اویسی مطبوعہ مکہ اویسیہ رضویہ) بجاوہ نور) آیت نور میں یا فقیر کی تعریف (حضور ﷺ حسی نور ہیں۔)



میں کیجئے۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ ۲۴ جب ۱۳۹۹ھ

## مسئلہ ۳۵

جب ساری مخلوق حضور ﷺ کے نور سے پیدا ہوئی تو پاک و نجسیت ٹھنڈی کی برائی و قباہت حضور ﷺ کی طرف منسوب ہوگی (معاذ اللہ) اور یہ آپ کی تخت تو ہیں ہے؟

سائل عبد البکر

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بہار پاکہ میں ہے کہ سارا عالم حضور ﷺ کے آفتاب سے فیض پا رہا ہے اس توین کا کیا معنی؟ جیسے ہم کہیں سورج کی شعاعیں تمام کونواں زمین میں بنیاد و بنات اور اہل معدنیات بعد موالید اور جوہر اجسام کے حق کی لطیف اور خواص و اوصاف مختلفہ کا اضافہ کر رہی ہیں تو کیا کسی شے کی بری خاصیت کا اثر سورج کی شعاعوں پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ کسی شے کی برائی شعاعوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ برائی اثر انداز نہیں تو بری قباہت اور برائی کا تصور نہیں ہو سکتا اسی معنی حضور ﷺ کیلئے کیجئے۔

اسے ہم دوسرے طور پر سمجھا دیں وہ یہ کہ ہر فی الشیاء کا زہر اور مہک۔ اشیاء کی یہ تاثیرات معدنیات و نباتات وغیرہ کے الوان و طعوم و روائح، کھانا پینا، مزہ، اچھی بری سب کچھ سورج کی شعاعوں سے برآمد ہوتی ہیں لیکن ان میں سے کسی چیز کی کوئی صفت سورج کے لئے عارِجہ موجب نہیں کیونکہ یہ تمام حق آفتاب اور اس کی شعاعوں میں انتہائی لطافت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ اور اس لطافت کے مرتبے میں کوئی اثر برائیں کہا جا سکتا البتہ جب وہ لطیف اثرات اور حق سورج اور اس کی شعاعوں سے نکل کر اس عالم اجسام میں پہنچتے ہیں اور رفتہ رفتہ ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ تو ان میں بعض ایسے اوصاف و خواص پائے جاتے ہیں۔ جن کی بنا پر انہیں حق پاک اور برا کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ان برائیوں کا کوئی اثر سورج یا اس کی شعاعوں پر نہیں پڑ سکتا۔ اسی طرح عالم اجسام میں شیف اور نجس چیزوں کا کوئی اثر حضور علیہ السلام کی ذات پاک پر نہیں پڑ سکتا۔ اس کے بعد یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ سورج کی شعاعیں پاک و گندی چیزوں پر پڑنے سے پاک نہیں ہو سکتیں۔ تو انوار محمدی کی شعاعیں عالم موجودات کی برائیوں اور نجاستوں

سے معاذ اللہ کیونکر متاثر ہو سکتی ہیں۔ نیز یہ کہ حضور علیہ السلام کے نور میں حق و اشیاء پائی جاتی ہیں اور حقیقت کسی چیز کی نجس اور پاک نہیں ہوتی نجاستیں مٹی میں دب کر مٹی ہو جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔ نجاستوں کا جو کھا کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی کے نجس اجزاء پودوں کی غذا بن کر غذا بناتی ہیں، پھول، پھل، سبزیاں اور ترکاریوں کی صورت میں ہمارے سامنے آ جاتے ہیں اور وہی اجزاء اُسے غلیظ اور لہلہ پھل بن کر ہماری غذا بن جاتے ہیں۔ جنہیں پاک سمجھ کر ہم کھاتے پیتے اور کسی قسم کا تردد ذہن میں نہیں لاتے۔ ثابت ہوا کہ ناپاکی کے اثرات صور و قیماں پر آتے ہیں۔ جو نجس امور اعتبار یہ ہیں حقیقتیں ناپاک نہیں ہوا کرتیں اسلئے کل مخلوقات کا نور محمدی ﷺ سے موجود ہونا کسی اعتراض کا موجب نہیں۔ حدیث باربر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو بار بار تفسیر کا ذکر آیا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ نور محمد ﷺ تقسیم ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا تو اس میں شعاع در شعاع بڑھاتا گیا اور وہی مزید شعاعیں تقسیم ہوتی رہیں اس مضمون کی طرف علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارہ فرمایا۔ کہنے زرقانی علیہ الصلوٰۃ جلد اول ص ۹۶ رہا یہ شیعہ کہ نور محمدی ﷺ سے روح محمدی ﷺ مراد ہے لہذا حضور ﷺ کا نور ہونا ثابت نہ ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف نور لبیک من نورہ وارادہ جس طرح نورہ میں اضافت بیان ہے اور لفظ نور سے اللہ تعالیٰ مراد ہے اسی طرح نور لبیک میں اضافت بیان ہے اور لفظ نور سے ذات پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مراد ہے اسکی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "شرح حدیث حاتم" میں پڑھیے۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ

## مسئلہ ۳۶

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور ﷺ جملہ مخلوق کے نبی ہیں یا صرف اپنے دور سے تا قیامت کی مخلوق کے نبی ہیں؟

سائل عبد البکر

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضرت ابن ابی شریف قدس مسامرہ شرح مسامرہ صفحہ ۲۹۱ میں فرماتے ہیں (ابی رسول اللہ الی الخلق) تحقق علی الاطلاق علامہ ابن تمام رحمۃ اللہ علیہ مسامرہ مع شرحہ صفحہ ۳۶ میں فرماتے ہیں:

نشہد ان محمد رسول اللہ ارسلہ الی الخلق اجمعین

امام ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ حلیہ صفحہ ۸۱ میں فرماتے ہیں کہ:

انہ صلی اللہ علیہ وسلم معوث الیہم (ای الی الملائکۃ) ورجحہ النقی السکی وزادانہ صلی اللہ علیہ وسلم مرسل الی جمیع الانبیاء والامم السابقۃ وان قوله (بعث الی الناس کافۃ) شامل لہم من لدن آدم الی قیام الساعۃ ورجحہ ایضاً البارزی وزادانہ مرسل الی جمیع حیوانات والجمادات.

نیز وہی امام ابن حجر مکی ایک اثر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اثر میں یہ بیان ہوا کہ عالم بالا کے ذرہ ذرہ پر حضور ﷺ کا نام لکھا ہوا ہے:

وفی هذا الاثر فائدة لطیفۃ ہی انہ ﷺ ارسل الی الحور العین والی الولدان وصح كذلك انہ لم یدخل احد الجنة ولم یستقر بہا ممن خلق فیہا الا من آمن بہ ﷺ ولعل من فوائد الاسراء ودخوله الجنة تبلیغ جمیع من فی السموات من الملائکۃ ومن فی الجنان من الحور العین والولدان ومن فی البرزخ من الانبیاء ورسالہ لیومنواہ وبصدقہ فی زمنہ مشافہۃ بعد ان کانوا مومنین بہ قبل وجودہ.

(فتاویٰ حلیہ صفحہ ۸۳)

نیز وہی امام ابن حجر مکی ارشاد فرماتے ہیں:

الذی رجحہ شیخ الاسلام النقی السکی وجماعہ من محقق المتأخرین: انہ ارسل الیہم (ای الی الملائکۃ) ویدل لہ ظاہر قوله تعالیٰ (لیکون للعاالمین نذیراً) وہم الانس والجن والملائکۃ ومن زعم انہ ﷺ ارسل الی بعض الملائکۃ دون بعض فقد

تحکم من غیر دلیل کما ان من ادعی خروج الملائکۃ کلہم من الآیۃ بعبر عن دلیل بدل علی ذلک..... کفی بالاحد بظاہر الآیۃ دلیلاً سبباً وخبر مسلم الذی لا روع فی صحیحہ صریح فی ذلک وقوله ﷺ ارسلت الی الخلق کافۃ فاکل قوله (الخلق) وقوله (کافۃ) ومن ثم اخذ من هذا شیخ الاسلام الحاصل البارزی انہ ﷺ ارسل الی جمیع المخلوقات حتی الجمادات الخ

(فتاویٰ حلیہ صفحہ ۱۳۳)

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ ۲۴ جب ۱۳۹۹ھ

## مسئلہ ۳۷

حضور سرور عالم ﷺ واپسی میں کیا کیا ہے؟

سائل عبد البکر

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بے ادبی اور جسٹشی ہے اس لئے میں کا معنی ہے۔ اللہ اور میں میرے سر و دست کا معنی ہے تمام صفات میں برابر ہونے والا (عبات السعد ص ۵۲) اس سے پتہ چلا کہ جو ان کی مثلیت کا جوہر ہو وہ ان کی تمام صفات کا جوہر ہے جو کہ دعویٰ نبوت سے نتیجہ کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ جو نبی ﷺ کا عرش ہوگا اس میں صفت نبوت بھی پائی جائے گی اور یہ بات میں ہے کہ ایک عالم آدمی اپنی برائی یا شیطان کے جوہر میں آکر نبوت کے منصب کی برابری کا دعویٰ کرے ان کی مثال ہو جائے اور جو ایسا کرے گا وہ قطعاً یقیناً کافر ہے۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ

## مسئلہ ۳۸

اہلسنت کے نزدیک حاتم السیسی کا منسوب کیا ہے؟



سائل حبیب اللہ بھول پور

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایہ الحق والصواب

خاتم النبیین کا لغت کی جگہ میں وہی معنی ہے جو اہلسنت نے بیان کیا ہے اہل اہل لغت مذہبی تعصب سے ہٹ کر معافی بیان کرتے ہیں فقیر اس مقام پر صرف کتب لغت سے خاتمہ کا معنی بیان کرتا ہے (۱) الصحاح میں ہے: ختمہ اللہ بالخیر خدا کا خاتمہ یا خیر فرمائے (۲) ختمت القرآن ای بلغت آخرہ یعنی میں نے قرآن مجید کو آخر تک پڑھ لیا ہے۔

(۳) اختمت الشی فیض الفتحہ: اختتام کی نفی ہے۔ (۴) الخاتم بکسر النون فتحها والخاتم

والخاتم م کلہ بمعنی وخاتمۃ الشی آخرہ یعنی خاتمہ بکسر وفتح اور خاتمہ و خاتمہ سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمہ الشی کہتے ہیں حضور سرور عالم ﷺ اسی معنی پر خاتمہ ہیں کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے آخر میں تشریف لائے ہیں۔

صاحب الصحاح کا نام حاد بن اسماعیل الجوزی ہے ۳۹۳ھ میں وفات ہے۔ خاتمہ کے اسی طرح کے معنی لسان العرب میں لکھے ہیں لسان العرب کے مصنف کا نام ہے ابو الفضل جمال الدین محمد بن کرم بن منظور الافریقی المصری وفات ۷۴۲ھ میں ہے اس کے خوالہ جات ملاحظہ ہوں:

(۱) ختام الوادی اقصادہ و ختام القوم و خاتمہم و خاتمہم آخر ہم۔  
وادی کے آخری کو خاتمہ وادی اور قوم کے آخر کو خاتمہ و خاتمہ (بکسر وفتح) کہتے ہیں و خاتمہ خاتمہ الانبیاء علیہم السلام اسی مناسبت سے حضور سرور عالم ﷺ کو خاتمہ الانبیاء علیہم السلام و خاتمہم الخاتم کا خطاب ہے التہذیب کے خوالہ سے صاحب لسان العرب نے لکھا کہ:

والختم والخاتم من اسماء النبی ﷺ وفي التنزيل العزيز ولكن رسول الله وخاتم النبیین ای آخر ہم ومن اسماء العاقب ایضا ومعہ آخر الانبیاء ختمہم ختمہم اور خاتمہم حضور نبی اکرم ﷺ کے اسماء گرامی میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کے بارے میں ارشاد ہوا: ولكن رسول الله وخاتم النبیین۔ ختمہم یعنی سب نبیوں سے پہچلا۔ اور حضور کے اسماء گرامی میں

خاتمہ بھی ہے اس کے معنی بھی آخر الانبیاء ہیں۔

علامہ ابن عربی امتری النبی (م ۷۴۰ھ) کتاب "مفتاح سر فی شرح بکسر" میں لکھتے ہیں ختمت القرآن، حفظت خاتمہ وہی آخرہ تو جملہ میں نے قرآن مجید ختم کر لیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے آخر تک قرآن مجید حفظ کر لیا ہے۔ اصل لغت کی تفسیرات سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ خاتمہ کی تاء پر زبر و یاء زبر یعنی اسے خاتمہ پر خطاب ہے یا خاتمہ دونوں صورتوں میں اس کا معنی آخری ہے۔ اس معنی کی تائید میں قرآن مجید میں ایک اور آیت ہے: "و خاتمہ مسک" (سورہ المطففین)

"ای آخرہ و خاتمہ مسک، یختمہ لہم فی آخر مشاربہم مریح المسک۔"

(اس حیرت فوری)

تو جملہ: "اہل جنت کو جو مشروب پیا جائے گا اس کے خوش آئین شہدائی کی توثیق ہو گئی ہے۔"

اس لغت سے خاتمہ کا معنی میرا مہر لگانے والا بھی آیا ہے۔ اس مہر کا لگانے والے سے مراد کسی منصب دار یا ذاکر یا خدائی مہر نہیں کہ کسی درخواست پر لگائی یا خاتمہ و یاء زبر اور یاء زبر و یاء زبر کے معنی ہیں اس مہر سے مراد وہ مہر ہے جس سے کسی نے تشریف نہ کیا ہوتا ہے۔ یہ مہر ہے۔

"ختمہ یختمہ ختمہ و ختمہ طبعہ فہو مخرجہ و مخرجہ لشد لشد لشد"

تو جملہ: یعنی ختم کا معنی میرا لگانا ہے اور اس پر یاء زبر ہوتی ہے اس کو ختمہ اور مہر کا معنی ہے ختم کہتے ہیں۔ مزید لکھا:

"و معنی ختمہ و طبع فی اللغة واحد وهو التغطية علی الشی والا سبب شاق عن ان لا بد حله شی کما قال جل و علا ام علی قلوب افعالہا"

تو جملہ طبع اور ختم کا لغت میں ایک ہی معنی ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی نے کو اس طرح ختم کیا اور توثیق سے بند کر دیا کہ اس میں باہر سے کسی چیز کا داخل ہونا نہ ہے۔ زمانہ صف میں خلفاء و امراء اور سلطان اپنے خط کو لکھنے کے بعد کسی کا ختم یا کچا لے کر ختم میں لکھ کر دیکھتے تھے کہ مہر کی موجودگی میں اس میں رد و بدل ممکن نہ رہے۔ اگر کوئی تغیر تبدیل کرنا چاہے گا تو پتہ پہنچے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے

گا۔ اس پر احکام سلطانی میں تغیر تبدیل کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کا سنگین جرم عائد ہوگا۔ اس صورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور اکرم ﷺ تشریف آوری سے یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ آپ اس پر مہر لگادی گئی ہے تاکہ کوئی کذاب دعویٰ نبوت نہ کر کے سلسلہ انبیاء میں داخل نہ ہو سکے۔ اگر کوئی کذاب و خائن اس زمرہ میں داخل کی کوشش کرے گا تو پتہ میرا نبوت کو توڑے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مہر کو توڑنے کی پاداش میں کذاب، خائن اور دجال بن کر جہنم کی آگ کا پتھر بن جائے گا۔

ختم اور طبع کے اسی معنی کی تائید قرآن مجید کی ان آیات سے ہوتی ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں پر مہر لگانے کا بیان فرمایا ہے مثلاً ارشاد باری ہے:

"ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوة و لہم عذاب عظیم"

(بارہ ۱ آیت ۷ سورہ البقرہ)

تو جملہ: "اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا نوپ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔"

کفار منافقات اور گمراہی میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ حق کے دیکھنے، سننے اور سمجھنے سے اس طرح محروم ہو گئے جیسے کسی کے دل اور کانوں پر مہر لگی ہو اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ حق ان کے دل، کان اور آنکھ میں نہیں آ سکتا۔

علامہ ابن جریر طبری اس آیت کے معنی میں لکھتے ہیں:

"ای طبع اللہ علی قلوبہم و اسماعہم فلا یکنون لایمان ولا یمن ولا یبہا مسلک ولا للکفر منها مخلص کما یطبع ویختم علی الایة و الطروف۔"

(مختصر تفسیر طبری)

"اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی۔ پس ایمان ان میں داخل نہیں ہو سکتا، نہ کفر ان کے دلوں سے نکل سکتا ہے۔ یہ ایسا ہے جس طرح برتنوں کا منہ بند کر دیا جائے تو ان میں نہ کچھ والا جا سکتا اور نہ ہی ان میں سے کچھ نکل سکتا ہے۔" اس صورت میں خاتم النبیین کا معنی ہوگا کہ حضور اکرم ﷺ نبوت

پر ایسی مہر ہیں کہ کوئی مقلد نبوت اب زمرہ انبیاء میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی نبی اس زمرہ سے نکالا جا سکتا ہے۔

لغوی معنی کی تحقیق کے بعد مفسرین کبار کے چند اقوال ملاحظہ ہوں، اجلہ علمائے تفسیر کا اس پر اجماع ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم النبیین سے مراد چھپا ہوا ہے۔

امام مفسرین ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خاتم النبیین الذی ختم اللہ علیہ النبوة فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعة۔"

(مختصر تفسیر طبری)

تو جملہ: "خاتم النبیین وہ ذات ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ بند کر دیا ہے پس قیامت تک آپ کسی کے لئے نہ کھولا جائے گا۔"

اسامیل بن کشیر (م ۷۷۷ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا:

"فیہذہ الایة نص فی انہ لا نبی بعدہ و اذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بعدہ بالطریق الاولیٰ۔"

(تفسیر ابن کثیر)

تو جملہ: یہ آیت اس بارے میں نص قطعی ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر مجسم سید الکونین ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ جب آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے تو کسی رسول کا آنا بطریق اولیٰ محال ہے۔

امام المحققین قاضی ناصر الدین ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بن محمد شبیر ازی بیضاوی (م ۹۱۷ھ) اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں:

"آخر ہم الذی ختمہم او ختمہم ابہ علی قراۃ عاصم بالفتح" (تفسیر بیضاوی)

تو جملہ: حضور ﷺ انبیاء میں سب سے آخری ہیں، یا حضرت عاصم کی قرات کے مطابق تاکہ فتح کے ساتھ (خاتم) اس کا معنی ہوگا کہ آپ کے آنے سے باب نبوت ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

نمودہ المفسرین امام مفسر الدین رازی، امام الحدیث امام محمد بن احمد بن عافق محمود آؤسی اور دیگر مفسرین نے بھی اس آیت کا یہی معنی لکھا ہے۔







## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اگر آپ کے احباب ہندی اور بہت دھرم نہیں تو ان کو درج ذیل حوالہ جات پر صاب:

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ جو "عزیز الفناوی" میں درج ہے ملاحظہ ہو:

(سوال: ۳۶۳) وہ حدیث کوئی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول مقبول ﷺ سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا

(الجواب: (۱) امام سیوطی نے حصہ نص کبریٰ میں آنحضرت کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں حدیث نقل فرمائی ہے۔

اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یروی له ظل فی شمس ولا قمر۔

تکبیر ترمذی نے حضرت ذکوان سے روایت کی کہ بیشک رسول اللہ ﷺ سایہ نہیں دیکھا گیا نہ سورج کی چمک میں نہ چاند کی روشنی میں۔

(۲) اور ابو ریح حبیب اللہ میں مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا اسی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔

(۳) عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سایہ نہ ہونے کا خوب بحث لکھا ہے اس قطع میں:

پیغمبر ما دل اشت سایہ

تا شک بدل یقین نیفتد

یعنی ہر کس کہ پر و اوست

پید است کہ یا زہمت نیفتد۔

ترجمہ: ہمارے پیغمبر علیہ السلام سایہ نہیں رکھتے تھے تا کہ یقینی دل پر شک نہ ہو نہ ہو جس آپ کے قدموں کی خاک ہے ظاہر کہ پاؤں زمین پر نہیں پڑتے۔ کہہ عزیز الرحمن (عزیز الفناوی ج ۸ ص ۲۰۲)۔

امرانہ زلیخا جو خدا عز و جل ولدت له ولدین (تفسیر جلالین ص ۱۹۴)

"قصہ یوں ہے کہ بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو تاج پہنایا اور مہر دی اور عزیز کی جگہ والی بنادیا اور عزیز کو معزول کر دیا وہ عزیز کچھ دن بعد مر گیا تو بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کا نکاح عزیز مصر کی بیوی زلیخا سے کر دیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو بالکل نامورہ پایا۔"

اس لئے کہ عزیز مصر زلیخا کا خاوند بالکل نامرود تھا (اویسی غفرلہ)

تفسیر صاوی میں ہے:

فولدت له ولدین ذکورین افراتیم ومیشاوتنا واسمہا رحمة زوجة ابوب علیہ السلام ومیشا هو جد یوشع بن نون (تفسیر صاوی جلد ۳ ص ۹۶۴ سورۃ یوسف نحت آیت ۵۶)۔

یعنی زلیخا کے ہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے دو صاحبزادے فرما شام اور میشا پیدا ہوئے اور ایک بیٹی رحمت پیدا ہوئیں۔ رحمت ابوب علیہ السلام کی بیوی تھیں اور میشا حضرت یوشع بن نون کے دادا تھے۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

## مسئلہ ۴۴

کبھی دفعہ کا خواب یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی بندہ سفید مصلیٰ پر نماز پڑھنے کے لیے چلا تو سرکار ﷺ کے ہمراہ دوسرے حضرت نے فرمایا کہ اس مصلیٰ پر نہ جاؤ دوسری جگہ جاؤ جو سیاہ رنگ کا تھا۔ دوسری دفعہ پھر سرکار ﷺ کی زیارت ہوئی سرکار ﷺ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں سے ایک سیاہ کھل مجھ پر ڈال دیا لیکن میری آنکھوں میں اندھیرا تھا سرکار ﷺ کا چہرہ صاف نہیں دیکھ سکا۔

سائل عبدالمصطفیٰ قادری مٹان

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

تعبیر از قلم علامۃ الدھر حضرت سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی۔ رحمۃ اللعالمین کی کمال شفقت ہے کہ اپنے کسی غلام کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائیں بے شک حضور ﷺ کی زیارت خواب میں

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۳ شوال

## مسئلہ ۴۲

ذکر یا علیہ السلام کا ذکر کی آیت سے غیر مختار ہونا ثابت ہوتا ہے۔

قال رب اجعل لی امة۔ قال انک الا تکلم الناس ثلاثۃ ايام الا رمزا

(یادہ ۳ آیت ۴۱ سورۃ ال عمران)

حضرت ذکر یا نے حضرت یحییٰ کی ولادت پر کوئی نشانی مانگی اور عرض کی آیت (نشانی یا مجزہ) مقرر کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے سوا اشاروں کے بات نہ کر سکو گے

سائل: دین محمد کھر

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضرت ذکر یا علیہ السلام کے بات نہ کر سکنے میں ان کے کسب اور قصد کا کوئی دخل نہیں تھا۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کا نفع تھا۔ اس قسم کے مجزات اور آیت میں نبی علیہ السلام کے اختیار میں نہ ہونا نبوت کے شان کے منافی نہیں۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

## مسئلہ ۴۳

کیا بی بی زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوا؟

سائل: دین محمد کھر

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جی ہاں، حضرت یوسف علیہ السلام کا بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا تھا اس پر فقیر کا رسالہ "رفع التعسف" کا مطالعہ کیجئے۔ چند حوالہ جات یہاں حاضر ہیں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ یوسف کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وفی القصۃ ان الملک توجہ و ختمہ و ولہ مکان العزیز و عزلہ و مات بعد فزوحہ

بہت بڑی سعادت ہے لیکن اگر حضور ﷺ کی زیارت کرنے والا اپنے قلب و روح کی صفائی نہیں رکھتا تو اس کے باطن میں پوری پوری صفائی اور نورانیت نہیں ہوتی کچھ عکس اور ظلمت ان کے اندر موجود ہے تو شرف زیارت کے ساتھ اسے یہ تنبیہ بھی فرمادی گئی ہے کہ ابھی تک صفائی باطن کے معاملہ میں تیری حالت خست ہے اور تیرا مقام ابھی تک صفائی باطن اور روح کی روشنی کے رتبہ میں قابل اصلاح ہے دونوں خواہوں میں اس کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے حضور سرورِ دو عالم ﷺ کی زیارت خواب میں ہونا بڑی خوش قسمتی کی علامت ہے قسمت والوں کو یہ دولت نصیب ہوتی ہے ورنہ بہت بڑے بڑے زہاد اور عبادتگراں میں مر گئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس نعمت سے نوازے۔ آمین!

امام ترمذی نے فرمایا: یعنی حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہو جانے میں یہ فائدہ ہے کہ خواب دیکھنے والے کو تسلی ہے کہ وہ حضور ﷺ کی محبت میں سچا ہے اور آئندہ حضور ﷺ کے مشاہدہ شوق میں نیک عمل کرنے کی کوشش کرے۔

فائدہ: مذکورہ بالا عنوان میں مختلف امور ہیں جن کی علیحدہ علیحدہ تعبیریں حاضر ہیں:

[۱] حضور ﷺ کی زیارت حقیقی زیارت ہے اور بڑی خوش قسمتی ہے احادیث درج ذیل ہیں:

قال علیہ السلام من رانی فی المنام فلن یدخل النار۔

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ دوزخ میں ہرگز نہیں جائے گا۔

(۲) قال علیہ السلام من رانی فقد رای الحق

یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی خواب میں دیکھا۔

(۳) قال علیہ السلام من رانی فی منامہ فقد رای الحق ولا ینبغی للشیطان ان یتصور بصورنی۔

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان کو میری طرح بننے پر قدرت نہیں دی گئی۔

[ب] (۳) نماز کی کئی قسمیں ہیں فرض، سنن، اور نوافل وغیرہ پھر ان میں سے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں ویسے ہی خواب میں نماز پڑھنے کی اچھی تعبیر ہے حضرت علامہ محمد بن سلیم فتحنا الکلام فی تعبیر



الاحلام ج ۱ صفحہ ۱۸۶ میں فرماتے ہیں کہ۔

الاصل فی الروبا بالصلو فی المنام انها محمودۃ دینا ودنیو یا۔

خواب میں نماز پڑھنا دیکھنا اچھا ہے دین و دنیا کی بھلائی ہے نیز اس طرف دلالت ہے کہ خواب دیکھنے والا ملازمت اور نوکری میں اچھے عہدے پر فائز ہوگا قرض دار ہے تو ادائیگی قرض ہوگی، مالیت دینی ہو یا اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فریضہ تم کرنا ہو تو ادا کریگا۔

(فائدہ) نماز کا ارادہ بھی نماز پڑھنے کے حکم میں ہے اور خواب مذکور میں کئی نکات ہیں مثلاً (۱) سفید مصلیٰ سے سیاہ مصلیٰ کی طرف پیچھے سے اس طرف اشارہ ہے کہ شب بیداری کرو اور سیاہ مصلیٰ سے رات کی عبادت مقصود ہے۔

(۲) سیاہ مصلیٰ کا رنگ بھی بھلائی ہے چنانچہ شیخ ابن سیرین قدس سرہ فرماتے ہیں:

وان رأى النسي نكحت وقد اعطاه شيئا من متاع الدين فهو خير بئانه بقدر اعطاه۔

یعنی اگر حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے خواب دیکھنے والے کو کوئی دین سے متعلق شے عطا فرمائی ہے تو سمجھو کہ وہ خیر ہے جسے خواب دیکھنے والا عطا کی گئی شے کی مقدار حاصل کرے گا۔

(۵) دوسری دفعہ کہ خواب میں حضور ﷺ کے چہرہ النور کی زیارت سے محروم رہنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ ابھی تک آپ کے دل پر غم و اور عاصی کا رنگ باقی ہے اسے صاف کرنے کی کوشش کریں۔

والله تعالى اعلم بالصواب کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ ۴۵

بعض لوگ کہتے ہیں کہ محمد بخش، رسول بخش، نبی بخش نام رکھنا شرک ہے اس لیے کہ بخش والا تو اللہ ہے یہاں مغفرت کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہے اس لیے یہ شرک ہے۔

سائل عبد اللہ

الجواب بعون الملک الوهاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی شفاعت حق ہے اور یہاں بخش کا معنی حصہ بھی ہو سکتا ہے جکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی شخص حضور کے حصہ کا ہے اور یہ نیک تقاضا کے طور پر ہے اگر بخش بخش والا ہو تو

قیامت میں حضور ﷺ کا امت کو بخشوانا حق ہے یہاں نسبت مجازی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ جس کا نام محمد ہوگا محمد عربی ﷺ کا نام لیا ہوگا اسے اللہ اپنے کرم سے ضرور بخش دیکھو اہل لدینہ میں ہے روى ان قوما من حملة القرآن يدخلونها فيسهم الله ذكرو محمد ﷺ حتى يذكروا

ہم جبریل علیہ السلام فیکذروا فتنحمد النار وتنزوی عنہم۔ (زرقاتی ص ۱۶۳) ترجمہ: روایت ہے کہ ایک قوم حافظ قرآن و وزخ میں داخل ہوگی جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذکر محمد ﷺ بھلا دیا ہوگا یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام انہیں، (ذکر محمد ﷺ) یاد کریں گے تو وہ اس کو یاد کریں گے (آنحضرت ﷺ کے نام کی برکت سے) آگ بجھ جائیگی اور ان سے ہٹ جائیگی۔

ایک اور روایت مواہب لدنیہ اور شرح زرقاتی میں مروی ہے:

روينا مما اخرجه الحافظ ابو طاهر سلفی وابن کبیر فی جزرد من طریق حمید الطویل عن انس بن مالک ان رسول الله ﷺ قال یو فف عبدان بین یدی اللہ تعالیٰ فیامر اللہ بهما الی الجنة فیقولان ربنا بما استا هلسا الجنة و لم نعمل عملًا یجازینا الجنة فیقول اللہ تعالیٰ او خلا الجنة فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ احمد ولا محمد وروی ابو نعیم عن نبط ابن شریط قال قال رسول الله ﷺ قال اللہ تعالیٰ وعزنی وجلالی لا عذبت احدا تسمى باسمک فی النار۔

ترجمہ: روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دو بندے درود اللہ تعالیٰ کے کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا کہ جہاں ان کو جنت کے طرف۔ وہ عرض کریں گے اے رب کس سبب سے ہم قابل جنت ہوئے حالانکہ کوئی عمل ہم نے ایسا نہیں کیا جس کا بدلہ جنت ہو ارشاد ہوگا میں نے تم یا فرمائی ہے اپنی ذات کی کہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا وہ شخص جس کا نام احمد یا محمد ہو اور نیز فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے اپنے عزت و جلال کی قسم یا فرمائی ہے کہ نہ عذاب کرے دوزخ میں اس شخص کو جو آپ کے نام کے ساتھ موسوم ہوگا۔

اذا لہ: ان تیسے لکھا ہے کہ فضیلت تسمیہ (محمد احمد) کے باب میں جتنی حدیثیں وارد ہیں سب موضوع ہیں مگر علامہ زرقاتی نے لکھا ہے کہ یہ قول قابل اعتبار نہیں البتہ بعض حفاظ نے جو لکھا ہے کہ کوئی حدیث اس

اقلب نعلی فاکتب فی ظہور ہما۔

یعنی سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا اور (تختہ علم کے لئے فکری علمی باتیں) کر رہا تھا جب وہ ختم ہو جاتا تو پھر میں اپنے دونوں جوتوں کے کتوں پر لکھتا۔

والله اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

علم غیب

مسئلہ ۴۷

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کو قیام ساعت کا علم نہ تھا اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جیسا کہ سورۃ لقمان کی آیت اور بخاری کی صحیح حدیث سے ثابت ہے؟

سائل عبد اللہ

الجواب بعون الملک الوهاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

آیت قرآنی و حدیث بخاری کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر اور کوئی نہیں جانتا چنانچہ چند حوالہ جات حاضر ہیں جن سے ثابت ہے کہ نہ صرف علم قیام الساعۃ بلکہ باقی جملہ علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بتائے الہی جانتے ہیں بلکہ آپ کے طفیل آپ کی امت کے بعض اولیاء کرام بھی جانتے ہیں:

(۱) (السراج المنیر شرح جامع صغیر ص ۲۳۵ ج ۱) میں ہے کہ وقد اعطی علمہما بعد ذلک اس کے بعد اس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا۔

قرآن کی آیات بھی شاہد ہیں کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ماکان و مایکون کے جملہ علوم سے نوازا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارضی من رسل

(پارہ ۲۹ آیت ۲۶-۲۷ سورۃ النحل)

اس آیت میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں مطلع کرتا ہے کسی کو اپنے مخصوص علم پر مگر جسے پسند کرتا ہے رسولوں میں سے "آیت میں "غیبہ" کے لفظ سے واضح ہے کہ غیب کی اضافہ ضمیر کی طرف

باب میں صحیح نہیں ہے بات اور ہے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔ جیسا کہ کتب اصول میں مصرح ہے اور ایسی حدیث کیوں کہ موضوع ہو سکتی ہے جسے اکابر محدثین جیسے حاکم براء بن عدی، ابویسہ اور ابویسعید ابویعلیٰ طریطی، ابن جوزی السلفی، ابونعیم خراسانی ابن عبیدہ وغیرہم نے موقوف اور مرفوع روایت کیا ہے (زرقاتی شرح مواہب)۔

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ ۴۸

حضور سرور عالم ﷺ کی فعل اقدس کے نقشہ میں بسم اللہ شریف یا کلمہ شریف یا کوئی آیت قرآنی لکھنا کیسا ہے؟

سائل ثار احمد سندھ

الجواب بعون الملک الوهاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جائز ہے امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بدر الانوار میں لکھتے ہیں بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں اگر یہ خیال کیجئے کہ فعل مقدس قطعاً تابع فرق اہل ایمان ہے مگر اللہ عز و جل کا نام و کلام ہر شے سے اجل و اعظم و ارفع و اعلیٰ ہے یونہی تشریف (تشریف اقدس) میں بھی احترام چاہئے تو یہ قیاس مع الفارق ہے اگر حضور سید عالم ﷺ سے عرض کی جاتی کہ نام الہی یا بسم اللہ شریف حضور ﷺ کی فعل اقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے مگر اس قدر ضروری ہے کہ فعل بحالت استعمال و تشریف محفوظ عن الابدال میں تقادد بدیہی ہے اور اعمال کا مداریت پر ہے۔ امیر المومنین فاروق اعظم نے جانورانِ صدقہ کی رانوں پر جس فی سبیل اللہ داغ فرمایا تھا حالانکہ ان کی رانیں بہت محل ہے اصحاب علی میں بلکہ مشن داری شریف میں ہے:

اخبرنا مالا بن اسمعیل ثنا مندل بن علی الغزی حدثنی جعفر بن ابی المغیرۃ عن سعید بن جبیر قال کنت اجلس الی ابن عباس فاكتب فی الصحیفۃ حتی تمتلئ ثم







حصول کا کوئی قائل نہیں ہم بھی بیان کر آئے کہ علم ماکان وما یکون یعنی مسطور اگرچہ کبھی تفصیل پر رہا تھا مگر جو علم ہم نے بھی وسعت مظہر کو نہیں پہنچتا پھر علوم الہیہ ہیں (جیل وعلاوہ) اور مطلق علم پر کٹر حضرت حق عز و علا سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے مولیٰ عزوجل کا علم عطائی ہوئے سے پاک ہے تو انصوس حصہ یقیناً قطعاً وہی وہ قسم اول مرد ہو سکتی ہیں نہ یہ قسم اخیر اور بدایت ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ماکان و ما یکون یعنی مہر بر بلکہ اس سے ہزاراں پہ و افزوں علم بھی کہ بطلانے الٰہی ملتا جائے اسی قسم سے اخیر ہوگا تو انصوس حصہ کدعائے مخالف سے اصلاً مس نہیں بلکہ وہ جہات پر نفس ہیں یہ مثبت بات کہ خود بدین و واضح ہیں آخر دین نے ان کی تصریح فرمائی امام اہل ابوکر کیا نوعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ حدیث میں فرماتے ہیں

معنا ہا لا یعلم ذلك استقلالاً و علم احاطة بكل المعلومات الا الله تعالى اما المعجزات و الکرامات فبا علام الله تعالى لهم علمت و کذا ما علم باجراء العادة

یعنی آیت میں غیر خدا سے نئی علم غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جانتا اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہو یہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ رہے انبیاء کے معجزے اور اولیاء کی کرامتیں یہاں تو اللہ عزوجل کے بتائے سے انہیں علم ہوا ہے ہوا یوں وہ بات کہ عادت کی مطابقت سے جن کا علم ہو تا ہے مخالفین کا استدلال محض باطل و خیال محال ہو تا تو ہمیں سے ظاہر ہو گیا مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان شلال کے خود اقراری کفر و ضلال کا تنہا ہے نیز انہیں میں روشن کیا کہ خلق کے لیے اوعاے علم غیب پر فقہاء کا حکم کفر بھی درجہ اولائے حق حقیقت میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ آخرائے طرہ فقہائی میں علم مطلق یعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ محققین کے کام میں منصوص ہے مگر پر کراؤہ زعم مردود جس میں مصطفیٰ ﷺ کی نسبت کچھ نہیں جانتے کا لفظ پاک ہے وہ بھی کفر و ضلال بیباک ہے مگر جس عقیدے کو شرک و کفر کہا اور اس کے رد میں یہ کلام بد فرجام یکا خود ہی میں تصریح تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے لا حرم مگر یہی یہ نفی شامل علم عطائی بھی ہے اور خود بعض شیعین الانس کے قول سے استدعا و تمہید اس تقیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں بول میں خواہ یوں اور خواہ وہ دونوں صورت پر حکم شرک دیا ہے اب اس لفظ حق کے کفر صریح ہونے میں کیا تامل ہو

سکتا ہے قرآن عظیم کی روشن آیتوں کی کھدیب بلکہ سارے قرآن کی کھدیب اور رسالت نبی ﷺ کا انکار بلکہ نبوت تمام انبیاء کا انکار رسید عالم ﷺ کی تنقیص مکان بلکہ رب العزیز عزوجل کی توہین شان ایک دو کفر ہوں گے جائیں والعبادہ باللہ رب العالمین یوں ہی اسکا قول بدتر از بول کہ اپنے خاتمہ کا بھی حال نہ معلوم ہی صریح کفر و کفر و سارا رہے شمار آیات قرآنیہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے آپ کریم۔

لینفخ لک اللہ (بارہ ۲۶ آیت ۲ سورۃ الفتح)

مع حدیث صحیحین بخاری و مسلم کہ محمد اللہ ان مردودوں کی خاص صفرائی ہی کے لیے اتاری اور مردوی و مدقون ہوئی اور پرگزری بعض اور سننے

قال الله تعالى: و لا حجة فخر لک من الاولي (بارہ ۳۰ آیت ۴ سورۃ الضحیٰ)

اسے نبی بے شک آخرت تمہارے لیے دیا ہے بہتر ہے

وقال الله تعالى: و لسوف یعطیک ربک فخرضی (بارہ ۳۰ آیت ۵ سورۃ الضحیٰ)

یہ کجہ نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راہی ہو جاؤ گے

وقال الله تعالى: يوم لا یحزی الله النبی و الذین آمنو معہ نورهم یسعی بین یدہم

و ما یمیتہم (بارہ ۲۸ آیت ۸ سورۃ الشحریم)

جس دن اللہ نہ سوئے گا کہ انہی اور ان کے صحابہ کو ان کا نور ان کے آگے اور دھنے جو ان کرے گا

وقال الله تعالى عسی ان یعینک ربک مقاما محمودا

(بارہ ۱۵ آیت ۱۰ سورۃ نبی اسرائیل)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب تعریف کے مکان میں بھیجے گا جہاں اولین و آخرین سب تمہاری حمد کریں گے

وقال الله تعالى تبارک الذی ان شاء جعل لک خیر من ذلک جنت تجری من

تحتہا الانہار و یجعل لک قصورا (بارہ ۱۸ آیت ۱۰ سورۃ فرقان)

علی قراءۃ الرفع قراءۃ ابن کثیر و ابن عامر و رواۃ ابی بکر عن عاصم

بڑی برکت والا ہے وہ کہ اپنی مشیت سے تمہارے لیے اس خزانہ و باغ سے (جسکی طلب یہ کافر کر رہے ہیں) بہتر چیزیں کر دے جتنیں جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ حصیں بہشت بریں کے اونچے اونچے

محل نشے کا الٰہی غیر ذلک من الایات اور احادیث کریمہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس ﷺ کے فضائل و خصائص وقت وفات مبارک و بزرگ مظہر و شہرہ و شفاعت و کوش خلافت مطلق و سیادت کبریٰ و ادبیت و اہل جنان و رویت رمن و غیر ہزاروں ہیں انہیں جمع کیجئے تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے یہاں صرف ایک حدیث تحریر کیا ہے جیسے جامع ترمذی شریف میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

انا اول الناس خرو جوا اذا بعثوا وانا قائلہم اذا وفدوا وانا خطیبہم اذا نضوا وانا مستشفعہم اذا حیسوا وانا منسہم اذا انیسوا الکرامۃ و المقاتیح یومئذ یبدی ولواء الحمد یومئذ یبدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم کانہم بیض مکنون اولو لو منشور

جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے پہلے میں ہزار مظہر سے باہر تشریف لائوں گا اور جب وہ سب دم بسکون رہیں گے تو ان کا خطبہ خواں میں ہوگا اور جب وہ دور کے جائیں گے تو ان کا شفاعت خواں میں ہوں گا اور جب وہ نامید ہو جائیں گے تو انہیں بشارت دینے والا میں ہوں گا عزت دینا اور تمام کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا یا گاہ عزت میں میری عزت تمام اولاد آدم سے زائد ہے ہزار خدمت گار میرے ارد گرد و طواف کریں گے یا گاہ و گرد و غبار سے پاکیزہ ولونے میں محفوظ رکھے ہوئے یا جگہ تہ موتی ہیں کچھیرے ہوئے۔ یا ہلکہ بکرہ بکرہ کے گراہ و دین ہونے میں اصلاً شبہ نہیں اور اگر کچھ نہ ہوتا تو صرف اتنا ہی کہ تنزیہ الایمان پر جو حقیت و تقویٰ الایمان ہے اسکا ایمان ہے یہی اسکا ایمان سلامت نہ رکھنے کو اس قہر صفا فقیر کے رسالہ کسک الشہادیہ و غیر ہا کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔

اذا کان الغراب دلیل قوم سیدہم طریق الہالکینا والعباد باللہ تعالیٰ

رہا وہ ریت شیطان کے اپنے اس بزرگ زمین کے علم طاعون کو علم اقدس حضور عالم

ماکان و ما یکون ﷺ سے زائد کہے اسکا کفرستان بند میں کیا ہو سکتا ہے ان شاء اللہ القہار روز

بڑا وہاں پاک نامہ ہمارے کفر کفری گفتار کو پیچھے

و سنعلم الذین ظلموا انی مغلوب ینقلبون (بارہ ۱۹ آیت ۲۲۷ سورۃ الشعراء)

یہاں اس قدر کافی ہے کہ یہ پاک کلمہ صراحتہ محمد رسول اللہ ﷺ کو عیب لگانا ہے اور حضور ﷺ کو عیب لگانا کفر نہ ہو تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم (بارہ ۶۱ آیت ۶۱ سورۃ التوبہ)

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دکھ کی مار ہے۔

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا

(بارہ ۲۲ آیت ۵۷ سورۃ الاحزاب)

جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کی رسول کو اللہ نے ان پر لعنت فرمائی ہے دنیا و آخرت میں اور ان کی لیے تیار کر رکھی ہے ذلت والی مار شفاء امام اہل قاضی عیاض اور شرح علامہ شہاب الدین غفاری کسی نسیم الریاض میں ہے

فجميع من سب النبی ﷺ او شتمہ (او عابہ) هو اعم من السب فان من قال فلان اعلم منه ﷺ فقد عابہ و نقضہ و لم یسبہ و فہو سابا و الحکم فیہ حکم الساب من غیر فرق بینہما کان سبہ نسی منہ فصلا۔ ای صورۃ و لا تہتمری۔ فیہ تصریحا کان اولویحا و ہذا کلمہ اجماع من العلماء و الحکم و الفتوی من لدن اصحابہ۔

یعنی جو شخص نبی ﷺ کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے کتر ہے کہ نسبت کہا کہ گالوں کا علم نبی ﷺ کے علم سے زیادہ ہے تو اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا یا حضور کی مذمت کی اگرچہ گالی دینے والے کے حکم میں انکی اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی فرق نہیں نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثناء کریں نہ ہم شک و تردید کو راہ دیں خواہ صاف صاف کہا ہو خواہ کنایہ سے ان سب احکام پر تمام علماء ائمہ فتویٰ کا اجماع ہے کہ زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج تک برابر چلا آیا ہے اتنی بہت بڑی وضاحت کے باوجود اگر کوئی نہیں مانتا تو وہ اپنی بدقسمتی پر ماتم کرے۔

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ



## مسئلہ ۴۹

قرآن مجید میں متعدد آیات میں تصریح ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہی ہو یا ولی یا کوئی اور چنانچہ فرمایا:

وعنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو و يعلم ما في البر والبحر وما تسقط من ورقة الا يعلمها ولا حبة في ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس الا في كتب مبين.

(بارہ ۵۹ آیت ۷۹ سورة الانعام)

**ترجمہ:** اور اسی کے پاس ہیں کتبیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ کرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دان نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہو۔

نیز ارشاد فرماتا ہے

له غيب السموات والارض. (بارہ ۱۵ آیت ۲۶ سورة الكهف)

**ترجمہ:** اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب۔

سائل عبد المجید

## الجواب بعون الملک الوهاب اللہم ہدایہ الحق والصواب

ان آیات مبارکہ اور ایسی دیگر آیات جن میں اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر غیب کو جاننے والا ہے اور قرآن مجید کی جن آیات سے رسول کریم ﷺ کے غیب جاننے کا ثبوت ہے ان سے مراد یہ ہے کہ محبوب خدا ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب کا علم ہے چنانچہ اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جناب رسالت ﷺ بطائے الہی ما کان و ما یكون کے عالم ہیں یعنی جو کچھ ہو چکا اس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے اس کی بھی خبر رکھتے ہیں کوئی چیز آپ کے علم سے باہر نہیں۔

**عطائے علم کا ثبوت:** جہاں تک اللہ تعالیٰ نے علم غیب کو اپنے ساتھ خاص فرمایا دوسری آیات میں اپنے محبوب بندوں کو عطا فرمانے کا بھی ذکر فرمایا ہے چنانچہ فرمایا:

## آیات مبارکہ

و علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما. (بارہ ۵ آیت ۱۱۳ سورة النساء)

**ترجمہ:** (اے) محبوب اور تمہیں سکھادیا جو کچھ نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

**حاشیہ:** امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ای من الاحکام و الغیب. یعنی احکام اور علم غیب اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے: "ما کان اور ما یكون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج حضور ﷺ کو عطا فرمایا۔ چنانچہ معراج شریف کی حدیث میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا۔ پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کر لیے۔" ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شریعت کے علوم کے ساتھ ساتھ غیب کے تمام علوم سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔

۲۔ اور فرمایا: ما کان اللہ لیطالعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔

(بارہ ۴ آیت ۱۷۹ سورة آل عمران)

**ترجمہ:** اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

**حاشیہ:** اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے جن لیتا ہے پس اس کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

۳۔ اور فرمایا: و ما ہو علی الغیب بضئین. (بارہ ۳۰ آیت ۲۴ سورة النکویر)

**ترجمہ:** اور یہ نبی ﷺ غیب بتانے میں بخل نہیں۔

**حاشیہ:** صاحب تفسیر خازن اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

انه یاتیه علم الغیب ولا یبخل بہ علیکم و یخبرکم بہ ولا یکنمہ الخ

یعنی "رسول کریم ﷺ کے پاس علم غیب آتا ہے اور تم پر اس میں بخل نہیں فرماتے اور تمہیں اس کی خبر دیتے ہیں چھپاتے نہیں۔"

بخل اسے ہی کہا جاسکتا ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر وہ مناسب خرچ نہ کرے اور جو خرچ کرے اسے

ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (الانعام ۵۹ بارہ ۷)

اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

**حاشیہ:** اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہے:

وقیل ہو عبارة عن کل شیء لان جمیع الانشیاء اما رطبة و اما یاسة۔

رطب و یابس یعنی خشک و تر سے مراد ہر شے ہے اس لیے کہ تمام اشیاء تر ہیں یا خشک۔

اور کتاب مبین کی تفسیر میں فرمایا:

ان المراد بالکتاب المبین هو اللوح المحفوظ لان اللہ تعالیٰ کتب فیہ علم ما یكون و ما قد کان الخ. (بخاری ج ۲ ص ۲۲)

**انتباہ:** اس تفسیر کے مطابق کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کے علوم کا ایک حصہ ہے جب کہ آپ کا علم مبارک اس سے کہیں زیادہ اور وسیع تر ہے چنانچہ امام بوسری رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں قصیدہ بردہ شریف پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

ومن علومک علم اللوح و القلم اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا بعض حصہ ہے۔

**حاشیہ:** جنہیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم نصیب ہوئی انہوں نے بھی علوم سے وافر حصہ پایا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لو شئت لا و فرت لکم ثمانین بعیرا من علم النقطة التي تحت الباء

(روح البیان و اتقان)

اگر میں چاہوں تو تمہارے لیے اسی (۸۰) اونٹ اس نقطہ (کے علم کی تفسیر کی کتابوں سے) (جو بائے بم اللہ کے نیچے ہے) لاد دوں۔

اور سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جو حضور ﷺ کے طلیل القدر صحابی اور قرآن مجید کے عظیم مفسر ہیں، فرماتے ہیں۔

لوضاع لی عقاب بعیر لوجدت فی کتاب اللہ تعالیٰ۔ (الاتقان ج ۲ ص ۱۶۱)

اگر میرے اونٹ کی مہارگم ہو جائے تو یقیناً میں اسے قرآن مجید سے پا لوں گا۔

بخل نہیں کیا جاتا۔ قرآن مجید میں اس مقام پر حضور علیہ السلام سے غفل کی نفی اسی لیے فرمائی گئی ہے کہ آپ کے پاس خدا تعالیٰ کے عطا کردہ علم غیب کے خزانے ہیں اور آپ لٹانے میں بخل نہیں کرتے۔ اور اپنی کریمانہ شان سے غیب کی خبریں بیان فرمادیتے ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان

(بارہ ۲۷ آیت ۱-۲-۳ سورة الرحمن)

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان (محمد ﷺ) کو پیدا کیا، ما کان و ما یكون کا بیان انہیں سکھایا۔

**حاشیہ:** اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہے قال ابن کبیر خلق الانسان یعنی محمدا ﷺ علمہ البیان یعنی بیان ما کان و ما یكون لانه ﷺ کان بین عن الاولین والاخرین و عن یوم الدین۔

(تفسیر معالم ج ۴ ص ۲۶۷)

ابن کبیر نے کہا کہ انسان سے مراد محمد ﷺ ہیں اور علمہ البیان سے ما کان و ما یكون یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے کا بیان، اس لیے کہ آپ اولین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔

مذکورہ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ خالق کائنات نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن سکھایا اور قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے۔

۵۔ اور فرمایا۔

ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء (بارہ ۱۴ آیت ۱۱۴ سورة النحل)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

**حاشیہ:** معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمادیا۔

۶۔ اور فرمایا:



یہ ہے حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہما کا علم قرآن اور علمی مقام جو نبی نہیں صحابی ہیں۔ جنہوں نے قرآن مجید حضور ﷺ سے پڑھا اور سیکھا۔ اب فوراً فرمائیں جب شاگردوں اور تلامذوں کی علمی وسعت اتنی عظیم ہے تو معلم کائنات کے علم و فضل کا مقام کتنا رفیع اور بلند ہوگا۔

### احادیث مبارکہ

اسی عطائے الہی کے مطابق حضور نبی پاک ﷺ کے علمی فہم کی چند احادیث ملاحظہ ہوں:

**حدیث (۱):** عن عمر قال قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما فاحسبنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه و نسیه من نسیه.

(رواہ البخاری و مشکوٰۃ شریف)

**ترجمہ:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور اکرم ﷺ نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتداءً آفرینش سے لے کر جنتوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی، یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے اسکو بھلا دیا۔

**حدیث (۲):** عن عمر و بن الخطاب انصاری قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ یوما الفجر و صعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاحسبنا بما هو کان الی یوم القيمة قال فاعلمنا احفظنا۔

(رواہ مسلم بامشکوٰۃ شریف ص ۵۴۳)

**ترجمہ:** روایت ہے کہ عمر و بن الخطاب انصاری سے کہا نماز پڑھائی ہم کو رسول اکرم ﷺ نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر۔ پس خطبہ فرمایا یہاں تک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اترے اور نماز پڑھائی ظہر کی اور پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہاں تک کہ آگیا وقت عصر کی نماز کا پھر اترے اور نماز پڑھائی عصر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہاں تک کہ غروب ہوا آفتاب (یعنی تمام دن خطبہ ہی میں گزرا) پس خبر دی ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ کوئی بات ہے قیامت تک (یعنی وقائع اور حوادث اور غائب اور غریب قیامت تک کے مجمل یا متصل بیان فرمائے)۔ پس اس میں بہت سے معجزے ظاہر

ہوئے کہا عمر و نے پس دانائے ترین ہمارا (اب) بہت یاد رکھنے والا ہے یعنی اس دن کو ذکر ہ الطیبی۔

اور کہا سید جمال الدین نے اولیٰ یہ ہے کہ کہا جاوے بہت یاد رکھنے والا ہمارا اب اس قصہ کو دانائے ترین ہمارا ہے۔ (ترجمہ از مظاہر الحق مطبوعہ نو لکھنؤ ربع چہارم ص ۶۱۳)

**فائدہ:** ہم نے مظاہر حق کا ترجمہ ائمہ کے ساتھ لکھ دیا تاکہ مخالفین کو انکار کی گنجائش نہ ہو کیونکہ مظاہر حق ان کے اپنے ہم عقیدہ مولوی قطب الدین دہلوی کی تصنیف ہے۔

**حدیث (۳):** بخاری شریف آیت لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم کی تفسیر میں ہے:

قام علی المنبر فذكر الساعة و ذکر ان بین یدھا امور اعظاما قال ما من رجل احب ان یسأل عن شیء فلیستال عنه فواللہ لا تسئلوا انی عن شیء الا اخبر تکم ما دمت فی مقامی هذا فقام رجل فقال ابن مدعلی قال النار فقام عبد اللہ ابن حذافہ فقال من ابی قال ابوک حذافہ ثم کثر ان یقول سلونی سلونی.

(حازن ب ۷ رکوع ۳)

آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں پھر فرمایا کہ جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھے لے تم خدا کی جب تک ہم اس جگہ یعنی منبر پر ہیں تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھو گے مگر یہ کہ ہم تم کو اس کی خبر دیں گے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرا اٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔ عبد اللہ ابن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر بار بار فرماتے رہے کہ پوچھو! پوچھو!

**فائدہ:** جنسی یا جنتی یعنی سعید یا شقی ہونا اس طرح بتانا کہ کون کس کا بیٹا ہے، علوم غیبیہ میں سے ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کا علم سوائے اس کی ماں کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا لیکن حضور نبی پاک ﷺ نے بلا تاویل بیان فرمایا اور مزے کی بات یہ ہے کہ ماہ شہنشاہ کہہ کر اپنے علم کلی کا دعویٰ فرمادیا۔ اگر آپ کا علم محدود ہوتا تو آپ اس طرح کا دعویٰ نہ کرتے۔

**حدیث (۴)**

عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما ما ترک شینا یكون فی مقامه ذلک

الی قیام الساعة الاحداث به حفظه و نسیه من نسیه قد علمہ اصحابی ہولاء انه لیكون منه الشیء قد نسیہ فراه فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنه ثم اذا رآه عرفہ۔ متفق علیہ

(از مشکوٰۃ شریف ص ۶۱۶ کتاب الفتن فصل اول)

حضرت حذیفہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ ﷺ کھڑا ہوا یعنی خطبہ پڑھا اور غلط کہا اور خبر دی ان فتنوں کی کہ ظاہر ہوں گے نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک مگر یہ کہ بیان فرمایا اس کو یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور فراموش کیا جس نے فراموش کیا کہا حذیفہ نے کہ تحقیق جانتا ہے اس قصہ کو میرے ان یاروں نے یعنی جو کہ موجود ہیں صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے لیکن مجھے نہیں جانتے ہیں اس کو مفصل اس لئے کہ واقع ہوا ہے ان کو کچھ نسیان کہ جو خواص انسان سے ہے اور میں بھی انہی میں سے ہوں کہ جو اس میں سے کچھ بھول گئے ہیں جیسے کہ بیان کیا اپنے حال کو تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ واقع ہوتی ہے ان چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت محمد ﷺ نے وہ چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اس کو پس دیکھتا ہوں اس چیز کو پس یاد لاتا ہوں میں اس کو جیسے کہ یاد لاتا ہے شخص چہرہ شخص کا۔ یعنی بطریق اجمال و اہتمام کہ جبکہ غائب ہوتا اس سے اور فراموش کرتا ہے اس کو ساتھ تفصیل و تشخیص کے پھر جب کہ دیکھتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے اس کو شخص یعنی اسے میں وہ باتیں مفصل بھولا ہوا ہوں لیکن جب کہ واقع ہوتی ہے کوئی بات ان میں سے پہچان لیتا ہوں کہ وہ وہی ہے جس کی حضرت ﷺ نے خبر دی تھی نقل کی یہ بخاری و مسلم نے۔

(مظاہر الحق ص ۳۱۳)

**۵۔ حدیث مشکوٰۃ شریف فضائل سید المرسلین ﷺ عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشار فیها و معا ربھا انتھی بقدر الحاجة۔**

روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے ہے شک اللہ تعالیٰ نے سیمٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سیمٹ کر مشقی تھیلی کے کر دکھا یا۔ پس دیکھا میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں (یعنی تمام زمین) کو دیکھا۔

**۶۔ حدیث (مشکوٰۃ شریف - ص ۶۱۹ کتاب المساجد)** عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ ﷺ رایت ربی عزوجل فی احسن صورة قال فیہ یختم الملاء الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین تدی فلعلمت ما فی السموات والارض وتلا و کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (رواہ الدارمی مرسل)

عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا سرور اکرم ﷺ نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سر دی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور حضرت نے اس کے مناسب آیت و کذلک نری الخ تلاوت فرمائی۔ (مظاہر حق)

**۷۔ حدیث -** عن ابی ہریرۃ قال جاء ذنب الی راعی غنم فاحد منها شاة فطلبہ الراعی حتی انتزعها منه قال فصعد الذنب علی واقعی واستشعر فقال قد عمدت الی رزق رزقیہ اللہ اخذتہ ثم انتزع عتہ منی فقال الرجل تالله ان رایت کالیوم ذنب یتکلم فقال الذنب اعجب من هذا رجل فی التخلات بین الحرین یخبر کم بما مضی وما ہو کان بعد کم قال فکان الرجل یهودیا فجاء الی النبی ﷺ فاحبرہ و اسلم فصدقہ النبی ﷺ

ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا اور اس نے بکریوں کے ریڑھ میں سے ایک بکری پکڑی پس چرواہے نے اس بھیڑیے کو ڈھونڈ لیا یہاں تک کہ اس بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ کہا ابو ہریرہ نے کہ بھیڑیا ایک نیلے چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دامن پسے دونوں پاؤں کے درمیان کی اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا اور میں نے اس کو لے لیا پھر تو نے مجھ سے چھڑا لیا چرواہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے آج تک اس طرح کبھی بھیڑیے کو کلام کرنے نہیں دیکھا بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ تعجب انگیز ایک شخص کا حال ہے جو دو سنگتانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ میں ہے کہ وہ شخص گذشتہ اور آئندہ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ تمہارے بعد ہوگا دنیا اور عقبی میں سب کی خبریں



دیتا ہے ابو ہریرہؓ نے کہا کہ وہ چڑھا ہوا ہوتا تھا یہ واقعہ کہ خدمت اللہ کریم ﷺ میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ کو اس تمام واقعہ کی خبر دی اور اسلام لایا۔ حضور ﷺ نے اس کی خبر کی تصدیق کی۔ چنانچہ اور چاروں میں بھی دندنے تو حضور ﷺ کو عالم ماکان و مہاو یکنون جانیں اور بیان کریں۔ مگر انسان ابھی تردد میں ہی رہے۔ علامہ علی قاری (مرقاۃ المصابیح ص ۷۵) میں بخبر کم بماضی وما ہو کانن کی شرح یوں کرتے ہیں:

بخبر کم بما مضی ای بما سبق سن خبر الا ولین من قبلکم وما ہو کانن بعد کم ای من نباء الا خیرین فی الدنیا و من احوال الاجمعین فی العقبے یعنی اس سے معلوم ہو کہ حضرت ﷺ کو گذشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں اور تمہارے بعد والوں کی دنیا اور عقبی کے مجمع احوال کی خبر دیتے ہیں۔

۸- حدیث:

حضور ﷺ وما یحرک الطائر جناحہ الا ذکر لنا منہ علما۔

یعنی حضور ﷺ نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلے مگر حضرت محمد ﷺ نے ہم سے اس کا بیان نہ فرمایا ہو۔

ازالہ: مخالفین کو تردد ہو گا کہ حضرت ﷺ نے دنیا کے جملہ حالات کیسے بیان فرمادیے اوپر کی حدیثوں میں گزرا کہ اس روز قیامت تک کے سب حالات بتائے یہ بات ضرور تعجب انگیز ہوئی کہ ایک دن کا وقت اتنی وسعت کب رکھتا ہے؟ کہ یہ حضرت ﷺ کا معجزہ تھا کہ حضرت محمد ﷺ نے ایک ہی دن میں تمام حالات بیان فرمادئے اللہ جل شانہ نے حضرت محمد ﷺ کو یہ قدرت مرحمت فرمائی تھی (عمدة القاری شرح بخاری جلد ۷ ص ۲۱۴) میں ہے:

فہ دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات من ابتدا نھا الی انتھا نھاو فی ابراد ذلک کله فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادة کیف وقد اعطی مع ذلک جوامع الکلم ﷺ۔

یعنی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ آنحضرت ﷺ نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کی ابتداء

سے آخر تک خبر دی اور جملہ حالات ایک مجلس میں بیان فرمادئے معجزہ ہے کیوں نہ ہو جب کہ آپ ﷺ کو اللہ نے علم عطا فرمایا ہے۔

ف: جب کل کائنات کے ذرہ ذرہ کو ایک دن میں بیان کرنا معجزہ ہے تو ہابیہ کو انکار کیوں اس قسم کے معجزات انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوتے ہیں چنانچہ:

مشکوٰۃ باب بدأ الخلق و ذکر الانبیاء علیہم السلام ص ۵۰۸ میں ہے:

عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال خفف علی داود الزبور فکان یا مر بد وابه فتسرج فبقراء الزبور قبل ان تسرج دوابہ ولا یا کل الا من عمل بدیہ رواہ البخاری ابو ہریرہ سے مروی ہے سرور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا آپ اپنے چاروں پرزین کے کئے کا حکم فرماتے پس زین کسی جاتی آپ پڑھنا شروع کرتے اور زین گس کھینچنے سے پہلے آپ زبور ختم کر لیتے اور اپنے کب سے کھاتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت: اسی حدیث کے تحت (مظاہر الحق جلد چہارم ص ۸۹) میں ہے اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں کے لئے زمانہ کو طے و سطر کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ توڑا ہو جاتا ہے اور کبھی توڑا بہت سا۔ اور سیدنا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ ایک رکاب میں پاؤں رکھتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تک قرآن ختم کر لیتے اور ایک روایت میں ہے بلترزم کعب سے اس کے دروازہ تک جانے سے پہلے پڑھ لیتے۔

مرقاۃ المفاتیح جلد ۵ ص ۳۴۴ میں ہے:

قال الثور بشی بالقران الزبور لا نه قصد اعجازه من طریق القراءة وقد دل الحم علی ان اللہ تعالیٰ یطوی الزمان لمن یشاء من عبادہ کما یطوی المکان لہم ولہذا باب لا سبیل الی ادراکہ الا بالفیض الربانی۔

مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی تحت الانس فی حضرت اللہ میں نقل کرتے ہیں:

عن بعض المشائخ انه قرء بقران حین استلم الحجوالا سودو الرکن الی حین وصول محاذات باب الکعبہ الشریفۃ والقبلة المنیفۃ وسمعه ابن اشیح شہاب الدین

السہروردی منہ کلمۃ کلمۃ وحرفا من اولہ الی اخرہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ونفعنا ببروز انوارہم۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

مسئلہ: ۵۰

زید کہتا ہے حضور علیہ السلام کو دل کی باتیں بھلائے الہی معلوم ہو جاتی تھیں۔ عمر و کہتا ہے کہ ایسا ماننا شرک ہے ان میں سے کون ہے؟

سائل عبد الشکور

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

زید کہتا ہے حدیث مبارک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی نبی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ رکھتا تھا مجھے میری کنیز نے کہا کہ حضور علیہ السلام سے عرض کیجیے۔ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن بیت سے کچھ نہ بول سکا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے علی کچھ کہنا چاہتے ہو تو کہو لیکن میں بدستور خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا تم فاطمہ کے نکاح کے لیے میرے پاس آئے ہو۔ میں نے عرض کی نبی ارادہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے حضرت علی کے دل کی بات بتادی۔

غزوہ بدر میں جب مشرکین مکہ کو شکست فاش ہوئی اور وہ مکہ پہنچ گئے عیس بن وہب مقام حجر میں صفوان بن امیہ کے پاس آکر بیٹھا صفوان نے کہا مقتولین بدر کے بعد عیش حرام ہے میرے کہا واللہ ان کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی میں خیر نہیں اگر میرے ذمہ قرض نہ ہوتا اور میرے چھوٹے چھوٹے بیٹے نہ ہوتے تو میں ضرور مدینہ جا کر محمد ﷺ کو قتل کر دیتا اگر وہاں پہنچ کر مجھے حالات نامساعد گار پیش آئیں تو میں یہ بہانہ نہ کر سکتا ہوں کہ میں اپنے فرزند کے پاس آیا ہوں جو اسیر ہے صفوان، عیس کے اس قول سے خوش ہوا اور اس سے کہا تیرا قرض میرے ذمہ ہے اور تیرے خیال کے تان و نقاد اور کفالت کا میں ذمہ دار ہوں، صفوان نے عیس کو سواری دی اس کے لیے سامان مہیا کیا اور عیس کی کھوار پر متصل کرایا گیا اور اس کو زہر کا بھجوا دیا گیا۔ عیس

نے صفوان سے کہا چند روز تک تو مجھے چھپا دے پھر میرے بیٹے طیب اور مسجد نبوی کے دروازے پر اتر اور اپنی سواری کو باندھ دیا اور تلوار ہاتھ میں لے کر رسول اکرم ﷺ کا قصد کیا۔ فاروق اعظم نے جب عیس کو اس قبیح ارادے سے آتے دیکھا تو اس کو پکڑ کر بارگاہ نبوت میں پیش کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے عیس سے پوچھا تو کس ارادے سے آیا ہے عیس نے کہا میں اپنے قیدی فرزند کے پاس آیا ہوں جو آپ کے پاس ہے آپ نے فرمایا کچھ بتا تو کس نیت سے آیا ہے؟ عیس نے کہا میں اپنے قیدی کے بارے میں آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے مقام حجر کے پاس صفوان کے ساتھ کیا شرط طے کی تھی؟ عیس نے کہہ دیا اور اس نے پوچھا میں نے صفوان سے کیا شرط طے کی تھی؟ آپ نے فرمایا تو نے صفوان کو اس شرط سے میرے قتل پر براہیئت کیا تھا کہ وہ تیری اولاد کا منتقل رہے اور تیرا قرض ادا کر دے لیکن خدا تعالیٰ نے تمہارے ان ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا، عیس نے یہ سن کر کہا اشہد انک رسول اللہ، تحقیق گفتگو میرے اور صفوان کے درمیان حجر میں ہوئی اور اس گفتگو کو میرے اور صفوان کے سوا تیسرا کوئی نہ جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس گفتگو کی خبر دے دی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ پھر مکہ کی طرف پلٹ کر گیا اور اس نے لوگوں کو دعوت اسلام دی اس کے ہاتھ پر بہت سے آدمی مسلمان ہوئے۔ پھر حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو فرمایا اسے دین کی باتیں سکھاؤ اور اسکے قیدی چھوڑ دو۔ (رواہ البیہقی و الطبرانی)

فائدہ: حضرت عیس رضی اللہ عنہ کو دولت اسلام صرف اسی معجزہ سے نصیب ہوئی یعنی نبی امیر سے اور وہ بھی ایسا جو صرف اسے اور اسکے راز دان کو معلوم تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف اسکا راز فاش فرمایا بلکہ وہ جگہ اور وقت بھی بتا دیا جس دن انہوں نے اپنے راز دان سے شرط طے کی تھی لیکن آج اس عقیدے کو شرک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ یہ تحریک اسلام دشمنی ہے یا کچھ اور پھر طرفہ یہ کہ نہ صرف عیس رضی اللہ عنہ بلکہ ہر خوش قسمت شخص کو اسی عقیدہ کی بدولت اسلام کی دولت نصیب ہوئی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ: ۵۱

کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ما کان و ما یکون کا علم تھا؟



## سائل شریف

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جی ہاں، المواب اللہ تبارک و تعالیٰ:

ولا یعزب عنہ ﷺ مقال ذرة فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبة وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم من حیث بشریۃ انتہی۔

(روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۴) میں ہے

وکذا صار علمہ محیطاً للمعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اعتصام الملئکۃ انہ فوضع کفہ علی کفی فوجدت بردھا بین یدئہی فعلمت علم الاولین والآخرین وفی روایۃ علم ماکان وما سیکون

اور روح البیان جلد ۳ صفحہ ۳۱۴ اور عالم الشریعہ میں ہے ولا حاطۃ العلم بشئی من جمیع جہاتہ (صفحہ ۷۱) اور تفسیر نیشاپوری میں ہے آیۃ فاحی ای عبدہ ما اوحی کے نیچے لکھا ہے والظاہر انہا اسرار وحقایق و معارف لا یعلمہا الا اللہ ورسولہ اور تفسیر کبیر میں ہے معارفہ اوحی اللہ تعالیٰ الی محمد ﷺ ما اوحی الیہ للفرحیم والتعظیم اور ایضاً اکثر تفسیریں لکھا ہے مدارک و خازن وغیرہما میں ہے و علمک من صفات الامور و اطلعت علی ضمائر القلوب اور بھیجیۃ الزلۃ الحقی عن علم المصطفیٰ ص ۳۶ پر فوحی کی مسلک الحتام شرح بلوغ المرام ص ۲۴۳ ہے جو نقل کیا ہے وہ من و عن بیان کرتا ہوں:

ونیر انحصرت ہمیشہ نصب العین مومنات و قرۃ العین عابدات است در جمیع احوال و اوقات خصوص در حالت عبادت کہ نورانیت و الکشاف دریں عمل بیش وقوی تراست و بعضہ عرفا قدس سرہم گفتہ اند کہ خطاب بحیث سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوۃ والسلام در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس بحضرت در ذات مصلیات

فروق میں سے ہر ایک فرقہ نہیں دعویٰ ہے کہ ہم نجات پانے والی جماعت (فرقہ تاجیہ) ہیں اور ہم ہی ماننا علیہ و اصحابی کی صحیح مثال ہیں۔

## سائل عبد الوہیب

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

علمائے اہلسنت نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کا جواب خود حدیث میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ ان میں سے باقی فرقہ (ہی الجماعۃ) الجماعت ہے اور جماعت سے مراد ہمیشہ کثرت افراد ہوا کرتے ہیں اور کثرت افراد اہلسنت و جماعت ہی ہیں جو مذاہب اربعہ کے مشرق و مغرب میں مبتدل ہیں اور یہ کثرت گمراہ فرقوں کے مقابلہ میں ایسی روشن دلیل ہے کہ جس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ

## مسئلہ ۵۳

حدیث شریف میں جماعت کا لفظ آیا ہے کیا اس سے مراد اہل حق ہیں اگر چنان کی قلت ہو؟

## سائل عبد القادر

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

یہ مطلب صحیح نہیں کیوں کہ خود نبی کریم ﷺ نے ایک اور حدیث شریف میں جسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ میری امت کو یا با لفاظ و مگر امت محمدیہ کو گمراہی پر متفق نہیں کرے گا اور جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے جو شخص جماعت سے الگ ہوگا وہ دوزخ میں پھینکا جائے گا (رواہ الترمذی) اس سے ثابت ہوا کہ باقی فرقہ اہلسنت و جماعت ہے کیونکہ عالم اسلام میں ہر جگہ اس کی کثرت ہے اقوال و باللہ التوفیق۔ تفسیر ایسی غفرلہ کہتا ہے کہ حدیث شریف میں بر غریب ہے اور نبی کریم ﷺ کے لئے علم غیب کا عقیدہ صرف اور صرف اہلسنت کو نصیب ہے باقی موجودہ دور میں بعض فرقے دوسرے سے اس حدیث کے قائل ہی نہیں اگر کوئی قائل ہے بھی تو اسے ضعیف کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں اگر بعض

موجود حاضر اسٹ پس مصلیٰ یاد دہانہ کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت حضور روز اہد گردو ارے و رراہ عشق مرحلہ قرب و بعد نست مبی بنمٹ عیانت و وعامی فرسخت اور امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابو ذر عفراری رضی اللہ عنہ اور ابو یعلیٰ و وطبرانی حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایٰ لقد ترکنا رسول ﷺ و ربما یحک طائر جناحہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علما نبی ﷺ نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ کوئی پرندہ پر حرکت نہ دیتا تھا جبکہ علم حضور ﷺ نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ہے:

هذا مثل لبیان کل شیء تفصیلاً تارة واجمالاً اخرى۔

فائدہ۔ یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی پاک ﷺ نے ہر خبر بیان فرمادی کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً۔ مواہب امام احمد قسطلانی میں ہے کہ:

ولاشک ان اللہ تعالیٰ اطلع ازید من ذالک والقی علیہ علم الاولین والآخرین (کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور کو اس سے بھی زیادہ علم دیا اور انہوں نے پچھلوں کا علم حضور ﷺ پر القاء فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ۔ ۵ ارجب ۱۴۰۷ھ

## مسئلہ ۵۲

۲۶ دوزخی فرماتے حدیث میں مذکور ہیں وہ کوئی نیا اسلام پیش کریں گے یا اسی اسلام کے دعویدار ہوں گے؟ کیونکہ حضور ﷺ نے ان کو امت کے لفظ سے بار بار ذکر کیا ہے مگر جو لوگ نیا مذہب پیش کریں گے یہ وہ ہوں گے جو خدا و رسول کو نہیں مانیں گے اس لیے وہ امت محمدیہ میں داخل نہیں ہو سکیں گے تا امت اجابت ہے اور دوسری کا نام امت دعوت، اس مقام پر ایک اور مشکل مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ ۴۳

اس صحیح مانتے ہیں تو حضور ﷺ کے منصب نہیں مانتے۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ

## مسئلہ ۵۴

اگرچہ حدیث میں لفظ جماعت یا لفظ اجتماع مذکور ہے لیکن احادیث میں یہ تصریح موجود نہیں کہ اس سے مراد کثرت افراد ہیں۔

## سائل عبد القادر

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حدیث میں ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ اتبعوا السوادا لا عظم فائدہ من لشد شذلی النار (رواہ ابن ماجہ)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم کثیر التعداد جماعت کی اتباع کرو نہ جو الگ باواصل جنم ہوگا۔

وعن ابی بصیرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ سالت ربی ان لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فاعطانیہا رواہ الطبرانی

ابو بصیرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے خدا سے یہ درخواست کی تھی کہ میری امت گمراہی پر متفق نہ ہو تو خدا نے مجھے عطیہ بخش دیا۔ (رواہ ضیائی)

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ من فارق الجماعۃ فمات مات میتۃ جاہلیۃ (رواہ البخاری)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جماعت سے الگ ہو کر مر جائے تو ہے وہ نبی کی موت مرے گا۔







(۲) تفسیر نموذج حلیل میں ہے:

معناه لا يعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او بلا تعلیم الا اللہ او جمیع الغیب الا اللہ۔  
آیت کے معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم ماننا یا جمیع غیب غیر متناہی کو مہیا ہونا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

(۳) جامع الفصولین میں ہے بحجاب بانہ یسکن التوفیق بان المنفی ہو العلم بالاستقلال  
لا العلم بالاعلام او المنفی ہو المحجوز بہ لا المظنون و بزیدہ قوله تعالیٰ اتجعل فیہا  
من یفسد فیہا الایۃ لانہ غیب احبرہ الملئکۃ ظنا منهم و باعلام الحق فینبغی ان یکفر  
لو ادعاه مستقلا لا لو اخبر بہ باعلام فی نومه او یقظہ بنوع من الکشف اذ لا منافاة  
بینہ و بین الایۃ۔

یعنی فقہاء نے دعویٰ علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں اور آئمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی  
خبریں موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تحقیق یوں ہو سکتی ہے کہ فقہاء نے اس  
کی نفی کی ہے کسی کے لیے بذات خود علم غیب مانا جائے خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی نہ کی باقی قلعی کی  
ہے نہ نفی کی، اور اس کی تائید یہ آ کر یہ کرتی ہے کہ فرشتوں نے عرض کی کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے  
گا جو اس میں فساد و فحش پڑی کریں گے ملکہ غیب کی خبر ہو لے مگر خدا یا خدا کے بتائے سے تو کفر اس پر چاہیے  
کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب ملے گا دعویٰ کرے نہ یوں کہ براؤ کشف جاتے یا سوتے میں خدا کے بتائے  
سے کہ کیا علم غیب آیت کے کچھ معنی نہیں۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں اور علامہ شہاب الدین خفایا اس کی شرح نسیم الریاض  
میں فرماتے ہیں:

(هذه المعجزة) فی اطلاعہ ﷺ علی الغیب (معمومة علی الفطع) بحيث لا یسکن النکارها  
او التردد فیہا لاحد من العقلاء (لکنہ ردواہا و اتفاق معانیہا علی الاطلاق علی الغیب) و  
هذه لا ینافی الایۃ الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ و قوله ولو کنت اعلم الغیب  
لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ و اما اطلاعہ ﷺ باعلام اللہ

تعالیٰ لہ فامر متحقق بقوله تعالیٰ فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من اوتی من رسول۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

مسئلہ ۵۹

فقہائے کرام کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کیلئے غیب ماننا کفر ہے؟

سائل سرفراز علی کوئٹہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

فقہائے کرام کی مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نبی ﷺ کے بارے میں علم غیب ذاتی کا عقیدہ رکھے تو  
وہ کافر ہے ورنہ عطا فی علم غیب ماننے والے کو کوئی فقیہ کافر نہیں کہتا۔ مجموعہ فانی جلد دوم میں ہے کہ

در فتاویٰ حجة میگویند کہ صحیح آیت است کہ این مرد کافر  
نشود زیرا کہ اعمل بندگانت بر پیغمبر است عرض می کنند  
معدن الحقائق شرح کتبہ الدفاعات میں ہے کہ والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء  
یعلمون الغیب و یعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ ۶۰

ایک مولوی نے کہا نبی ﷺ کو کوئی علم غیب نہیں کیونکہ غیب کی کتبیاں صرف اللہ کے پاس  
ہیں خود اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے:

و عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا هو ؟ (بارہ ۱۷ آیت ۵۹ سورۃ الانعام)

سائل سرفراز علی کوئٹہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

یہ ایک دھوکہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت پڑھ لی جائے دوسری آیات کو چھوڑ دیا جائے اللہ تعالیٰ نے

در ان مقامات پر فرمایا ہے کہ اس نے اپنے نہیں بلکہ اللہ ﷻ کو غیب کا علم عطا فرمایا چنانچہ فرمایا

(۱) عالم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من اوتی من رسول۔

(بارہ ۲۹ آیت ۲۶-۲۷ سورۃ احزاب)

(۲) ما کان اللہ لیطلعلکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء

(۳-۴) سورۃ صافات ۱۸۲-۱۸۳

یہاں بھی معنی معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر علم و کشف کوئی نہیں جانتا ہاں غیب یا ان کے مظاہرے  
سے جانتے ہیں چنانچہ عرائس السال میں ہے۔

قال الحریری لا یعلمہا الا هو او یعلمہا من صفی و خلیل و حبیب و ولی  
حریری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محتاج غیب سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا ہاں وہ جانتا ہے جسے اللہ تعالیٰ  
غیب پر خود مطلع کرے وہ اللہ تعالیٰ کے معنی و شمل و حبیب و ولی ہیں۔ اسی تفسیر میں اسی مضمون سے اسے لکھا  
کہ: قبل اظہارہ تعالیٰ ذلک لہم اور تفسیر کا ترجمہ ہے کہ جہاں کسی امر کی نفی ہو پھر دوسری جگہ اس  
کا اثبات توئی میں ذاتی اور اثبات میں عطا کر دیا ہوتا ہے یہاں یہی قاعدہ ہے مزید تفصیل ہم نے اپنی  
کتاب احسن التحریر میں لکھ دی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ ۶۱

ایک صاحب نے تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ نامی کتابوں میں لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) حضور  
ﷺ کو تو اپنے نہ تھا کہ علم تھا چہ جائیکہ دوسروں کا اور آیت سے ثابت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فل ما کنت بدعا من الرسل و ما ادری ما یفعل بی ولا یفعل

(بارہ ۲۶ آیت ۹۰ سورۃ الاحزاب)

تو کہ میں کچھ پیاروں نہیں آیا اور مجھے معلوم نہیں کہ کیا وہ میرے ساتھ ہے۔ تو کہا ہے ساتھ؟

سائل سرفراز علی کوئٹہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(۱) تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ دیوبندی و دہلوی فرقہ کی کتابوں میں انہیں میں تو رسول اللہ ﷺ کی  
کمال کریمت خیاں لکھی ہیں مگر ان کے ایک یہ بھی ہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ آئمہ کے حالات  
بالخصوص خاتمہ کا نام نہ ہونا (توبہ توبہ) ہاں آیت جو لکھی گئی ہے وہ حق ہے لیکن اس پر تمام مفسرین و محدثین  
اور اسلاف سلفین رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ آیت مذکورہ منسوخ ہے (جمل حاشیہ جلالین و رسالہ ابن  
حزم و غیرہ وغیرہ) اس کی تائید انا فتحنا لک فتحا مبرا اے ہے اور منسوی آیات سے استدلال  
کراہی ہے۔

(۲) آیت میں درایت کی نفی ہے رد المحتار ص ۹۷ میں الدراریۃ ہو حسان العقل بالقیاس  
علی غیرہ یعنی انکس اور قیاس سے کسی کو معلوم نہ کرنا۔ اور یہ معنی واضح کرتا ہے کہ نبی ﷺ انکس و قیاس  
سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم کے بتائے سے جانتے ہیں یہی تدارک ہے کہ نبی ﷺ کو عطا فی علم ہے۔  
(الطبیفہ) جیسے دہلوی و دیوبندی آیت مذکورہ پیش کر کے خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے قرآن سے ثابت کر دیا  
کہ حضور ﷺ کو علم غیب نہیں تو ایسی ہی کھاراس آیت کے نزول کے وقت خوش ہوئے تھے چنانچہ:

تفسیر حزن جلد رابع مضبوط مصر ص ۱۳۱ میں لکھا ہے کہ جب آیت ما یفعل بی ولا  
یفعل ان اتری تو مشرکین بہت خوش ہوئے اور کہا (جیسا کہ آج اس آیت کو بڑے طعناں اور خوشی سے پیش  
کیا جاتا ہے) کہ تدارک اور محمد ﷺ کا معاملہ واحد ہے اور اس پر کوئی فضیلت نہیں کیونکہ اس کو اپنے  
انہی میں خبر ہے نہ ہم کو۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے آیت الیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک (بارہ ۳۶  
آیت ۲ سورۃ الفصح) تازل فرمائی تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا:

ھینا لک یا رسول اللہ قد علمت ما یفعل بک فماذا یفعل بنا فانزل اللہ عزوجل  
لیدخل المومنین و المومنات جنات تجری من تحتھا الانھار و انزل و بشر المومنین  
ما ن لہم من اللہ فضلا کبیرا فیس اللہ ما یفعل بہ و بہم و هذا قول قتادۃ و الحسن و  
عکرمۃ قالوا انما قال هذا قبل ان یخبر بغفران ذنبہ و انما اخبر بغفران ذنبہ عام الحدیۃ  
فسح ذلک۔



یعنی اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کرام نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو مبارک ہو تحقیق آپ نے جان لیا جو کچھ آپ کے ساتھ کیا جائے گا اور جو کچھ ہمارے ساتھ کیا جائے اتاری اللہ تعالیٰ نے آیت: لیدخل المؤمنین والمؤمنات الخ (بارہ ۲۶ آیت ۵ سورۃ الفتح) اور ویشر المؤمنین والمؤمنات بان لهم من الله فضلا كبيرا.

(بارہ ۲۲ آیت ۴۷ سورۃ الاحزاب)

پس ظاہر کیا اللہ تعالیٰ نے وہ معاملہ جو آپ کے ساتھ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ کیا جائے گا۔ یہ قول قہر، حسن اور مکر مرضی اللہ عنہم کا ہے یہ اس وقت کہا گیا کہ جب آپ کو آپ کے اور صحابہ کرام کے معاملہ کی خبر نہ دی گئی تھی۔ تو جب حدیبیہ کے سال خبر دی گئی تو آیت ما بفعل می ولا بکم منسوخ قرار پائی۔

#### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

#### مسئلہ ۶۲

حدیث تائید نعلین صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ رسول خدا ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں تائید نعلین کا رواج تھا یعنی نرچھو ہارے کے ٹکڑے مادہ درخت کے ٹکڑے میں ملائے جاتے تھے آپ نے منع فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ کیا۔ مگر اس سال پھل میں کی ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا جو تم کرتے تھے وہی کرو۔ انتم اعلم بامور دنیا کم یعنی تم اپنی دنیا کی باتیں مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ دیکھو کس طرح حضور ﷺ نے خود اپنے سے علم غیب کی نفی فرمائی؟

سائل سرفراز گل حیدر آباد

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللهم ہدایۃ الحق والصواب

یہ تعلیم حضور ﷺ کی خرق و خلاف قواعد پر مبنی تھی اور اس منع فرمانے میں آپ نے صحابہ کرام کو توکل کی ترغیب دی تھی۔ شیخ سنوی کا قول ہے کہ اگر لوگ سال یا دو سال ٹھہر جاتے اور تائید نعلین نہ کرتے تو تائید نعلین کی محنت سے ہمیشہ کیلئے سبکدوش ہو جاتے۔ مگر جب ایک دفعہ سبب مجبوروں کے کم پیدا ہونے کی وجہ سے

ایک فریق زبان آوری سے اپنی دلیل خوب بیان کرتا ہے میں سمجھتا ہوں وہی حق ہے اس کے موافق فیصلہ کرو تاہم لیکن فی الواقع ایسا نہ ہو تو میرے فیصلہ سے وہ چیز جائز نہیں ہو سکتی ماکان و مایکون کے معنی کیسی صاف نفی ہے ماکان و مایکون صحیح ہے تو آپ کو خلاف فیصلہ کا اندیشہ یوں ہوتا ہو نہ ہو نہ؟

سائل رب نواز غفرلہ

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللهم ہدایۃ الحق والصواب

تو عدو ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کے فیصلے امور میں حکمت ہوتی ہے اس سے ہم یا بعد معمری بات نہیں چنانچہ یہاں حضور ﷺ کا مقصد صرف یہ ہے کہ کوئی شخص زبان آوری سے کسی کا حق لینے کا ارادہ نہ کرے ہمارا سوال ہے کہ کیا تمام عمر حضور ﷺ نے خلاف حق فیصلہ کیا بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ حضور ﷺ کے فیصلہ میں خلاف حق کا احتمال نہیں قطعی ہے محال ہے اور وہ آیت یہ ہے:

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم۔

(بارہ آیت ۵ سورۃ النساء)

ارشاد ہے کہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے ہر معاملے میں آپ کو منصف اور حاکم نہ پائیں اور قسم اٹھا کر فرمایا جھگڑائی ایماندار ایک دوسرے کیلئے بھی آپ کے فیصلے میں غلطی کے احتمال کو دخل دے سکتا ہے اصل الفاظ حدیث کے یہ ہیں:

فان قضیت لاحد منکم بشیء من احبہ فی قضیہ شرعیہ ہے جو صدق مقدم ہو تو تحقیق نہیں ہوتا اور اس میں مقدمہ کا امکان ضروری نہیں۔ مثلاً فان کان للرجل حصن ولد فان اول العابدین۔

کیا نعوذ باللہ اس آیت سے خدا کے بان جینا پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ حدیث شریف بدینی ہے کہ شرطین صدق مقدم کو تسلیم نہیں ہوتے کیا اگر کسی مخالف کو موت ہے تو حضور ﷺ کا کوئی خلاف حق فیصلہ دکھائیں۔ جب نہیں دکھائیں تو مانا ہے کہ حدیث شریف کا مقصد تعلیم امت ہے کہ غلط سلط بیان سے فو کا حق نہ کھاؤ اور کسی حاکم کے سامنے اپنی بیخ تفریہ سے کسی کا مال مار لیا تو پھر قیامت میں سخت سزا ہوگی۔

ان لوگوں نے صبر نہ کیا تو اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کاموں کو خود ہی جانو۔

عالمی قاری (شرح شفا جلد ثانی ص ۲۳۸) پر فرماتے ہیں:

فلو صبر علی نقصان سنة او سنتین رجع النخیل حالہ الاول و فی القصۃ اشارۃ الی التوکل و عدم المبالغۃ فی الاسباب و غفلۃ ارباب المعالجۃ من الاصحاب۔

مطلب یہ کہ اگر وہ سال دو سال صبر کرتے تو کھجوریں بغیر تائید کے ہی برآور کر تیں اور اس قصہ میں اشارہ ہے توکل اور عدم مبالغہ فی الاسباب کی طرف اور چونکہ بعض نے صحابہ کرام میں سے جو اب معاملہ تھے بے جا جہمی سے کام لیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ کے لئے تلخی کی محنت اٹھانی پڑی اور حضور ﷺ نے یہ کہہ کر کہ تم اپنی دنیا کے کاموں کو خود ہی جانو۔ اپنی بے تعلقی ظاہر فرمائی اور یہ حکم کوئی وحی الہی سے تو بتایا نہیں۔ جس کا خلاف کرنے سے صحابہ کرام پر کوئی گرفت ہوتی۔ علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الا ونحی ﷺ انما قرأت است از ہما در ہما کار ہائے دنیا و آخرت دیکھا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا و آخرت کے امور میں حضور ﷺ سے زیادہ کوئی عالم نہیں۔ فصل الخطاب میں علامہ قیسری سے نقل کیا ہے:

ولا یعزب عن علمہ ﷺ متقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبۃ و ان کان یقول انتم اعلم بامور دنیا کم۔

یعنی آنحضرت ﷺ کے علم سے ایک ذرہ بھر مقدمہ ابھی آسمانوں اور زمین میں پوشیدہ نہیں۔ اگرچہ بشریت کے لحاظ سے فرمادیں انتم اعلم بامور دنیا کم۔

مولوی صاحب دیکھا ہے کہ حدیث کی تصریح اس حدیث کے متعلق بتاؤ متقدمین میں سے کس عالم نے اس حدیث کو خود یا اللہ حضور ﷺ کی اعلیٰ پر محمول کیا ہے۔

#### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

#### مسئلہ ۶۳

صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا میرے سامنے کوئی معاملہ پیش ہوتا ہے اور

#### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

#### مسئلہ ۶۴

ہر کے قیدیوں کے بارے میں حضور کا مشورہ لینا لامعی کی دلیل ہے کہ وہ بھی خلاف ثابت ہوا اگر آپ کو غم نہ ہو تو مشورہ کیوں لیتے؟ نیز فیصلہ کے خلاف ہونے سے معلوم ہوا کہ آپ کو غم غیب ہے ہی نہیں؟

سائل۔ باہر زمان

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللهم ہدایۃ الحق والصواب

تفصیل و فقیر کی تحریر اویسی میں ہے اجمالی جواب یہ ہے کہ مشورہ کا اللہ تعالیٰ پر امتزاض آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے مشورہ کیا کیوں لیا:

کما قال و اذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔

(بارہ ۱ آیت ۳۰ سورۃ البقرہ)

فائدہ۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے مشورے میں حکمت تھی ایسے ہی نبی پاک ﷺ کو ارشاد بانی تھا اور جو جب حکم و مشااور ہم فی الامر۔ صحابہ کرام سے مشورہ لیا کرتے تھے اور اس میں امتحان ہوتا تھا کہ کس کی کیا رائے ہے اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رائے موافق مشاوالہی ثابت ہوئی۔

#### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

#### مسئلہ ۶۵

نبی نبی عارضہ مدنی رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی آپ کو اگر علم تھا تو آپ مفہوم کیوں رہے؟ پہلی ہی بات دیتے اور آپ حضرت عائشہ پر بارش بھی ہوئے۔

سائل مولوی ثناء اللہ بہاول پور

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللهم ہدایۃ الحق والصواب

معاذ اللہ! آپ نبی نبی پر بارش ہوئے تو بہ! تو بہ! احدیث میں تارائشگی کا مفہوم کہاں؟ بلکہ آپ نے تو



الناہی بی کی طرف داری میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع کر کے فرمایا من بعدولی من رجل بلغنی تم میں سے کون ہے جو میری اہلیہ کے بارے میں میری مدد کرے اس پر جو مجھے اذیت پہنچی۔ اور واضح الفاظ میں قسم کھا کر فرمایا واللہ ما علمت فی اہلی الاحبار! بخدا! میں اپنی اہلیہ کے بارے میں سوائے بھائی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ انہوں نے کہ حضور ﷺ تو قسمیں کھاتے ہیں اور ان لوگوں کو اعتبار نہ آئے تو ثابت ہوا کہ انہیں اپنے ایمان پر اعتبار نہیں۔

**فائدہ:** ہاں ان لوگوں نے حضور ﷺ پر بدگمانی کی کہ آپ نے بی بی سے ان دنوں میں بے توقبی کیوں فرمائی تو اس کی وجہ وہی ہے کہ اس میں حکمت تھی یہی کہ بی بی کی گواہی خود اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں بیان کرے تاکہ پھر قیامت تک بی بی پر کسی قسم کی بدگمانی نہ ہو ایسے ہی آپ کا مقوم الخزن ہوتا منافقوں کی جھوٹی باتوں کی وجہ سے قیامت میں ان کی باتوں سے عموماً جو بات چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آپ ان سے منکر ہوتے ہیں جو وہ کہتے ہیں۔ اس مسئلہ پر فقیر کی ایک ضخیم تصنیف ہے "شرح حدیث اہل" مطبوعہ اس کا مطالعہ کیجئے۔

#### و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی رضوی غفرلہ

#### مسئلہ: ۶۶

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک عورت نے حضور سرور عالم ﷺ کے سامنے اشعار پڑھے اس میں ایک مصرعہ تھا فیما نسی یعلم ما فی غد ہمارے میں ایسا ہی ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے۔ اس مصرعہ کے کہنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا۔ یہ مسئلہ جس ایک مولوی وہابی نے بتایا ہے آپ اس کا جواب تفصیلی جواب لکھ کر بھیجئے؟

سائل عبدالمکریم

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضور نبی پاک ﷺ کے علم ما فی الغد پر سنگڑوں آیات اور ہزاروں احادیث و اقوال علماء موجود ہیں ان سب کو فقیر نے ایک کتاب "نور الہدی فی علوم ما اذا تکسب غدا" میں جمع کر دیئے

کتبہ محمد فیض احمد ایسی رضوی غفرلہ

مسئلہ: ۶۷

تعالیٰ قال عمر والدی بعنہ بالحق ما حطوا والحدود النی حدھا۔ الحدیث۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہم کو ساتھ لے کر جاتے تھے کہ کل فلاں شخص یہاں مرا پڑا ہوگا یعنی پھر میں اور فلاں شخص یہاں مرے گا کیوں مولوی صاحب اب معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو ان غیب غیب پر بھی اطلاع کامل ہے۔

**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ محمد فیض احمد ایسی رضوی غفرلہ

#### مسئلہ: ۶۷

**ایک دیوبندی مولوی کا فتویٰ اور اس کا رد**

(سوال) کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین کہ علوم غیبہ خداوند کریم کے ساتھ تھیں ہیں۔ یا کوئی اور بھی جانتا ہے۔

(جواب) علوم غیبہ خداوند کریم کے ساتھ تھیں ہیں اور کوئی ہستی نہیں جانتی۔ نہ کوئی نبی جانتا ہے اور نہ کوئی فرشتہ اور نہ کوئی ولی۔ اور نہ کوئی امام۔ غیبہ وغیرہ غیبہ کوئی مخلوق بھی نہیں جانتی۔ جیسا کہ قرآن اور حدیث رسول اللہ ﷺ اس پر شاہد ہیں۔ دلیل (۱) خداوند قدوس فرماتا ہے:

ان اللہ عنده علم الساعة۔ وینزل الغيث۔ وبعلم ما فی الارحام۔ وماندری نفس ماذا تکسب غدا۔ وماندری نفس بای ارض تموت۔ ان اللہ علم خیر۔ (ب) ۲۱ آیت ۳۵

سورۃ النحل (۱) ایت کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

مفاتیح الغیب خمس ولا یعلمہا الا اللہ۔ لا یعلم الا اللہ۔ ولا یعلم ما فی الارحام الا اللہ۔ ولا یعلم منی یا منی المطر الا اللہ ولا تدری نفس بای ارض تموت۔ ولا یعلم منی تقوم الساعة الا اللہ۔ (بخاری شریف جلد ۲ ص ۲۸۱)

نیز دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مفاتیح الغیب خمس۔ پھر نبی کریم ﷺ نے سورۃ لقمان والی پوری آیت تلاوت فرمائی (بخاری جلد ۲ ص ۶۶۶) ام المؤمنین و المؤمنات حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: من حدثک انہ یعلم ما فی غد کذب ثم قرأت وما تدری نفس ماذا

تکسب غدا (بارہ ۲۱ سورۃ نفس آیت ۳۵)۔ یعنی حضرت عائشہ بھی فرماتی ہیں کہ یہ چیزیں خداوند

ہیں۔ مخالفین کی عادت ہے کہ عوام بچاروں کو ایسے سوالات کر دیتے ہیں جن کا مقصد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور پھر خیانت یہ کہ انہوں نے انہوں نے دراصل اس مضمون کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اشعار پڑھنے والی عورتیں شہیدوں و مجاہدوں کے متعلق اشعار پڑھ رہی تھیں موضوع کے خلاف اس عورت نے یہ مصرعہ پڑھ دیا تو آپ نے انہیں اسی لئے روکا کہ موضوع کے خلاف کیوں پڑھا؟ اس کی ایک وجہ بھی ہے کہ عرف بجانے کے درمیان ذکر رسول ﷺ یہ کچھ موزونیت نہیں رکھتا یا اس لئے کہ انہیں سبق دینا مقصود تھا کہ براہ راست علم غیب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونا چاہیے۔ اس کے اور بھی وجوہ ہیں۔ مذکورہ بالا جوابات حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقعات میں لکھے:

و انما منع القائلۃ بقولہا و فیما نسی یعلم ما فی غد لکراہۃ نسبة علم الغیب الیہ لانه لا یعلم الغیب الا اللہ و انما یعلم الرسول من الغیب ما اعلم او لکراہۃ ان یدکر فی الثناء الضرب و الثناء مرتبۃ القتلی لعلو منصبہ عن ذلک۔

چند احادیث ملاحظہ ہوں جو حضور ﷺ نے ما فی الغد کے لئے صاف صاف بیان فرمائیں:

(۱) مشکوٰۃ شریف میں ہے:

وعن معاذ بن جبل قال لما بعث رسول اللہ الی الیمین خرج معہ ﷺ یوصیہ ومعاذ راكب و رسول اللہ ﷺ یمشی تحت راحلۃ فلما فرغ قال یا معاذ انک عسی ان تمر بمسجدی ہذا فیری فیکی معاذ جعنا لفریق رسول اللہ۔

خلاصہ مختصر یہ کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو وصیت فرماتے ہوئے ان کے ساتھ وداع کرنے کو نکلے جب وصیت فرمائی تو فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہوگی اور شاید تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو گے یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی فراق کے خیال میں بہت روئے۔ کیسی صریح خبر ہے کہ آپ نے اپنے وصال ظاہری کے بارے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

ان رسول ﷺ کان یرینا مصارع اہل بدر بالامس یقول مصرع فلان غدا ان شاء اللہ

قد تم کے ساتھ تھیں ہیں لہذا ان کو کسی اور کے واسطے ثابت کرنے والا کتاب اور جوتا ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اس مفسرین فرماتے ہیں:

ہذہ الحسمۃ لا یعلمہا ملک مقرب ولا منی مصطفیٰ ﷺ فمن ادعی انہ یعلم شیا من ہذہ فقد کفر بالقرآن لانه خالفہ (تفسیر حازن جلد ۵ ص ۱۸۳)

الغایہ علم غیبہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے واسطے اس کا قائل حسب ذیل باتوں کی روشنی میں خارج از اسلام ہے۔ اور اہلسنت و جماعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

خبر و احادیث حبیہ نقضیہ فقہ حنفیہ جلد ۱ ص ۱۸۳

شہادۃ حدیثیہ لخصیہ و مجمع ذرۃ غریبۃ جلد ۱ ص ۱۵۵

#### مذکورہ بالا فتویٰ کا رد

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مکرمین کے انکار کا دائرہ وسیع ہے ان کا انکار چونکہ بنی برہد اور تعصب ہے اسی لئے ان کو منوات تہرے اس کا کام نہیں کیونکہ خداوند اور ہستی ایک ایسا مہربان ہے جس سے چھتے ہیں ان کا ماننا ناممکن ہو جاتا ہے بلکہ حکیم مطلق کی طرف اس کی محنت و ملاحظہ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ورنہ علوم غیبہ ہوں یا کوئی اور علم غیب اللہ کا خاصہ ہے لیکن یہ کسی نے بھی نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو ازات ہی نہیں سوائے مدرس عربیہ کے۔ ہمدانی اسلام متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علوم سے نوازا چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱) شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ماہی مشہور و معروف کتاب مدارج النبۃ و شریف میں فرماتے ہیں:

ہر چہ در ذنب است از انصاف آدمی او را ت فحہ اونہی بروہ

مکتشف ساختند باہم احوال اور از اول تا آخر معلوم مگردان

بازارت خود را نیز بعضی از اب احوال خبر دان۔ جو کچھ دنیا میں ہے آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آج کے وقت تک حضور ﷺ پر سب مشکشف فرمایا یہاں تک کہ تمام احوال اول سے آخر تک حضور ﷺ کو معلوم ہو گئے اور اپنے صحابہ کو بھی حضور ﷺ نے ان میں سے بعض احوال کی خبر دی۔















یا اوسے کہ یہ طبقہ گارہب سے بڑا اور بڑے مذاہب کے لئے متر کیا گیا ہے۔

یہی منافقین جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ایمان سمجھا اور سخت عذاب الہی میں مبتلا کیا ہے ان کے بظاہر یہی اوصاف تھے جو ایک بکے اور بچے مومن مسلمان کے ہونے کی نشانی (۱) نماز کے پابند (۲) زکوٰۃ کا قیام دینے سے حضور ﷺ کی اطاعت میں اور کثرت (۳) اور بھی شریعت کے مطابق (۴) آقا و اہل بیت میں شرکت کرتے تھے۔ مگر ان کی حقیقی حالت یہ تھی کہ وہ اپنے شیعوں میں شریعت کے اصول کے ایسے تھے جیسے کہ بحراری شریعت میں حدیث ہے کہ ایک جو جو خوب باتوں کو روکے گا تو حق کی ایسی ۱۰۰ باتیں اس کی موت کی خبر فی حضور ﷺ سے فرمائی جائیگی ہے (ملاحظہ) ان کے متعلق تحقیق کی گئی تو ثابت ہوا کہ یہ منافقین میں سے تھے ان کے علاوہ ان کی نیکیاں، اچھے عقائد، اچھے اعمال اور ان کی طواریق پر عمل کے مطابق تحقیق ان کے انہی تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں مذکورہ اوصاف سے معصوم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ یہ سب تمام اوصاف حضور ﷺ سے قبل عقیدت و محبت نہ ہوا تھا بلکہ یہ ان منافقین کو حضور ﷺ کے بکمال پر اعتراض تھا تفصیل فقیر نے اپنی تصنیف "تعلیقات المسائل" میں عرض کر دی ہے یہاں چند قواعد پیش کرتا ہوں جن سے ثابت ہوا کہ منافقین کو حضور ﷺ کے مرتبہ کا نہ صرف انکار تھا بلکہ وہ اس پر طعن و تشنیع بھی کرتے تھے۔

### رسول اللہ ﷺ کے علم غیب پر طعن، طریقہ منافقین ہے

سے بے بہرہ و چالاک طبقہ کہ جتنا ہے کہ منافقین کا انکار ازہم غیبی پر جدید تو حید ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ تو حید صرف یہاں ہے درحقیقت یہ انکار منافقین کی وراثت کا اظہار ہے فقیر چند قواعد پیش کرتا ہے اس سے اندازہ لگائیں کہ منافقین کیا کہتے تھے اور یہ لوگ کیا کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیے

(۱) اکثر معتبر و مستند تفسیر و احادیث کے علاوہ تفسیر خازن میں ماکان اللہ لیدر المؤمنین علی ما انتم علیہ کے شان نزول میں لکھا ہے:

قال السدی قال رسول اللہ ﷺ عرضت علی امی فی صورھا فی الطین کما عرضت علی آدم و اعلمت من یومن بی و من ینکفر بی فبلغ ذلك المسافقین فقالوا استهزاء و زعم محمد ﷺ انه یعلم من یومن به و من ینکفر من یخلق بعد و نحن معه

و ما عرفنا فبلغ ذلك رسول اللہ ﷺ ففاد علی المسر فحمد اللہ تعالیٰ و اتی علیہ ثم قال ما بال افرام طعوا فی علمی لا تستلونی عن شیء فیما بینکم و بین الساعة الا بانکم یہ ففاد عبد اللہ بن حذافہ السہمی فقال من ابی یا رسول اللہ ﷺ فقال حذافہ ففاد عبد اللہ یا رسول اللہ ﷺ و ضیا باللہ و یا بالاسلام دینا و بالقرآن امامنا و یک نبیا فاعف عنا عما اللہ عنک فقال النبی ﷺ ففعل انتم منتہون ففعل انتم منتہون ثم نزل عن المسر فانیل اللہ هذه الایۃ

یہی سہمی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر میری امت اپنی خاکی صورت میں اس میں پیش کی گئی جس طرح حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی اور مجھے بتلادیا کہ مجھ پر کون ایمان لائے گا اور کون نہیں لائے گا جب یہ بات منافقین تک پہنچی تو انہوں نے استہزاء کیا محمد ﷺ یوں گمان کرتے ہیں کہ انہیں جو لوگ ابھی پیہ ابھی نہیں ہوئے ان کے بارے میں ابھی مرتبہ گمان میں ہے کہ ان پر ایمان لائے گا؟ اور کون کفر کرے گا؟ حالانکہ ہم ان کے درمیان رہتے ہیں اور انہیں ہمارے نفاق کا ہم نہیں پس جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ہنر پر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا ان دونوں کا کیا حال ہوگا؟ جو میرے ہم پر معذرتی کرتے ہیں تم لوگ اب سے قیام یہ تک سب بات کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھو گے میری طرف تو وہ لوگ ابھی حضرت حذافہ کی رضی اللہ عنہ کے بے فکر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا حذافہ! پھر حضرت عرضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر راضی ہیں اسلامی دین پر فخر ہیں ہم قرآن کی اہمیت مانتے ہیں آپ کی نبوت پر پندہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے درجہ پر بلند کرے آپ ہمیں معاف فرما دیجئے نبی علیہ السلام کے کفر فرمایا کیا کرتے والے ہو؟ پھر اللہ تعالیٰ نے ان آیت میں ان کو نازل فرمایا

فانہذہ ان حدیث پاک سے روایت میں نکات حاصل ہوئے

(۱) آیت میں محمد غیب کے تحریرین و اللہ تعالیٰ نے غیبت کہا اور مانتے والوں کو غیب۔

(۲) حضور ﷺ تمام امت کے ایمان و کفر پر مطلع ہیں۔

(۳) منافق آپ کے اس دعویٰ پر طعن کر رہے تھے کہ اگر آپ سب کے ایمان و کفر پر مطلع ہیں تو ہمارا نفاق کیوں آپ سے چھپی ہے؟

(۴) نبی ﷺ نے کفر دعویٰ فرمایا کہ اب سے قیامت تک کی جو بات چاہو پوچھو۔

(۵) نبی ﷺ اپنے علم پر طعن کر رہے تھے کہ ہمارا علم بڑھ جائے۔

(۶) حضرت عمر اور عبد اللہ ابن حذافہ رضی اللہ عنہما آپ کی وسعت علمی پر ایمان لارہے تھے۔

انتقباہ: اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ غیب کا صرف انکار نہیں بلکہ اس پر طعن و تشنیع بھی ہے یہ کسی نے کی منافقین نے اور اس علم غیب کا اقرار بلکہ تصدیق اور اعتبار ایمان کس نے کیا؟ اہل ایمان نے فیصلہ فرمائے کہ آج کے دور میں علم غیب کا انکار کس فرقہ نے کیا اور اقرار تصدیق کرنے والے کون ہیں؟

علم غیب کے انکار پر دینی فتویٰ: حضور علیہ السلام نے منافقوں کو اپنے علم غیب کا کچھ تو وہ انکار کر گئے اللہ نے فرمایا تم اسے منافقو! کافر ہو گئے کچھ چنی این جریہ طبری حضرت سید المرسلین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت میں روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک کربھی آنکھوں والے سے فرمایا کہ تم اور تمہارے ساتھی کس بات پر مری شان میں گستاخی کرتے ہیں وہ گویا اور اپنے ساتھیوں کو بلا لایا سب نے انکار تمہیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کفر حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کا نہ کیا۔ اس پر اللہ عزوجل نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کھ بولے اور میرے رسول کی شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

فانہذہ: معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کا لفظ بولنا کفر ہے اگرچہ اکثر مسلمان کا دعوے کر کے اسلام و مسلمین کی دینی و ملی خدمت بھی کرے۔ مگر وہ بارگاہ بھی پڑھے عبادت و ریاضت میں دن رات منہمک رہے جب تک اس کلمہ گستاخی سے توبہ نہ کرے کافر ہی رہتا ہے۔

اوتفنی: ابن جریر و ابن ابی شیبہ و ابن المنذر و ابن ابی حاتم اور امام جہاد شافعی و سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش کی جاری تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹنی فلاں جگہ میں فلاں جگہ موجود ہے حضور ﷺ کے اس فرمان پر ایک منافق بولا کہ محمد ﷺ جانتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی یہ آیت نازل فرمائی جس

کے ابتدائی جملوں کا ترجمہ یہ ہے۔ اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے ہم تو یونہی غیبی کھیل میں تھے کہ تم فرماؤ:

قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستہزؤون وقد کفرتم بعد ایمانکم۔

(ب ۱۰: ۱۰۷)

کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے کرتے ہو تم غیبی کفر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ فانہذہ: حضور ﷺ کی شان میں اتنی گستاخی یعنی یہ خطبہ کہنا کہ محمد غیب کیا جانیں؟ پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کا فر قرار دیا اور فرمایا کہ اللہ کی آیتوں اور رسول کو مذاق اڑاتے ہو یہاں نے دنیا و آخر مسلمان کہا اگر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے کیونکہ اس لفظ سے حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کی گئی ہے اس آیت سے یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے موعظ فرمانے سے غیب کی باتیں جاننا شان نبوت اور خاصا شہ نبوت سے ہے ان دونوں آیتوں سے اندازہ کر لیجئے کہ حضور ﷺ کی ذات پاک کا موعظ کہنا بڑا گہرا بے ادبی اور بے باکی سے آدمی وائر و اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

اخریٰ فیصلہ: منافقوں کو اللہ نے صرف اسی لئے کافر فرمایا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ محمد ﷺ غیب کیا جانیں؟ اب یہی جملہ وہابی و دیوبندی کے ہندوں نے صرف کہہ رہے ہیں بلکہ تصانیف کلمھی جاری ہیں اور اس پر منظر لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں۔ اس اسلام کا ہمیں کہ ایسے لوگوں کا حکم اس کا روائی سے کیا ہوا؟

ابن الصلت منافق کا عقیدہ: حضور نبی پاک ﷺ ایک دفعہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کی اونٹنی گم ہوگئی زید ابن صلت نامی ایک منافق نے کہا کہ محمد اگر نبی ہے تو اپنی اونٹنی کے متعلق کیوں نہیں بتا دیتا؟ کہ وہ کہاں ہے؟ دوسرے تو اس کا دعویٰ ہے کہ وہ آسمان کی خبریں بتاتا ہے مگر وہ اپنی اونٹنی کی بھی خبر نہیں رکھتا۔ حضور ﷺ کو اس کی اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا فلاں شخص میرے متعلق ایسا کہتا ہے حالانکہ مجھے اللہ تعالیٰ جس بات کی خبر دیتا ہے میں اسے جانتا ہوں اور میں اپنی اونٹنی کے متعلق بھی جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہے؟ میری اونٹنی فلاں اور فلاں کھائی کے پاس کھڑی ہے اور اس کی گھل ایک درخت نے پکڑ رکھی ہے یعنی اس کی گھل ایک درخت سے لگی ہوئی ہے اور اونٹنی وہیں کھڑی ہے جاؤ اسے وہاں سے لے آؤ چنانچہ صحابہ کرام اونٹنی کو وہاں سے لے گئے تو اونٹنی کو وہیں کھڑے پایا اور اسے لے آئے۔



(در کمال سعادت لایں قلم جلد ۳ ص ۵)

**فائدہ**۔ معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کے علم میں ظہن کرنا منفقان کا کام ہے اور جو بچے مومن ہیں وہ حضور ﷺ کے علم کے دل و جان سے قائل ہیں۔

**بریلوی**۔ **دیوبندی**۔ **وہابی**۔ اب بھی یہی افہمی والا جنس امن ظہن و تجزیوں اور تقریروں میں جاری رہتا ہے، باہی و یو بندی اب بھی حضور پاک ﷺ کے علم غیب کی گئی میں افہمی والا معاملہ پیش کرتے ہیں اور اہلسنت بریلوی اس کے جوابات دیتے ہیں اس طریقہ کار سے بتائیے یو بندی وہابی کن لوگوں کے وارث ہیں اور سنی بریلوی کس کے؟

خود کا اعتراف کے وقت پر پتھر کالتے کالتے اتفاقاً ایک سخت چٹان آگئی لوہے کی ضرب سے نہیں ٹوٹی تھی رسول اللہ ﷺ تین دن کے فاقے سے تھے اور علم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا دست مبارک میں کمال پکڑ کر کبھی ضرب لگائی۔ چٹان ٹوٹنے سے شعلہ نکلا آپ ﷺ نے خروغ بکیر بند کیا صحابہ نے بھی غصہ کیا۔ دوسری اور تیسری ضرب میں بھی چٹان ٹوٹنے سے شعلہ بلند ہوئے اور آپ نے بکیر کبھی صحابہ نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ بکیر کبھی اور چٹان بڑبڑا رہی ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلی بار شعلہ کی روشنی میں جیرو مدائن کے محلات نظر آئے۔ جبرئیل نے کہا کہ آپ ﷺ کی امت ان پر قابض ہوگی۔ دوسری مرتبہ روم کی زمین اور قیصر کے محلات دکھائی دیے۔ جبرئیل علیہ السلام نے ان کے فتح ہونے کی خبر دی۔ تیسری مرتبہ مدینہ کے محل دیکھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ملک بھی قبضہ میں آئے گا۔ ان کثیر لکھتے ہیں وکان فی حفرہ ذالک ایات و دلائل و اصحات۔ آپ ﷺ کے اس چٹان کے ٹکڑوں میں نشانیاں اور دلیلیں تھیں۔ مسلمانوں کو یہ بشارتیں سن کر بہ حد مسرت ہوئی مگر منفق ظہن زنی کرنے لگے ایک شخص مطلب بن قیس کہنے کا کلمہ ﷺ تو ہم سے قیصر و کسری کے خزانوں کا وعدہ کر رہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ ہم مارے خوف کے باہر نہیں نکل سکتے۔

**فائدہ**۔ حضور نبی پاک ﷺ نے اس مضمون میں اپنے لئے مدائن (عراق) قیصر روم اور کسری (ایران) اور یمن جیسے ممالک پر فتح کی خبر دی اور یہ آپ کے علم غیبیہ میں سے ہے جسے غیر مقلدین وہابیہ اور یو بندی سب کے مسلم مفسرین کثیر آیات و دلائل و اصحات سے تعبیر کر رہے ہیں۔

اس وقت سن کر اہل ایمان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) مسرور (خوش) ہوئے اور منافقین نے اسی غیب کی خبر پر طعن زنی کی بلکہ زبردست دلیل دے کر مذمت کی کہ قیصر و کسری اور یمن پر قبضہ کرنے والے کا یہ حال ہے کہ آج ہم (اموت یہ منافقین بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھے) مارے خوف کے باہر نہیں نکل سکتے نہ یہ بیٹوں کے لئے واقعی یہ ایک مضبوط دلیل تھی کہ خرو و اعتراف میں سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اور تفسیر عربی جلد ۱ ص ۳۵۵ آیت کریمہ و یكون الرسول علیکم شہیداً کے تحت لکھا ہے

یاشد رسول شمار بر شما گواہ زیر اکہ او مطلع است بنور نبوت بر رقبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ است پس او میشناسد گناہات شمارا درجات ایمان شمارا و عمل نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا انھذا شہادت اور در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است و آنچه و از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج و اہلبیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس و سلمہ و مہدی و مقتول دجال یا از معائب و مناقب حاضران و غائبان میفرماید اعتقاد براب واجب و ازین است کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیای خود مطلع میسازند کہ فلانہ امروز چنین میگویند و فلانہ چنانہ تاروز قیامت ان الہ شہادت تواند کرد الخ

بعد اصل عبارت اور ایک حدیث دلائل الخیرات ص ۳۱ میں باین معنی مسطور ہے کہ کسی صحابی نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ جو شخص آپ سے بہت دور اور غائب درود شریف پڑھے تو آپ کو کس طرح پہنچتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص محبت و شوق میں مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے میں اس کو خود کو ان سے سنتا ہوں اور جو از روئے عادت و ثواب کے پڑھتا ہے اس کو فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔

(در کمال سعادت لایں قلم جلد ۳ ص ۵)

**فائدہ**۔ معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کے علم میں ظہن کرنا منفقان کا کام ہے اور جو بچے مومن ہیں وہ حضور ﷺ کے علم کے دل و جان سے قائل ہیں۔

**بریلوی**۔ **دیوبندی**۔ **وہابی**۔ اب بھی یہی افہمی والا جنس امن ظہن و تجزیوں اور تقریروں میں جاری رہتا ہے، باہی و یو بندی اب بھی حضور پاک ﷺ کے علم غیب کی گئی میں افہمی والا معاملہ پیش کرتے ہیں اور اہلسنت بریلوی اس کے جوابات دیتے ہیں اس طریقہ کار سے بتائیے یو بندی وہابی کن لوگوں کے وارث ہیں اور سنی بریلوی کس کے؟

خود کا اعتراف کے وقت پر پتھر کالتے کالتے اتفاقاً ایک سخت چٹان آگئی لوہے کی ضرب سے نہیں ٹوٹی تھی رسول اللہ ﷺ تین دن کے فاقے سے تھے اور علم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا دست مبارک میں کمال پکڑ کر کبھی ضرب لگائی۔ چٹان ٹوٹنے سے شعلہ نکلا آپ ﷺ نے خروغ بکیر بند کیا صحابہ نے بھی غصہ کیا۔ دوسری اور تیسری ضرب میں بھی چٹان ٹوٹنے سے شعلہ بلند ہوئے اور آپ نے بکیر کبھی صحابہ نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ بکیر کبھی اور چٹان بڑبڑا رہی ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلی بار شعلہ کی روشنی میں جیرو مدائن کے محلات نظر آئے۔ جبرئیل نے کہا کہ آپ ﷺ کی امت ان پر قابض ہوگی۔ دوسری مرتبہ روم کی زمین اور قیصر کے محلات دکھائی دیے۔ جبرئیل علیہ السلام نے ان کے فتح ہونے کی خبر دی۔ تیسری مرتبہ مدینہ کے محل دیکھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ملک بھی قبضہ میں آئے گا۔ ان کثیر لکھتے ہیں وکان فی حفرہ ذالک ایات و دلائل و اصحات۔ آپ ﷺ کے اس چٹان کے ٹکڑوں میں نشانیاں اور دلیلیں تھیں۔ مسلمانوں کو یہ بشارتیں سن کر بہ حد مسرت ہوئی مگر منفق ظہن زنی کرنے لگے ایک شخص مطلب بن قیس کہنے کا کلمہ ﷺ تو ہم سے قیصر و کسری کے خزانوں کا وعدہ کر رہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ ہم مارے خوف کے باہر نہیں نکل سکتے۔

**فائدہ**۔ حضور نبی پاک ﷺ نے اس مضمون میں اپنے لئے مدائن (عراق) قیصر روم اور کسری (ایران) اور یمن جیسے ممالک پر فتح کی خبر دی اور یہ آپ کے علم غیبیہ میں سے ہے جسے غیر مقلدین وہابیہ اور یو بندی سب کے مسلم مفسرین کثیر آیات و دلائل و اصحات سے تعبیر کر رہے ہیں۔

اس وقت سن کر اہل ایمان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) مسرور (خوش) ہوئے اور منافقین نے اسی غیب کی خبر پر طعن زنی کی بلکہ زبردست دلیل دے کر مذمت کی کہ قیصر و کسری اور یمن پر قبضہ کرنے والے کا یہ حال ہے کہ آج ہم (اموت یہ منافقین بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھے) مارے خوف کے باہر نہیں نکل سکتے نہ یہ بیٹوں کے لئے واقعی یہ ایک مضبوط دلیل تھی کہ خرو و اعتراف میں سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اور تفسیر عربی جلد ۱ ص ۳۵۵ آیت کریمہ و یكون الرسول علیکم شہیداً کے تحت لکھا ہے

یاشد رسول شمار بر شما گواہ زیر اکہ او مطلع است بنور نبوت بر رقبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ است پس او میشناسد گناہات شمارا درجات ایمان شمارا و عمل نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا انھذا شہادت اور در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است و آنچه و از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج و اہلبیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس و سلمہ و مہدی و مقتول دجال یا از معائب و مناقب حاضران و غائبان میفرماید اعتقاد براب واجب و ازین است کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیای خود مطلع میسازند کہ فلانہ امروز چنین میگویند و فلانہ چنانہ تاروز قیامت ان الہ شہادت تواند کرد الخ

بعد اصل عبارت اور ایک حدیث دلائل الخیرات ص ۳۱ میں باین معنی مسطور ہے کہ کسی صحابی نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ جو شخص آپ سے بہت دور اور غائب درود شریف پڑھے تو آپ کو کس طرح پہنچتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص محبت و شوق میں مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے میں اس کو خود کو ان سے سنتا ہوں اور جو از روئے عادت و ثواب کے پڑھتا ہے اس کو فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔



و قبل لرسول الله ﷺ ارایت صلوة المصلین علیک ممن غاب عنک و من یاتی بعدک ما حالهما عندک فقال اسبع صلوة اهل محبتی و اعرفها و تعرض علی صلوة غیرہم عرضا الخ الحدیث

اور مسئلہ حضرت میں بھی ایک حدیث اس معنی پر روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی تمام امت کے اعمال کا ماحول نظر فرماتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے بعد بھی اسی طریقہ پر عمل فرماتے ہیں۔ ۲۸۰ میں حضرت شیخ محمد ابراہیم رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں

قال رسول الله ﷺ علمنی بعد موتی کعلمنی فی حیاتی

یعنی فرمایا نبی ﷺ نے کہ نیات بعد موت پر وہ فرماتے کہ بعد میرا علم ویسا ہی ہے جیسا کہ دنیاوی حیات میں تھا۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے۔

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تصویر الحقائق فی امکان روباہ السیاق والحدیث میں آپ ﷺ کے بارے میں اس طرح تحریر فرماتے کہ

فحصل من مجموع هذه القول والاحادیث ان السی ﷺ حی بحسبہ و روحہ و انہ ینصرف و یسیر حیث شاء فی افطار الارض و فی الملکوت و هو بہنۃ الی کان علیہا قبل و فائدہ لم ینبدل منہ شیء و انہ معین عن الابصار کما غیبت الملائکۃ مع کونہم احیاء باجساد ہم فاذا اراد اللہ رفع الحجاب عنہ اراد اکرامہ برؤیتہ و اہ علیہنۃ الی ہو علیہا

**فائدہ** جس ان تمام باتوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ روح مع جسم زندہ ہیں اپنے امتیاز کے تمام مظاہر اور باطنی احوال کو ربوبیت کے ساتھ خود اور فرشتوں کے واسطے سے ہمیشہ حاضر و حاضر رہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں یہ بھی کرتے ہیں نقل مکانی کے باعث آپ ﷺ کے علوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا آپ ان واحد میں تمام عالم کی ہر اور مشاہدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کر سکتے ہیں آپ ﷺ اللہ کے حکم سے اپنے مقدس مکان میں پکارنے والوں کی پکار سے مانتے ہیں ہر جگہ پر آپ کا تصرف بھی

فائدہ یہ ہے کہ ہمارے خیال میں نبی ﷺ کا اقرار کرتے ہیں اور ہم بھی نبی ﷺ کی بات کرتے ہیں (کیونکہ نبی ﷺ شیخ نبی ﷺ نبی ﷺ ہیں فرق اتنا ہے کہ ہم نبی ﷺ کا توہم ہی ہے جس میں کہ نبی ﷺ کے جسم ان میں داخل ہیں اور نبی ﷺ نبی ﷺ کے ایک ہی کہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کو بار کے پیچھے کا بھی نہیں، معاذ اللہ اور نبی ﷺ کو یہاں تک کہ ان کے اپنے خاتمہ کا حال بھی معلوم نہیں۔ معاذ اللہ اور نبی ﷺ تقویۃ الانس و برہنۃ فیہ (تو ابراہیم اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہم پر الزام آئے گا تو ہمارے خیال میں نبی ﷺ ضرور کا فرمیں گے۔

لیدی کہ حقیقۃً لا حق ینزلو اللہ شہد و

چند اہل اہل لہ لہ کہ شب و اسحر کند اور اگر وہ کا فر نہ تھے تو کیا ہم نے ہی دعا کی ہے۔

**تحقیقی جواب** قاضی خاں میں غلط فرمایا ہے جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے قاضی خاں وغیرہ کی بات ہے کہ غلط فرمایا اس مسئلہ پر بات ہے جو خود ان کے نزدیک غیر مستحسن ہو اور انہ سے مروی نہ ہو۔ چنانچہ فتاویٰ شامی جلد ۱ ص ۵۵ میں ہے

لفظہ "قالوا" تذکر فیما فیہ خلاف کما صرحوا بہ

عبہ المستملی شرح معہ المصلی بحث قوت میں ہے

و کلام قاضی خاں یسیر علی عدم احتیارہ لہ حیث قال و اذا صلی علی السی ﷺ فی القنوت قالوا الا یصلی علیہ فی القعدة الاحیرۃ ففی قولہ قالوا الاشارة الی عدم استحسانہ لہ و الی انہ غیر مروی عن الائمة کما قلنا فان ذلک من المتعارف فی عبارتیہم لمن استغفرہا واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس سے معلوم ہوا کہ قاضی خاں کی عبارت خود قاضی خاں کے نزدیک غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف و مرہون ہے جس کی اس کے ساتھ حکم کو سخت ممنوع اور جہل ہے۔ دراختیار میں ہے۔

ان الحکم والفتا بالقول المرجوح جہل و حرق الاجماع

در اختیار میں بھی قاضی خاں والا مسئلہ ہے وہاں بھی غلط قیل و قیل کی دلیل موجود ہے۔

موجود ہے۔

**فائدہ** ہمارے نزدیک محبوب گریا ﷺ ہاں تعالیٰ سب کچھ جانتے اور ہر ایک کی فریاد سنتے ہیں مزید تفصیل تصانیف اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شامی و شامی بریلوی قدس سرہ اور دیگر علمائے اہلسنت کی کتب میں ہے۔ مخلصین کی عادت ہے کہ جب کچھ نہ بن پڑے تو پھر فتنہ کی جزئیات پیش کر دیتے ہیں چنانچہ ان کا فتنی مسئلہ کے ذریعے ایک مشہور اعتراض ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے چنانچہ قاضی خاں میں ہے:

رجل تزوج امراة بغیر شہود فقال الرجل والمرأة خدا اور رسول ﷺ را سگوار کر دیم قالوا یونکون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ یعلم الغیب وهو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الحیوة کفیک بعد الموت۔

یعنی ایک مرد نے عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا جس مرد و عورت دونوں نے کہا خدا اور رسول صل علیہ والہ وسلم کو ہم نے گواہ کیا کہتے ہیں یہ کفر ہو گا اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے ہیں اور حال یہ ہے کہ آپ ﷺ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیا کفر جان سکتے ہیں۔

**الزامی جواب:** معترضین کا منشاء یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی ﷺ کی تکفیر فتنہ سے ثابت کریں مگر انہیں یہ خبر نہیں کہ انہوں نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا کہ قاضی خاں کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کا فر اور تمام مخلصین یعنی وہابی بھی کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضور ﷺ کو بعض غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔ پس بموجب عبارت قاضی خاں کے ان کے کفر میں ان کی فہم کے بموجب شبہ نہیں آپ یہ کہیں گے ہابیوں نے حضور ﷺ کے لئے بعض غیب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے؟ ملاحظہ ہو اعلام کسمة الحق ص ۱۶ "اور بہت چیزیں اور امور غیب کے حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے کہ ان کی مقدار حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے" اور فیصلہ علم غیب ص ۱۳ میں مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کے یہ الفاظ مسطور ہیں: "بھلا کوئی مسلمان کلمہ گویا بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء و کرام علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوئی ہے۔ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے والے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو"۔

در اختیار کتاب الکناج میں ہے:

تزوج بشہادة اللہ و رسولہ ﷺ لم یحز بل قبل بکفر

شامی میں ہے: (وقولہ بکفر) لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ عالم الغیب قال فی التاتاریخانیة و فی الحجة ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح السی ﷺ وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارقتی من رسول

فائدہ یہ ہے کہ جس نے کفر بتایا ہے اس کے نزدیک اعتقاد غیب سب سے بڑا تارنا ہے اور جہت میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کا فر نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ نبی ﷺ پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور رسول نبی ﷺ کو جانتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر الخ۔

معدن الحقائق شرح کنز الدقائق اور حررۃ امرویات میں ہے:

و فی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الاسباء علیہم الصلوۃ والسلام یعلمون الغیب بعرض علیہم الاشیاء فلا یكون کفرا

یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام غیب کے عالم ہیں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں پس کفر نہ ہوگا۔

شامی باب المرتد میں مسئلہ بزرگ ذکر کر کے فرماتے ہیں:

حاصلہ ان دعوی الغیب معارضة للنص القرآن بکفر بہا الا اذا اسند ذلک صریحا او دلالة الی سبب من اللہ کو حی والہام۔

یعنی غیب کا دعویٰ نص قرآن کے معارض ہے پس اس کا دعویٰ کافر ہو جائے گا لیکن اگر اس نے صریحا دلالت کسی سبب کی طرف نہایت کر لی ہے جو اللہ کی جانب سے ہو مثلاً وقی و الہام وغیرہ کے تو کافر نہیں۔ در اختیار میں ہے۔

وفیہا کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ما اراد اللہ تعالیٰ لہ و بہ لان ارادۃ تعالیٰ

غیب الا لفقہاء فانہم علموا ارادۃ تعالیٰ بہم لحديث الصادق المصدوق من یرد اللہ



مد حیرا یفقیہ فی الدین

غایۃ الاوصار اس عبارت کے تحت مسطور ہے اور اس میں ہے کہ کوئی آدمی سوائے انبیاء و صلوات اللہ علیہم کے نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ دارین میں کیا ارادہ ہے اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے سوائے فقہاء کے۔ کیونکہ وہ جان گئے ہیں حق تعالیٰ کے ارادہ کو جو ان کے ساتھ ہے رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث میں برد اللہ حیرا یفقیہ فی الدین (اللہ جس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی بھلائی دیتا ہے یعنی اس کو فقیہ بنا دیتا ہے) کی دلیل ہے۔

ان عبارت سے معلوم ہوا کہ فقیہ و مفسر فقیہ کوئی شخص نہیں بن سکتا ہے۔ بلکہ فقہاء کا بھی فقیہ ہے کہ حضور ﷺ کو علم غیب دیا گیا۔

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

### مسئلہ ۷۲

کیا انبیاء و اولیاء کو علم غیب و حاضر و غایہ حاصل ہے موصوف کر سکتے ہیں؟

سائل نور بدیع کوٹ اور

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء میں نبی و پیغمبر اسلام کو دینی میں اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: **وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ** اور ہمارے نبی پاک ﷺ نائب اعظم و ضیف اکرم ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی وصالت جو قرآن و حدیث میں بتائی گئی ہے ان کے مظاہر انبیاء و اولیاء ہیں اور حضور ﷺ تو صفات کے علاوہ ذات کے بھی مظہر اتم ہیں اسی لئے علم غیب ہو یا حاضر و غایہ اور نور و غیرہ صفات کا مظہر مان میں اسلام ہے اس کا انکار یا تو انہیں کو تھا یا آج کسی بدعتیہ کو ہو گا۔ ورنہ حضور ﷺ نے اس کا انکار خود فرمایا ہے:

(۱) کما اخبرنا الطبرانی عن اس عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ قد رفع لی

جنات و صالحین ہیں۔

(۲) ضبرانی و حصص حصص میں یہ حدیث اس طرح مسطور ہے کہ:

یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی

اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

(۳) کتاب غایۃ الاوصار ترجمہ در مختار ص ۳۵۲ و نیز العارف شرح کنز الدقائق باب التشہد وغیرہ میں لکھا ہوا ہے کہ:

”حکایت کے طور پر آپ کی ذات اقدس پر سلام نہ بھیجے بلکہ دل میں خاص قصد کرے۔“

(۸) کتاب مذاق العارفین ترجمہ حیدر علیہ رحمۃ اللہ ص ۱۰۱ باب حیرۃ فصل دوم

ص ۳۱۹ میں اس طرح لکھا ہوا ہے کہ:

”جب تشہد کیلئے نیت تو تہنیک کر کہ جتنی چیزیں قرب کی ہیں خواہ مسلمات ہوں یا طبعیات (یعنی

اخلاق ظاہرہ) وہ سب اللہ کیلئے ہیں اسی طرح ملک خدا کے لئے ہے اور یہی امتیازات کے ہیں اور نبی کریم

ﷺ کے وجود باوجود کو اپنے دل میں حاضر کر اور کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ

و برکاتہ۔“

(۹) حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد سے اس طرح لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نمازی کو

تشہد میں اپنی ذات پر درود و سلام عرض کرنے کا اس لئے حکم فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دربار

اقدس میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انہیں آگاہ فرمادیں کہ اس کی حاضری میں اپنے نبی کریم ﷺ کو بھی

دیکھیں اور ہمیں کہ حضور ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے دربار اقدس سے جدا نہیں ہوتے اسی لئے نمازیوں پر

لازم ہے کہ آپ کی ذات پر بالمشافہہ صیغہ خطاب سلام بھیجیں۔

فیخاطبہ نہ بالسلام مشافہہ من عبہ۔

(میزان الکبریٰ سنن ابی حنبلہ ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲



جائیں ان واضح ارشادات کے بعد بھی اگر کسی نے ایک ذوالعزم و غیر علیہ السلام کے علم کے انکار اور تنقیص  
شان ہی کو معاذ اللہ دین کی خدمت سمجھا تو اس کے عقلمی پر سوائے ماتم کے اور کیا کیا جاسکتا ہے اس مسئلہ کی  
مزید تفصیل کیلئے فقیر کی کتاب "علم یعقوب" کا مطالعہ کیا جائے۔

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

#### مسئلہ ۷۴

حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی گمشدگی کے بعد اگر علم ہوتا تو روتے کیوں؟ اور  
شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ان کی لامعلیٰ کی تصریح فرمائی ہے چنانچہ گھٹان میں ہے کہ  
یکدم پر سید از ان ہم کمر نہ فرزند

کہ اندر روشن گھر پیر خرد مند  
ز مضرش بویہ پیر اہل شنید

چرا در چاہ کنعانش ندیدی  
بگفت احوال مایہ برق جہانست

دم پید او دیگو دم نہانست  
گھٹ بر طارم اعلیٰ نشین

گھٹ بر پشت پائی خود نہ بینم  
مگر درویش بر حالہ بماند

سر دست از دو عالم بر فکند

#### سائل تویر رضا مظفر گڑھ

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایہ الحق والصواب

روانا لامعلیٰ کی دلیل نہیں حضور ﷺ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت کے بعد روئے چھوچا گیا تو  
آپ نے فرمایا میں ان کے کر بلا کے حالات کو دیکھ کر رو رہا ہوں معلوم ہوا کہ روانا لامعلیٰ کی دلیل نہیں بلکہ

روئے کی وجہ صرف ظاہری جدائی اور مفارقت تھی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب "علم یعقوب" میں لکھی ہے۔  
یہاں چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کا علم تھا کہ وہ کہاں ہیں؟ لیکن اس کے ظاہر نہ  
کرنے پر مامور تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام سے امتحان لیا جس کا ان  
دونوں بزرگوں کو علم تھا مگر تمام مشکلات برداشت کیں کیونکہ آپ اذن الہی کی بجی اور صحیح تفسیر اسی لئے  
ناموشی اختیار فرمائی کیونکہ یہ وہ راز تھا جسے چھپانا مطلوب تھا ایک آزمائش تھی جو پوری ہوئی آپ احوال  
یوسف سے خبر نہ جانتے تھے بلکہ یوسف علیہ السلام کی پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ کے پیش نظر رہا جسے آپ  
نے قبل از وقت اشاروں، کنایوں سے بتا بھی دیا مگر بے وقوفی کا کیا علاج کیا جائے کہ اگر شان نبوت کے  
منکر کو اپنی بے وقوفی اور ہمت دھڑکی بنا، پر سمجھ نہ آئے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

چنانچہ قرآن پاک میں ہے کہ:

قال بنی لا نقصص رؤیاک علیٰ اخوتک فیکبدواک کیدا

(پارہ ۱۲ آیت ۵ سورہ یوسف)

اسے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔

فائدہ: شب قدر کی رات یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، چاند اور سورج آپ کو سجدہ  
کر رہے ہیں اپنے والد گرامی کو یہی خواب سنایا تو آپ کے والد گرامی یعقوب علیہ السلام نے یہی ارشاد فرمایا  
یوسف علیہ السلام میں بیان ہوا ہے۔

فائدہ: آپ کے بھائی یہ خواب سنیں گے تو فطری حسد کی آگ ان کے دلوں میں بھڑک اٹھے گی جس کا  
نتیجہ خراب نکلے گا وہی کچھ ہوا جو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

(۱) کمالین حاشیہ جلالین میں ص ۱۹۰ پر ہے کہ:

كما رأیت الکواکب ساجدة اجتنابک ربک بمثل هذا الرؤیا

ترجمہ: جیسے تو نے دیکھا ہے کہ تجھے ستارے سجدہ کر رہے ہیں اسی خواب کی مثل تمہارے رب نے تمہیں  
چن لیا ہے یعنی نبوت وغیرہ عطا ہوگی۔

(۲) ابواب حب رحمت ص ۱۰۰ میں ہے کہ:

اس میں یہ باب حضرت یوسف علیہ السلام کے اس خواب سے خوش ہو کر اپنے والد (یعقوب علیہ  
السلام) کو یاد دلانے کے لیے لکھا گیا ہے اور نبوت و مرآت سے اس کی تفسیر ظاہر اس قدر بھی کہ منزلت مانی کی  
نشانی ہے جو حضرت علیہ السلام کو ہوتی تھی اسی طرح تفسیر روح المعانی اور تفسیر روح البیان میں  
بھی ہے۔

فائدہ: یہ غریب نہیں ہے کہ یوسف علیہ السلام منصب نبوت سے سرفراز کیے جائیں گے۔  
تو معلوم ہوا کہ آپ یوسف علیہ السلام سے خبر نہیں تھے روئے کا سبب غش ظاہری ہی جدائی ہے۔

(۳) تفسیر مظہری شریف میں ہے کہ:

و کذلک یحتسب ربک للنوۃ والملک والا مورا العظام

(۴) ابواب حب رحمت ص ۱۰۳ میں ہے کہ:

اس آیت شریفہ میں یعقوب علیہ السلام کے علم و مرآت کا تصور ہے جس کو پہلے سے جانتے تھے  
باوجودیکہ ظاہری اسباب و قیاس میں برعایت ادب یوں کہا جاتا تھا تفصص رؤیاک الی بعد ازاں  
ص ۱۸۳ پر اپنی رائے بیان فرمائی کہ مترجم کہتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام پر اتمام نعت تھا ان کو بطریق  
تواضع نہیں فرمایا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے احوال سے باخبر تھے جب خبر  
نہیں تھے۔

(۵) روح البیان شریف میں ہے کہ:

والظاهر انه علیہ السلام علم ذلک بالوحی

ترجمہ: ظاہر یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے یہ سب کچھ وحی سے جانا۔

خلاصہ یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے یوسف علیہ السلام کے جملہ حالات یعنی  
کنوئیں میں جانے سے لے کر اپنے سجدہ کرنے تک کے اشاروں و اشاروں میں بیان کر دیے تھے یہ  
نہیں کہ غش ظاہری ہی کی بنا پر بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے یہ کچھ بیان فرمایا جو بعد و بعد معلوم کر کے ارشاد

فرمایا۔ گو آپ نے اہل الانبیاء فرمایا لیکن ان کا اہمال ہماری کروڑوں تفصیلات سے زیادہ واضح اور روشن  
ہے۔ اگر اس کا نام علم نہیں تو پھر کوئی ہمیں یہ سمجھائے کہ علم کیا ہے۔ ان واضح تصریحات کے باوجود کسی  
پر بھروسہ کو کب نہ آئے تو پھر اپنی بد قسمتی پر ماتم کرے۔

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

### ﴿گستاخان نبوت کا انجام﴾

#### مسئلہ ۷۵

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ تین چار آدمی ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک شخص  
ایک ایک جگہ پر بیٹھا ہوا ہے وہ تین شخص آپس میں ذکر و درشان مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کر رہے ہیں  
جب یہ ذکر آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کہیں تشریف لے جاتے تھے تو اوپر سے ابرہیٰ بادل سایہ کرتا  
تھا اور جب کسی جگہ سے گزر فرماتے تھے تو اس کو چہ میں خوشبو پڑ کر تھی اور آپ کا سایہ مبارک نہ تھا وہ شخص  
یہ الفاظ اچھی طرح سمجھ کر کہ یہ تعریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے جان بوجہ کر بولا کہ جیغ جیغ کیا اس  
شخص نے حضور علیہ السلام کی توہین کی ہے یا نہیں؟ اگر کی ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سائل۔ عباس گجر

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایہ الحق والصواب

حضور ﷺ کی خوشبو کا گلی کوچوں میں باقی رہنا اور حضور ﷺ کا بے سایہ ہونا روایات اور مستند علماء  
کے اقوال سے ثابت ہے۔

عن جابر بن النبی ﷺ لم یسلک طریقا فیبعہ احد الا عرف انه قد سلک من  
طیب او قال من ریح عرفہ۔

(رواہ الدارمی مشکوٰۃ ص ۵۰۸)

وگا ہی اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می بر آیند  
و میگویند کہ رسول خدا ﷺ را سایہ نبو د۔



(لذکرہ العونی والقبوری رض ۳۰ مفسدہ قاضی لہا الہ باسی بینی رحمۃ اللہ علیہ)  
جب یہ دونوں مفتاحیں رسول اللہ ﷺ کیسے ثابت ہیں۔ تو اس کے مقابل ایسے الفاظ استعمال کرنا مسلمان  
کی شان سے بعید ہے۔ اور ایسے کلمات مسلمانوں کی دل آزاری کیلئے مثل خنجر کے ہیں۔ اگر اسلامی سلطنت  
ہوتی تو ایسے شخص کو عین توہین و بیعتی اب اس وقت اگر مسلمانوں میں محبت رسول اللہ ﷺ کا صحیح جذبہ ہے  
اور کچھ ایمانی غیرت ہے۔ تو ایسے شخص سے کبھی بائیکاٹ کیا جائے۔ ہذا ملاحظہ لی۔  
الحبيب بندہ محمد صدیق محمد صادق محمد صادق

مضمون مذکور کے لئے یہ روایات ملاحظہ ہوں۔

اخرج ابن ابی شیبۃ وترمذی وحسنہ الحاكم وصحیحہ والبیہقی وابو نعیم والحر  
فی الفوائد عن ابی موسیٰ اشعری قال خرج ابو طالب الی الشام فخرج معه رسول  
اللہ ﷺ فی الشیخ قریب الی ان قال ارسلوا الیہ فقل وعلیہ غصامۃ نطلہ فقال انظر  
والیہ علیہ غصامۃ نطلہ الخ . وخرج البیہقی عن ابن اسحاق قال کان ابو طالب هو  
الذی یبلی امر رسول اللہ ﷺ . بعد جده فخرج فی ركب الناس الی الشام . الی ان  
قال وغصامۃ بیضاء نطلہ من بین القوم لم اقلو حتی نزلوا بطن شجرہ قریبا فیہ فطر الی  
الغصامۃ حین انطلت الشجرۃ الخ (۱۳)

اخرج الحکم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یوای لہ ظل فی  
شمس ولا قمر وقال ابن سع من حصانہ ان ظل کان لا یقع علی الارض وانہ کان  
نورا فکان اذا مشی فی الشمس او لا یظللہ ظل . قال بعضهم ویشهد لہ حدیثہ  
قولہ ﷺ فی دعائہ واجعلنی نورا .

واخرج الدارمی والبیہقی وابو نعیم عن جابر بن عبد اللہ قال کان فی رسول  
اللہ ﷺ خصال لم یکن فی طریق فیضہا احد الا عرفہ انہ قد سلکہ من طیب عرفہ او  
عرفہ ولم یکن لیسر ہجر ولا شجر الا سجد لہ . وخرج ابن مسعل . وابو نعیم عن انس  
قال کنا نعرف رسول اللہ ﷺ اذا اقبل بطلب ریحہ .

شان ہے فقیر فقیر فارسی کا اردو میں خاص ذکر ہے آپ نے لکھا کہ  
و جب است کہ در تعزیریں ہر مرتبہ ہرگز نہ خیر نہ فرما یتند  
و زچنین مرتبہ رفیع سلام و کلام فرما یتند و در امتثال  
سگت ہرگز کہ فرات نہ اندھ ہما مد عندی وانعلم عند اللہ  
التعلیم الحکیم فیئلمہا بن شہرہ  
قر جمہ الامام پر واجب ہے کہ ایسے مرتبہ (ب ایمان) کی سوا میں ہرگز نہ کریں ایسے  
مردوں سے قطع سلام و کلام (بائیکاٹ) کریں اور اسے توں جیسا یعنی کافروں سے بھی بدتر سمجھیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بیتہ تہذیبی اہل اہل اہل اہل

مسئلہ ۷۶

ایک شخص نے تقریر کے دوران نبی کریم ﷺ کے متعلق ہائیکہ لکھا کہ ہم نے انکی گرفت کی تو  
کہا میری زبان سے اچانک نکلتا ہے کیا بہت ساری ہے یہ شخص مذکور کچھ بدیہ کیا یا نہیں؟

سنا فلہذا انوال

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حاصل ہے بہت ہی تو بڑی بیعت بہت ساری کو بھی کھینچتے ہیں پھر چپے ہوں جسکے ان  
میں ہے کسی کی زبان سے کھینچتے کلمات کا اجراء ہوا اور وہ کہنے میں ہی زبان سے ایسے ہی لکھتے ہیں جو اللہ کو  
نکالنے کا ارادہ نہیں تو یہ میری یہ مراد نہیں تو بھی اسے کفر کے قوی سے نہیں بچا چکا کہ اور نبی اسے اس  
قول میں سچا مانا گیا۔ ہذا وی فصیحاً کی عبارت ہے یہ ہے

انما تحری علی لسانہ نہ حرف واحد و نہ دلیک اما مثل ہذا الکلمات الطویلۃ  
لا تحری علی لسانہ من غیر قصد فلا یصدق .

اسی طرح انہا میرے میں ہے کہ کھینچنے کے متعلق بہت ساری کا ذکر غیر قابل قبول ہے، اس میں  
دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

الجواب ۲۔ ازمو ان افضل حق ذیونی رحمۃ اللہ علیہ وقاضی شہید

رحمۃ اللہ علیہ السلام کی خوشبو کا کئی کوچن میں باقی رہتا۔ اور حضور صلیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے سایہ ہونا روایات اور  
متقدمہ کرامت کے اقوال سے ثابت ہے۔

عن جابر بن النبی ﷺ لم یسلک طریقاً فیبعہ احد الا عرفہ انہ قد سلکہ من طیب او  
قال من روح مرقہ رواحہ اللہ امی (مشکوٰۃ ص ۵۰۸)

وگا ہذا اجساں از غایت نشاط ہر نگ ارواح سد پر ایند و نہ  
گویند کہ رسول خدا ﷺ را بسایہ بنود .

(لذکرہ العونی والقبوری رض ۳۰ مفسدہ قاضی لہا الہ باسی بینی رحمۃ اللہ علیہ)

جب یہ دونوں مفتاحیں رسول اللہ ﷺ کیسے ثابت ہیں تو اس کے مقابل ایسے الفاظ استعمال کرنا مسلمان  
کی شان سے بعید ہے۔ اور ایسے کلمات مسلمانوں کی دل آزاری کیلئے مثل خنجر کے ہیں اگر اسلامی سلطنت ہو  
تی۔ ایسے شخص کو عین توہین و بیعتی۔ اب اس وقت اگر مسلمانوں میں محبت رسول اللہ ﷺ کا صحیح جذبہ ہے  
اور کچھ ایمانی غیرت ہے۔ تو ایسے شخص سے کبھی بائیکاٹ کیا جائے۔ ہذا ملاحظہ لی۔  
الحبيب بندہ محمد صدیق محمد صادق محمد صادق

الجواب ۱۔ از قاضی قرب شیر اختر حضرت ﷺ کا سایہ ہونا اور آپ کے تذکرے کے متون کا معطر ہونا  
کتب معتبرہ مثل مشکوٰۃ و سنن دارمی و ابواب لدیہ و مدارج النبوی و تذکرۃ المونی والقبور و تفسیر بروہم میں مرقوم  
ہے پس سرور عالم ﷺ کے فضائل مذکورہ میں ناشائستہ الفاظ استعمال کرنے والا سخت ہے اب اور ہے  
وین سے الفاظ مذکورہ اس کے نبوت باطن پر دال ہیں وراثت کے (یا۔ النور ص ۲۸۲) میں ہے

جس شخص نے آنحضرت ﷺ کی شان و مرتبہ میں قول یا فعل سے نفاس کیا جیسے سب کی دل سے نفاس نکالتا  
اور اسے سوا شریعت کے اسے نقل کیا جائے۔ روایت سے معلوم ہوا کہ اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو اس قسم  
کے شخص کی سب سے زیادہ ہوتی بہر حال شخص مذکورہ قبل تہذیبی ہے

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ذیروز غازیخان کے قادی میں حضرت علامہ میر محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کا مرقوم فارسی بھی

واقفی ابو الحسن القاملسی فیمن شتم النبی ﷺ فی سکرہ یقتل لا نہ یظن انہ  
لا یعتمد و یقتل صحوہ

(مفسدہ شریف علیہ السلام ص ۱۸۵)

ان طرح اور بھی

لا یعدہ احد بدعوی دلی اللسان فی مثل ہذا۔

ایسی گستاخوں میں بہت ساری ہیں کسی کو مذکور نہ سمجھا جائے گا۔ جب بہت ساری قادیوں میں  
جرم تعلیم میں تو پھر ہم مذکور ہیں کہ اگر بدیع بندے جو کچھ سرزد ہوا۔ کلمات کفریہ نکلتے تو بے مطالبہ پڑنے  
رہے بلکہ مطالبہ کرنے والے سے الجھ پڑے صرف ایک حوالہ دیا جاتا ہے اور اس شریف کے متعلق اکابر و بزرگ  
نے لکھا ہے کہ پس یہ ہر روز اعادہ و تکرار کا تو مثل ہندو کے کہ سانگ گھیا کی وادیت کا ہر سال کرتے ہیں  
یا مثل روافس کے نقل شہادت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگہ آچی وادیت کا تھم اور غویہ حرکت قویہ  
قابل کوم و جرم و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم ہندو سے بڑھ کر بگے و بد تو تاریخ معین پر کرتے ہیں اس کے  
میں کوئی قید نہیں۔ (براہین قاضیہ)

مزید عبارات کفریہ کے حوالہ جات فقیر کی تصنیف "السر فی تحقیق کلمات الکفر" کا مطالعہ کیجئے۔  
خاصہ یہ کہ شخص مذکور بہت ساری کے مذکر سے مذکورہ دستور ہوگا اسے تو بد لازم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بیتہ تہذیبی اہل اہل اہل اہل

مسئلہ ۷۷

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان حضور پر نور محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ ﷺ کی  
شان پاک میں گستاخی کرے یعنی معاذ اللہ خاک بدین گستاخانہ لگائی۔ تو

- (۱) کیا وہ مسلمان ہے یا کہ نہیں؟
- (۲) کیا اس کا نکاح اپنی بیوی کے ساتھ باقی ہے یا نہیں؟
- (۳) ایسے انسان کے لئے اسلامی دوسے کیا حکم ہے؟



سائل زاہد بخش لاہور

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

رسالہ اربعہ شریفیہ مطبوعہ فی شان میں تین تہیں کرنا والا کافی دینے والا اسلام کے تارک، کافر و مرتد بنے چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

والذین یؤدوۃ اللہ ورسولہ لعینہم اللہ فی الدنیا والآخرہ واعد لہم عذابا مہیا۔  
یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کو ان پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے۔  
اور جہاں میں ان کے لئے ذات کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور شفا شریف میں ہے۔

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتمہ الی سبب المنقض لہ کافر۔  
یعنی حضرت ابن سحنون نے فرمایا کہ علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کافی دینے والا اور حضور سید المرسلین ﷺ کی شان رفیع میں تنقیض کرنے والا کافر ہے۔

اور یہی قول ہے سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور اندھنیہ کا اور امام مہرشی اور امام کوفی اور امام اوزاعی کا بلکہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں تنقیض کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔

اسی شفا شریف للفاضل عیاض رحمۃ اللہ میں ہے۔

وبمثلہ قال ابو حنیفہ واصحابہ والنوری واهل الکوفۃ والاوزاعی فی المسلمین  
لکنہم قالوا ہی ردۃ (مطبوعہ ص ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴



تو میں لیکن چونکہ ہائے امانیہ آدمی میں سے ہمارے انکار کر دیا اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ، کلمہ آقا ہے اور انبیاء علیہم السلام ان سے محبوب ہیں اور آقا کو حق پہنچنے سے وہ اپنے خدام کو جن الفاظ سے یاد فرمائے لیکن ان کے ناموں کو حق نہیں کہ وہ اپنے مخالفین کو کہتے ہیں۔ بلا تامل اس کو حق ہے کہ اپنے تاملہ کو جن الفاظ سے کہتے ہیں ان کے تاملہ کو نہیں چاہئے کہ وہ اسے ان کے کہتے ہوئے الفاظ سے یاد کریں۔

(۲) حضور نبی اکرم ﷺ نے امت کو احیاء سے یاد فرمایا تو وہ آپ کی تائید ہے۔ ان کو وہ اپنے ہی الفاظ اکرام استعمال کریں تو ہر جرم میں جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے لئے لفظ خاتمہ کو استعمال فرمایا اب ہم بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کے لئے ایسی ہی حضور انور ﷺ کی روئے اللہ تعالیٰ میں واقع فرمائی جائے حضرت سیدہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واقعہ دنیا یہ ایک مسئلہ کی تائید ہے کہ وہ یہ کہ اہل عرب حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کان حرام سمجھتے تھے ایسے ہی منہ بولے یعنی ان کی زبان سے کان کو برا نہیں کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کا ازالہ فرمایا کہ ہر نبی انھوں نے اسانی سے اور انھوں نے اسانی حرمت کان میں سے نہیں ہے۔

(۳) شب معراج نبی اکرم ﷺ اسلام کا آپ واضح کتب نبوت سے تھا اور یہ بھی مبنی بر تائید ہے انھوں نے قدس سرہ کی تائید پر حضرت مکرورہ اسراروں سے کافی مختلف ہے وہ یہ کہ انھوں نے رسول خدا ﷺ کو وہاں ہی نبوت قائم فرمایا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے میں "موسیٰ بنی نوحی کرے" پر وہ یہ شہید ہے کہ ایسی اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تقولوا عدا اور لا ترفعوا اصواتکم انہ۔ اور فرمایا لا تغدوا ابین بیدی اللہ رسولہ ان اور تو مدہ ہے کہ ان کا مدہ وقتاً مدہ مسائل سے حیثیات میں کو گہرا تعلق ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۶ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

### مسئلہ ۷۹

حرم مدینہ الرسول کو شرب بھی کہتا ہے اور کہتا ہے کہ مولانا جامی کے کلام میں بھی شرب استعمال ہوا ہے جبکہ یہ کہتا ہے کہ مدینہ کو شرب نہیں کہنا چاہیے ان دونوں میں کلام کس کا صحیح ہے؟ شرب کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

سائل محمد رفیع جرات

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مدینہ الرسول کو شرب کہنا شرعاً مکروہ و ممنوع ہے اور اس پر استثنائی کرنے کا حکم ہے اور اس شرب کے معنی ایسے ہیں کہ جس کو مدینہ طیبہ کی طرف منسوب کرنا سخت برا ہے لہذا قول زیادہ صحیح اور قول عمر کا صحیح نہیں ہے۔ حضرت علامہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے استدلال کرنا بھی درست نہیں کیونکہ جب مدینہ شریف میں ممانعت وارد ہوئی ہے تو حدیث مبارک کے مقابل کسی بزرگ کا کلام پیش کرنا مفید نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک کیلئے کسی بزرگ کا کلام ناحق نہیں ہو سکتا۔

کلام جامی کی تو ضیح: اس کے علاوہ حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کی بہت عمدہ توجیہ یہ ہے کہ شرب سے حوالی یا عوالی مراد ہیں نہ کہ خاص شہر مدینہ۔ چنانچہ شرب پر اہل کو بطریق تفسیر، موظف فرمانا اس کا مؤید ہے اور دوسرے شعر میں ہے کہ:

گر مدینہ کے مدینہ بویست آمد یا رسول

من سر خود را فدائے خاک تن صحرا کنم

چنانچہ اس شعر میں "صحرائے مدینہ" فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ شعر اول میں شرب سے مدینہ طیبہ کے مدینہ و شہر کا صحرا مراد ہے ایک بزرگ کے کلام کی اس قدر توجیہ نہایت بہتر ہے تاکہ کلمہ نہایت شریف لازم نہ آئے مگر سرتع احادیث کے ہوتے ہوئے اس شعر کو سند بنانا ناواقف ہے۔ عمر نے مولانا جامی کا شعر کھانا آیت مبارکہ کیوں نہ تحریر کی جس میں ارشاد مبارک ہوا کہ:

یا اہل یثرب لا مقام لکمہ فار جعوا۔

مگر اس کا کام اس سے بھی نہ ہوتا کیونکہ یہاں قرآن پاک میں کافروں کا مقابلہ فرمایا ہے اس سے جو آپ استدلال نہیں ہو سکتا۔

(۱) فتح الباری شریف میں ہے کہ:

وقالوا ما وقع فی القرآن انما هو حکایۃ قول غیر المؤمنین۔

فائدہ: اب مجددہ تعالیٰ مسئلہ واضح ہو گیا کہ مدینہ منورہ کو شرب پر گزرتا نہیں کہنا چاہیے۔ اگر کوئی کہے تو اس پر حکم شرع ہے کہ وہ استغفار کرے۔

دوسری حدیث میں حضرت امام احمد روایت فرماتے ہیں:

من سمي المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ہی طابہ

یعنی جو شخص مدینہ طیبہ کا نام شرب رکھے اسے چاہیے کہ استغفار کرے اس کا نام تو طیبہ ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

ان رسول اللہ ﷺ لہی ان یقال المدینۃ یثرب وواہ عمر وامن ابی شیبہ من

حدیث ابی ایوب۔

یعنی حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ مدینہ کو شرب کہا جائے۔

اسی طرح فتح الباری میں ہے:

ولہذا قال عیسیٰ ابن دینار و من المالكیہ من سمي المدینۃ یثرب کنت علیہ خطیۃ وقال وسبب هذا الکراہۃ لان یثرب اما من التثريب هو التوبیخ والاملاۃ او من الترب وهو الفساد وکلاهما مستفح وکان ﷺ یحب الاسم الحسن ویکره الاسم القبیح۔

یعنی ان ہی احادیث شریفہ کی بناء پر عیسیٰ ابن دینار مالکی نے فرمایا جس نے مدینہ کا نام یثرب رکھا اس پر گناہ لکھا گیا۔ اور اس کی گراہت کی وجہ یہ ہے کہ یثرب یا تو عرب سے ہے اس کے معنی گھبرنے اور ملامت کرنے کے آتے ہیں اور یا شرب سے بنا ہے اس کے معنی فساد اور خرابی کے ہیں۔ اور یہ دونوں معنی قبیح اور برے ہیں اور حضور اقدس ﷺ اچھے نام کو محبوب رکھتے ہیں اور برے نام کو ناپسند فرماتے ہیں ان احادیث اور تصریحات اکابر سے صاف طور سے معلوم ہوا کہ مدینہ کو شرب نہیں کہنا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

### مسئلہ ۸۰

پارہ ۱۸ سورۃ نور کے تیسرے رکوع کی آخری آیت مبارکہ: اولئک مبرءون مما یقولون لہم مغفرۃ و رزق کوریم (۲۶)۔ یعنی پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں ان کیلئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ کی شرح بیان کرتے ہوئے ایک عالم صاحب نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور اکرم ﷺ جس وقت حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ ہستہ پر رضائی اوڑھ کر بیٹھی لگا کر سوتے تھے قرآن نازل ہوتا تھا، اور جبکہ قرآن نازل نہیں ہوتا تھا، کیا یہ الفاظ اب کے مطابق صحیح ہیں؟ کیا تفسیر قرآن یا حدیث شریف سے ثابت ہیں؟

سائل سنی بٹ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مفسر مذکور کے الفاظ عرف کے لحاظ سے بے ادبی و گستاخی سے ظاہر اسے تو یہ لازم۔ اگرچہ بعض اوقات وہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوتی رہی۔ لیکن اسے اس طرح بیان کرنا نشان نبوت سے شخصی مذاق کرنا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

﴿ بعد نماز جنازہ صفیں توڑ کر دعا مانگنے کا ثبوت ﴾

### مسئلہ ۸۱

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ کے بعد مفسر توڑ کر دعا مانگنے کا ثبوت احادیث مبارکہ میں ہے یا یہ بدعت ہے؟

سائل عبدالستار







مسئلہ : ۸۴

ان حدیث شریف کا ثبوت بھی نہیں اور نہ ہی اس کی صحت کا کوئی پتہ ہے اگرچہ یہ شرط حفاظت الہیہ کے لئے اس حدیث کو تسلیم کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے لیکن یہ حدیث پر حجت نہیں کی جائے گی۔ لیکن یہ حدیث کے جہان میں نہ ہونے کی وجہ سے یہ حدیث کا ثبوت اور قرآن مجید میں صحت ہے۔

سائل عبدالقادر

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(۱) یہ حضور سرور دو عالم ﷺ کی خصوصیات سے ہے۔ جب یہ حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے تو پھر اعتراض کیا۔

(۲) قرطبی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار بندگان خدا کے ذریعے مردے زندہ فرمائے تو پھر اس میں کون سا اشکال ہے کہ اپنے حبیب کریم ﷺ کی شرافت اور بزرگی کے تحت آپ کے والدین کریمین کو آپ کے ذریعے زندہ فرما کر انہیں دولت ایمان سے نوازے، بلکہ آپ کی جملہ مخلوق سے افضلیت کی بنا پر آپ کے لیے اہل طریق اولیٰ ہونا چاہیے۔ باقی رہا یہ سوال کہ ایمان موت کے بعد فائدہ نہیں دیتا۔ یہ بھی شان نبوت سے بے خبری کا نتیجہ ہے اس لیے کہ زندہ نہ کر کے پھر ایمان سے نوازنا اگر غیر باقی ہے تو پھر رد الشمس کا بھی انکار کیا جائے جبکہ اس کا وقت ختم ہو چکا تھا اسے لوٹا کر وقت بحال فرمایا۔ دو بھی آخر میں برافراہم تھا تو یہاں بھی وہی معاملہ ہے۔

اسکی مزید تحقیق و تفصیل کے لیے فقیر کی تصانیف الدرر الکامہ فی احیاء عبداللہ وامامہ اور ابوس مصلطی مصلحہ مکئہ و سیدہ فہمہ و سیدہ رقیہ و سیدہ زکاء کا مطالعہ کیا جائے۔

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کبیر محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

مسئلہ : ۸۵

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین آیا، واجداد اور امہات کا ایمان کیسا ہے؟

سائل عبدالرزاق

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

نہا را عقیدہ ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کے والدین کریمین مسلمان اور ناتی تھے، چنانچہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ و آثار صحابہ و اقوال علماء متاخرین رضی اللہ عنہم اجماعاً سے ثابت ہے قرآن مجید میں ہے کہ

وتفعلک فی الساجدین (بارہ ۱۹ آیت ۲۱۹ سورۃ الشعراء)

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر درمنثور میں احادیث نقل کرتے ہیں کہ:

❦ احادیث ❦

حدیث (۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ما زال النبی ﷺ یقلب فی اصلاب الالیاء حتی ولدنہ امہ۔

حضور سرور دو عالم ﷺ اصلاب انبیاء میں چلتے پھرتے آئے یہاں تک کہ آپ کو آپ کی امی نے جنا۔

حدیث (۲) نجیم الریاض میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کو فرمایا منی الی منی حتی اخرجتک نبیا۔

ترجمہ : میں آپ کو ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ آپ کو نبی بنا کر ظاہر کیا۔

حدیث (۳) اور بخاری شریف میں ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ:

بعثت رسولاً من خیر قرون بنی آدم قرونا فقرونا حتی کنت فی القرون کنت ذلہ۔

ترجمہ : میں بنی آدم میں بہترین طبقات سے بہشت ہوا ہوں یہاں تک کہ میں اس طبقہ سے پیدا ہوا کہ جس میں میں ہوں۔

حدیث (۴) مسلم شریف میں ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسامیل علیہ السلام سے کنا کو چن لیا اور اس سے قریش کو اور ان سے بنو ہاشم کو اور ان سے مجھے۔

حدیث (۵) ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قبیلوں میں سے اچھے قبیلے سے پیدا کیا پھر گھروں کو چنا تو مجھے سب سے اچھے گھر میں لایا فرمایا۔

آیت نمبر ۲: لقد جاءکم رسول من انفسکم (بارہ ۱۱ آیت ۱۲۸ سورۃ التوبہ)

آیت کی تفسیر میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے

سبا ومیرا وحسبیس فی البانی من لدن ادم سفاح کلنا نکاح۔

(فائدہ) یعنی فرمایا کہ میں سب اور میرا اور سب سب باتوں میں قریش میں کا ہوں اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک میرے باپ اور میں میں زمانہ میں ہے سب کے سب نکاحی ہیں۔

(فائدہ) ابن کثیر نے کہا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی پانچ سو ماؤں کے بارے میں تحقیق کی ہے ان میں سے کسی کے اندر بھی عیب جاہلیت اور زمانہ نہیں پایا۔ (نقل از سیدہ الریاض ص ۱۶)

(۷) حافظ ابو نعیم دلائل النبۃ میں سند متصل نبی کریم ﷺ سے اس طرح حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

لم یلق ابوی فی سفاح لم یول اللہ عزوجل یقلی من اصلاب طیبۃ الی ارحام طاهرۃ صافیا مہذبہ۔

یعنی میرے والدین زمانہ میں نہیں ہوئے اللہ عزوجل مجھے پاک پشتوں سے پاک ارحام کی طرف صاف صاف و مہذب نقل کرتا رہا۔

اس حدیث شریف کی تائید میں خود قرآن مجید فرقان مجید شام ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

الحنینات للحنین والحنینات للحنینات والطینات للطین والطینون للطینات

(بارہ ۶۸ آیت ۲۶ سورۃ النور)

ترجمہ : گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے ہیں۔

فائدہ : حضرت شیخ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اشعۃ الشیخات میں لکھا ہے کہ:

آباءہ کرام آنحضرت ﷺ پس ہمہ ایشاء از آدم تا عیل اللہ

مٹا ہر و مہلہ اند از ن نس کفر ور جس و شرک انہ۔

کتاب مائت بالسنۃ ص ۸۰ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صاحب طہرائی نے ایک حدیث اس طرح بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ سے مکہ کی طرف دوبارہ شریف لائے تو راستہ میں مقام ابوی میں بحالت حزن و مال اپنی والدہ کی قربت پر بیٹھ گئے بعد ازاں بڑی خوشی سے تشریف لائے اور میں نے بڑے ادب سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: سألت ربی عزوجل فاحیا لی امی و أمست لی فہم ردھا۔ یعنی میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اس نے میرے لئے میری والدہ کو زندہ کیا

وہم جو پر ایمان لے آئیں پھر انہیں سزاوار اہل لوٹا دیا۔

اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ احیاء ابویہ ﷺ حتی امنا بہ حضور ﷺ کے والدین کو زندہ کیا یہاں تک کہ آپ پر ایمان لائے۔

اس لئے آپ کو نہایت خوشی پر خوشی ہوئی۔

فائدہ : اس حدیث پر بعض محدثین نے کام کیا ہے لیکن علماء محققین نے فیصلہ فرمایا ہے کہ:

ان ابویہ ﷺ ناجیان من النار والکلام فی ایاتہ الشریفۃ طویل والسکوت فی ہذا الباب احوط۔

بے شک آپ کے والدین ناتی ہیں ورنہ قریش اور اس میں بہت گفتگو ہے لیکن اس مسئلہ میں سکوت کرنا بہتر ہے۔

تصنیفات علماء کرام : درمختار میں ہے کہ لا یغنی بتکفیر مسلم فی کفرہ خلاف و لورایہ ضعیفۃ یعنی اس مسلمان کی تکفیر پر فتویٰ نہ دیا جائے گا جس کے کفر میں اختلاف پایا جاتا ہو اگرچہ اس کے اسلام کے بارے میں ضعیف دلیل ہو۔

نقل از سرور المحزون ترجمۃ فرقۃ العیون ص ۲۳ ج ۱ از تصنیف شاہ ولی اللہ۔

اور کتاب مائت بالسنۃ ص ۸۰ میں فرقا العیون از حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی و علامہ شمس الدین دمشقی ناصر الدین کا فیصلہ اس بارے میں یہ ہے:

حبی اللہ النبی مزید فضل

فاحی امہ و کذا اہام

فاسلم فالقدیم بذقنیر

وان کان الحدیث بہ ضعیفا

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بڑی بزرگی پر بزرگی بخشی اور اللہ ان پر بڑا مہربان ہے پس ان کی ماں کو اور ایسے ہی ان کے باپ کو زندہ کیا اپنے فضل لطیف سے ان پر ایمان لانے کے لئے پس اس بات کو مان کہ

خداے قدیم کی ذات قادر ہے اگرچہ اس حدیث میں کام ہے۔

لیکن دوسری روایات میں اس کی تائید ملتی ہے۔ فرقۃ العیون ص ۳۲ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی قاضی ابو



کرمی سے سوال کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ

رسول اللہ ﷺ کے والدین دوزخ میں ہیں تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے تو فرماتے ہیں وہ شخص ملعون ہے کلمہ آیت شریفہ

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ الخ (بارہ ۲۲ آیت ۵۷ سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کر دی۔

حدیث شریفہ: حدیث شریف میں ہے کہ لا تؤذوا الاحیاء بسب الاموات۔ مردوں کی بدگویی کر کے زندوں کو ایذا نہ دو۔

فائدہ: اہل مذبذبہ بالا تمام دلائل قطعہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم روف الرحیم ﷺ کے آباء و اجداد و اہمات آدم علیہ السلام سے لے کر سب کے سب مسلمان موجد اور آلودگی شرک و کفر و بدکاری سے پاک صاف رہے کیونکہ شرک کے حق میں الفاظ ظاہر و مخفیہ و بھی استعمال نہیں کیے جاسکتے بلکہ اس کے حق میں نہیں کا کلمہ استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف اس پر شاہد ہے کہ

انما المشرکون نجس (بارہ ۱۰ آیت ۲۸ سورۃ النور)

اور یہ بھی ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مطلق ایذا سبب لعنت ہوتی ہے۔ اس آیت سے کوئی ایذا زیادہ ہوگی کہ جو آپ کے والدین کو بے حرک و کفر و شرک اور دوزخی کہہ دے اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ فقہ اکبر میں امام اعظم علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ

”ماکان علی الکفر“

ترجمہ: وہ دونوں کفر پر مرے۔

اس کا جواب صاحب میمن نے ص ۳۱ میں یوں لکھا ہے کہ

فمد سوس علی الامام و بدل علیہ ان السخ المستندہ منہ لیس فیہا شیء من ذلک فائدہ: فقہ اکبر میں ہے کہ آپ کے والدین کفر پر فوت ہوئے۔ امام پر بہتان و اہل کیا ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ فقہ اکبر کے معبر نشوں میں اس کا کچھ نشان نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ قول ابوحنیفہ بن یوسف نجاری کا ہے نہ کہ عثمان بن ثابت کوئی کا اور اسی طرح ابن

جرجی نے اپنے فتویٰ میں کہا ہے کہ اگر بالفرض محال یہ تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ کفر کے زمانہ میں فوت ہوئے نہ کہ کفر پر اور بعض علما نے دین سے کہا ہے کہ ماکانہ قبل مائتہ کسی طرح سے ساقط ہو گیا اسلی عبارت یہ بھی کہ ماکانا علی الکفر۔ چنانچہ ارشاد النبی ص ۵۵ میں ایسا ہی ہے۔

اور بعض علما نے دین کہتے ہیں کہ فقہ اکبر امام صاحب کی تصنیف نہیں ہے اور جو قائل ہیں وہ اس کا وہ جواب دیتے ہیں جو شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے اپنے فتویٰ میں دے دیا ہے اور درمختار کا استدلال بھی صحیح نہیں ہے اور جن حدیثوں میں سے کچھ عدم اسلام ظاہر ہوتا ہے وہ تمام ہی ضعیف و متروک اور ناقابل اعتداد ہیں۔ غریبہ کہ نبی کریم روف الرحیم ﷺ کے والدین کریمین کو کافر و شرک اور ناری کہنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ ان کے مسلمان و موجد ہونے پر بڑے بڑے علما نے دین کے فتویٰ موجود ہیں جن کے اسماء مبارکہ ملانظر ہوں

امام ربانی ابن جریر مستقانی، امام ہادی کبیر، امام مرتضیٰ، خطیب بغدادی، امام ابن عساکر، علامہ اصلاح الدین صفدی، شمس الدین دمشقی، محبت الدین طبری، ابن جریر، شیخ البند عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم اور حضور ﷺ کے والدین کو ناری اور شرک کہنے والے عموماً وہابی و یونہی ہیں اور ان کے پیچھے نماز ہرگز درست نہیں تا وقتیکہ وہ اپنی بد مذہبیت سے توبہ نہ کر لیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳ اشوال المکرم ۱۳۹۵ھ

مسئلہ ۸۶

کیا فرماتے ہیں علما و دین اس بارے میں کہ بعض لوگ بڑی دیرینی سے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے حق میں جنگ اور توہین کے مضامین بعض شہرت یافتہ کتب اور روایات کی آڑ لے کر بیان کر دیتے ہیں اور ان کو کفر و شرک سے منسوب کرنے میں بے باک ہیں کہیں معراج شریف میں ان پاک نفس کو دوزخ میں عذاب ہونا (معاذ اللہ) ذکر کر کے کبھی انکے کفر و شرک پر مرنے کا افسانہ گھڑ کر یا ضحاکین قصص الانبیاء بشرح فقہ اکبر یا ایسی اور کتب کے حوالے دیکر توہین رسول ﷺ کا ارتکاب کرتے ہیں کیا حضور ﷺ کے والدین پاک کو ایسا کہنا کھلی گالی توہین ایذا اور جنگ نہیں؟ اور اگر ہے تو ایسا کرنے

والوں کو مل جائے گا، ان کی اقتدار کرنا، انکے معنی میں توہین کرنا اور دوزخ کرنا شرعی یا کفری یا نہیں؟ ان کا اور ان کتب کا کیا حکم ہے؟

سائل محمد سعید بن ابی پیر

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

سبے شک یہ رسول خدا کی کھلی توہین اور گالی ہے ایسا کرنے والے یا ہے یا نہیں ہی پاک ملاں ہوں قطعہ کافر و مرتد ہیں اور ایسی کتابیں اور ایسے کفری مضامین جس طرح سب اعتبار و توجہ کے لائق نہیں ہیں حفاظت اسلام پر واجب ہے کہ ایسے مرتدوں کو قتل کر دے۔ ان کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی ایسی کتابیں جو ایذا اور عیب کر لیں ایسا کہنے والے مرتد و کافر ہیں۔ ان کے والدین مسلمان نہ ہوں مگر یہ کہ ان کی تعظیم و ادب شرع میں ہے۔ ایسے مرتد یا کافر بے عقل و لاہستانت نہیں کہیں کیا ہو۔ اس سے توبہ نہ ہوتی ہو۔ اور حفاظت اسلام پر واجب ہے کہ ان کے ساتھ کوئی معاملہ نہ کیجیں۔ اس لیے کہ اہلۃ الانبیاء کفر و انبیاء ان بات شرعی ہے۔ امتداد امت مسلمہ ایسا کرنے والے جو اہل فتنہ ہیں یا کافر ہیں والدین کفر و فتنہ میں۔ اسے کالی بیان آپ سے ہم وہاں کا کچھ بیان نہیں کرتے ہیں کیونکہ یہ کفر و فتنہ ہے یقیناً یہ کفر و فتنہ ہے قرآن و کتب پر ایسا کرنے والے کفر و مرتد و ملعون ہیں۔ مجدد رسالت میں جماعت صحابہ کرام میں کئے ہوئے ذن کو ان سے بعد حق و احکام کلمہ ہونے کا ارتکاب کیا ان کو قرآن نے و للکفر عذاب الیم سے کافر قرار دیا۔ شان رسالت میں وما یدرہ مالعب کدان کو قیام کیا کلمہ؟ کہنے والوں کو قرآن نے کافر ضمیر آیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفر و بعد اسلامہم (بارہ ۱۰ آیت ۱۰۵ سورۃ النور)

توبہ کے باوجود ان کو کفر ضمیر ایسا ان کی قسموں کا اعتبار آیا اور مذبذبہ نہ مائتہ کلمہ صاف فرمایا

لا تعذر واقد کفرتم بعد اسلامکم (بارہ ۱۰ آیت ۶۶ سورۃ النور)

یعنی مذبذبہ نے ممت کر دیا کرتے سے مومن ہو کر کفر ہو گئے۔

صدیق اکبر اور رفیق اعظم رضی اللہ عنہم جیسے ہمارے سرداروں کو آواز بلند کرنے سے خطا افعال کی وحشی کے ساتھ منع فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

ان تحیط اعمالکم وانتم لا تشعرون (بارہ ۲۶ آیت ۲ سورۃ حجرات)

حضور کے والدین پاک قطعاً زمانہ فتنہ میں سلسلہ آباء کے مطابق دین اسلام پر کلمہ ہے جن کو قرآن کریم نے ائمہ فہلسلفہ فرمایا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ہے۔

یہ حدیث میں ہے

دعوة ابي ابراهيم و بشارة عيسى و دعاء ياعلي (مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

میں اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت اپنی والدہ پاک کی خواب ہوں۔

معالم روح القاسم حدیث پاک میں ہے:

فاما من حجار الی حجار

تو میرا شجر و سب داری جہت سے بہترین ہے۔

دوسری حدیث میں ہے

من الاصلاح الطیبة الی الارحام الطاهرة۔

پاک پشتوں سے پاک رگوں میں یہ شجر ہے۔

جہد شرک کا فرقہ قرآن حکیم نے جس ضمیر آیا اور فرمایا ہے:

انما المشرکون نجس (بارہ ۱۰ آیت ۲۸ سورۃ النور)

شرک کافر ناپاک ہیں۔

فاق چاہے عالم ہواس کی اہانت تذلیل واجب ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳ اشوال المکرم ۱۳۹۵ھ

مسئلہ ۸۷

حضرت عبدالغلام و حضرت ہاشم اور عبد مناف اور دیگر حضور ﷺ کے آباء و اجداد مومن تھے یا کفر اس کی تفصیل و تحقیق کیسے؟

سائل محمد رمضان شاہ مدظلہ العالی



## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عید المطلب کا نام شیعہ الہد ہے اور شیعہ کہتے ہیں سر کے بالوں کی سفیدی کو جب یہ پیدا ہوئے تو ان کے بال سفید تھے اور سب سے پہلے کو حرام میں سال بسال ماہ رمضان میں جا کر گوشہ میں ڈکرائی کیا کرتے تھے اس لئے ان کو شیعہ الہد سے پکارا جاتا تھا۔ اور بڑے غنی و پیریز گار تھے۔ (سیرت نبویہ احمد و س) اور ہاشم کا اصلی اسم مبارک عمرو ہے۔ اور شیعہ کے معنی عربی زبان میں خشک روٹی کو ریزہ ریزہ کرنے کے آتے ہیں اور ان کی جہتسمیہ یہ اس لیے ہوئی کہ ملک عرب میں ایک سال نہایت درجہ کا قحط پڑا تو وہ ملک شام میں جا کر مید و خشک روٹیاں خرید کر لاتے اور موسم حج میں گوشت کے شوربہ میں روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ٹریڈ بنا کر لوگوں کو پیت بھر کر کھاتے اور حایوں کی مسمانی کرتے ان کی پیشانی میں نور محمدی اس قدر جھلکتا تھا کہ ان کو لوگ قرابلی بھی کہتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام)

اور عبد مناف کا نام مغیرہ ہے چنانچہ سیدہ خدیجہ بن حسنہ رضی اللہ عنہا اپنی (کتاب مولود ص ۲) میں لکھتے ہیں۔

فاقول هو سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب اسمہ شیبۃ الحمد بن ہاشم

واسمہ عمرو ابن عبد مناف واسمہ المغیرۃ ابن قصی اسمہ مجمع الخ

یعنی میں کہتا ہوں کہ ہمارے آقا محمد بن عبد اللہ کے دو بیٹے عبد المطلب کے ان کا نام شیعہ الہد ہے اور عبد المطلب بیٹے ہاشم کے ان کا اسم عمرو ہے اور ہاشم بیٹے عبد مناف کے ان کا اسم مغیرہ ہے وہ بیٹے قصی کے نام مبارک ان کا مجمع ہے۔

یہ سب قریشی ہیں اور کعب کی وفات سے لے کر حضور ﷺ کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو ساٹھ (۵۶۰) سال کا ہے اور کعب بیٹے لوی کے اولوی بیٹے غالب بن فہر کے ہیں اور قریشی ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ سمندر میں ایک نیوان ہوتا ہے جو کہ تمام بحری جانوروں پر غالب رہتا ہے اور کشتیوں کو اس دیتا ہے فہر کی ہبت اور قوت کی مشابہت سے ان کو قریش کہا گیا ہے اور فہر بیٹے مالک کے ہیں ان کے درمیان اور حضور ﷺ کے درمیان فاصلہ بارہ پشتوں کا ہے۔ ان طرح از امت حضور ﷺ آپ ﷺ کے تمام آباؤ اجداد مومن ہیں کافر کہنے والا اپنے ایمان کی خیر مانا ہے۔ تفسیر مظہری ص ۸۸ آیت وما کان للشیء (بارہ ۱۱ آیت ۱۱۳ سورہ فاطر) کے تحت لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کے والدین اور

پچا اوطالب اور دادا عبد المطلب یکے سے مومن و موصد تھے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ مشرک تھے وہ غلطی پر ہیں۔

قل لا تسلم ذلک بل کان مومنا موحدا وقد ذکر ابن سعد فی الطبقات باسنادہ  
اور صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تازی بھی مسلمان تھے اور آپ  
علیہ السلام کا چچا تھا باپ نہیں۔ اسکی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "آزاد ابراہیم کا جھٹکا تھا۔" میں ملاحظہ  
کریں۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فخر لہ ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ

## مسئلہ ۸۸

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آیت ولا تسلم عن اصحاب الحجیم (بارہ ۱ آیت ۱۱۹ سورہ فطر) نبی پاک ﷺ کے والدین کے حق میں نازل ہوئی اور آیت میں نبی کریم ﷺ کو  
ابوین کے لیے دعا کے خیر سے روکا جا رہا ہے جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ کاش میرے والدین سے وہ نہ  
ہوتا جو ان سے ہوا؟

سائل محمد بشیر حافظ آباد

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(۱) صاحب روح البیان رحمہ اللہ نے مذکور بالا مضمون لکھ کر تحریر فرمایا ہے کہ اسلاف میں اختلاف رہا کہ آیا  
نبی علیہ السلام کے والدین کا کفر ہو کر مرے یا مسلمان ہو کر۔ دوسرا قول راجح اور صحیح ہے۔ دلائل یہ ہیں کہ حضور  
ﷺ کا نسب شریف کنز کی کردہ منار سے پاک ہے۔ اگرچہ قریش میں بتوں کی پرستش عام تھی لیکن خلیل علیہ  
السلام کی دعا واجبی و بنی ان تعبد الاصلنام (یعنی مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچا)  
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بتوں کی پرستش کے مرتکب نہیں ہوئے۔  
(۲) ابراہیم علیہ السلام کے متعلق وجعلنا کلمۃ باقیہ (۱) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مشرک سے پاک  
تھے۔

(۳) تمام محققین مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضور ﷺ کے والدین کے لئے نہیں بلکہ آپ کے چچا ابو  
طالب کے لئے ہے جیسا کہ محققین نے اسے دلائل سے ثابت کیا ہے۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فخر لہ ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ

## مسئلہ ۸۹

حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ مومنوں کو خوشخبری اور کافروں کو ڈر  
سنائیے تو آپ نے کافروں کو ہراس میں آئیں اندر میں اشک ایک مرد کھڑا ہو گیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ  
میرے والدین کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ جہنم میں ہیں اس سے وہ شخص غمگین ہوئے اکا تو حضور ﷺ  
نے فرمایا کہ تم دیکھا اس لئے کہ میرے اور ابراہیم علیہ السلام اور سب سے والدین جہنم میں ہیں اس پر آیت ولا  
تسلم عن اصحاب الحجیم (بارہ ۱ آیت ۱۱۳ سورہ فاطر) نازل ہوئی۔

سائل عبد اللہ

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

در اصل اس آیت سے لوگوں کو رد کرنا مطلوب تھا کہ اہل برزخ کے حالات سے سوال نہیں کرنا چاہیے  
آیت لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤلکم (بارہ ۲ آیت ۱۱۱ سورہ النازعہ) کی طرح  
ہكذا قال صاحب التفسیر اس کی تحقیق بالتفصیل فقیر کی کتاب "توبہ مصطفیٰ" میں ہے۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فخر لہ ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ

## مسئلہ ۹۰

حضور نبی پاک ﷺ کے آباؤ اجداد آدم علیہ السلام تک مومن و موصد تھے بعض لوگ کہتے ہیں کہ  
آپ کے آباؤ اجداد میں سے آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد تھا اور وہ بت پرست تھا۔

سائل عبد المکریم

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضور ﷺ کے آباؤ اجداد آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن تھے ان میں کوئی بھی کافر نہیں  
تھا آزر ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں چچا تھا۔ عامہ خیر الدین رضی اللہ عنہ نے "فتاویٰ حبرہ" میں  
دلائل سے یہی ثابت کیا ہے۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی فخر لہ

## مسئلہ ۹۱

گستاخ نبوت کا کیا حکم ہے؟ جن لوگوں کو گستاخ سمجھا جاتا ہے ان میں ملا بھی ہیں ان کے بارے  
میں کیا فیصلہ ہے؟ بالخصوص حضور ﷺ کے والدین کو کافر کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

سائل: نبی بخش احمد پور شریف

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

در فی الخلاف میں ہے:

القاسق العالم تحب اہانتہ شرعا فلا یعظم.

امام خرم الدین رضی اللہ عنہ تفسیر الحقائق میں اور علامہ سید ابوسعود ازہری فتح المعین میں اور علامہ سید احمد  
مصری حاشیہ در مختار پر بالاتفاق تصریح فرماتے ہیں قد وجب علیہم اہانتہ شرعا۔ ایسے فاسق  
مذکور شرعاً اہانت و توہین و تذلیل کرنا مسلمانوں پر واجب لازم ہے علامہ محقق سعد المملۃ والدین تہذیبی  
رمۃ اللہ علیہ مقاصد و شرح مقاصد میں تصریح فرماتے ہیں حکم المبتدع البغض والعداوة  
والاعراض عنه والطعن واللعن۔ یعنی بد مذہب شخص کا شرعی حکم یہ ہے کہ اس سے بغض و دشمنی کی  
جائے، اس کو دشمن دین قرار دیا جائے اسے کوئی مسلمان متذکرے اس کی توہین و تذلیل کی جائے اور اس  
پر ہن و طعن و وار بھی جائے۔

الغرض ایسے لوگوں سے جہاد کرنا فرض ہے کہ یہ مومن اور موصد بد مذہب سے بدتر ہیں جب عالم فاسق  
اور بد مذہب کے لئے یہ حکم ہے تو شر پندہ اور فتنہ انگیز من فتنوں کافروں مرتدوں کا، جو شجرہ پاک مصطفوی پر



شرک و کفر کا اہتمام کر کے سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں لکھتے، چھاپتے، بکھرتے اور بیان کرتے ہیں، کا حکم تو سب کفار سے زیادہ سخت ہے کیونکہ یہ قذریہ قتل سے بدتر ہے۔ لہذا ایسے قذریہ قتل سے بڑے گنہگار کے لئے حکم ہے کہ: بقتل و لا بستاناب۔ یعنی وہ خلاف اسلام کے حکم سے قتل کی جائیں گے ان کی توبہ بزرگ قبول نہ کی جائے گی۔

كما في السلول و الشفا و الصوارم و الحسام و فتاوى الامام السبكي رحمة الله عليه و غيرها۔

قرآن کریم ایسے کفار و مرتد اور مشرک والوں سے اس وقت تک جہاد جاری رکھنے کا حکم دیتا ہے جب تک دنیا سے ان کا قتل نہ ہو کر خالص اللہ کا دین ہی سب دنیا میں باقی نہ رہ جائے۔

و قاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الله بين كلهم (بارہ ۹ آیت ۳۹ النحل)

ان مرتدوں و منافقوں کا قتل اس لیے سنتوں سے بدتر ہے کہ مسلمانوں کے نمائندگی کوئی کے ساتھ پیغمبر اسلام علیہ السلام کا نام لے کر، کبھی روایت کا بہانہ بنا کر گالیاں دیتے ہیں اور ان کے آباء و امہات کو شرک و کفر سے اور عذاب و دوزخ سے مجرم کر کے پیغمبر علیہ السلام کی شدید توہین و تکبر و بے ادبی کرتے ہیں اور دوسروں کو سکھاتے ہیں یہ آئمہ الکفر ہیں کفر کے سرفراز ہیں وہ کفار و کفریہ جن سے اہل اسلام کا عہد ہو تو ان سے عہد بھی باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

وان نكثوا ايمانهم من بعد عهدهم و طغوا في دينكم فقاتلوا ائمة الكفر انهم لا ايمان لهم لعلهم ينتهون۔ (بارہ ۱۰ آیت ۱۲ سورۃ التوبہ)

اور اگر عہد کر کے توڑ دیں اور تمہارے بارے میں بد بانی طعن کریں ان کفر کے سرفروں کو قتل کرو بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں تا کہ وہ باز آجائیں۔

جو اسلام پر طعن کریں وہ آخر کفر ہیں تو جو بانی اسلام اور معلم کائنات ﷺ پر طعن کریں ان کے آباء و اجداد و امہات کو شرک و کفر اور عذاب و دوزخ سے نسبت کر کے ملامت کریں۔ مصطفیٰ ﷺ کی ایذا و اہانت و تحقیر و استخفاف کریں اور اہل اسلام کا دل جلائیں ان سے بدتر آخر کفر کون ہوگا؟ بیشک وہ سب کافروں اور مرتدوں سے بڑھ کر دشمن ایمان و دین ہیں ایسوں کا دعویٰ تصنیف و تحریر سب مردود اور ناقابل

استہار میں کتاب یا روایت کی سند صحیح اور شہرت ایسے کفری مضمون کی قبولیت کا موجب نہیں دودھ کے برتن میں پیشاب یا شراب یا گندگی ہو تو برتن کی وجہ سے اسے پاک تصور کرنا کسی مسلمان اور صاحب علم و عقل والے کا کام نہیں ہے یوں ہی ایسے کفری مضمون والی کتاب اور روایت سند صحیح و شہرت کی وجہ سے لائق استہار اور قابل قبول نہیں بلکہ مردود و باطل ہے اسے خوب سمجھ لو کہ ایسوں کا حکم دینائے اسلام کے قاضی اور مفتی امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں یہ بیان فرمایا ہے:

ایما رجل مسلم سب رسول الله ﷺ او كذب به او نقصه فقد كفر بالله و باتت منه امراته۔

جس مدعی اسلام نے رسول خدا ﷺ کو گالی دی یا آپ کی تکذیب کی یا کوئی عیب لگایا یا آپ کی طرف کسی نقص کو منسوب کیا تو بے شک اللہ کی قسم وہ کافر ہو گیا اور اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی۔

جمع الفتاویٰ میں ہے:

من تكلم بكلمة الكفر و ضحك به غيره كفرا و لو تكلم به واعظ و قبل القوم ذلك كفرا و۔ یعنی جو کلمہ کفر بولے دوسرا اس پر فتنے یعنی برضا سے اسے رد نہ کرے دونوں کافر ہوئے اور واعظ نے دوران تقریر کلمہ کفر کہنا سننے والوں نے اسے قبول کیا اور رد نہ کیا سب کافر ہو گئے کتاب الام میں ہے۔

من تلفظ بلفظ الكفر وكفر و كل من استحسنه او رضی به يكفر۔

جس نے اس کے کفر میں شکیبہ کیا وہ بھی کافر ہے اور جو اسے اچھا بتائے یا اس سے راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

### جشن عید میلاد النبی ﷺ

سنہ ۱۴۰۲ھ

نبی اکرم ﷺ کا میلاد ہر روز کیا جا رہا ہے یہ بدعت نہیں تو اور کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا ذکر میلاد ثابت نہیں۔

سائل ابرار جہلم

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

این التیم "حاشیہ الارواح الی بلاد الافراح" میں لکھا ہے کہ:

وقد جعل الله على مطلوب مفتاحا و مفتاح الولایة و السحرة الذکر۔

الذکر لی نے مطلب کی ایک کٹی تھری ہے اور قرب و محبت کی کٹی ذکر ہے۔

اس سے ثابت ہوا ایمان کا حصول ذکر مصطفیٰ ﷺ یعنی ہے تا کہ محبت پیدا ہو اور محبت سے ہی ایمان پیدا ہوتا ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ: من احب شینا اکتو ذکرہ۔ یعنی جو کسی شے سے محبت کرتا ہے تو اس کا بہت زیادہ ذکر کرتا ہے۔

ابن تیمیہ کا میلاد شریف کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کا بہت زیادہ ذکر کرتا ان کے مؤمن ہونے کی علامت ہے بلکہ حضور ﷺ کا ذکر مبارک عبادت ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن معاذ قال قال رسول الله ﷺ ذكر الانبياء من العباد و ذكر الصالحين كفارة و ذكر الموت صدقة و ذكر القبر بقربك من الجنة

(الجامع الصغير و شرحه السراج المنير)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت کی قسم ہے اور اولیاء کا ذکر گناہوں کا کفارہ اور موت کا ذکر صدقہ اور قبر کا ذکر نزدیکی کرتا ہے تم کو جنت سے۔

فائدہ: جب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا ذکر عبادت اور کفارہ گناہ و بدو سلطان انبیاء علیہم السلام و الاسلام کا ذکر کسی عبادت اور گناہوں کا کفارہ ہوگا یقین ہے کہ اس ذکر پاک میں حسب خصوصیت آنحضرت ﷺ کے، کچھ ایسی خصوصیت ہوگی کہ دوسرے میں بزرگ نہ ہو سکے۔ بلکہ اس قول پر تو افسوس کرنا چاہیے جو رسول اللہ ﷺ کے ذکر کی کثرت سے گھبرا رہے اور نعت خوانی کو بدعت اور توانی و دیگر تحقیر آمیز الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے توبہ کی وعدہ فرمایا کہ ان کے ذکر کا چرچا ہو چنانچہ:

روى ابو سعيد الخدري رضي الله عنه كما في صحيح ابن حبان و مسند ابی یعلی ان النبی ﷺ قال اتاني جبريل فقال لي ان ربي و ربك يقول تدری كيف رفعت

ذکرک قلت الله ورسوله اعلم قال اذا ذكرت ذکرت معی قال قال ابن عطاء جعلت تمام الامیان بذکری معک وقال ایضا جعلت ذکرا من ذکری فمن ذکرت ذکری۔

ترجمہ فرمایا میں نے کہ جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جانتے ہو کہ آپ کا ذکر میں نے کیسے بلند کیا ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں کہا جس وقت ذکر کیا جاتا ہوں میں ذکر کئے جاتے ہوں آپ میرے ساتھ۔ حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کا تمام و کمال اس بات پر مقرر کیا کہ آپ کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ہو اور آپ کا ذکر میرے ذکر کے ساتھ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر درمثور میں لکھا ہے:

و اخرج ابو یعلی ابن جریور و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن جریر و ابن مردويه و ابو نعیم فی الدلائل عن ابی سعید الخدري عن رسول الله ﷺ قال اتاني جبريل فقال ان ربك يقول تدری كيف رفعت ذکرک قلت الله ورسوله اعلم قال اذا ذكرت ذکرت معی۔

میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ آپ کے رب نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں کہا جس وقت ذکر کیا جاتا ہوں میں ذکر کئے جاتے ہوں آپ میرے ساتھ۔ قطرانی میں صرف واللہ اعلم ہے (موافق للذنیہ مقصد سادس) اور فرمایا کہ اسے طبرانی نے اور ابن حبان نے صحیح کہا اور زرقاتی شرح مواہب میں ہے کہ اس حدیث کی ضیاء مقدس نے بھی تصحیح کی ہے۔ بلکہ نبی پاک ﷺ کا ذکر مبارک دلوں کا چین ہے چنانچہ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمثور میں آید شریف: الا بذکر الله تطمئن القلوب (بارہ ۱۳ آیت ۲۸ سورۃ الرعد) کی تفسیر میں نقل کیا ہے:

اخرج ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ عن مجاهد الا بذکر الله تطمئن القلوب قال بمحمد و اصحابه۔

امام مجاہد کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ گاہر ہو کہ اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں مراد



اس سے شہرہٴ شریف کا اور بھی بڑا کرتے۔

فائدہ: مجاہد نے بذکر اللہ کی تفسیریں محمد و اصحابہ کہا ہے۔

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اہلبی غفرلہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۹۱ھ

مسئلہ: ۹۳

میلا و شریف کرنا جیسے؟ بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں۔

سائل: مظفر جینیٹ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کا جو مسہر و مولیٰ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور باقی تمام نعمتوں کی جان ہے قرآن پاک میں آیا: **الَّذِينَ يَدُلُّوهُ نِعْمَةَ اللَّهِ كَثُفًا** (بارہ) ۱۳ آیت ۲۸ سورہ غافر (عید) میں بھی نعمت اللہ سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے: **قال عمرو بن قریظ و محمد بن نعمة الله: (بخاری شریف ج ۲ ص ۵۶۶)** اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

و اما نعمة ربك فحدث (بارہ ۳۰ آیت ۶۹ سورہ القصص)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

ظاہر ہے کہ رب تعالیٰ کی جو سب سے بڑی نعمت ہے اس کا چرچا بھی سب سے زیادہ ہو گا اور پھر جس دن اور جس زمانہ میں نعمت کا ظہور ہوا اس دن اور زمانہ میں بھی خاص شان ہوگی چنانچہ اس کے متعلق قرآن و حدیث میں کئی دلائل موجود ہیں عید میلا و شریف کی یہ مبارک تقریب اسی اصول کے ماتحت ہے خود سرورد عالم ﷺ سے یہ دن روز رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

فيه ولدت وفيه انزل علي

اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (مسلم شریف)

قرآن پاک میں جگہ جگہ حضور ﷺ کی تعریف آوری کا ذکر بڑی شان کے ساتھ فرمایا گیا اسی لئے

ہے: **سبحان الله رب العالمین** اسلام ہمیشہ میلا و شریف کرتے اور ربیع الاول شریف کی راتوں کو بھی منبر پر تشریف لے جاتے۔ علامہ ابن کثیر نے فرمایا: **ما من عبد الا انزل الله عليه**

اھل مکہ یدھنون الیہ فی کل عہد لبعۃ المولود و یحتفلون بذلک اعظم من

احدھم بالاعباد

اس کا یہ حال میلا و شریف کی رات ظہور ﷺ سے مولد شریف (جائے ولادت) میں حاضر ہوتے اور عید میں لے کر نبی پروردگار ﷺ کو غسل دیتے تھے۔

(حدیث صحیحہ ۱۱۲۲)

علامہ فتاویٰ فرماتے ہیں مولود شریف کے خواص و برکات میں سے ایک یہ بھی حجب چیز ہے کہ اس سے سال بھر میں امن و امان رہتا ہے اور میلا و شریف کرنے والے کی حالتیں اور مرادیں جلد پوری ہوتی ہیں جس اللہ تعالیٰ نے فرماتے اس شخص پر جو مولود مبارک کے عید (ربیع الاول) کی راتوں کو نیکوین سے تاکہ جن (بدعت) لوگوں نے ان میں حضور ﷺ کی دشمنی اور بدعتیہ کی پیروی ہے ان کے لئے شدت کی پوری ہو۔ (ماہنامہ السنۃ)

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا

پہلے خاک ہو جائیں گے پلے والے

بہر حال تمام خوش نصیب حضرات اپنی اپنی حیثیت و توفیق کے مطابق حضور ﷺ کی محبت و ولادت شریف کی خوشی میں مشغول میلا و شریف کا اہتمام کرتے اور اپنے مال و زرعات میں سے حصہ لے کر شہر میں حاضر ہوتے ہیں۔ (حدیث صحیحہ ۱۱۲۲) اور ابو سعید مظفر بادشاہ ہر سال ربیع الاول میں قسطنطنیہ کے شہر میں حاضر ہوتے تھے نیز بادشاہ مصر نے ایک بہترین مسلمان نوجوان کو تھا جو شب میلا و شریف میں حاضر ہوا اور پھر ہمارا سال لینا رہتا تھا اس مسلمان کے نیچے بارہ ہزار آؤں بیٹھے (انوار سادۃ بحوالہ کتب معسرہ) ایک بڑے ولی اللہ حضرت شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کی رات پندرہ من چاول پکا کر بارگاہ رسالت میں نذرانہ پیش کرتے تھے یہ کہ چاول کے ہر دانہ پر تین مرتبہ قل ہو اللہ اکبر پڑھتے تھے پھر پختہ ہوتا تھا اور رسول پاک ﷺ کے ایام مولد میں ہر روز ایک ہزار

تک (ایک ہزار) زیادہ کرتے رہتے تھے کہ بارہ ربیع الاول شریف میں ہزار تک خرچ فرماتے (احیاء الاحیاء ص ۲۴) اور جب زیادہ توفیق نہ ہوتی اور کچھ نہ کر سکتے تو سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنے پیچھے ہی تسمیر فرما کر حضور ﷺ کی خوشنودی و سعادت سے بہرہ ور ہوتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے شکر کی ادائیگی اور میلا و شریف کرنے والے کی حضور ﷺ سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

و قد اغاظۃ الکثرة و المساقین

اور کثرتِ منافقین اس سے کڑھتے اور پلٹتے ہیں

(حدیث صحیحہ ۱۱۲۲)

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اہلبی غفرلہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۹۱ھ

مسئلہ: ۹۴

حضور ﷺ کی ولادت کی تاریخ کو ہوتی؟

سائل: عبداللہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضور ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ حوالہ جات درج ذیل ہیں:

(۱) شریعت بخاری فتح الباری (۲) بیہ شریعت مشکوٰۃ (۳) بیہ ہندکون، الشریعتی فتاویٰ شریعتی (۴) مفتی دیوبندی مولوی شفیع فی سیرۃ خاتم الانبیاء میں بالاتفاق یہی تاریخ لکھی ہے یعنی اس پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے جس نے اس کے علاوہ تاریخ لکھی ہے اس کا خوب رد لکھا ہے۔ (۵) غیر مقلدین و باہیہ امام صدیق ہیں جو بانی لکھتے ہیں ۱۲ ربیع الاول شریف کو ولادت پر اتفاق علماء ہے ملاحظہ ہو اشہارۃ العصر یہ اصل انصاف کے لئے اتنی کافی ہے اور ضدی و پیسے کی ملاحظ ہوتا ہے۔

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اہلبی رضوی غفرلہ

مسئلہ: ۹۵

حضور ﷺ کا میلا و شریف اور اس پر قیام تعطیل کی کیا ہے؟

سائل: نبی بخش لاہور

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

محفل میلا و شریف اور وقت ذکر ولادت شریف اور قیام تعطیل پر اجماع امت ہے آیات اور احادیث سے اجماع امت کا حجت شرعی ہونا ظاہر ہے (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے **و من حلقنا امۃ یہدوون** بالحق و ید بعدلون، یعنی ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے (بنت کے لئے) پیدا کیا ہے ایک امت (گروہ) ہے جو راہِ ہدایت میں حق کے ساتھ اور اس کے ساتھ عدل کرتے ہیں (سورہ اعراف ۱۸۱) اس آیت شریف کی تفسیر مدارک میں یوں فرمائی ہے:

فی احکامہم، قبل ہم العلماء و الدعاۃ الی الدین و فیہ دلالة علی ان اجماع کل عصر حجة

یعنی ان کے احکام میں بیان کیا گیا ہے وہ علماء و دعاۃ ہیں جو دین کی طرف جلاتے ہیں اور اس میں ایک دلیل ہے کہ واقعی ہر زمانہ کا اجماع حجت ہے۔

اور اسی طرح تفسیر بیضاوی میں اس آیت شریف کے نیچے لکھا ہے کہ حجت اجماع پر اس کا استدلال ہے اس کی مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک گروہ (علماء و باہیہ) اس نعمت کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔

(۲) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین الہدیٰ و ینص غیر سبیل المومنین** نولہ ما تولی و تنصلہ جہنم و ساءت مصیرا، جو کوئی مخالفت کرے رسول (ﷺ) سے جب کھل چکی اس پر راہِ ہدایت کی بات اور پلے تمام مسلمانوں کی راہ کے برخلاف سوہم اس کو حوالہ کریں اسی طرف جو اس نے پکڑی ہے اور وہ اس میں کود دھن میں اور وہ بہت بری جگہ ہے جہاں وہ پہنچا (سورہ نساء ۱۱۵) تفسیر مدارک اور بیضاوی وغیرہ تفسیر میں اس آیت شریف کے نیچے لکھا ہے:

ای السبیل الذی ہم علیہ من الدین الحنفی، وهو دلیل علی ان الاجماع حجة لا تجوز مخالفتها کما لا تجوز مخالفة الكتاب والسنة، لان الله تعالیٰ جمع بین اتباع غیر











نزدیک کرو ہے تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے بغیر اعتقاد و یقین کبھی یہ دعویٰ کیا یا میلا و شریف کیا ہے؟ اگر نہیں تو تکیہ ایسے اعتراضات سے کیا کہو؟

### حضرت صدیق اکبر و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کا عمل

نقل الشیخ محمد عابد السدی رحمۃ اللہ علیہ فی رسالہ عن کتاب الشمالی و یوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح ابو بکر رضی اللہ عنہ مائتہ ناقہ و تصدق بها و تصدق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ فی ذلک ثلاثۃ اقراض من شعر۔

شیخ محمد عابد السدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں نقل کیا ہے کہ ان حضرات ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک سو مائتہ ناقہ کے بغیر ان کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی تین قرص جو میلا و شریف کے دن خیرات کئے۔

**اقوال العلماء رحمہم اللہ:** (۱) حضرت شریف مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ (افتخار) میں فرماتے ہیں: کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ النبی ﷺ الخ

**ترجمہ:** میں ولادت باسعادت کے دن حضور ﷺ کی منہ طہی کی خاطر ہمیشہ دوسرے کے لئے خیرات کرتا تھا ایک سال میرے پاس اتنی خوشی نہیں تھی کہ نصف چاند پکے دستیاب ہوئے جو میں نے تقسیم کر دیئے رات کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا اور یہ بھی کہ وہ چنے بھی حضور ﷺ کے سامنے پڑے ہوئے تھے اور آپ بہت خوش ہو کر راضی ہو کر رہے تھے۔

(۲) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ ایک سال کے خواب میں فرماتے ہیں اور تین سال دو مجلس در خانہ فقیر متعقدی شود مجلس ذکر مولود شریف مجلس تہنیت و تبریکات مجلس رضی اللہ عنہما۔

**ترجمہ:** فقیر کے گھر میں سال میں دو مجلس منعقد ہو کر کرتی ہیں ایک میلا و شریف کی مجلس دوسری شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی مجلس۔

(۳) شیخ الشیوخ حامی اللہ مافی آثار الہدۃ قلب الاقطاب جناب حضرت مولانا سید محمد راشد مقلب پہ جیسر سائیں روٹنے جتنی قدس سرہ (بانی سلسلہ راشد یہ و قادریہ) کا ایک مکتوب بلافت اسلوب نقل کیا جاتا ہے:

ملنہ جم آپ نے خلیفہ محمد حسین ساکن مارا کے میلا و شریف کے استحقاق کے جواب میں تحریر فرمایا: شمس محمد یہ میں ہے کہ شریف رضی اللہ عنہ ابولہب کی لونڈی تھی جس نے ابولہب کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی بشارت دی تھی تو ابولہب نے مائی ٹوپہ کو اسی وقت آزاد کر دیا ابولہب کے مرنے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس سے حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرا زمانہ میں ہوں لیکن میری رات کو عذاب میں تخفیف ہو پتی ہے اور جس دو انگلیوں سے حضور کی ولادت باسعادت کی خوشی میں میں نے ٹوپہ کو آزاد کیا تھا ان سے پانی پیتا ہوں کیوں کہ اس لونڈی نے مجھے ولادت کی خوشخبری سنائی تھی اور حضور ﷺ کو دودھ بھی پلایا۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کافر ابولہب کو جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا ہے وہ زنج میں ہوتے ہوئے بھی ولادت مقدسہ کی رات خوشی کرنے سے خوشی اور فرحت معاوضہ دیا جاتا ہے۔ تو پس اس مسلمان موجد کو پتہ نہیں کیا کچھ حاصل ہوگا جو آپ کی ولادت مقدسہ پر خوشی کرتا ہے اور امید مناتا ہے اور آپ کی محبت میں حتی الوضی خیرات کرتا ہے قسم ہے کہ اس کا بدلہ اللہ عز و جل اس کے دربار پاک سے یہ ہوگا کہ اس کو بہشت میں داخل کیا جائے گا اس لئے اہل اسلام ربیع الاول شریف میں میلا و شریف کی مجالس منعقد کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں اور نعمت خوانی کرتے رہتے ہیں جس سے ان پر اللہ تعالیٰ کے بڑے احسان اور فضل ہوتے رہتے ہیں اس خوشی منانے والے اور خیرات کرنے والے کو ایک خاص فائدہ حاصل ہوتا ہے جو مجرب خاصیت اور تاثیر ہے وہ یہ ہے کہ ان خوشی منانے والے اور خیرات کرنے والے کو پورے سال میں ہر بلا سے امن ہوگا اور اس کے جملہ بیوی و بیوی نیک مقاصد پورے ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس مومن پر رحم فرمائے جو ماہ ربیع الاول کی راتوں کو عید نہیں مناتا۔

اور وہ شخص جس کو عرض گشتی شرفی اور منہ ہے اس کی حسد کینہ کی پوری اور زیادہ ہو۔

(امم حب یہ رسالہ عبد الحق محدث دہلوی و مولود جزیری وغیرہ)

اب اس کافر ابولہب جس کے بارے میں قرآن پاک شام ہے کہ ہلاک اور ہمیشہ دوزخ میں رہے والا ہے کبھی حضور ﷺ کی خوشی منانے پر ہیج سے کن عذاب سے معافی ملتی ہے تو جو مومن محبت موجد ہے اور حضور پر نور فدا و امی و امی کی خوشیاں مناتا ہوا اور خیرات کرتا ہوا فوٹ ہوا ہوا اس کو کیا کیا انعام و اکرام

عطا ہوگا؟ اس کا اندازہ شکل ہے۔

### و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

### مسئلہ ۹۸

ہمارے ہاں میلا و بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے ایک شخص کہتا ہے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں؟

سائل مہد اکرم

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو مجالس میلاد النبی ﷺ منعقد کرتے ہیں اس کے فائدہ بے شمار ہیں فقیر کے رسالے "ترکات میلاد" میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم تو اسی اور مومن ہیں اس سے ایک مشہور کافر کو بھی فائدہ ہوا چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ کے چچا ابولہب کو اس کی لونڈی ٹوپہ نے آکر کہا میرے آقا آپ کے مروجہ بھائی عبد اللہ کے گھر نہایت خوبصورت فرزند پیدا ہوا ہے ابولہب اس خبر کو سن کر اس قدر خوش ہوا کہ ٹوپہ کو آزاد کر دیا یہ مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ اس نے اپنی ساری زندگی آپ ﷺ کی دشمنی میں صرف کر دی تھی۔ اور ایسا سخت کافر کہ قرآن مجید میں پوری سورۃ نسبت پیدا اسی لہب الخ اس کی مذمت میں آئی۔ اس کے باوجود حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو حاصل ہوا بخاری شریف میں ہے:

فاذا مات ابو لہب فراء بعض اہلہ حیۃ قال لہ ما ذا لقیتم؟ قال ابو لہب لم یلق بعد کم خیرا انی سقیتم فی ہذہ بعناتی ثوبۃ

جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں بہت بڑے حال میں دیکھا۔ پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم نے طلحہ و نجر کو مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی ہاں مجھے تلکے کی اس انگلی سے پانی ملتا ہے جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے کیونکہ میں نے اس انگلی کے اشارے سے ٹوپہ کو آزاد کیا تھا۔

**فائدہ:** ابولہب کافر تھا ہم مومن، دودھن ہم غلام، اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی ہم رسول اللہ

ﷺ کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں جب دشمن اور کافر کو ولادت کی خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا؟

### دوستانت را کجا کنی محروم

تو کہہ ہاں شہمناب فطر داری

یعنی دوستوں کو کب محروم کر دے جبکہ دشمنوں پر بھی نظر کر رہے ہو۔

**افتخار:** ابولہب نے محض رسم و رواج کے مطابق خوشی کا اظہار کیا تو اسے یہ انعام ملا۔ بفضلہ تعالیٰ ہم تو نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان لا کر اسلامی خوشی کرتے ہیں اور ایسی مقدس مجالس مناتے ہیں ہمیں تو اس سے بڑھ کر انعام ملے گا۔ چنانچہ چند حوالے پیش خدمت ہیں:

(۱) شیخ الحدیث علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث جس میں ابولہب کو ولادت کی خوشی میں ٹوپہ کو آزاد کرنے سے پانی ملنا مذکور ہے کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دریں جاسند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آن حضرت ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود قرآن بمذمت وے نازل شدہ چون سرور میلاد آن حضرت و بذل جاریہ وے بجعت آن جزا دادہ شد تاحال مسلمان کہ مملو است بمحبت و سرور بذل مال در وے جہ باشد و لیکن باید کہ از بدعتها کہ عوام احداث کردہ اند از تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۱۹)

یعنی اس حدیث میں میلا و شریف کرنے والوں کے لئے دشمن دہل ہے جو سرور عالم ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کو جو کافر تھا اور جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہر مال خرچ کرتا ہے اور میلا و شریف کرتا ہے لیکن چاہیے کہ میلا و شریف عوام کی بدعتوں یعنی گانے بجانے، حرام آلات اور منکرات شریعہ سے خالی ہو۔



(۲) امام احمد شین علامہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا پیش کردہ اعمال کے متعلق فرماتے ہیں

و لا زل اهل الاسلام يحفظون شهر مولده عليه الصلوة والسلام و يعنون الولائم و يتصدقون في ليلة بانواع الصدقات و يظهرون السرور و يزيدون في السرات يعنون بقراءة مولده الكريم و يظهرون عليه من بر كاته كل فضل عظيم و مما جرت من خواصه امان في ذلك العاد و بشرى عاجلة ببل البعثة و المراه فرحم الله امرا اتحد لياالي شهر مولده المبارك اعبادا ليكون اشد علة على من في قلبه مرض و عدا

(در فانی عی المہبت ج ۱ ص ۴۰)

یعنی حضور ﷺ کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منگھرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں میں انوار و اقسام کی خیرات کرتے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں اور نیک کاموں میں بیش زیا دتی کرتے رہے ہیں چنانچہ ان پر اللہ کے فضل عظیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آرمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے امان کا سال ہوتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے ولی مرادیں پوری ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے ماہ ولادت کی تمام مبارک راتوں کو مفید بنالیا تاکہ یہ عید میرا بخت ترین صلت و مصیبت ہوں شخص جس کے دل میں مرض و عدا ہے۔

**فائدہ** علامہ قسطلانی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ عید میلاد شریف میں میلاد کی محفلیں منع کر کے ذکر ولادت کرنا اور انوار و اقسام کے لئے چاند اور شمع بنانا یا سرور و خوشی برسر کا اظہار کرنا ہمیشہ سے اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے نیز وہ شخص جو میلاد ان راتوں کو مفید بناتا اور محفل شریف کرتا ہے اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور اس پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہ سب کچھ اس کے لئے بخت مصیبت ہے جس کے دل میں مرض و عدا ہے۔

(۳) علامہ اسماعیل حق رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر روح البیان آیت کریمہ محمد رسول اللہ کے تحت

فرماتے ہیں

ومن تعظمه عمل المولد اذا لم یکن فیہ منکر قال الامام السیوطی یستحب لنا اظهار الشکر لمولده علیہ السلام

(روح البیان ج ۵ ص ۶۶۱)

یعنی میلاد شریف کرنا بھی حضور ﷺ کی ایک تعظیم ہے جبکہ وہ بری باتوں سے خالی ہو نام سیوطی نے فرمایا ہے کہ ہمارے لئے حضور ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

پھر فرماتے ہیں

وقد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلا من السنة و کذا الحافظ السیوطی ورد علی من قاله ان عمل المولد بدعة مسموعة

(روح البیان ج ۵ ص ۶۶۱)

یعنی حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے میلاد شریف کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے جو میلاد کو بدعت کہہ کر منع کرتے ہیں۔

(۴) حضرت شادولی رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اخبرنی سید الوالد قال کت اصنع فی ایام المولد طعاما صلا یا لنسی ﷺ فلم یفتح لی سنة من السنین شیء اصنع طعاما فلم اجد الا حصصا مقلبا فقسمتہ بین الناس فرأیتہ ﷺ بین یدیه هذه الحصص متبہجا بشائنا

(در نمین ص ۳)

میرے والد ماجد نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد شریف کے دنوں میں حضور ﷺ کی خوشی میں کھانا پکوا کر کھاتا تھا ایک سال سوائے مجھے ہوئے چٹوں کے کچھ میسر نہ آیا وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے ہوئے چنے آپ کے رو برد ہیں اور آپ بہت مسرور اور خوش ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

قل بفضل الله و برحمته فبذلك فليفرحوا

(بار ۱۱ آیت ۸ سورہ قیوم)

یعنی فرما کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے لئے پیرے چنے کے ٹوک خوش کریں۔

**فائدہ** اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے فضل و رحمت کے حصول پر خوشی کا اظہار کرنا حکم الہی ہے اور بلا شہ حضور ﷺ کی ذات اقدس میں سے لئے اللہ کا فضل عظیم اور رحمت عظیم ہے تو جس روز اس نعمت و رحمت کی تشریف آوری ہوئی اس روز خوشی کرنا اس آیت کریمہ پر عمل ہوا۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(سورہ ۱۳ سورہ ابراہیم)

و ذکرهم بما داد الله

یعنی اور یاد دلاؤ ان کو اللہ کے عن

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ سب دنوں اور راتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے اور سب دن اللہ کے ہی ہیں مگر یقیناً یہ ہے کہ وہ دن سے دن ہیں جن کو خاص طور پر یاد دلائے کا حکم دیا گیا ہے۔ مفسرین کر ام فرماتے ہیں کہ ایام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے اہل ایمان جانتے ہیں کہ سرور و درود جہاں باعث کون و مکاشمہ لعلین شیعہ اندھین احمد بھی محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں باقی تمام نعمتیں انہیں کا صدق ہیں ان کو وہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

و جو نہ تھے تو کچھ نہ ہوتا و جو نہ ہوتے تو کچھ نہ ہو

جان ہیں و وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

تو جس دن یہ نعمت عظمیٰ عطا ہوئی اس دن کو یاد دلاؤ اور لوگوں کو بتانا کہ یہ دن ہے وہ دن جس دن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بھیج کر مومنوں پر بڑا احسان و انعام فرمایا۔ اس حکم الہی کی تعمیل ہے اور اسی پر ان ایام کو جن میں بڑے بڑے انعامات ظہور میں آئے اور بزرگان دین پر انعامات الہیہ ہوئے قیاس کیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کا روز دکھاتے ہوئے دیکھ کر ان سے فرمایا کہ تم عاشورہ کا روز کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ دن نہایت مقدس و مبارک ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے نبی اسرائیل کو دشمن فرعون سے نجات بخشی اور ہم تمہیں اس دن کا روزہ رکھتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا

فحقن حق موسیٰ منکم فصامہ و امر بصبامہ (بخاری و مسند ابو داؤد)

یعنی ہم موسیٰ علیہ السلام کی فتح کا دن منانے میں تم سے زیادہ حقدار ہیں پس حضور ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور بھی یہ بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

جس دن اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات بخشی وہ دن قوم بنی اسرائیل کے نزدیک مبارک اور حضور ﷺ کے نزدیک اس کا مبارک ہوا کہ مسلم بنی اسرائیل اس دن کی تعظیم کریں اور اس کو منائیں تو حضور ﷺ اس کو بدعت نہ کہیں بلکہ فرمائیں کہ تم تم سے زیادہ حق دار ہیں کہ اس کی تعظیم کریں اور اس کو منائیں چنانچہ خود بھی منایا اور منانے کا حکم بھی دیا تو جس دن کائنات کے نجات دہندہ تشریف لائے جن کے تشریف لانے سے کائنات کو کفر و شرک ظلم و ستم جہالت و گمراہی سے نجات ملی وہ دن کیوں نہ منایا جائے

**آخری گذارش** حق یہ ہے کہ میلاد کی محفلیں کرنا بہت ہی زیادہ رحمت و برکت کا باعث ہے کیونکہ سامعین کو حضور اکرم ﷺ کے سب و نسب، پیر و پیشوا، پیچ و پیچ و جوانی، بعثت و نبوت، انکسار و کمالات، اولاد و ازواج اور رحمت سے وہی مسائل معلوم ہو جاتے ہیں اور آفاق کل اس کی خست ضرورت ہے نیز حضور اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات اور حالات و واقعات سن کر ایمان قوی ہوتا ہے اور محبت بڑھتی ہے نسل میں تیزی، جذبات میں فرحت، اپنے اخلاق و اعمال کو انہیں کے ارشاد و کے مطابق کرنے کی ترغیب پیدا ہوتی ہے۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو محسن کائنات ﷺ کی سیرت و صورت و خصائص و محامد کے بیان اور مدح و ثناء کے نعموں سے اپنے قلوب کو سورا سورا و مسلول و سلام کا تھلہ پیش کر کے سعادت و ابرین حاصل کرتے ہیں۔ فحواہم اللہ خیر الجزاء

**شب میلاد کی عظمت** امام احمد شین علامہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

”شب میلاد حضور ﷺ کو سب قدر سے بھی افضل ہے۔“

اس لئے کہ

ان ليلة المولد ليلة ظهوره ﷺ و ليلة القدر معطاة له و ما شرف بظهور ذات



المشرف من اجله اشرف مما شرف بسب ما اعطيه و لا تراعى في ذلك فكانت ليلة المولد افضل من ليلة القدر الثاني ان ليلة القدر شرفت بتزول الملكة فيها وليلة المولد شرفت بظهوره <sup>ع</sup> ان ليلة المولد وقع فيها التفضل على امه محمد <sup>ص</sup> وليلة المولد الشريف وقع التفضل فيها على سائر الموجودات فهو الذي بعثه الله عز وجل رحمة للعالمين فعمت به النعمة على جميع الخلق فكانت ليلة المولد اعم نفعا فكانت افضل فيما شهور اما اشرفه و اوفر حرمه ليلاليه كانتا اللالي في العفود

(زرقلی علی المواہب ج ۱ ص ۱۳۵)

یعنی میاں کی شب خود حضور اکرم <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کے ظہور کی رات ہے شب قدر حضور کو عطا کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات اقدس سے شرف ملا وہ اس رات سے افضل قرار پائے گی جو آپ کو دیے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے اور اس میں کوئی نزاع نہیں ہے لہذا شب میاں شب قدر سے افضل ہوئی دوسری وجہ افضل ہونے کی یہ ہے کہ ایضاً القدر نزول ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد نفس نفس حضور <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کے ظہور مبارک سے شرف یاب ہوئی تیسری وجہ لیلۃ المیلاد کے افضل و اکرم ہونے کی یہ ہے کہ شب قدر میں حضور اکرم <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کی امت پر فضل و احسان ہے اور شب میاں میں تمام موجودات عالم پر فضل و احسان ہے کیونکہ اللہ نے حضور <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے تو آپ کی وجہ سے اللہ کی نعمتیں تمام مخلوق پر عام ہو گئیں پس شب میاں اور لیلۃ المیلاد شب قدر سے زیادہ ہے لہذا شب میاں و افضل ہے۔ اے میاں کے مبارک مہینے کو کس قدر افضل و اشرف ہے اور تیری راتوں کی حرمت نفی و احر ہے تو کیا کہ دو راتیں متوازن زمانہ میں انوار کے موتی ہیں۔

شیخ تحقیق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ماہیت پانزیہ ۸ میں شب میاں کے افضل ہونے پر یہی دلیل قائم فرماتے ہیں۔

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فخر لہ ۱۳۷۹ھ

مسئلہ : ۹۹

ہمارے ہاں ایک صاحب کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کی ولادت تو فریق الاول کو ہوئی تو اولک فریق الاول کیسے ہوئے غلط ہے؟

سائل غلط نہیں

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضور اکرم <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کی ولادت باسعادت کس سال کس تاریخ کس دن میں ہوئی۔ جہاں تک ماہ اور دن کا تعلق ہے اس میں سب کا اتفاق ہے کہ دو فریق الاول شریف ان جہیز تھا چنانچہ علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

المشہور انه ولد فی ربيع الاول و هو قول جمهور العلماء ونقل ابن الجوزی الانفاق۔

(زرقلی ج ۱ ص ۱۳۰)

اور مشہور یہی ہے کہ آپ ماورق الاول میں پیدا ہوئے اور یہی جمہور علماء کا قول ہے اور محدث ابن جوزی نے اس بات پر اجماع و اتفاق نقل کیا ہے۔ حضرت ابوقح و انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سئل رسول اللہ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> عن صوم الانیس فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علی۔

(مسلم مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹)

حضور <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> سے ہجر کے دن روز رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اسی دن ہماری ولادت ہوئی اور اسی دن ہم پر وحی نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ولد رسول اللہ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> یوم الاثنین

(احمد زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۱۳۳)

حضور اکرم <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> ہجر کے دن پیدا ہوئے۔

و کان مولده ایضا و نقله لیوم الاثنین هذا الامر معتبر

(روضة الطیغ)

اور آپ کی ولادت شریف اور وفات شریف ہر کوئی اور یہ بات معتبر ہے۔

جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے اس میں اختلاف ہے کتب تواریخ و سیرت میں فریق الاول کی دو آئندہ اس بارہ

و غیرہ کی روایت موجود ہیں شب یہ مولدین کے قواعد یا ضعی سے حساب لگ کر دو فریق الاول شریف کو قطعی قرار دیا جائے۔ لہذا شب قدر سے ثابت کیا ہے کہ فریق الاول کی پہلی تاریخ قطعی نہ لگائی جائے اور دو فریق الاول کی کوئی روایت نظر سے نہیں گزرتی تحقیق کے لئے ایک بار دو فریق الاول کو ترجیح ہے۔

(۱) شارح بخاری امام احمد بن محمد القسطلانی الشافعی مصری قدس سرہ فرماتے ہیں۔

والمشہور انه <sup>ع</sup> ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربيع الاول و هو قول محمد بن اسحق و غیرہ و قال علیہ العسل لاهل مکة قدیمہ الخ

اور مشہور یہی ہے کہ آپ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> دو فریق الاول کو پیہ ابوہ و ابنی محمد بن اسحاق و غیرہ علماء نے فرمایا ہے اور اس پر اس کا قہر قیام حدیث میں ہے۔

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فخر لہ ۱۳۷۹ھ

مسئلہ : ۱۰۰

ہمارے علاقے میں چاروں ماہوں شریف و ناچیز کہتے ہیں لفظ پیر اش پر مبنی مقررہ کر داور لوگوں کو دعوت دیکھ کر باوجود یہ کہ وہ کوئی کھانا کھاتا ہے اس کھانے کو حرام کہتے ہیں اور سامنے لکھ کر فی حقین شرب ہے۔ ان سب مسائل کا جواب بالہدایہ تحریر فرما کہ ہمارے دل کا شک رفع ہو جائے اور سب راہ راست پر آجائیں۔

سائل مدینہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ماہوں شریف کا نزاع جبہ خود کارہ و <sup>ع</sup> <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے اپنی پیر اش کا واقعہ پیر شریف پر کھڑے ہو کر مجمع عام میں بیان فرمایا ہے تو امتیں کہنے کو چاہئے کہ منہ است ہوگا۔ تہذیب شریف بابت فساد الہی <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> میں حضور <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کا قول واقعہ پیر اش میں فرمادہ ہے کہ لوگوں کو دعوت دینے میں بھی چارے اور دن مقرر کرنا بھی چارے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ کام کہتے دن مقرر کر دیا ہے انسان اس خاص وقت میں اس کام کو سر انجام دے یہاں بھی حق آسانی کہنے کو چاہئے تاکہ اس وقت پر کام نہ مچا دیا جائے اور حضور کے شیعہ ان اس وقت حاضر

ہو کر آپ کے اوصاف حمیدہ کو سن کر راز و بیان حاصل کریں بہت انھوں ان مسلمانوں کے دل پر جو حضور <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور مولود شریف کہنے دن مقرر کرنے اور دعوت دینے کو ناجائز کہتے ہیں یہ کائن شامی و نیمہ و کاجانہ ایڈروں کی اور دعوت کہنے و سارہ بندی کہنے دن مقرر کرنا اور دعوت دینا ناجائز ہے؟ ایسی سمجھ اور ایسی جمہولی محبت پر صد انھوں۔

(۳) گیارہویں شریف کا کھانا چارہ و تبرک جس طحال پاک کھانے پر قرآن پاک پڑھا جائے اس کے تبرک ہونے سے کون مشتبہ ہو سکتا ہے۔

(۴) خود سرکار عالم <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کی وفات کے تیسرے روز و دو روز تقسیم فرمایا کر جو فی روفی صدقہ دیا تھا اور اس کوں تشرین پر تقسیم کیا تھا کہ حق فی ہر ذلتی میں مرقوم ہے اور ہوں کا شاد و لی اللہ صاحب دہلی نے اپنی کتاب (حلیۃ الخرمین ص ۱۰۰ ج ۱ ص ۱۰۰) میں اس روایت کو نقل کیا ہے اس کو شرب کہنے و اشرب کہنے تعریف ہے نہ واقف ہے۔

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فخر لہ ۱۳۷۹ھ

مسئلہ : ۱۰۱

میاں و شریف منانا اور اس پر خوشی منانا کیسا ہے؟

سائل مدینہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

میاں و شریف منانا اس وقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے روز و رخصت یا عید میاں و کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا رسول اللہ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کی سنت سے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر روزے سے بھی ادا ہو سکتا ہے اور صدقہ خیرات سے بھی جب حضور <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> خوشی منارے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تو ہم خوشی منا کر رسول اللہ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کی سنت پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر کیوں نہ ادا کریں کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب اور تمام نبیوں کا سرور عطا فرمایا اور ہمیں تمام امتوں سے بہتر امت بنایا حضور <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے یہ عمل کر کے امت کو بتا دیا کہ میری ولادت کی خوشی میرے اور سال بعد نہیں بلکہ اگر ہوں گے تو ہر ہفتہ میرے میاں و شریف کی خوشی اور تقسیم کرنا حضور <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup>



سے من کر رہی ہے کرام نے اس طریقہ کو جاری رکھا اور اسی کا نام میاں دے اور اب جو بھی جنت میں روزہ رکھے گا وہ حضور ﷺ کے میاں کی خوشی کر رہا ہے اور میاں دہن کا دعوت ہے تو یہ روزہ کیوں رکھتے ہو؟ حضور ﷺ نے خوشی کا وہ طریقہ اختیار فرمایا ہے جس کو ہر امیر و غریب اپنا کر ثواب حاصل کر سکتا ہے۔

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی رضوی فخریہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

مسئلہ ۱۰۹

محفل میں وہ خوشی کونانی کا شرعی حکم کیا ہے؟

سائل: عبدالرزاق

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

میاں دہنی حضور ﷺ پر صلاۃ و سلام اور آپ کی تعظیم پر ہونے اور آپ کا ذکر و اذیت و سیرت و صورت کو ان کے سامنے بیان کرنے کا نام ہے۔

حضور ﷺ نے خود صحابہ کے سامنے منبر پر کھڑے ہو کر اپنا میاں دہن فرمایا اور صحابہ کرام کو اپنی تعظیم پر ہونے کا حکم دیا اسی کا نام میاں دہن ہے اور روزانہ ہر عید اور ہر عید قوما اور سال کے بعد خصوصاً محفل میاں دہن منعقد کر کے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت پر عمل کرتے ہیں

آقا کی شانِ خوانی و راصل عبادت ہے

ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں

علامہ علی قاری صاحب مرتب نے محفل میاں دہن کے جواز پر میں (۲۰) دلائل بیان کئے ہیں جو اہل حق مظاہر ہیں آپ فرماتے ہیں پہلی بات یہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ میاں دہنی ﷺ کی محفل کرنا جائز ہے اور آپ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کی نعت سننے کے لئے اس محفل میں شریک ہونا جائز ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی خاص اور زمین رات میں محفل میاں دہن منعقد کرنا سنت ہے اور جو شخص کسی خاص اور زمین رات میں محفل میاں دہنی کی سنت کا معتقد ہو وہ بدعتی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ذکر اور آپ ﷺ کے ساتھ تعلق ہر وقت مطلوب ہے ہاں جس وقت میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اس عید کو

نے منبر پر قیام فرما کر پڑھا جاتا ہے کون ہوں؟ سب نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ پر اللہ کا سلام ہو فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہم کو بہتر مخلوق میں سے کیا پھر ان کے دو حصے کئے (عرب و عجم) تو ہم کو ان کے بہتر یعنی قریش میں کیا پھر قریش کے چند خاندان بنائے ہم کو ان کے سب سے بہتر خاندان یعنی بنی ہاشم میں سے کیا۔ تو میں ان سب میں ذات کے لحاظ سے بہتر ہوں اور خاندان کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔

(ترمذی حدیث ۳۶۰۸ مشکوٰۃ حدیث ۵۷۵۷۷ کتاب الفضائل)

**فائدہ:** میاں دہن شریف ذکر پیدائش کا نام ہے اور حضور ﷺ نے اپنا میاں دہن شریف منبر پر شریف فرمایا کہ صحابہ کرام کے مجمع میں بیان کیا معلوم ہوا کہ مخلوق میں سے جس نے سب سے پہلے محفل میاں دہن منعقد کیا وہ خود صاحب میاں دہن ہیں دوسری بات یہ معلوم ہوئی حضور ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں اس لئے اہل حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

خلق سے اولیاء اولیا سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

(۲) عن العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: انی عند اللہ فی ام الکتاب لحاتم الببین و ان آدم لم یجد فی طیبہ سانسکم بناویل ذلک دعوة امی ابراہیم و بشارة عیسی و رؤیا امی النبی رات انہ خرج منها نور اضاءت له قصور الشام۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹک میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب میں خاتم النبیین (لکھا ہوا) تھا اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی منی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اس کی تاویل بتاتا ہوں میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے ایسا نور نکلا تھا جس سے ان کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے (احمد حدیث ۶۷۱۲۲۔ مشکوٰۃ ص ۱۳ کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین)

**فائدہ:** صحابہ کرام کے مجمع میں حضور ﷺ نے اپنا نسب نامہ اپنی نعت شریف اپنی ولادت کا واقعہ بیان

قوی ترجیح ہے آخر میں دلیل یہ ہے کہ جو شعر اس صحابہ آپ ﷺ کی مدح کرتے تھے اور نعتیہ اشعار پڑھتے تھے آپ ان سے خوش ہوتے اور ان کو انعامات سے نوازتے تو جب محفل میاں دہن میں آپ کے شاکل اور فضائل کا بیان ہوگا اور نعت خوانی ہوگی تو آپ ﷺ اس سے خوش ہوں گے اور آپ ﷺ کی خوشی شرعاً مطلوب ہے

المورد الرومی فی مولد النبی ﷺ مطبوعہ مدینہ منورہ میں تقریباً میں دلائل محدث کبیر عالم جلیل الشیخ السید مامر محمد بن علوی مامی خادم العلم الشریف بجلد اللہ الحرام نے ذکر کئے ہیں

فقیر میاں دہنی ﷺ کے جواز پر صرف دو احادیث جمع کرتا ہے جس میں صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے سامنے یا بعد از وصال نعت خوانی کی تاک کوئی اس وہم میں نہ رہے کہ نعت خوانی آج شروع ہوئی ہے لہذا یہ دعوت ہے فقیر بتانا چاہتا ہے کہ اصل نعت خوانی حضور ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت ہے اور دوسرا صحابہ کے بعد سے آج تک بعضی بعض لکھیں یا پڑھی جاری ہیں سب صحابہ کرام کی نعت خوانی کے ترغیب ہیں اور نعت خوانی کا نام ہی میاں دہن ہے اور عشق و محبت کی نظر سے دیکھا جائے تو سارا قرآن و حدیث حضور ﷺ کی نعت شریف ہے جب رب تعالیٰ خالق و مالک ہو کر قرآن میں اپنے محبوب ﷺ کی تعریفیں کرتا ہے تعظیم پڑھتا ہے اور وہ پڑھتا ہے تو ہم نام ہو کر رب کی سنت پر عمل کیوں نہ کریں۔

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مدان حضور ﷺ

تجھ سے کب ممکن ہے پھر محدث رسول اللہ ﷺ کی

### میلاد شریف اور نعت خوانی کی احادیث

(۱) عن العباس رضی اللہ عنہ انہ جاء الی رسول اللہ ﷺ و کانہ سمع شینا فقال النبی ﷺ علی المسیر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ علیک السلام قال: انا محمد بن عبد اللہ ابن المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی حیرہم فجعلہم فرقتین فجعلنی فی حیرہم قبیلۃ ثم جعلہم بیوتاً فجعلنی فی خیرہم بیوتاً فانا خیرہم نفساً و خیرہم بیوتاً۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت القدس میں حاضر ہوا میں نے حضور ﷺ تکبیر پڑھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ

فرمایا یہی میاں دہن شریف میں ہوتا ہے۔

**فائدہ:** علامہ سید علوی مامی لکھتے ہیں:

ان اول المحتفلین بالمولد هو صاحب المولد و هو النبی ﷺ

(کذا جاء فی الحدیث الصحیح الی رواہ مسلم)

سب سے پہلے محفل میاں دہن منعقد کرنے والے خود صاحب میاں دہنی کریم ﷺ ہیں جیسا صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے۔

(۳) عن ابی قحادۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ سئل عن صوم یوم الاثنين قال: ذالک یوم و لدت فیہ و یوم بعثت او النزل علی فیہ۔

حضرت قحادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میری پیدائش ہوئی اس دن مجھے مبعوث کیا گیا یا اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔

(مسلم کتاب الصیام، مشکوٰۃ کتاب الصیام باب الصیام التطوع)

### فائدہ:

فیذا اصبح و اصرح نص فی مشروعیۃ الاحتفال بالمولد النبوی الشریف و لا یلتفت لقول من قال: ان اول من احتفل بہ الفاطمیون لان هذا اما جہل او تعامی عن الحق یہ حدیث شریف محفل میاں دہن کے جواز پر سب زیادہ صحیح اور صریح دلیل ہے ان لوگوں کی طرف التفات نہ کیا جائے جو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے فاطمیوں نے محفل میاں دہن منعقد کیا اس لئے کہ یہ یا تو جہالت ہے یا جہان بدجو کہ حق سے اندھا بین ہے۔

(حول الاحتفال بسیدہ عذیٰ مالکی ص ۱۵)

دوسری جگہ یہی حدیث بیان کر کے لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ اس دن کی تعظیم کرتے تھے اور اس دن سب سے بڑی نعت عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے اور نبی محفل میاں دہنی دیتے تھے اگرچہ صورت مختلف ہے لیکن اصل معنی موجود ہے (یعنی اس دن کی تعظیم اور رب کی نعت کا شکر ادا



کرنا یہ برابر ہے چاہے روزہ کے ساتھ اس کی تعظیم کی جائے یا کھانا کھائے، ذکر و فکر، درود شریف اور آپ کے فضائل و کمالات کی تحفیں متفرکہ کر کے اس دن کی تعظیم کی جائے۔

(حول لا احتفال حسب عبوی مالکی ص ۲۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم ولادت کو خود بیان فرمایا۔ اس کے دلائل فقیر نے اپنے رسالہ "نعت خوانی عبادت ہے" (مطبوعہ) اور نعت خوانی پر انعام نبوی (مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بھاول پور) میں ذکر کیے ہیں یہاں بھی چند نعت خوانی کے انعام یافتہ کا ذکر کرتا ہوں:

**سیدنا حسان رضی اللہ عنہ** : سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی نعت خوانی میں وافر حسان کی طرح آپ کو انعام بھی وافر نصیب ہوا ایک مثال حاضر ہے:

(۱) عن عائشة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول لحسان ان روح القدس لا يزال يؤيدك ما نالحت عن الله ورسوله وقالت وسمعت رسول الله ﷺ يقول هجاءم حسان فشفي واشفي (رواه مسلم)

یعنی صحیح مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو حسان رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جبرائیل علیہ السلام تمہاری تائید کیا کرتے ہیں جب تک تم انداز رسول کی طرف سے مقابلہ کرتے ہو اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا حسان رضی اللہ عنہ نے کفار کی جھوٹی جس سے شغافہی مسلمانوں کو اور خود بھی شغافائی یعنی سب کی تکلفی ہوئی۔

**فائدہ**: جبرائیل علیہ السلام کا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مدد دینا اسی وجہ سے تھا کہ حضور ﷺ کو اشعار پسند تھے اسی لئے حضور ﷺ حسان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد شریف میں منبر رکھواتے تاکہ وہ اس پر بیٹھ کر نعتیہ اشعار پڑھیں۔

**انعامات** (۱) حسان رضی اللہ عنہ سے سرور ہر دوسرا حضور ﷺ کا نعت سنانا کوئی معمولی انعام ہے دور حاضر میں اس نعت خوان کی حالت دیکھ لیں جس کی نعت خوانی سننے کے لئے ملک کا کوئی سربراہ شامل مجلس ہو۔

(۲) حضور سرور دو عالم ﷺ کی غیب پر نگاہوں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تائید کی نوید سنائی یہ کوئی معمولی انعام ہے کہ ملائکہ کا صدر فرشتہ تائید کر رہے آج کل دیکھ لیں جس نعت

خوان کو کوئی بڑے عہدے والا تیس دن و آفرین سے نوازے تو وہ نعت خوان خود کو کتنا بلند قدر سمجھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ

ان العباس بن عبد المطلب مدح النبی ﷺ بابیات علی قافية بدیعة و منہما قوله وانت مما ولدت لفلان یا عم لكل شاعت جائز تک ان الخلافة فی عقبک الی یوم القیمة۔

(نور الاوراق علی المستطرف عن کتاب العلوم للقرطبی ج ۲ ص ۱۰)

**فائدہ**: مواہب لدنیہ میں ہے حضور ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا چچا ہے کہ میں آپ کو نعت سناؤں آپ نے اجازت بخشی تو مکمل ایک قصیدہ پڑھا جو ان کا اپنا تیار کردہ تھا آگے اسے مکمل فقیر نے لکھ دیا ہے۔ نوادہ (۱) نعت سنانا سنت ہے۔ (۲) اس پر انعام دینا بھی سنت (۳) نعت سنانا سنت اس لئے کہ حضور نے اس کی اجازت بخشی ہے۔

**نعت کا انعام صدیوں کی حکومت**: شمرۃ الاوراق کی روایت کے مطابق حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نعت پر انعام بخشا کہ اسے چچا ہر شاعر کو اشعار پر انعام دیا جاتا ہے میں نے تمہیں اس انعام کے بدلے آپ کی اولاد کے لئے خلافت بخشی اور یہ صرف لفظی انعام نہیں بلکہ نقد سے بڑھ کر کہ اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ بنو امیہ کے بعد بنو عباس کی حکومت کتنی صدیوں اور کہاں سے کہاں تک پھیلی یہاں تک کہ سندھ میں کھنڈہ شاہی اور ہماری ریاست بہاولپور میں عباسی خاندان کے دو پوتوں نے ۱۹۵۳ء تک شاہی کی۔

**لطیفہ**: سرکار کریم ﷺ نے قاعدہ کلیہ کے طور فرمایا کہ اشعار اور نعت خوانی پر انعام لازماً ہوتا ہے اور یہ ارشاد گرامی اہلسنت کے نصیب میں ہے کہ نعت خوانوں اور شاعروں کو کچھ دینا انہی کا کام ہے ورنہ دوسری بات متاویس دینا حرام سمجھتی ہیں۔

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا نعتیہ قصیدہ وہ قصیدہ ہے جس کے ہر مصرعہ میں اہلسنت کے عقائد و معمولات کی بھرپور تائید ہے وہ قصیدہ یہ ہے

من قبلھا طلت فی الظلال و فی ظم هطت البلاد لا بشر مستوعد حیث یخصف الوری انت و الامضة و لا علی!

یعنی پہلے آپ خوش تھے آپ سایوں میں اور اس ودیت گاد میں جہاں ملائے جاتے تھے یہ یعنی آدم و حوا علیہما السلام کے گھر پر اس آیت شریف کی طرف اشارہ ہے۔

و طلقا یخصفان علیہما من ورق الحنة (بارہ ۸ آیت ۲۲ سورۃ الاعراف)

پھر اترے آپ شہروں میں نہ بشر تھے اور آپ مشق بل نطفۃ نرک السفین وقد الجم نسر او اھل العرق

بلکہ نطفہ تھے سوار تھے کسی میں اس حالت میں کہ گام دہی تھی فرق نے نسر کو (جو ایک بت تھا) اور اس کے پوجنے والوں کو یعنی جب طوفان کا پانی ان کے منہ میں داخل ہوا تھا۔

و ردت ناد الحبلل مکتسما فی صلیہ انت کیف تحترق آپ ٹھیل اللہ کی پشت میں مخفی ہو کر گئے پھر یکسر دوہل گئے تھے۔

و انت لما ولدت اشرفت الارض و ضاءت بنورک الافق فحن فی ذلک الضیاء و فی النور و سبل الرشاد تحترق و اضواء منک الوجود و فاح مسکا و بشرک العبق

یعنی اور جب آپ پیدا ہوئے تو روشن ہو گئی زمین اور روشن ہو گیا آپ کے نور سے افق ہم اس روشنی اور نور میں ہیں اور ہدایت کے راستے طے کیا کرتے ہیں اور کل وجود آپ سے روشن ہو گیا اور ہمبک گیا جیسے منک مکتبی ہے حضور ﷺ نے خوش ہو کر یہ دعائی کہ لا یفیش اللہ فاک

(مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۷۷)

اللہ تمہارے من کو سلامت رکھے۔ یہ قصیدہ کتب ذیل میں ہے۔

الوفا ج ۱ ص ۳۵، حصائص الکبری ج ۱ ص ۹۷، انسان العیون ج ۱ ص ۹۲، سیرت النبویہ ج ۳۷، جواهر البحار ج ۴۰، انوار المحمدیہ ص ۸۱-۸۲، حجة اللہ علی العالمین ص ۲۲۲، مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۷۷، الاستیعاب مستدرک ج ۳ ص ۳۲۷، البدایہ والنہایہ ج

۲ ص ۲۵۸، کتاب المسئل والنہج ج ۲ ص ۲۴۰، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۷، تلخیص حسرت ج ۳ ص ۳۲۷۔

**نابغہ الجمعدی رضی اللہ عنہ** : آپ نے حضور نبی پاک ﷺ کے رو برو ایک طولانی قصیدہ پڑھا جس کے شعر تقریباً سو تھے جب وہ ان شعروں پر پہنچے

ولا خیر فی حلم اذا لم یکن له بوادر تحمی صفوہ ان یکدر ولا خیر فی علم اذا لم یکن له حلیم اذا ما ورد الامر اصلا

یعنی میں بے حلم نہیں ہوں جب نہ ہو اس کے ساتھ جدت غضب جو بچائے اس کے صافی کو مگر ہونے سے اور نہیں بے علم میں کچھ خیر جب علم والا ایسا علم نہ ہو کہ کوئی امر پیش آئے تو اپنے کو مہلکوں سے روکے۔ تو حضور ﷺ نے من کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے من کی ہر کوئی توڑے یعنی تمہارے دانت نہ کریں اور من کی روتی نہ گزے۔

**انعام** : راوی کہتے ہیں کہ بھدی نے باوجود یہ کہ سو برس یا دوسو برس سے زیادہ عمر پائی مگر ان کے دانت سب سے اچھے تھے اور جب کوئی دانت ان کا گرتا تو اس کی جگہ ایک نیا دانت نکل آتا۔ ان کے علاوہ دیگر دلائل واقعات بالتفصیل فقیر کے رسالہ "نعت خانی پر انعام نبوی"

(مضامین مکتبہ اویسیہ رضویہ بھاول پور) میں ہیں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب** (کتب محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۳ ربيع الآخر ۱۳۰۵ھ)

مسئلہ : ۱۰۳۵

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ اہلسنت یوم میلاد النبی ﷺ کو عید کیوں کہتے ہیں؟ حالانکہ اسلام میں تو صرف دو عیدیں ہیں اور اس یہ تیسری عید کہاں آگئی؟

سائل : محمد الیاس نور پور ضلع بہاول پور

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایہ الحق والصواب**

عید کا لغوی معنی ہے خوشی اور فرحت و مسرت چنانچہ







تجدید و ترمیم کی خاطر فرمائی ہو سکتی ہے اس بات کا یہ مطلب نہیں کہ بزرگوں کی قبروں کو کچھ دھوا کر یا بے درجہ کر دیا جائے یا کسی حد تک ان کی تعمیر و مرمت کی ضرورت ہو۔  
فرمایا ہے: **مَنْ مَسَّ رَأْسَهُ بِرَأْسِ مَنْ مَاتَ فِيهِ حَيَاتٌ** (جو شخص کسی مرنے والے کی قبر پر سر رکھے)

### و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی خٹہ ۱۳ شوال المعظم ۱۳۸۵ھ

مسئلہ ۱۰۵

رسول اللہ ﷺ فوت الحشر جہان آباد و دیگر بزرگان دین کی تصویر کا رکھنا اور ان پر فخر و درود و شریف پڑھنا، چھو کر، کھانا، کھانا میں لگانا، ان کی تعظیم کرنا درست ہے یا نہیں؟

سائل محمد عامر محمود چک ۳۲۱ ق پ دارالاسلام پورہ ٹیک سنگھ

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بزرگوں کی تصویر کا رکھنا، پھانسی، تصاویر پر درود شریف و فخر و غیرہ پڑھنا سب حرام ہے اور اس کا ازالہ اور اگر واجب ہے کیونکہ یہ معاملات سخت گنہگار ہیں اس سلسلے میں میں فقیر کا رسالہ تصویر کے احکام (مکتبہ اویسیہ رحیم پور) کا مطالعہ فرمائیے یہاں صرف احادیث مہر کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) امام المؤمنین سید محمد تقی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سرفرازی و اہل شریف کے ایک دروازے پر میں نے تصویر ان پر دھوا کا یا آپ جب شریف سے آئے تو اس کو مٹا دیا کرتے تھے آپ کے چہرہ اور رنگ بدل گیا آپ اندر شریف نہ لائے امام المؤمنین بیان فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنت

میں اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول ﷺ کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا مذہب تو آپ نے ارشاد فرمایا

ان اصحاب هذه الصور بعدون يوم القيمة فيقال احيوا ما حلفتن

یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سخت تر عذاب قیامت کے دن ان کو توڑا کروں گا پر یہ جو اللہ کے بنائے کی نقل اتارے ہیں (بخاری و مسلم)۔

(۲) انا لا ادخل بئنا فہ کلب ولا صوفۃ (بخاری و مسلم)۔ ترجمہ: حضرت جو انکس میں السلام سے حضور ﷺ سے عرض کی کہ ہم ان کے دہانے میں نہیں جاتے جس میں تماری تصویر ہو۔

(۳) حضرت جو انکس میں السلام نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ کوئی فرشتہ رحمت و برکت ان گھر میں داخل نہیں ہوگا جب تک وہاں تمہاری تصویریں ہیں میں سے ایک ان گھر میں ہوں گا جب جہانم کی تصویر ہو۔

(۴) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں تماری تصویر ہو۔

(۵) حضرت علی المرتضیٰ شیعہ خدا راضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی رحمت کی آپ کا ایک ایک آپ سے پورے پورے ہونے کی تصویریں دیکھیں آپ (میں سے) واپس ہو گئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ واپس کس وجہ سے ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پورے پورے تصویریں دیکھیں اور ان کے رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں ہوں۔ (مسند احمد و اسناد صحیح)۔

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی خٹہ

مسئلہ ۱۰۶

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ اولیاء کرام کے قبور جات شریف میں کہیں سے ثابت ہیں جبکہ احادیث صحیحہ میں اونچی قبروں کو مٹانا اور زمین کے ہموار کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔  
۱۰۰ احادیث صحیحہ ہیں۔

(۱) عن اسی الہیاج الاسدی قال قال لی علی الا بعنک علی ما بعنی علیہ رسول اللہ ﷺ ان لا تدع تمنا الا طمستہ ولا قبر الا مشرفا الا سوبتہ۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابو حنیفہ اسدی سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی نے فرمایا کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ تم کوئی تصویر نہ دیکھو مگر مٹاؤ اور نہ اونچی قبر دیکھو مگر زمین کے برابر کر دو۔

(۲) عن جابر قال نبی رسول اللہ ﷺ ان یحضر القبر و ان ینس علیہ و ان یقعد علیہ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ قبر میں چڑھ کر بیٹھ جائے اور یہ کہ اس پر کچھ بنایا جائے اور یہ کہ اس پر بیٹھ جائے۔

سائل امیر خان کشمیر

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ جس کام کے لئے مجھے نبی کریم ﷺ نے بھیجا تھا اس کام کے لئے میں تمہیں بھیجتا ہوں یعنی تصویریں اور مجسموں کو مٹا دیا کرو اونچی قبروں کو مٹا کر زمین کے ہموار کر دینا یقیناً یہاں قبروں سے مراد یہود و نصاریٰ کی قبریں ہیں نہ کہ مسلمانوں کی۔

### چند دلائل حاضر ہیں

(۱) حضور انور ﷺ کے زمانہ پاک میں بھی پرامن رضی اللہ عنہ کی قبریں اونچی کیے بن گئیں؟ انہیں مٹانے کے لئے حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، کیونکہ ان بزرگوں کا گھر بن حضور ﷺ کی موجودگی میں اور آپ کی اجازت سے ہوتا تھا۔

(۲) قبر کو فخر و مجسمہ سے کیا نسبت مسلمانوں کی قبروں پر نہ ہوتی ہے نہ مجسمہ، ہاں عیسائیوں کی قبریں بہت اونچی بنی ہوئی ہیں اور ان پر میت کا مجسمہ یا فخر و مجسمہ ہوتا ہے چنانچہ آج بھی ان کے قبرستانوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

(۳) مسلمان کی قبر زمین سے برابر نہیں کی جاسکتی بلکہ وہ ایک باشت یا ایک ہاتھ اونچی رکھی جائے گی اور یہاں بڑا گروہ کا حکم ہے۔

(۴) اس کی تائید بخاری شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو مسجد نبوی کی تعمیر کے باب میں ہے کہ حضور ﷺ نے مشرکین کی قبریں اکھڑنے کا حکم دیا تو اکھڑ گئیں۔ اسی کام کے لئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مامور ہوئے تھے۔

(۵) فتح الباری شرح بخاری میں اس حدیث پر عنوان قائم کیا کہ ”کیا مشرکین کی جاہلیت کی قبریں اکھڑی

جاسکتی ہیں؟“ یعنی ان کے علاوہ انبیاء اور ان کے پیغمبر کی قبریں، کیونکہ ان کی قبریں اکھڑنے میں ان کی توبہ سے حاکم کو رکا احرام ضروری ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے فقیر کا رسالہ ”احرام القبر“ (مکتبہ رحیم پور) پڑھئے۔

(۶) اسی فتح الباری میں تھوڑا آگے فرمایا حدیث سے معلوم ہوا کہ مملوکہ قبر سے میں تعریف جائز ہے اور پرانی قبریں اکھڑ دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ قبریں حرمت والی نہ ہوں۔ (مسلمانوں کی نہ ہوں)۔

(۷) مسلمان کی اونچی قبر بنانا منع ہے لیکن اگر بن گئی ہے تو اسے گرائنا جائز ہے کہ اس میں قبر اور صاحب قبر کی اہانت ہے جب مسلمان کی قبر سے ٹکرا لگنا، اس پر چنانچہ مانع ہے تو اس پر چاڑھ سے چاٹنا سب جائز ہوگا، جیسے چھوئے سارے قرآن شریف و ماہنامیں چھپنا منع ہے لیکن اگر چھپ چکے ہوں تو انہیں جانا حرام ہے۔ اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ ”قرآن نہ جلاؤ“ (مکتبہ رحیم پور) ملاحظہ فرمائیے۔

کرم جس میں پڑھئے۔

(۸) بخاری، کتاب الجنائز، باب الجہیز علی القبر، میں مذکور ہے حضرت خارجہ فرماتے ہیں کہ زمانہ عثمانی میں تھے اور ہم میں سے بڑا بہادر و تھکا، جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو چھلا کر جاتا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ قبر اسی اونچی بنائی گئی تھی جسے چھلانگنا دشوار تھا اور یہ قبر حضور انور ﷺ نے خود بنائی تھی۔

(۹) مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے، نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے سر ہانے کی طرف ایک اونچا چھڑکا یا جس کی شرح حضرت خارجہ کی حدیث سے گزری کہ وہ اونچا تھا جسے چھلانگنا دشوار تھا بہر حال اگر یہاں مسلمانوں کی قبریں مراد ہوں تو یہ حدیث بہت سی حدیثوں کے خلاف ہوگی اور اس میں ایسی مشکلات پیدا ہوں گی جو حل نہ ہو سکیں گی۔

(انتباہ) بارہ سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد سب سے پہلے نجد یوں نے اس حدیث کو آڑنا کر حرمین شریفین میں سجا پے کبار اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی قبروں کو تو گرایا مگر اسی علاقہ میں امریکن تیل کمپنی جس کا ٹیکس نجد یوں نے امریکا کو دیا ہے اس کے قوت شدہ انگریزوں کی قبریں بڑی اونچی بنیں مگر ہاتھ نہ لگایا یعنی جن کے لئے حدیث تھی ان پر عمل نہ کیا اور مسلمانوں کی قبروں پر یہ ستم کیا گیا اس پر ہمارا سوال ہے کہ نجد یوں سے پہلے کے علماء حق پر تھے یا غلطی پر تھے تو











یہ الرحمۃ و بزرگ ہیں جو کہ عرب و غیر عرب کے ممالک سے آئے تھے ان کو مانتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مالک باہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے جن کا تعلق علی الانبیاء و اولیاء عرف پرینی ہے چنانچہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لفظ

لنذر کہ ایچ مستعمل شود نہ بر معنی شرعی است چہ عرف آنست کہ پیش بزرگت بر خدو لنذر نیز گویند۔ (رسالہ النذر) یعنی لفظ نذر جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے یہ نذر نہیں ہے بلکہ نذر عرفی بلاتی ہے جو لوگوں کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے اسے نذر و نیاز کہتے ہیں۔ اور قاضی کی کتاب میں اس کی تصریحات تو بے شمار ہیں مشتملہ نمونہ خرو و چند عبارات ملاحظہ ہوں یاد رہے اولیاء کرام کے لئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی ہوں یا جو نہ رہیں یہ نذر نہیں نہیں محاورہ ہے کہ کار کے حضور جو یہ پیش کریں اسے نذر کہتے ہیں یا شاہ نے دربار کیا اسے نذر یہ کہ نذر میں شاہ رفیع الدین صاحب بزرگ و اولیاء شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رسالہ معذور میں لکھتے ہیں لنذر یکہ ایچ مستعمل می شود نہ بر معنی شرعی است چہ عرف آنست کہ ایچ پیش بزرگت بر خدو لنذر نیز میگویند۔ امام اہل سیدی عبدالغنی نانسی قدس سرہ القدسی حدیث نہ یہ فرماتے ہیں

و من هذا القبيل زيارة القبور و التبرک بفرائح الاولیاء و الصالحین فالنذر لهم بتعلق ذلك على حصول شفا و قدوم غائب فانه مجاز عن الصدقة على الحاد من بقورهم كما قال الفقهاء فيمن دفع الزكاة للفقير و سماها فريضة صح لان العبرة بالمعنى لا باللفظ۔

یعنی اسی قبیل سے ہے زیارت قبور اور مزارات اولیاء و صالحین سے برکت لینا اور چار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیاء کے گذشتہ کے لئے منت ماننا کہ وہ ان قبروں کے خاندان پر قبور تصدیق سے مجاز ہے جیسے فقہاء نے فرمایا کہ فقیر کو زکوٰۃ دے اور قرض کا نام لے تو صحیح ہو جائے گی۔ کہ یہاں اعتبار معنی کا ہے نہ کہ لفظ کا ظاہر ہے کہ یہ نذر فقہی ہوتی تو انبیاء کے لئے بھی نہ ہو سکتی حالانکہ دونوں حالتوں میں یہ عرف و عمل قدیم سے

دین میں معمول و مقبول ہے۔ امام اہل سید ابوالحسن نورالملک والدین علی بن یوسف بن جریف قمی شہرہ قدس سرہ العزیز اپنی کتاب مستطاب بیچہ الاسرار شریف میں محدثان اسانید مجتہدہ سے روایت فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ابوالمختار نصر اللہ بن یوسف ازہبی نے کہا ہمیں شیخ ابو العباس احمد بن اسحاق شریف نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابی الفضل نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نذرین قبول فرماتے اور ان میں سے بعض دفعہ حضور اقدس خود بھی قبول فرماتے ہیں ہم نذر فقہی ہوتی تو حضور کا کہ چند سادات و عوام سے ہیں اسے قبول فرمانا کیونکر ممکن تھا۔ نیز فرماتے ہیں ہم سے شریف ابو محمد عبد اللہ محمد بن انصاری نے حدیث بیان کی کہ کہا ام سے والد ماجد نے فرمایا میں حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا حضور نے ایک فقیر غلتہ دل دیکھا فرمایا تیرا کیا حال ہے عرض کی کل میں کنارہ و جلہ پر گیا ملاج سے کہا مجھے اس بارے میں اس نے نہ مانا تھا قاضی کے سب میرا دل ٹوٹ گیا فقیر کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک قصبہ میں تیس اشرفیائیں حضور کی نذر لائے حضور نے فرمایا یہ لو اور چار کرام کو دو اور اس سے کہن کہ کسی فقیر کو نہ پھیر۔ اور حضور نے اپنی قمیض مبارک اتار کر اس فقیر کو عطا فرمائی کہ وہ اس سے تیس اشرفیوں میں خریدی گئی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ہمیں خبر دی فقیر صاحب ابو محمد حسن بن موسیٰ خالدی نے میں نے شیخ امام شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی سہروردی رضی اللہ عنہ جب کسی مرید پر نظر منیت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلند رہتا کہ پھٹتا اور ایک دن میں حضور میں حاضر ہوا تھا کہ ایک بھتیجی ایک بچہ لایا اور عرض کیا کہ یہ ہماری طرف سے حضرت کی نذر ہے اور چار کیا بچہ آ کر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے فرمایا کہ یہ بچہ مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں میں حضرت علی بن ابی طالب کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ بھتیجی ایک اور بچہ لایا جو حضور میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی اسے میرے سردار میں نے حضور کی نذر کی ہے بچہ لانا تھا اور وہ بچہ جو پہلے میں نے حاضر کیا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ابی طالب کی نذر مانا ہے مجھے دھوکا ہو گیا تھا یہ کہہ کر پہلے بچہ کے لئے لیا اور واپس چلا گیا۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شہرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب طبقات کبریٰ احوال حضرت سیدی ابوالوہاب محمد شاذلی میں فرماتے ہیں حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے ہیں نے حضور اقدس

کو دیکھا حضور نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اس کا پورا ہونا چاہو تو سید و طاہرہ حضرت فاطمہ کے لئے کچھ نذر مان لیا کہ وہ اگرچہ ایک سی پیسہ ہو تمہاری حاجت پوری ہوگی۔

یہ ہیں اولیاء کی نذر میں اور ہمیں سے ظاہر ہو گیا کہ نذر اولیاء کو ماحل بہ لغیر اللہ میں داخل کرنا باطل ہے اگر ایسا ہوتا تو یہ آئمہ دین کیونکر اسے قبول فرماتے اور کھاتے کھاتے بلکہ ماحل بہ لغیر اللہ میں داخل کرنا باطل ہے بلکہ ماحل بہ لغیر اللہ وہ جائز ہے جو ذبح کے وقت تکبیر میں غیر کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ انکی مزید تحقیق کیلئے فقیر کے رسالے نذر اولیاء کا مطالعہ کیجئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

مسئلہ ۱۱۲

کیا اولیاء کی نذر و نیاز حرام ہے اور یہ عمل شرک ہے؟

سائل شادہ عمر پور بہاول پور

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اولیاء اللہ کی نذر و نیاز حرام اور شرک نہیں ہے اس لئے کہ یہ نذر و نیاز معنی ہے یہ کہ جو کہ اولیاء اللہ کی ارواح مقدسہ کو اتصال ثواب کے طور پر ہوتا ہے اور احترام کے طور پر اسے نذر و نیاز کہا جاتا ہے جن لوگوں نے شرک یا حرام کہا ہے ان کے اکابرین اس کو تین اسلام کہتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ و مجدد شیخ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کیلئے قبیۃ اسد میں تشریف لے گئے تھے رات کو ایسا وقت آیا کہ اس حالت میں فرمایا کہ خدوم صاحب تماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کے جانا چاہئے آپ اور آپ کے ساتھی مزار شریف پر گئے اور باقی سب لوگ چلے گئے یہ دیکھ کر آپ کے ساتھی رنجیدہ خاطر ہوئے اس وقت ایک عورت ہاتھ پر طبق رکھتے ہوئے جس میں چاول اور مٹائی لکڑی تھی۔

(۱) گو گفت لنذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعتہ این طعام پختہ بر نشینند گان در گاہ مخدوم اللہ دیہ رسالہ

دوہیں وقت آمد نذر ایضا کردم و آرزو کردم کہ کسی آجبا باشد تناول کند۔ (الغاس العارفین ص ۵۵) ترجمہ: اور کہا کہ میں نے نذر مانا تھا کہ اگر کوئی شہر و واپس آجائے تو میں اسی وقت کھانا خدوم اللہ کی بارگاہ پر بیٹھے والوں کو پانچواںں گی میرا شوہر اس وقت آیا ہے تو میں نے منت پوری کی ہے میری تمنا تھی کہ کوئی وہاں ہو جو اس کھانے کو کھائے۔

(چنانچہ ان سب نے کھایا)

(۲) اور یہی شاہ ولی اللہ صاحب ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

و شیر برنج بنا پر فاتحہ بزرگ بقصد ایصال ثواب بروح ایشان بر خور اند مضائقہ نیست جائز است و اگر فاتحہ بنام بزرگ نہ شود اغنیاء را ہم خوردن جائز است۔

(ردۃ الناصح ص ۱۳۲)

دود چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کیلئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائے اور کھائے میں حرج نہیں ہے جائز ہے اور اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

(۳) شاہ ولی اللہ کا تیسرا فرمان بھی ملاحظہ فرمائیے آپ فرماتے ہیں کہ

پس از ان سی حسد و شست مرتبہ سورہ الم نشرح خو اللہ  
پس دعا مذکور سی صد شست بخوانند پس ده مرتبہ  
درود بخوانند ختم تمام کند دبرا قدرے شیرینی فاتحہ بنام  
خو اجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا تعالیٰ سوال  
نمایند انشاء اللہ در ایام معدود مقصد بحصول یابد۔

(انتہای سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۰) اس کے بعد یعنی ایک مومنانہ بار سورہ الم نشرح پھر تین مومنانہ بار دہی اداء مذکور پڑھے پھر سورہ بار و در شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی سی شیرینی پر فاتحہ بنام خود بجان چشت پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اسی طرح ہر روز کرے انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں مقصد حاصل ہوگا۔



(۳) حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

و ذریعۃ شہرہ اور مقدمہ امت پر مثال پیراب و مرشدان  
می پر سندن و امور تکوینیہ را پیشاب و استہ لاند و فاتحہ  
در روز صدقات و نذر بنام ایشان راجع و معمول مگر ویدہ چنانچہ  
بجمع اولیاء اللہ ہمیں معملہ است۔ (تحفۃ السالکین ص ۳۹۶)

ترجمہ: حضرت علی اور ان کی اولاد پاک کو تمام افراد امت پر جو مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور کوئی  
امور کو ان حضرت کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ، درود، صدقات اور نذران کے نام کی پیش کرتے ہیں  
چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔

### و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی فہرست ۳ رجب ۱۳۹۵ھ

مسئلہ ۱۱۳

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نقاتی کی سند روایت از حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شخص دھوکہ  
ہے جب یہ دونوں باتیں غلط ہیں پھر یہ سلسلہ کیسے؟

سائل: نور بخش پکلاڑ خلع رحیم یار خان

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

یہ سوال دراصل اولیاء دینی کا ثبوت دینا ہے اس لئے دشمنان اولیاء یہ جانتے ہیں کہ نہ اتصال سند ہوگا  
اور نہ سلسلہ قادریہ رہے گا نہ چشتیہ نہ سہروردیہ نقشبندیہ کے لئے بھی حضرت ابو الحسن خرقانی کا فرقہ از حضرت  
باز یہ بطلانی رحمہ اللہ نقاتی کا انکار فقیر نے ان دونوں سوالات پر علیحدہ علیحدہ رسالے لکھے ہیں یہاں بقدر  
ضرورت عرض ہے۔

(۱) اتصال سند کے چند نمونے حاضر ہیں:

قال النعمانی ثنا الحسن بن احمد بن حبيب ثنا شاذ بن فیاض بن عمر بن ابراهيم عن  
قنادة عن الحسن بن علی ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قال فطر الحاجم المحجوم

حضرت حسن بصری نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ  
ان کے والے اور کھانے والے کا روزہ فاسد ہو گیا

و قال الطحاوی: ثنا نصر بن مرزوق ثنا الحطیب ثنا حماد بن سلمة عن قنادة عن  
الحسن بن علی قال: قال النبی ﷺ اذا كان في الرهن فضل فاصانعه جائحة فهو بما  
فيه. حضرت حسن بصری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

و قال الدار قطنی: ثنا احمد بن محمد بن عبد الله بن زياد القطان ثنا الحسن بن  
عسب العمري قال: سمعت محمد بن صدران السلمي ثنا عبد الله بن ميمون المزني  
ثنا عوف عن الحسن بن علی ان النبی و قال لعلي يا علي قد جعلنا اليك هذه السبعة

بیس الناس

و قال الدار قطنی

ثنا علي بن عبد الله بن مسلم بن احمد بن سنان ثنا يزيد بن هارون انا حميد  
الطويل عن الحسن قال: قال علي ان وسع الله عليكم فاجعلوه صاعا من بر و غيره،  
یعنی زکاۃ الفطر۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے  
تمہیں رزق میں وسعت دی تو اس میں سے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک صاع گندم وغیرہ سے دو تہائی فطر اتنا دے۔

و قال الدار قطنی: ثنا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز ثنا داود بن رشيد،  
یہ صرف چند نمونے عرض کئے مگر یہ روایات اور اہل فقیہ کی تصنیف بنام ازمانہ لکھن بلاقۃ اعلیٰ  
بکس میں پڑھئے اور حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ فخر الحسن اور اس کی شرح القول  
المستحسن اور حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ تحائف الفرق پر فخر الحق کا مطالعہ ضروری ہے  
فرق خلافت کے اثبات کے لئے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ کی ابتداء میں لکھتے ہیں  
کہ اکثر جماعة من الحفاظ سماع الحسن البصري عن علي بن ابي طالب (رضی اللہ  
عنہما) و تمسک بهذا بعض المتأخرين فحدث به في طريق لیس الحرقہ۔

(الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۹۶)

ایک حافظ اللہ بیٹ کی جماعت نے سماع حدیث از سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا انکار کیا ہے اسی وجہ سے  
بعض متاخرین نے آپ سے فرقہ خلافت کا انکار کیا ہے ان کا تمسک حدیث سماع اللہ بیٹ ہے۔  
مگر بن کی فہرست لکھنے کی ضرورت نہیں البتہ ان کے دلائل سوالات کے باب میں آئیں گے۔ (انشاء اللہ  
(۱) البتہ فقہین کی فہرست طویل ہے ان میں سے چند بزرگوں کے اسماء گرامی عرض کروں گا تاکہ مذہب قلوب  
کو تسکین اور مسائل حلیہ کے مقتدرین کو راحت دہر و نصیب ہو۔

### دلائل اثبات

(۱) امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

و البته جماعة و هو الراجح عندی بوجوه و قدر حجه ايضا الحافظ ضياء الدين  
المقديسي في المختارة فانه قال الحسن بن ابي الحسن البصري عن علي (رضی اللہ  
عنہما) و کلیل لیسع منه و تبعه علی هذه العبارة الحافظ بن حجر في اطراف  
المختارة۔ (ج ۲ ص ۹۶ تحائف الفرقہ بریفو الحرقہ)

اسے حافظ ضیاء الدین المقدسی نے اختیار دیا میں ترجیح دی ہے انہوں نے فرمایا کہ حسن بن ابی الحسن  
بصری نے حضرت علی سے روایت کی ہے اس عبارت کی اتباع حافظ ابن حجر نے خواہی متاخرہ میں کی ہے۔  
فائدہ: حافظ ضیاء الدین مقدسی اور علامہ ابن حجر (رحمہما اللہ تعالیٰ) کی تائید اہل علم کی تسکین کیلئے کافی ہے  
اور ضعیف اور بہت دھرم کو کیا کہا جاسکتا ہے۔

(۲) علماء کرام نے اصول و ضوابط اسلام میں ایک قاعدہ لکھا ہے کہ

المثبت مقدم علی النافی لان معه زیادة علم۔

فائدہ: ہم بفضلہ تعالیٰ ثبت ہیں اسی لئے سلاسل طیبہ کو مبارکباد کہ اپنے موقف میں ہم حق بجانب ہیں۔

(۳) تاریخ اسلام بھی مجھو تعالیٰ ہماری مویہ ہے کیونکہ مخالفین کو مسلم ہے کہ حضرت بصری رحمہ اللہ نقاتی  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دو سالوں میں پیدا ہوئے آپ کی والدہ مکرمہ بی بی خیرہ ام  
المؤمنین ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کی کنیز تھیں اور بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ

سے پیار کرتی تھیں اسلئے آپ کو اپنے فیوض و برکات کی نوازشوں کے علاوہ صحابہ کرام (موجودین فی  
المدینہ) رضی اللہ عنہم کے ہاں بچہ کو برکات سے بھر پور کرانے کے لئے جاتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
ماں کو خوش کرنے پر خوب سے خوب تر دعاؤں سے نوازتے چنانچہ بی بی صاحبہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی  
اللہ عنہا حسب عادت صاحبہ زادہ کی خدمت میں لے گئیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو دعا  
سے یوں نوازا اللہم ففی الدین و حبہ الی الناس (ذکرہ الحافظ جمال الدین المزی فی  
التهذیب و احرارہ العسکری فی کتاب المواعظ بسندہ الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۹۶  
بحرف الفرقہ بریفو الحرقہ)۔

فائدہ: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دعا کا نتیجہ ہے کہ قنات میں آپ کی مثالیں نہیں اور خلق خدا  
کے قلوب میں محبت کا یہ عالم ہے کہ عالم اسلام میں پھیلے ہوئے اکثر سلاسل طیبہ کے آپ پیران ہیں۔

(۳) حضرت المزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سید عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بیٹوں نے محاصرہ کیا تو اس  
وقت حضرت حسن بصری چودہ سال کی عمر کے تھے اور سب کو معلوم ہے کہ صحابہ تابعین کے دور میں بچوں کے  
سات سال سے نماز کا پابند کیا جاتا تھا بلکہ خود بچے اس عمر سے پہلے ہی نماز پابندی کے پابند ہوتے تھے اس  
معنی پر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سات سال مسلسل مسجد نبوی شریف میں نماز ادا کرتے رہے اندر میں  
دوران علاوہ دوسری ملاقاتوں میں نماز کے اوقات میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت سے شرف  
ہوتے ہوں گے جبکہ تجروہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ کے  
درمیان چنداں فاصلہ بھی نہ تھا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی والدہ مکرمہ بی بی خیرہ کے  
ساتھ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رہتے تھے۔

(۵) مسلم ہے کہ حضرت حسن بصری ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی زیر کفالت تھے اور حضرت علی  
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی زیارت کو گاہے بگاہے تشریف لے جایا کرتے تو کیا  
بعد ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ ان کی زیارت سے شرف نہ ہوتے ہوں اور آپ سے  
فیض نہ پایا ہو۔

(۶) دو احادیث مبارکہ جو حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم ﷺ سے براہ راست روایت کی ہیں



جنہیں محدثین نے بائیکہ قبول کیا ہے حالانکہ محدثین کا کہنا ہے کہ جو راوی تھیں کہ اس نے اپنے استاد یا کسی دینی راوی کو کوفہ کر کے (وہ اس کی روایت قبول نہیں کرتے کیونکہ محدثین کو یقین تھا کہ آپ شہداء راوی ہیں اس نے ان کی حدیثیں قبول نہیں کی اور مستند بھی ہے پھر اس حدیث کی یہ توضیح فرمائی چنانچہ امام جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۹۶) میں حضرت ابو نعیم کی سند سے کہتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ

اور ذالمزی فی التہذیب من طریق ابی نعیم قال لنا ابو القاسم عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن بن زکریا ثنا ابو حنیفہ محمد بن صفیہ الواسطی ثنا محمد بن موسی الجوشی ثنا ثمامہ بن عبیدة ثنا عطیہ بن محارب عن یونس بن عبیہ قال سالت الحسن قلت یا ابا سعید ایک تقول قال رسول اللہ ﷺ وایک لم تدرکہ قال یا ابن اخی لقد سالت عن شی ما سالتی عنہ احد فذلک و لولا منزلک منی ما اخبر تک انی فی زمان کما تری و کان فی عمل الحجاج کل شی سمعتنی اقول قال رسول اللہ ﷺ فہو عن علی بن ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا

حضرت یحییٰ بن حمیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کیسے روایت کرتے ہیں کہ قول رسول اللہ ﷺ حالانکہ آپ نے تو رسول اللہ ﷺ کو نہیں پایا آپ نے فرمایا بصری روایات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذکر مبارک کی تصریح بھی ہے پھر روایات ملاحظہ ہوں

(۱) قال احمد فی مسنده ثنا یوسف عن الحسن بن علی قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول رفع القلم عن ثلاثة عن صغير حتى يبلغ و عن المائم حتى يستيقظ عن المصاب حتى يكشف عنه

(رواہ الترمذی و حسہ و السانی و الحاكم و صححہ و الفیاض المقدسی فی المجاہدہ)

فائدہ: حضرت حافظ زین الدین العراقي رحمہ اللہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں کہ

قال علی بن المديني الحسن راى عليا بالمدينة وهو غلام

(الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۹۷)

حضرت حسن بصری نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو مدینہ شریف میں دیکھا تھا جبکہ آپ چودہ سال بچے تھے۔

(۲) قال النسانی ثنا الحسن بن احمد بن حبيب ثنا شاذ بن فياض عن عمر بن ابراهيم عن قتادة عن الحسن بن علي ان النبي ﷺ قال افطر الحاجم والمحجوم

(۳) قال الطحاوی ثنا نصر بن مرزوق ثنا الخطيب ثنا حماد بن سلمه عن قتادة عن الحسن بن علي قال قال النبي ﷺ اذا كان في الرهن فضل فاصابه جناحه فهو بما فيه (الحديث)

(۴) قال الدار قطنی ثنا احمد بن محمد بن عبد الله بن زياد القفان ثنا الحسن بن شبيب المصعري قال سمعت محمد بن صدر ان اسلمي ثنا عبد الله بن ميمون المزني ثنا عوف عن الحسن بن علي ان النبي ﷺ قال يعلي يا علي قد جعلنا اليك هذه السبعة بين الناس (الحديث)

(۵) قال الدار قطنی ثنا علي بن عبد الله بن مبشر ثنا احمد بن سنان ثنا يزيد بن هرون ثنا حميد الطويل عن الحسن بن علي قال قال علي ان وسع الله عليكم فاجعلوه صاعا من بر وغيره يعني زكاة الفطر

(۶) قال الدار قطنی ثنا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز ثنا داود ابن رشيد ثنا ابو حفص الابد عن عطاء بن السائب عن الحسن بن علي الخليفة والبرية والبسة والبان والحرام ثلاث لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره

(۷) قال الطحاوی ثنا اس مرزوق ثنا عمر بن ابی رزین ثنا هشام بن حسان عن الحسن بن علي قال ليس في مس الذكر وضوء

(۸) قال ابو نعیم فی الحلیۃ ثنا عبد الله بن محمد ثنا ابو يحيى الرازی ثنا هناد ثنا ابن فضل عن ليث عن الحسن بن علي رضي الله عنه قال طوبى لكل عدو ثومه عرف النسا

و لم يعرفه الناس عرفه الله تعالى برضوان اولئك مصابيح الهدى يكشف الله عنهم كل فتنه مظلمة سيد حلهم الله في رحمة منه ليس اولئك بالمزابع البذر ولا الحفاه المرابن

(۹) قال الخطيب في تاريخه انا الحسن بن ابی بكر انا ابو سهل احمد بن محمد بن عبد الله بن زياد القطن ثنا محمد بن غالب ثنا يحيى بن عمران ثنا سليمان بن ارقم عن الحسن بن علي قال كنت النبي ﷺ في قميص ابيض و ثوبى حبرة

(۱۰) قال جعفر بن محمد بن محمد في كتاب العروس ثنا وكيع عن الربيع عن الحسن بن علي بن ابی طالب رفعه من قال في كل يوم ثلاث مرات صلوة الله على آدم غفر الله له الذنوب وان كانت اكثر من زبد البحر (اخرجه الديلمی فی مسند الفردوس من طريقه)

(۱۱) فی مسند ابی يعلى قال ثنا جويرية بن اشرس قال انا عقبه بن ابی الهيثم الباهلي قال سمعت الحسن بن علي يقول قال رسول الله ﷺ مثل امي مثل المنظر

فائدہ: حضرت حافظ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا

قال محمد بن الحسن بن الصير في شيخ شوخنا هذا نص صريح في سماع الحسن بن علي و رجاله ثقات جويرية وثقه ابن حبان و عقبه وثقه احمد ابن معين (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۹۷-۹۸) ذکر واقع الثامن رواية الحسن بن علي

(۱۲) قال اللالكاني في السنة انا احمد بن محمد الفقيه انا محمد بن احمد بن حمدان ثنا تميم بن محمد ثنا نصر بن علي ثنا محمد بن سواء ثنا سعيد بن عروبة عن عامر الاحول عن الحسن بن علي شهدنا عليا بالمدينة و سمع صوتا فقال ما هذا قالوا قتل عثمان قال اللهم اشهداني لم ارض و لم امانی مرتين او ثلاثا

(۱۳) سلمات الصوفیہ سے بھی اس کا ایک مضبوط دلیل ہے ان میں ایک سلسلہ یہاں عرض کیا جاتا ہے۔

قال الحافظ ابو بكر بن مسدي في مسلسلاته صافحت ابا عبد الله محمد بن عبد الله

عيسوي الغزوي بها قال صافحت ابا الحسن علي بن سيف الحضري بالاسكندرية (ج) و صافحت ايضا ابا القاسم عبد الرحمن بن ابی الفضل المالکی بالاسكندرية قال صافحت شبل بن احمد حسن شبل قدم علينا قال كل واحد منهما صافحت ابا محمد عبد الله بن مقل بن محمد العجيني قال صافحت محمد بن الفرج بن الحجاج السكسكي قال صافحت ابا مروان عبد الملك بن ابی مسيرة قال صافحت محمد بن محمد الغزوي بها قال صافحت احمد الاسود قال صافحت ممشاد الدينوري قال صافحت علي بن الرزني الخراساني قال صافحت عيشي القصار قال صافحت الحسن البصري قال صافحت علي بن ابی طالب قال صافحت رسول الله ﷺ قال صافحت

کتبی هذه سرادات العرش ربي عز وجل

فائدہ: ابن مسدی نے فرمایا یہ روایت غریب ہے ہم اسے سوائے اس سند اور کسی طریق سے نہیں جانتے اور یہ سوانح نامہ ہے۔

(۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا انکار کیوں جب ۱۳ مگر بن حضرت حسن بصری کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا اقرار کرتے ہیں چنانچہ حضرت حافظ امام ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں فرمایا کہ صحیح بن یحییٰ (محدث تائد) سے سوال ہوا کہ کیا حسن بصری کی حضرت علی سے ملاقات ہوئی فرمایا نہیں پھر سوال ہوا کہ کیا انکی حضرت عثمان سے ملاقات ہوئی فرمایا ہاں محدثین کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری نے کہا کہ فرات عثمان قال خطيبا پھر صحیح بن یحییٰ نے فرمایا کہ بہت سے محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری نے حضرت علی سے کوئی حدیث نہیں سنی سوائے ایک حدیث کے اور یہی بہت سے محدثین کا خیال ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ: محدثین کے چند اصول ہیں وہ ان کے پابند ہیں ورنہ احادیث کی صحت قائم نہیں رہ سکتی ان کے اس اصول و قواعد کی پابندی سے یہ کب لازم آتا ہے کہ سرے سے واقعہ بھی نہیں جیسا کہ یہ مختصر عرض کیا گیا۔

(۹) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان کی شہادت تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے بعد ازاں کوفہ کو



تشریف لے گئے حضرت ابو زہرہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری نے حضرت علی المرتضیٰ کی چودہ سال کی عمر میں بیعت کی جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کثیف لے گئے پھر ایک عرصہ کے بعد حضرت حسن بصری بصرہ کو چلے گئے اور مدینہ العریضہ میں رہے اسی لئے بصری کہلائے اس کے بعد مکن سے زیارت کا موقع ملا تو چونکہ اس وقت شورش و فتنہ کا دور دورہ تھا پھر آپ کی عمر بھی کوفہ تک پہنچنے کی حامل تھی اور وقت بھی تجویز تھا کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تھوڑے سے عرصہ کے بعد شہید ہو گئے۔

**فائدہ:** مکنین کے انکار کا اصل موجب یہی ہے کہ حضرت حسن بصری بصرہ میں رہ کر کوفہ تک کیوں نہ پہنچے ہم کہتے ہیں کہ اس دور سے پہلے کے اوقات میں نہ جھوٹے چائیں جبکہ روایت حدیث کیسے ان کی عمر مذکورہ حال بھی ہے۔

(۱۰) حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روایت الریسر بسایع علیا

(الحدیث للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۹۳)

**فائدہ:** امام سیوطی فرماتے ہیں

قلت وفي هذا القدر كفاية وبحمل قول الناهلي على ما بعد خروج علي من المدينة

(الحدیث للفتاویٰ ج ۲ ص ۹۷)

میں کہتے ہوں کہ اتنا قدر کافی ہے اور جنہوں نے قول ثانی پیش کیا ہے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مدینہ پاک سے کوفہ چلے جانے کے بعد کا ہے کیونکہ حضرت حسن بصری بصرہ میں تھے اس دور میں بصرہ سے کوفہ تک جانا مشکلات میں پھنسنے کے مترادف تھا جیسا کہ مورخین کو معلوم ہے لیکن باوجود اس دور میں بھی ملاقات ثابت ہے۔ مزید تفصیل اور تحقیق کے لئے رسالہ ازلفہ الشیخ فی ملاقات اہل مکن میں ملاحظہ ہو۔

**و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ محمد فیض احمد ایسی رضوی نمبر ۱۳۱۸ ج ۱۰ ص ۱۰۱

## اولیاء کرام کے متعلق

**مسئلہ ۱۱۴**

حضرات انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا شرک ہے۔ (۲) یا شیخ عبدالقادر اجماعی فیہما اللہ پڑھنا شرک ہے (۳) اور یا شیخ عبدالقادر اجماعی فیہما اللہ عربیت کے لحاظ سے درست نہیں علم عربی تو اعد ضوابط کے یہ مہارت بالکل غلط ہے کیونکہ شیخ مکرمہ کو حضرت ذی صفت کیونکر بتایا جاسکتا ہے اور شیخ کو منسوب کس قاعدہ سے پڑھا جاسکتا ہے۔

**سائل نصیر خان مظفر نگر**

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایہ الحق والصواب**

انبیاء و اولیاء کی استمداد سے وسیلہ مراد ہے اور وسیلہ مراد بیکر مدد مانگنے کا محاورہ قرآن و حدیث میں بکثرت ہے۔ (آیات)

(۱) یا ایہا الذین امنوا استعينوا بالصبر والصلوة

(بارہ ۲ آیت ۱۵۳ سورۃ البقرہ)

(۲) وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

(بارہ ۶ آیت ۲ سورۃ المائدہ)

(۳) من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ

(بارہ ۲۸ آیت ۱۵ سورۃ الصف)

(۴) یا ایہا الذین امنوا کونوا انصار اللہ

(بارہ ۲۸ آیت ۱۵ سورۃ الصف)

(۵) ان تنصر اللہ بنصرکم

(بارہ ۲۶ آیت ۷ سورۃ محمد)

(۶) والمومنون والمومنات بعضهم اولیاء

(بارہ ۱۰ آیت سورۃ التوبہ)

(۷) فان اللہ ہو مولہ و جبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظہیر

(بارہ ۲۸ آیت ۴ سورۃ التحریم)

(۸) اعینونی بقوۃ

(بارہ ۱۶ آیت ۹۵ سورۃ الکہف)

(۹) نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ

(بارہ ۲۴ آیت ۳۱ سورۃ حم سجده)

**احادیث مبارکہ:** حضور سرور عالم ﷺ نے بھی بندگان خدا سے وسیلہ بھیج کر مدد چاہنے کی تصریح فرمائی۔

(۱) ان اللہ تعالیٰ عبادا اختصہم بحوائج الناس اللہ تعالیٰ کے یہ بندے حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لیے خاص ہیں ان کا کام ہی لوگوں کی حاجتیں پوری کرنا ہے۔

(۲) قال النبی ﷺ فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود (۳) اطلبوا لحوائج عند

حسان الوجہ النبی یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی لنقضی لی حاجتی۔ (۵) انا لا

نستعین بالمشرکین وان ارادھونا خلیفہ یا عبادا للہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد

اللہ اعینونی (۷) تفسیر کبیر میں ان لفظوں سے ہے اعینونی یا عباد اللہ یرحمکم اللہ (۸) بہم

توزقون وبہم تمظرون وبہم ترحمون وبہم تنظرون (۹) قال سیدنا عبد اللہ بن عمر

رضی اللہ عنہما یا محمد (۱۰) کانت عادۃ اصحاب النبی ﷺ اذا اشتدت بہم

الحروب نادوا یا محمد یا رسول اللہ یا نصر اللہ انزل امت الکفار۔

مذکورہ بالا آیات و احادیث میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مدد مانگنے کا ثبوت ہے اور ہمارے اسلاف

صالحین رحمہم اللہ بھی یہی مراد لیتے ہیں چنانچہ چند عبارات حاضر ہیں

(۱) حضرت سیدنا علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے

یا رحمۃ اللعلمین ارحم بزمین العابدین۔ محوس الظالمین فی موبک والمزدحم۔

حضرت سیدنا زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں انا دیک یا جدہ یا غیر مرسل بہ

حسینک مقترل ونسلک ضائع۔

معلوم ہوا کہ حضرات اہلبیت اطہار کا عقیدہ تھا کہ اللہ والوں کو دور سے ندا کرتا جائز ہے۔ اللہ والے دور

سے سنتے بھی ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں۔ (الندایہ والندایہ)

(۳) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں

من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ

یعنی جس سے زندگی میں مدد مانگتا جائز ہے اس سے بعد وفات بھی جائز ہے۔

(۴) حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللغات میں فرماتے ہیں

امام غزالی گفتمہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوجہ درحیات استمداد کردہ میشود

بوجہ بعد از وفات یکے از مشائخ گفتمہ دیدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرف می

کنند در قور خود مانند نصر فہائے ایشان در حیات خود یا بیشتر

یعنی زندگی میں جس سے مدد مانگی جاتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جائے جائز ہے ایک بزرگ

نے فرمایا ہے کہ چار بزرگوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ حضرات اپنی قبروں میں بھی وہی عمل درآمد کرتے ہیں جو کہ

اپنی زندگی میں کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ تصرف کرتے ہیں اور پھر تحریر فرمایا۔

قومہ می گویند کہ امداد حق قوی تر است ومن گویم

کہ امداد حق قوی تر۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ زندوں کا مدد کرنا قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ بعد وفات مدد کرنا زیادہ قوی ہے پھر

لکھتے ہیں

و اولیاء تصرف در اکوائف حاصل است و آب نیست مگر

ارواح ایشان را و ارواح باقی است۔

یعنی حضرات اولیاء کرام کو عالم میں تصرف کی قوت حاصل ہے اور یہ ان کی ارواح مبارکہ کی شان ہے

اور ارواح باقی ہیں تو ان کا اقتدار بھی باقی ہے۔

(۵) حضرت عارف ربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اولیاء را ہست قدرت از انہ۔ تیر جستہ باز گردانند زر۔



(۶) جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنی کتاب تذکرۃ الموتی والقبور مطبوعہ نظامی کانیہ رص ۳۶ میں لکھتے ہیں

و از روح "جست از زمین و آسمان و بیشت هر جا که خواهند  
میروند و دوست و معتقد را در دنیا و آخرت مددگرمی  
فرمایند و دشمنان را هلاک می سازند.

یعنی اولیائے کرام کی ارواح مبارکہ زمین و آسمان و جنت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی اور اپنے خدا سے ملاؤم و مریدوں کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں

(۷) جناب شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں کہ

اذا انتقلوا الى المرح كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم معهم لانها فيهم .

یعنی حضرات اولیائے گرام جب دنیا سے بروز کو منتقل ہوئے ہیں تو ان کی یہ دنیوی شان اور تصرف کی قوتیں اور ہر دگر نے کی عادتیں اور علوم و کمالات سب ان کے ساتھ باقی رہتے ہیں یہ جہنمیں ان سے جدا نہیں ہوتیں۔ (۸) شاہ صاحب لکھتے ہیں

اذا مات هذا البار ع لا يفقد هو ولا براعته بل ذلك بحالہ  
یعنی جب بندہ کامل انتقال کرتا ہے تو وہ غم نہیں ہوتا اور نہ اس کے کلمات غم ہوتے ہیں بلکہ وہ اور اس

کے کمالات بدستور دیے ہی باقی رہتے ہیں جیسے دنیا میں تھے  
(۹) نیز شاہ صاحب حجة اللہ المبالغہ میں لکھتے ہیں

إذا ماتت انقطعت العلاقات فلحق بالملئكة وصار منهم ..... سعى فيه ميسعون فيه وربما يستغل هؤلاء باعلاء كلمة الله ونصر حرب الله وربما كان لهم لمة خير بابن آدم .

یعنی جب اللہ والے انتقال کرتے ہیں تو ملائقہ بنیہ سے جدا ہو کر فرشتوں میں مل جاتے ہیں اور فرشتوں میں سے ہو جاتے ہیں جس طرح فرشتوں کو الہام ہوتا ہے اسی طرح ان کو بھی الہام فرمایا جاتا ہے اور جن کاموں میں فرشتے کوشش کرتے ہیں یہ حضرات بھی کوشش کرتے ہیں اور اکثر یہ حضرات خدا کے دین

کا جوں بالا اُترتے ہیں اور اللہ والوں کی مدد و رحمت میں اور بھی انسانوں سے اس لیے قریب ہوتے ہیں کہ مسلمانوں پر نیچے کا اصفاء فرمیں۔

(۱۰) یہی شادِ صاحبِ نعمات میں لگتے ہیں

در اولین امت و اسحاب طریق اقصی کسی که بعد تمام کرده  
جذب پاکد و جوده باطن این نیست میکرده و در الجابوجه اقم  
قدمزده است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی  
رضی الله تعالی عنه گفته اند که ایشان در قبر خود مثل احیاء  
تصرف می کنند

یعنی اس امت کے اولیاء و کرام و اہل اللہ میں سب سے زیادہ وقوت والے اور چڑچڑے سونک گونکے کرنے کے بعد اکمل و افضل مرتبہ والے حضور پر نور سیدنا محمدؐ نے عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اور اولیاء کے کرام و جانانہ اعلام فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا محمدؐ نے عظیم ایسی قبر شریف کی زندگی میں بھی زمینوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں فالحمد للہ۔

(۱۱) جناب قاضی صاحب تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں۔

قال الصوفية اجسادنا ارواحنا قد توالت رع كثير من الاولياء انهم ينصرون الاولياء هم  
ويذمرون اعداءهم ويهدون الى الله تعالى من يشاء الله تعالى وقد ذكر المجد در حمة  
الله تعالى ان ارباب كمالات النبوة بالوراثة هم المصدقون والمقربون في لسان الشرع  
ليعطيهم الله تعالى وجودا هو با.

یعنی حضرات اولیاء و کرام نے ارشاد فرمایا ہماری روحیں ہمارے جسم ہو گئیں اور ہمارے جسم شفقت ہوئی اور اگر کہ ہماری روح ہٹ گئے اور یقیناً قاتل کے ساتھ ہے شہداء حضرات اولیاء و کرام سے ثابت ہے کہ اولیاء کے اپنے دوستوں نیاز مندوں کی حد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک و تباہ کرتے ہیں اور کافروں کو اسلام کی ہدایت کرتے تبلیغ اسلام میں حصہ لیتے ہیں اور حضرات صدیقین اور مقربین کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص وجود عطا فرمایا ہے

(۱۲) قاضی صاحب کے شیخ و مرشد حضرت مرزا مظہر جان جانا رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ ہر قہر بڑے آخر میں یہ عبارت لکھا کرتے یا حضرت مجدد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب این حرر دار میں تو یہ سہرہ معمولات مظہر یہ ۸۶ اور مقامات مظہر یہ

(۱۳) شام عبد العزیز صاحب محدث دیوبندستان الحمد ثین میں حضرت شیخ ابو العباس احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں۔

انا المريدى جامع لشتاته اذا ماسطاً جوراً الزمان بنكته وان كنت فى ضيق  
وكرب ووحشة فلما دببازروق ات يسوعته (س ۳۲۲ شرح المم سيد كين)

میں ہر اپنے سر پر ایک پراگندہ گیند کو جمع کرنے والا ہوں جب کہ دنیا کی ضروریات اس کو تکلیف دیں اور اگر کوئی تنگی یا مصیبت یا وحشت پریشانی میں مبتلا ہو تو پکار مجھ کو یا ذوق کہہ کر تو میں فوراً تیری مدد کو آؤں گا گھر کی گواہی ۔ وہ چند عمارات ملا خطہ ہوں جن میں شرک کے مفقود کے اکابر نے بھی ایسی استغاثہ کو بنا کر رکھا۔

(۱) مولوی اسماعیل دہلوی صراطِ مستقیم ص ۱۰۱ میں لکھا چنانکہ اصحابِ اہلِ مراتب عالیہ و اربابِ اہلِ مناصب رفیعہ مازون مطلق در تصرف عام مثال و شہادت می باشند این کمازولی الابدی والا بصورا میرسد کہ تمامی کلیات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشان را میرسد کہ گویند کہ از فرش تا عرش سلطنت ما است یعنی ان بلند و بالا مراتب و مناصب والے اولیائے کرام عالم شہادت کو یہ حق ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت دیں

مضافہ۔ اس عبارت میں تصریح ہے کہ اولیائے کرام تصرف کا اذن عام پائے ہوئے ہیں سوال یہ ہے کہ ان کا دفر مائشک ہے یا ان سے مائشک شرک ہے یا اسمعیل کا یہ لکھنا غلط ہے۔

(۲) غیر مقلدوں کے محدث مجتہد نواب صدیق حسن خان دیوان طح الطیب میں لکھتے ہیں۔ زمرہ رائے در افتاء و بار باب سنن۔ شیخ محدث مددے قاضی شوکان مددے۔

**ہاتھ دے۔** اس میں غیر اللہ مردہ ابن تیمیہ اور قاضی شوکانی کو تدا بھی کی اور مردوں سے مدد بھی مانگی ان کو حاضرو  
 و غایرو سمیت و بے بھی مانتا ان سے فرما دیکے۔

(۳) جناب رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا کہ بعض روایات میں جو آیا ہے اعینونی یا عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بند میری مدد کرو تو وہی واقعہ کسی میت سے استغاثت (مدد مانگنا) نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو حیران میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے مقرر کیا ہے۔

(ف) اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے بندے دورہ مزدیک کی سنتے بھی ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں اور ان سے مدد مانگنا جائز بھی ہے

(۴) ان ہی گنگوہی سے سوال ہوا کہ ان اشعار کو بطور وظیفہ یا ورد پڑھنا کیسا ہے۔

یا رسول اللہ انظر حالنا . یا حبيب اللہ اسمع قالنا . اننی فی بحر هم مغرق .  
 خذیدی سهل لنا اشکالنا یا قہیدہ و برودہ کا یہ شعر غنیہ کرتا۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذیہ . سواک عند حلول الحادث العمم .  
 گنگوہی نے جواب دیا کہ ایسے کلمات نظم ہوں یا نثر درکار نہ کرو ورنہ یہی ہیں ۔ کفر و فسق نہیں ۔ فتاویٰ رشید  
 یس گنگوہی کا فتویٰ ہے کہ مشرور اقدس <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> سے بددعا مانگا کفر و شرک نہیں ۔  
 مولوی قاسم نانوتوی نے قصہ بددعا کی میں لکھا ہے ۔

مددگارے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بنیکس کا کوئی حامی کار۔ کروڑوں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام

کرے گا یا نبی اللہ کیا سرے پہ پکار۔ جو توحید، ایم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا بنے گا کون ہمارا ترے سوا بخیر  
۔ جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے کرے ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار

(۲۴) ان اشعار میں باقی مدرسہ دیوبند نے نہ ابھی کی اور بعد بھی طلب کی اور شفاعت بھی چاہی اور حضور اکرم ﷺ کو اپنا حامی کار و مخلصو ار بھی مانا

(۶) شیخ دیوبند محمود الحسن نے اولیٰ کا ملامت ۱۲ میں لکھا کہ آپ اصل میں بعد خدا ملک عالم ہیں، جمادات ہوں، حیوانات ہی آسم ہوں یا غیر بنی آدم، القہہ آپ اصل میں ملک ہیں اور بیجی وہ ہے کہ عدل و مہر آپ کے مذہب



و ادب و تقویٰ، و بندگی، و حسن اپنے تہذیب و قرآن کے شیعہ میں

اباک بعد و اباک نستعین

(سورۃ فاتحہ آیت ۳)

کے تحت لکھا گیا کہ۔ جن آدمی قبول بندگی و اطاعت الہی اور غیر مستقل کچھ راستہ طاعت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ سقوت و حقیقت حق الہی سے استغنا نہ ہے۔

(۸) حق تعالیٰ نے اہل اہل حق و حق پرستوں کو جو چہاڑیں ۵۵ میں لکھا ہے کہ جو استغنا نہ و استغنا و باطن و ظہر و قدرت مستقل جو وہ شرک ہے اور جو باطن و ظہر و قدرت غیر مستقل جو وہ وہم و غم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جب کڑے تو وہ مستند مذہبی ہو یا میت اس عبارت کو بار بار پڑھیے اور بتائیے کہ اس سے بابت ذبح تو نہیں ہو رہی ہے حق تعالیٰ ص ۱۳۶-۱۳۷ میں لکھا

و کھجری کھجے میرے ہی۔

جز قہار سے ہے کہاں میری پناہ

یا بن مہر اللہ نہانے سے ظاف۔

میں ہوں بس اور آپ کا دربار رسول۔

در بزرگوار خطا و عیب سے۔

کاش ہو جائے نہی میں خاک۔

فائدہ۔ ان احوال جات سے نہ صرف مدعا لگنے کا ثبوت ملا بلکہ ان میں غائبانہ ادوار انبیاء و اولیاء و کونہ و کھجما اور انہیں پکارنا اور ان سے مدد مانگنا ثابت ہوا۔

جواب (۲) یا شیخ عبدالقادر جیلانی غنی اللہ پڑھنا جائز ہے اسی پہلے جواب سے ثابت ہے خاص اسی کے لیے چند احوال جات حاضر ہیں (۱) حضرت مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نزہۃ النظر ص ۶۱ میں محدثانہ سند کے ساتھ ابوالقاسم عمر بزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت لکھتے ہیں

سمعت سیدی السیدی الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول من استغاث بی فی کربۃ کشف عہ و من نادانی باسمی فی شدۃ فرحت عہ و من توسل بی الی اللہ فی

(۹) حضرت مولانا سید عبداللطیف صاحب قادری دیوری اپنی کتاب فصل الخطاب ص ۱۲۷ میں فرماتے ہیں وہم ازینجاست آنچه عرفا و علمائے بطریقہ قادریہ بعد از انہ دو گنا نہ صلاحۃ الحاجۃ باسم یا شیخ عبدالقادر شینا للہ نداء توسل می کنند

(۱۰) اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب انتہا فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھ گئے برائے حصول مہمات شینا للہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی یکصد و یا زائد بار مہم خواند سخن اللہ و یحمدہ۔

(۱۱) حضرت مولانا علی قاری شرن حسن حنین میں فرماتے ہیں یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی غنی اللہ گفتن در وقت سختی جائز است۔

(۱۲) بہت بڑے بزرگان دین اور اولیاء اسلام صلوٰۃ الاسرار شریف کے عامل تھے اور ہیں اور صلوٰۃ الاسرار شریف کا بیان

بیتہ الاسرار شریف اور نزہۃ الخاطر اور زبدۃ الاسرار و غملہ یا فعیہ اور قلمک الجواہر اور تفریح القلطر اور انہار الظلمات اور منہا قبہ غوثیہ ص ۲۳۵ اور فصل الخطاب ص ۱۲۷

میں ہے اور یہ کتب خائفین کے اکابر کے نزدیک مستند معتبر ہیں اور اس صلوٰۃ الاسرار میں ہی مذکورہ بالا وظیفہ مندرج ہے اس کا نام صلوٰۃ غوثیہ بھی ہے ہم اس کا طریقہ بھی عرض کر دیتے ہیں

صلوٰۃ غوثیہ۔ حاجت برآوری کے لئے ایک مجرب نماز صلوٰۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ ہے جو امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر غنی شافعی بیتہ الاسرار میں اور مطالعہ قادری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی زبدۃ الخاطر و نزہۃ الخاطر میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز اُٹھیں پڑھیں اور پھر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل حوالہ پڑھیں سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کرے پھر یہ کریم ﷺ پڑھیں گیارہ بار دو رکعت نماز پڑھیں اور گیارہ بار یہ کہے

یا رسول اللہ یا نبی اللہ اغثنی۔ و امدنی فی قضاء حاجتی۔

حاجۃ قضیت حاجتہ۔

یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس نے مجھ سے مدد چاہی کسی پریشانی میں تو میں اس کو دور کروں گا اور جس نے مجھ سے نام سے مجھے ندا کی تو میں اس کو حل دوں گا اور جس نے کسی حاجت میں اللہ کے حضور ﷺ میں اتوسل کیا تو اس کی حاجت روائی کروں گا۔

(۲) حضرت شیخ نور الدین ابو الحسن علی بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سہلۃ الاسرار ص ۱۰۶)

میں اسی محدثانہ شان سے ابوالقاسم عمر بزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تحریر فرماتے ہیں۔

(۳) حضرت شیخ محمد بن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھنا انہما حسن لکھیں روایت ہی سند سے پوری روایت فرماتے ہیں

(۴) حضرت شیخ عبدالقادر بن محمد بن ابی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ذکر میں یہ ہے کہ روایت پوری نقل فرماتے ہیں۔

(۵) حضرت شیخ شمس الدین محمد بن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ذکر میں یہ ہے کہ روایت پوری نقل فرماتے ہیں۔

(۶) حضرت شیخ شمس الدین محمد بن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ذکر میں یہ ہے کہ روایت پوری نقل فرماتے ہیں۔

(۷) حضرت شیخ شمس الدین محمد بن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ذکر میں یہ ہے کہ روایت پوری نقل فرماتے ہیں۔

(۸) حضرت شیخ شمس الدین محمد بن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ذکر میں یہ ہے کہ روایت پوری نقل فرماتے ہیں۔

(۹) حضرت شیخ شمس الدین محمد بن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ذکر میں یہ ہے کہ روایت پوری نقل فرماتے ہیں۔

پھر عراق کی جانب گیا وہ قدم چلے اور ہر قدم پر کہے

یا غوث الثقلین و یا کریم الطرفین اغثنی و امدنی فی قضاء حاجتی۔

پھر حضور ﷺ کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعا کرے انشاء اللہ حاجت پوری ہوگی (ایک اور طریقہ بھی ہے) برائے جمع مہمات ختم صغیر حضور سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ختم صغیر پڑھنے کا طریقہ۔ اول ۱۱ بار درود شریف کلمہ تجید ۱۱ بار یا شیخ عبدالقادر جیلانی ۱۱ بار بعد سورہ الم نشرح ۱۱ بار پھر سورۃ یسین ایک بار پڑھے عروج ماہ میں ہجرات سے شروع کرے انشاء تعالیٰ ایک ہفتہ پڑھنے سے جملہ مہمات سب منتحل ہوں گے مجرب و آزمودہ ہے (۳) خود اس صاحبان چاہتے ہیں کہ یہ ترکیب صحیح ہے لیکن موصوف کی صفت بنانے میں معترض کی غلطی ہے یہ مہمل بنی اور بدل کے نقل سے اگر موصوف صفت بنایا جائے تو واقعی غلط ہے لیکن یہ غلط فہمی معترض کی ہے نہ کہ اصل عبارت کی غلط فہمی کا فعل عاصب اعظمی محذوف ہے اور یہ بھی تمام عرب مروج ہے اس کی مزید تحقیق فقیر کی تصنیف وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی کا مطالعہ کیجئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳۹۵ھ

مسئلہ ۱۱۵

اولیاء اللہ کے عرسوں پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ کیا اہل قبور بزرگوں سے فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

سائل نصیر احمد نیک آباد

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عرس کی اصل علماء کرام نے حدیث نم حکومتہ العروس سے نکالی ہے اور یہ حدیث شریف بخاری مسلم و دیگر صحاح کے علاوہ مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے بزرگوں کے عرسوں پر جانے میں چند مقاصد ہوتے ہیں مثلاً۔

(۱) زیارت مزارات۔ متعدد روایات زیارت مزارات پر مصرح ہیں



عن رسول اللہ ﷺ انہ کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول

(مسند احمد ۲/۱۰۰)

(۲) حدیث شریف میں ہے کہ...

عن رسول اللہ ﷺ انہ کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول والخلفاء الاربعہ حکذا کان یفعلون

(۱) چنانچہ شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

روم انکہ شیت اجتماع مہربان کثیر جمع شہداء و ختم کلام اللہ فاتحہ و تسبیح بنی و بعد لموردہ تقسیم در میان حاضران کنند این قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفاء راشدین نبوی

مگر کسی وقت نہ ہو کہ نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات و حاصل می شود

(۲) حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگ ہاتھ میں ۱۰۰ اپنے مکتوب میں ۱۸۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

اعراض پیرانہ بزرگست پیرانہ بسماح و سفلی جاری دارند (۳) انھیں میں نے اپنے بچہ و مرشد حضرت حاجی الداد اللہ قدس سرہ اپنے فیصد ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں کہ شریف کا مشرب اس امر میں یہ ہے کہ رسول اپنے بچہ و مرشد کی مہربان پر ایصال ثواب کرتا ہوں

اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہے گاہے اس وقت میں دست ہوتے مولود پڑھا جاتا ہے پھر حاضر کا کھانا کھایا جاتا ہے اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔

(۴) انھیں میں نے بڑے قلمبر شہید احمد گنگوہی نے بھی اصل میں لکھا ہے چنانچہ فائدہ رشید یہ میں

ہے کہ بہت اشیاء ہیں کہ اول مہربان تھیں پھر کسی وقت منع ہو گئیں مجلس عرس مولود بھی ایسا ہی ہے۔

حقیقت حال غرض یہ کہ عرس کی اصل اور اس کا شروع ہونا تو احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اس کا

مذہب صرف وہی ہو کہ عرس کے ۱۰ اور کوئی نہیں اور یہ لوگ اولیاء کرام کے متعلقات کو بدعت و حرام کہنے سے مادی ہیں۔ عرس کا دوسرا مقصد قرآن خوانی اور تیسرا مقصد صدقات و خیرات برائے ایصال ثواب

زیارت مزارات تو سنت ہے جو کہ اوپر تصریح ہو چکی ہے مزید ایک اور حدیث یہ ہے

عن امی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ یعلمہم اذا خرجوا الی المقابر السلام علیکم اهل الدیاز من المؤمنین و المسلمین انا انشاء اللہ بکم لاحقون۔ (مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور) دوسری جگہ اسی مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ

قال رسول اللہ ﷺ نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا۔ پہلے میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکتا تھا اب میں اجازت ہے تو قبر کی زیارت کیا کرو۔

فائدہ۔ ہمارے کرام فرماتے ہیں کہ بھی عن زیارۃ القبور کا حکم منسوخ ہو گیا اور فرماتے ہیں کہ اس کی سبب جاہلیت کے زمانہ کے قرب کی وجہ سے تھا کہ ۱۰۰ یہ کہ یہ نہیں جو جاہلیت میں کہتے یا وہی نہ کرتے تھے

تو اس زمانہ میں کرتے تھے

تو اللہ اسلام جب حقیق سے مقرر ثابت ہو گئے اور نبی کا سبب بھی نعم ہو گیا تو پھر زیارت قبور کی اجازت مردوں کے لیے ہے عورتیں ایسے ہی نہیں ہیں اصل میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاد احمد رضا خاں قدس سرہ

فرماتے ہیں کہ علماء کو اختلاف ہوا کہ کیا اس اجازت کے اس نبی میں عورتیں بھی داخل ہیں یا نہیں صحیح ہے کہ داخل ہیں کسافی بحر الرائق مگر جو انہیں منوع ہیں۔ روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لیے انہیں بھی اجازت ہے اور انہیں کہتے ہیں نہیں کہ اس نبی سے جیسے مردوں کو اجازت ہے ایسے ہی عورتوں کو بھی

اجازت ہے چنانچہ در اختیار میں ہے

هل تسحب زیارۃ قبر النساء الصحیح نعم بلا کراہۃ۔

نہایت میں کراہیت پر جز مفرمایا۔ شرف فاری میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ نہایت شدائد میں احادیث کہ زیارۃ قبور سنت۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ زیارت قبور سنت ہے

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ فیض احمد اویسی فخر ۲۳ ربیع الاول

مسئلہ ۱۱۶

صاحب مزار سے فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

سائل نور الدین سکھر مندھ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضرت شیخ عبدالقدوس محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ شریف کی شرح اربعۃ الدعوات میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک اجابت دعا کے بارے میں تریاق اور مجرب ہے جیسے الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس بزرگ سے ان کی زندگی میں استدعا کیلئے عرض کیا جاتا تھا ان کے وصال کے بعد بھی سوال کیا جاسکتا ہے۔

فائدہ۔ جیسے یہ مضمون اربعۃ الدعوات میں اسی طرح مشکوٰۃ شریف کے باب زیارۃ القبور کے حاشیے پر عربی زبان میں بھی ہے اس کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ

واما الاستمداد باهل القبور فی غیر النبی علیہ السلام او الانبیاء فقد انکرہ کثیر من الفقہاء و اثبتہ المشائخ الصوفیہ و بعض الفقہاء قال الامام الشافعی قبر موسیٰ

الکاظم تریاق معجرب لاجابۃ الدعواۃ الخ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴ حاشیہ ۲)

اس کے بعد شاد صاحب قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ

یکہ از مشائخ گفتہ دیدم کہ چہار کس را از مشائخ کہ تصرف می کنند در قبور خود مانند تصرف فی ایشان در حیات خود یا

بیشتر قوی می گویند کہ امداد می قوی تر است و من می گویم کہ امداد میت قوی تر و اولیاء را تصرف در اکواف حاصل است و آن نیست مگر ارواح ایشان را ارواح

باقی است۔

(فائدہ) حضرت صاحب قدس سرہ نے اختصار کے پیش نظر صرف ایک حوالہ پر اکتفا فرمایا ہے ورنہ اس مسئلہ پر اسلاف کی تصریحات ان گنت ہیں مثلاً

احناف کی مشہور عالم کتاب در مختار باب ملطظ جلد سوم کے آخر میں لکھا ہے کہ اگر کسی کی کوئی شے گم ہو جائے تو

وہ کسی اونچی جگہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور سورہ فاتحہ شریف پڑھ کر اس کا ثواب نبی کریم

رؤف الرحیم ﷺ کو پہنچے کہ یہ کرے پھر سیدی احمد بن علوان کو پھر یہ دعا پڑھے

یا سیدی احمد یا ابن علوان ان لم ترد علی ضالئی والا نزعنک من دیوان الاولیاء

صاحب در مختار نے لکھا ہے کہ اس دعا کی برکت سے انکی گمشدہ چیز اسے مل جائے گی۔

(فائدہ) عمل مبارک احناف کے ایک بہت بڑے امام نے بیان کیا ہے اس لیے استدعا کے علاوہ دوسرے سے اولیائے کرام کو پکارنے کا ثبوت بھی مل گیا جو لوگ اپنے آپ کو خفی بھی کہلاتے ہیں اور پھر اولیائے کرام

سے مدد مانگتے اور دوسرے پکارنے کو شرک کی رٹ لگاتے ہیں وہ اس سے عبرت لیں۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قول مبارک۔

نوٹ التلقین محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مرقات اتنی کتاب (نزهۃ الحاطر العائر ص ۴۱) میں لکھتے ہیں

من استغاث بی فی کونہ کشف عہ و من نا دانی باسمی فی شدۃ فرجت عہ و من توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت حاجتہ

نیز صلوٰۃ الاسرار تو قضاے حاجت کے لیے مشہور ہے ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب مذکور میں اس کا طریقہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ اخلاص شریف ۱۱ بار پڑھے۔ سلام پھیر کر ۱۱ بار صلوٰۃ و سلام پڑھے پھر بعد از شریف کی طرف (شمال کی جانب) ۱۱ قدم پلے پھر قدم پر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا نام مبارک لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور یہ شعر مبارک پڑھے۔

ایدر کسی فیہم وانت ذخیرتی و اعظم فی الدنیا وانت بضری

د عاز علی حامی الحمی و هو منجدی اذا صاع فی البیداء عقال بعیری



یہ لکھ کر ماحلی قادیانی نے فرمایا کہ

وقد جرت ذلک مرارا

فائدہ: ایسے بہ شمار دعوات احناف کی کتب میں ملتے ہیں

وہ ہندی حکیم الامت کا حوالہ۔ اب وہ ہند کے حکیم الامت کا بھی ایک حوالہ دیا خط فرماتے تاکہ یہ تسلیم ہو۔ فتویٰ مدادہ کتب الفقہاء والکلام جلد ۱ ص ۹۹ میں ہے۔ جو اس وقت واستہد او باعتقاد محمد و قہرت مستقل بود و شرک ہے اور جو احمق و مد و قہرت غیر مستقل ہو اور وہ محمد و قہرت کی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے خواہ مستند متنبی ہو یا میت۔

فائدہ: مزید تفصیل شاہد الحق علامہ یوسف نعیمی میں دیکھئے اس مسئلہ کا تعلق اولیاء اللہ کی استہد او سے ہے جس کی تفصیل کتاب (استہد او اولیاء اللہ کی تحقیق) میں ملنا خط فرماتے ہیں مندرجہ ذیل حدیث شریف صحیح ہے۔

قال السی سکت من منسی لویارہ العلماء اولشیح الکبیر اولعلیل او نفقہ ذی رحمہ او علی عوارہ الکفاء او تعاون الاعمر اربعین قدما اعطاء اللہ تعالیٰ علی کل قدم عشر حسات و محی عہ عشر سیات ولم یرجع الا مغفورا۔

ترجمہ حضور نبی اکرم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص علماء یا کسی بہت بڑے بزرگ کی زیارت یا بنا پر پی یا ذی رحمہ مہرم کی خبر گیری یا کفار سے جنگ کرنے یا جانچنا کی مدد کے لیے چالیس قدم چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر قدم کے عوض دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور گھر واپس لوٹے گا تو وہ مغفور ہوگا۔

فائدہ: یہ حدیث مبارکہ مشائخ تصوف کی سند کے لحاظ سے صحیح ہے محدثین کی اصطلاح اور تصوف کی اصطلاح میں فرق ہوتا ہے تفصیل مطولات میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ۔ ۲۱ رجب ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۱۱۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں بزرگوں کا درجہ و مرتبہ دینا سے جانے کے بعد بڑھ بھاتا ہے یا گھٹاتا ہے ثبوت حوالہ کتب تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سائل نصر اللہ خان لودھراں

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایہ الحق والصواب

انتقال کے بعد بزرگان دین کے درجے اور مرتبے اعلیٰ ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے تعلقات دنیا اور دنیا والوں سے ختم ہو جاتے ہیں اور اللہ پاک کے ساتھ گہرا تعلق ہو جاتا ہے مشارق الانوار میں ص ۵۸ پر ہے وقد ذکر بعض العارفین ان الولی بعد موتہ اشد کرامۃ فی حال حیاتہ لانقطاع تعلقہ بالخلق وتجر دروہ للخالق فیکرمہ اللہ بقضاء حاجۃ المسلمین بہ۔

ترجمہ عارفین نے ذکر کیا ہے کہ ولی اللہ کی بزرگی انتقال کے بعد زیادہ ہو جاتی ہے حالت زندگی کے اعتبار سے کیونکہ ان کے تعلقات مخلوق سے منقطع ہو جاتے ہیں اور ان کی روح کو خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہو جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ ان کو یہ عزت و بزرگی دیتا ہے کہ ان کے ذریعہ سے جو لوگ اپنی حاجت کے چاہنے والے ہیں ان کی حاجت کو پوری کر دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی ۲۳ رجب ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۱۱۸

یہاں کچھ نقشبندی طریقت کے مرید ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب ایک مرشد پرودہ کر جاوے تو دوسرا مرشد چڑھ سکتا ہے کیونکہ وہ مرگیا ہے اس لیے کوئی فیض نہیں پہنچا سکتا بلکہ ہمارا یقین ہے کہ ہر کامل دنیا سے رحمت کے بعد بھی فیض دے سکتا ہے اس لیے کہ وہ صرف نقل مکانی کرتا ہے آپ لکھ کر بھیجیں کہ کون حق پر ہے۔

سائل نذر محمد روہیلا نوانی ضلع مظفر گڑھ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایہ الحق والصواب

معتز نقشبندی نہیں بلکہ وہ ہندی معلوم ہوتا ہے اگر اس کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابرین کے عقائد کا علم ہوتا تو ایسی لغو بات نہ کہتا جس صحیح العقیدہ شیخ سے بیت کر لی اس کو بلا کسی مذہب شرعی چھوڑتا یا انتقال کے بعد ان کو کفارہ سمجھتا شریعت سے جہالت پر مبنی ہے یقیناً حق تعالیٰ نے اولیاء کاملین کو بڑی قوتیں عطا فرمائی ہیں وہ اس عالم سے وصال کرنے کے بعد بھی فیض پہنچاتے ہیں سلسلہ نقشبندیہ کے معتد و مشہور بزرگ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود معروف است فعلاں در محراب بوقت خواب اسباب و اسباب خود بخامیت حضرت می سپارند و تا سیدات از غیب ہمراہ ایشان می شوند۔ اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں یہی سوال لکھ کر جواب لکھتے ہے ملاحظہ ہو۔

سوال: حزارات اولیاء سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: حزارات اولیاء کاملین سے فیض حاصل ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت ہرگز جائز نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۲۴)۔

تبصرہ اویسی غفرلہ: جب شرعاً جائز ہے تو عوام کو ممانعت کیوں؟ ان کو خواص کی پابندی زیادہ ضرورت ہے اگر ان سے کسی خرابی کا امکان ہے تو انہیں سمجھا دیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ اشوال ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۱۱۹

ہمارے ہاں ایک پیر ہے داڑھی منڈاتا ہے نماز بالکل نہیں پڑھتا۔ لیکن اس سے کرامات کا صدور پھر پور ہو رہا ہے۔ کیا ہم اسے ولی اللہ مانیں۔

سائل عبد الباقی

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایہ الحق والصواب

شریعت کا مخالف کبھی ولی اللہ نہیں ہوتا بلکہ وہ شیطان ہے اگرچہ اس سے خرق عادت کے طور پر

ہوتا ہے کیونکہ علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ جب کسی انسان کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت فعل ظاہر ہو تو وہ دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو اس کے ساتھ دعویٰ بھی ہوگا یا دعویٰ نہ ہوگا اگر دعویٰ ہوگا تو اس کی کئی قسمیں ہیں یا تو اس میں ۱۔ خدائی کا دعویٰ ہوگا۔ ۲۔ یا نبوت کا۔ ۳۔ یا ولایت کا۔ ۴۔ یا جادو وغیرہ کا یا قسم ہوئے۔ (۱) خدائی دعویٰ ہے اس کے مدعی کے ہاتھ پر خرق عادت کا بغیر کسی معارفہ کے ظاہر ہونا جائز ہے جیسے نقل کیا گیا ہے کہ کفرعون خدائی کا مدعی اس کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ہوتا تھا اور ایسے ہی وصال کے ہاتھ پر خوارق کا ظاہر ہونا احادیث سے ثابت ہے چنانچہ ایسے مدعی کا دعویٰ اور اس کی طاقت ہی بتاتی ہے کہ یہ سراسر جھوٹا۔ کاذب اور دروغ گو ہے لہذا اس کے ہاتھ پر خرق عادت کے ظہور سے اس کی صداقت کا وہ حکم تک بھی نہیں ہوتا۔

(۲) نبوت کا دعویٰ ہے اور یہ بھی دو قسم پر منقسم ہے کیونکہ یہ مدعی یا تو سچا ہے یا جھوٹا ہے اگر سچا ہے تو اس کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ضروری ہے لیکن جو مدعی جھوٹا ہے اس کے ہاتھ پر خوارق کا ظہور جائز نہیں اور ظہور کی تقدیر پر اس کا معارفہ ضروری ہے۔

(۳) یہ ہے کہ ولی سے خرق عادت ظاہر ہوگا اگر سچا ہے تو اس سے خرق عادت کا ظہور بالکل برحق ہے۔ (۴) مدعی جادو کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہو سکتا ہے بھی جائز ہے مگر معتزلہ اس میں مخالف ہیں یہ قسم اول کے اقسام ہوئے۔ اب دوسری قسم کے اقسام میں لکھتے دوسری قسم یہ ہے کہ کسی انسان کے ہاتھ پر جادو کی دعویٰ کے خرق عادت ظاہر ہو پھر یہ انسان یا تو خدا نے تعالیٰ کے نزدیک صالح اور نیک بخت ہوگا یا فاسق و فاجر پہلی صورت تو وہی کرامت اولیاء ہے جس کے جواز پر ہمارے علماء متفق ہیں دوسری صورت یعنی فاسق و فاجر کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہونا اسی کا نام استدرار ہے۔ آج کل ہمارے لوگ اس فرق کو نہ سمجھ کر جس سے بھی کوئی خرق عادت یہاں تک کہ تعویذ، جھوٹے، پھونکے سے فائدہ پاتے ہیں تو اسے ولی اللہ سمجھ لگ جاتے ہیں۔ اور وہ دعویٰ اسی طرح سے عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتا ہے یہ علماء کرام اور سچے اور صحیح مشائخ کا فرض ہے کہ عوام کو بتائیں کہ ولی اللہ وہ ہے جو شرع رسول اکرم ﷺ کا پابند ہو خلاف شرع ہو کر میری مرید کی کا وحدا کرتا ہے وہ میر نہیں لیکن اس سے دور رہنا فرض ہے ورنہ قیامت میں پچھتاؤ گے۔



## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی الحزم الحرام ۱۳۹۸ھ

مسئلہ ۱۲۰

حضرت خلیفہ اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ کا پورا نام والدین کا نام قبیلہ کا نام اور علاقہ و ملک بیان فرمائیں۔ نیز حضور ﷺ کے کون سے اہل بیت مبارک شہید ہوئے تھے۔ حضرت خلیفہ اولیٰ قرنی کی والدہ ماجدہ نے آپ کو کیا نصیحت کی تھی؟ علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے اپنا جب مبارک کس کے ہاتھ میں رکھا تھا اور وہ کون سے تابع تھے جنہیں نبی پاک ﷺ نے پیغام بھیجا تھا کہ میری امت کی بخشش کے لیے دعا کریں؟

سائل محمد عبدالکریم چٹوکی

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضرت اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ کا پورا نام ابو عمرو اویسی بن عامر قرنی مرادی ہے۔ ابو عمرو حضرت اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے والدہ ماجدہ کا نام عامرہ اور والدہ محترمہ کا نام "ہدرا" بتایا جاتا ہے ملک یمن کے شہر قرن کے رہنے والے تھے اور قبیلہ بنو مراد سے آپ تعلق رکھتے تھے آپ جلیل القدر عظیم المرتبت تابعی ہیں۔ بلکہ افضل التابعین اور سید التابعین ہیں رضی اللہ عنہ۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے والے ودان مبارک غزوہ احد شہید میں ہوئے اور جب یہ خبر حضرت اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو ایک روایت کے مطابق آپ نے اپنے سامنے والے چاروں وادان نکال دیے اور کتب سیرت و تاریخ کی مشہور روایت میں ہے کہ یہ خبر سننے پر حضرت اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ کے سب وادان خود بخود جھڑ گئے۔ حضرت خلیفہ اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ کی والدہ نہایت شفیقہ اور معذور تھیں۔ حضرت خلیفہ اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ ہمہ وقت ان کی خدمت میں مشغول رہتے اسی خدمت میں مصروفیت کی وجہ سے بارگاہ رسالت میں حاضری کی اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت طلب کرتے مگر وہ اپنی کمزوری اور معذوری کی وجہ سے اجازت نہ دیتیں ایک دفعہ حضرت اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ کے اصرار پر اجازت تو مل گئی لیکن ساتھ ہی آپ کی والدہ ماجدہ نے نصیحت کی کہ اگر رسول اللہ ﷺ گھر پر نہ ہوں تو وہاں ٹھہرنا نہیں بلکہ وہاں آجانا چاہیے آپ مدینہ منورہ میں وارد ہوئے ہی

کا شانہ نبوت ﷺ پر حاضر ہوئے اتفاق کی بات تھی کہ حضور پر نور ﷺ اس وقت گھر پر نہ تھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ ﷺ کب تشریف لائیں گے نبی فی صلبہ نے ارشاد فرمایا کہ شاید ظہر تک واپس تشریف لائیں گے۔ عرض کی کہ حضور ﷺ کی خدمت مقدس میں میرا سلام عرض کرنا اپنی والدہ ماجدہ کے فرمان کے مطابق رسول مقبول ﷺ کا انتظار رکھنے بغیر نبی واپس لوٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ کی وصیت مبارک کے مطابق آپ ﷺ کا جب مبارک حضرت عمرو علی رضی اللہ عنہا نے خلیفہ اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ کو پہنچایا اور امت محمدیہ ﷺ کی بخشش کے لیے دعا کرنے کا پیغام نبوی بھی دیا حضرت اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمان نبوی ﷺ کے مطابق پیارے حبیب ﷺ کی امت کی بخشش کے لیے خصوصی دعا کی اور عرب کے دو مشہور قبیلوں منقرہ و بیدہ کی بھیز بکریوں کی اون کے بالوں کی کٹتی کے برابر امت کی بخشش کی بشارت پائی۔

فائدہ: ان دونوں قبیلوں کی بھیز بکریاں عرب میں کثرت سے تھیں اور ان کی کثرت کی وجہ سے بھی یہ بکریاں عرب میں مشہور تھیں۔ مزید تفصیل فقیر کی تصنیف "ذکر اویسی" میں پڑھیے۔

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فضلہ ۲۳ شعبان ۱۳۸۸ھ

مسئلہ ۱۲۱

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسائل میں کہ (۱) روحانی بیعت جیسا کہ سلسلہ اویسیہ میں ہے اس کا مکمل ثبوت کیا ہے؟ (۲) خلیفہ اولیٰ قرنی کی بیعت سلطان العارفین بایہ بدطامی سے روحانی ہے کیا یہ درست ہے بحوالہ کتب و مشائخ متقدمین بیان فرمائیں۔ (۳) سلسلہ اویسیہ اور نقشبندیہ کے علاوہ بھی کسی سلسلہ میں روحانی بیعت پر اکتفا کیا گیا ہے یا نہیں؟

سائل محمد سرور فراز فیصل آباد

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(۱) روحانی بیعت کا ثبوت متعدد مستند کتب سے ملتا ہے ارشاد درجیہ میں عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ والد

## واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ ۱۲۲

تو رہے ہاں ایک مولوی اپنے آپ کو دیوبندی بتلاتے تھے وہ کہتے تھے کہ کرامات اولیاء کچھ نہیں آپ اس کے متعلق تحقیق جواب دیجئے۔

سائل نئی بخشیمان

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مولوی مذکور چال ہے۔ وہ اس مسئلہ میں تو دیوبندیوں کو بھی اختلاف نہیں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مشائخ العلماء الحکماء بسننی بھم الغیب علیہم و البھم المرحوع فی الاحکام و الدولانی و المعازض و المقامات و الاشارات۔ اور دوسرے مقامات و حدیث میں لکھتے ہیں کہ ان کرامات الاولیاء من شمسہ معجزات السیئۃ لانہا تشہد للولی بالصدق المستلزم لکمال دینہ المستلزم تحقیقہ المستلزم لصدق نہ فیما اخر بہ من الرسالۃ و کانت الکرامۃ من حملہ الخ

جب تمام اہلسنت متفق ہیں کہ کرامت ولی نبی اکرم ﷺ کا گھر ہے تو کرامت کا انکار دراصل مجرورہ کا انکار ہے اور اس کا انکار معتزلہ پر صادر ہوا ہے اگرچہ اس فرق کا وجود غیر موجود ہے لیکن ان کے خیالات باطلہ پر عمل کرنے والے ضرور موجود ہیں کیونکہ انکا صریح ہوتا ہے دوسرا غلطی پنچہ شیخ ابن حجر قادیانی حدیث میں منکر کرامت کی تفصیل میں فرماتے ہیں کہ اول تو وہی معتزلہ ہیں جو اہل سنیہ سے ولایت کے صدور کے منکر ہیں بلکہ مشائخ صوفیہ اور ان کے متصل پر طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں دوسرے وہ ہیں جو اہل کرامت کے قائل تو ہیں لیکن جب کسی ولی کی کوئی خاص کرامت بیان کی جائے تو اس کا انکار کر دیتے ہیں انکی وجہ ان جرحی کچھ یوں بیان فرماتے ہیں

مما حیلہ لہ الشیطان انہم انقطعوا و انہ ہم سبق الا متلبس مغرورا معنوی علیہ شیطان و لیس علیہ الشیطان و حش علیہ و هو لاء من العناد و الجریان بکمان ایضی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "معنی اویسی آنت کہ حضرت شیخ منریقت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ گفتہ اند قومی از اولیاء اللہ ہمسند کہ نسبت را مشائخ منریقت و کبراء حقیقت اویسیہ می نامند و ایشان را در شاہر حاجتی یہ ہر نبوی زہر کہ ایشان را حضرت نبوت ﷺ یا روح ونی و اولیاء حق در حجر عنایت خود پرورش می نہد بخ و اسفہ غیر چنانچہ اویسی را در سانت پناہ آنت و این مرتبہ خامی تا ہر کہ اخوارہ دھد رنگ فضل اللہ ..... میں شاہ تفتخ علی الاطلاق سیدی مہد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعہ الدعوات ص ۲۷۲ میں فرماتے ہیں کہ "و این را محقق و مفہوم است نزل اھن کشف و کمال از یشانی تا آنکہ بسیاری از قبول و فتوح از ارواح سیدہ این خلفاء اور اصطلاح ایشیہ اویسی خوار اند"۔

(۲) خلیفہ اولیٰ قرنی کی حضرت سلطان العارفین سیدنا بایزید بدطامی قدس سرہ سے روحانی بیعت بھی متعدد اور معتبر و مستند کتب سے ملتی ہے مثلاً مشکوٰۃ شریف اور تہذیب الاولیاء اور غریبۃ الاولیاء و السنیۃ و السنیۃ غلام سرور محمد لاہوری و غیرہم اور شاہ عبدالرحیم دہلوی فرماتے ہیں "ولادت شیخ ابو الحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید است علاقہ و قرابت شیخ ابو یزید و و بحسب باطن و روحانیت بودہ است نہ ہنشاہر و صورت

(ارشاد رحیمہ ص ۵)

سلسلہ اویسیہ نقشبندیہ کے علاوہ بے شمار بزرگوں کو اس طریق سے فیض ملا ہے چند کئی ارشاد درجیہ میں اویسی صاحب ۹ لکھتے ہیں اور ہر سلسلہ کے مشائخ کو مفتی غلام سرور لاہوری صلیۃ الاسرار میں سلسلہ اویسیہ کے عنوان سے بے شمار بزرگوں کا نام لکھا ہے اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اخبار الاخبار شریف میں اور شیخ عطار قدس سرہ تذکرہ اولیاء میں بہت بزرگوں کے نام لکھے ہیں۔



اس قسم کے لوگ ہمارے دور میں عام پائے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو جنتی مسمیٰ کہلاتے ہیں اور علمائے دین سے اپنا انشاؤں کرتے ہیں اگرچہ یہ لوگ بظاہر کرامت الہیہ والیاہم کے قائل ہیں لیکن درحقیقت بقول علامہ ابن حجر مکی یہ لوگ بھی مکررین کرامت میں پہلے اور دوسرے لوگوں میں کسی قسم کا فرق نہیں ہے کیونکہ صریحاً انکار اور منہی انکار کا مل نتیجہ ایک ہی ہے اسی کا عداوت و لاییت ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان صحیح حدیث شریفہ سے ثابت ہے۔

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ للحرب الخ

اب سوچنے کا مقام ہے کہ ولی کی عداوت سے متعلق اللہ تعالیٰ نے کیا حکم فرمایا ہے ابن حجر فرماتے ہیں کہ ولی کی دشمنی سے قاتل ہے اور ان کے مکرر قہوڑی سزایں ہے کہ ان کی ہر حرکت سے خرم ہو جاتا ہے اور خوف ہے کہ اس کا تہ خراب ہو۔ اسی لئے مسطور ولی کو آج کے دن سوچنا چاہئے۔

کرامت الہیہ والیاہم میں یہ جملہ موافق و مخالف کا مسلم ہے لیکن مخالف کو جب اولیاہم اللہ کی کرامت کی تفصیل سنائی جاتی ہے پھر اس کی حالت غیر ہو جاتی ہے مثلاً اولیاہم اللہ کے سردار بلکہ ان تمام کے پیر یعنی غوث اعظم و دیگر رحمۃ اللہ علیہ کا بڑھیا کا بیڑا ان تمام کو تو مخالف جل جہنم بنا بیٹھا لیکن چونکہ ہمارا حق ہے کہ ہم واپس پیش کریں چنانچہ کچھ عرض کیا جاتا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو جو کرامت عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر متعدد اجساد کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس کرامت کو تعدد اجساد کہا جاتا ہے۔

ذکر ابن السبکی فی الطہقات ان الکرامات انواع وعد منها ان یکون له

اجساد متعدده۔

یعنی علامہ ابن سبکی نے طبقات میں ذکر فرمایا کہ کرامتوں کی کئی قسمیں ہیں ان کرامات سے یہ ہے کہ ولی جسم ہو جاتے ہیں (تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۶۱۵ الحواوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۳۹۲) تفسیر مائری میں ہے۔

وکذلک یجعل نفوس بعض اولیاء فانہم یظہرون انشاء اللہ فی ان واحد فی امکة شتی باجسادہم المصارکہ۔

یعنی یوں ہی خدا تعالیٰ اپنے بعض ولیوں کو طاقت و مفاخر مانتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی فطرت سے ایک آن میں متعدد جگہوں میں اپنے اجساد و مہارک کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (ج ۳ ص ۲۷۷) تفسیر روح المعانی میں ہے۔

ولا مانع من ان یعدد الجسد المطلق الی ما لا یحصی من الاجساد۔ (ج ۳ ص ۲۷۵) یعنی اس سے کوئی امر مانع نہیں کہ جس قدر مثالی کا تعدد اتے اجساد میں ہو کہ ان کا شمار بھی نہ ہو سکے۔ امام عبد الوہاب شہرانی قدس سرہ نے فرمایا

ومنها شہود الجسم الواحد فی مکانین فی آن واحد۔ (الایات والحوہ ص ۲) کرامات سے ہے ایک جسم کا آن واحد میں دو جگہوں میں ظاہر ہونا (یعنی تعدد اجساد) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تعدد اجساد صرف روح کے ساتھ ہوتا ہے جسم کے ساتھ بحال ہے اس پر امام شہرانی قدس سرہ کو جواب لایا گیا فرماتے ہیں۔

فما من یقول ان الجسم الواحد لا یکون فی مکانین کیف یکون ایما نک یهدا لحدیث فان کنت مو منا فقلد وان کنت عا لما فلا تعترض فان العلم بمنعک۔

یعنی افسوس ہے اس شخص پر جو یہ کہتا ہے کہ ایک جسم دو جگہ نہیں ہو سکتا۔ اے ایسا کہنے والے تیرا معراج پاک والی حدیث پر ایمان نہیں۔ جس میں حضور نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر مبارک میں بھی دیکھا اور آسمان پر بھی دیکھا۔

اے ایسا کہنے والے اگر تو مومن ہے تو تنقید کر لے اگر تو عالم ہے تو اعتراض کیوں کرتا ہے (اگر تیرا علم نوری ہے) تو تجھے تیرا علم اعتراض کرنے سے باز رکھیں گا۔

**ازالہ وہم** بعض کا خیال ہے کہ حضور ﷺ صرف روح کے ساتھ حاضر و غایب ہیں یہ خیال صحیح نہیں ہے سید عالم ﷺ اپنے حقیقی جسم مبارک کے ساتھ حاضر و غایب ہیں چنانچہ مندرجہ بالا ارشاد اس کی تصدیق موجود ہے بلکہ ہمارے اکابر نے اس امر کی تصریح بھی فرمادی ہے۔ امام ہمام علامہ نور الدین طحطائی نے فرمایا۔

فہو ﷺ موجود بین اظہر نا حسا ومعنی وجسم اور وحاسر او برہانا

(حکم عہد احبار شریف ج ۲ ص ۱۲۴)

یعنی سید العالمین ﷺ ہم میں عام ہیں اور مومنوں پر اپنے جسم و روح مبارک کے ساتھ موجود ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے فقہی کی کتاب تسکین الخواطر۔

(انتقاء) ایک واقعہ ہے حضور ﷺ کے متعلق کو بھی کثرت میں بیٹے ہمارے یہ خود بخود محکم الدین یہ انی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید و کلمات شہور ہیں تفسیر اکابر اولیاہم کی چند کلمات یہاں درج کرتا ہے۔

(ابو جاسم مری) شیخ ابو جاسم مری قدس سرہ و ایک نیا زمند نے نماز جمعہ کے بعد اپنے گھر تشریف لے جا کر دعا پڑھی کہ اے اللہ تعالیٰ میں نے اپنی موت کو قبول فرمایا پھر دوسرا عقیدت مند آیا اس نے بھی نے اپنے لئے دعا پڑھی کہ اے اللہ تعالیٰ میں نے اپنی موت کو قبول فرمایا پھر تیسرا آیا پھر چوتھا پھر پانچواں آپ نے سب کے ساتھ دعا پڑھائی۔

ثم صلی الشیخ مع الجماعة وحاضراً ففقد بین الفقہاء لم یذهب لاحد منهم واذاکل من الحیضة جاء لیشکر الشیخ علی حصولہ عندہ۔

یعنی حضرت شیخ ابو جاسم نے نماز جمعہ پڑھی تو آپ ملا کر امام کے پاس بیٹھ گئے اور تمہیں نہ گئے کچھ دیر کے بعد وہ پانچویں نیا زمند دعوت دینے والے آئے اور حضرت شیخ کا ان سب کے گھروں میں تشریف لے جانے پر ہر ایک نے تحمیر یہ کیا یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ (الحواوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۳۹۵)

حضرت شیخ مدائنی نے ایک وقت چالیس کے گھر جا کر کھانا کھایا (کتاب دجیرۃ السیوف منقول از حربہ مع رحمت ص ۱۸۳)

جہاں گئے سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں تشریف لاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں مرے والوں کی تعداد پندرہ سو ہزاروں تک پہنچتی ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ تو ایک ذات ہیں تو حضور ہر مرے والے کی قبر میں کیسے پہنچ جاتے ہیں اس کی وضاحت فرما دیئے سیدنا امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے بادشاہ و ولی والوں کو کہو کہ وہ میری دعوت کریں لیکن دعوت ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں ہواں فرمائش پر جہاں گئے اپنے بہت سارے احباب کو امام ربانی کی دعوت سے متعلق بہت زیادہ اسی دن خود بھی جہاں گئے حضور امام ربانی کی دعوت کی وقت مقرر سیدنا امام ربانی

فی نے بادشاہ کے ہاں دعوت کھائی رات اسی کے ہاں قیام فرما رہے تھے بادشاہ نے ان دعوت دینے والوں کو بلا کر یہ چھوڑا کہ سب نے فرما دیا اور اقرار کیا کہ امام ربانی نے رات کا کھانا ہمارے گھر کھایا تھا یہ سن کر بادشاہ حیران ہوا سیدنا امام ربانی نے فرمایا کہ بادشاہ میں تو سید عالم ﷺ کا کافی امتی ہیں ہوں اور جب میں آپ کے گھر ایک وقت موجود کرکھا تا کہ سکتا ہوں تو رسول ﷺ کیوں ہر قبر میں جلو فرما نہیں ہو سکتے۔ اور غوث الغیب کے غوث محبوب سبحانی قطب ربانی کی مشہور کرامت ہے کہ آپ ایک وقت کئی مریوں کے ہاں پہنچے اور کھانا کھایا (فیوضات مجدد ص ۱۱)

حضرت سید محمد خضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قال الشہرانی واخبرنی فی صحب الشیخ محمد الحضری انہ حط فی حسمین بلد فی یوم واحد خطبة الجمعة وصلی بہم اما ما۔

(روح البیان ص ۳۱۶ ج ۹)

یعنی خطبہ وقت سیدنا امام شہرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اس شخص نے بتایا جو شیخ محمد خضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہا کہ حضرت شیخ خضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی دن میں ایک ہی وقت پچاس شہروں میں جمعہ کا خطبہ پڑھا اور ہر جگہ پر حاضرین حضرت سید محمد خضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت تفسیر البان موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ نقل فرمایا ہے اور تفسیر البان و وزیر ملک ہیں جن کے متعلق حضرت محبوب سبحانی سرکار غوث قدس سرہ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا ہوں ولی مقرب ذو حال مع اللہ و قدّم صدق عندہ فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے دربار مقرب والا ولی ہے وہ صاحب حال ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے دربار سبحانی کے قدم ہیں۔ پھر کسی نے عرض کیا حضور و تو نماز میں پڑھتے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

انہ یصلی من حیث لا تر و نہ وانی اذ اذصلی ما لمو صل او بغیر ہا من آفاق

الارض یسجد عند باب الکعبۃ

یعنی فرمایا کہ تفسیر البان وہاں نماز پڑھتے ہیں کہ تم نہیں دیکھ سکتے مگر میں اسے دیکھتا ہوں کہ وہ وصل میں آیا ہے اور جگہ میں کے کسی خطے میں نماز پڑھتے ہیں جبکہ وہ وہاں کعبہ کے دروازے کے پاس ہی کرتا ہے

(الحواوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۳۹۱)



حضرت قسب البان کے متعلق ماہر سیوطی قدس سرہ فرمایا

بحکم عن قسب البان الموصوفی وكان من الابدال انه اتهمه بعض من لم يره يصلي بترك الصلوة وشدد الكبير عليه في ذلك فتمثل له على الفور في صور مجتلفة وقال في اى هذه الصور رأيتني ما أصلي

یعنی حضرت قسب البان موصوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو کہ ابدال میں سے ہیں ان پر کسی نے تہمت لگائی کہ یہ نماز نہیں پڑھتے اور سخت انکار کیا تو حضرت قسب البان ان کے سامنے متعدد اجساد میں اور مختلف صورتوں میں ظاہر ہو گئے اور فرمایا کہ میں نے ان سے کسی صورت میں نہ دیکھا ہے کہ میں نے نماز نہیں پڑھی (احادیث مختلفہ ج ۱ ص ۳۸)

(فائدہ) اس مقدمہ کی دہائی علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا۔

قلت فاذا كان هذا للواحد من الابدال افلا يظهر من رسول الله ﷺ الف الف مثال للمثل ابدال میں سے ایک کی یہ شان ہے کہ وہ اور متعدد اجساد میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہو سکتا ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ کے لاکھوں اجساد نہیں ہو سکتے۔

(ف) اسی طرح کے واقعات کا تفصیلی مطالعہ کرنا دو فقیر کی کتاب الانبیاء اور نبی اللہ کی آواز پر ہے۔

#### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ ۲۳ شعبان ۱۳۶۲ھ

مسئلہ ۱۲۳

علامہ اویسی صاحب سلام مسنون میں نے ایک قریب میں کہہ دیا کہ یہ اپنی تائیں بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف لے گئے کیونکہ انھوں نے ایک وقت میں ہی فوت کرنے والوں سے وعدہ کر لیا تھا۔ ایک مولوی دیوبندی اسے شریک عقائد سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ اس حکایت کے متعلق شریعت کا کوئی ثبوت نہیں۔ آپ سے امید ہے کہ آپ اس کے واکل و جیکے۔

سائل محمد بخش فیروز ضلع راجہ پور

#### الجواب بعون الملک الوهاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

وعلیکم السلام۔ اسی موضوع پر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام الخلی فی تلوار الوالی اس مسئلہ پر انبیاء کرام علیہم السلام کا شب معراج حضور علیہ السلام کے ملاقات ہونا بتاتے مشہور کا مکتبہ ہے جیسے جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ بدایین بار بار استدلال نقل فرمایا لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ ان میں سے جو انبیاء علیہم السلام، وسال فرماتے وہ اپنے حضرات کے اندر عالم برزخ میں بھی موجود ہیں جو ایک مستقل جہاں ہیں اور اس جہاں میں بھی مسجد بیت المقدس میں بھی حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں پھر جب حضور ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے عالم آخرت کہنا چاہیے

اس سے ہمارا عقیدہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام بیک وقت عالم دنیا، عالم برزخ، عالم آخرت میں موجود ہیں جب یہ عالم میں ان حضرات کا بیک وقت موجود ہونا ثابت ہے تو اولیاء کرام کا متعدد مقامات پر موجود ہونا کیوں نہ ہو ممکن ہے اس پر فقیر نے بھی ایک مضبوط مقالہ لکھا ہے۔ ایک کتاب تسکین الخواطر میں منظم کر کے شائع کیا گیا ہے امام شہرانی رحمۃ اللہ کا مضمون ذیل فرمایا۔

ومن مشہور الجسم الواحد فی مکانین فی آن واحد کما رآی محمد ﷺ نفسه فی الشخاص بنی السماء الا ولی کما هو وکذا لک آدم موسیٰ وغیرہما فانہم فی قبورہم فی الارض فہم ساکنین فی السماء فانہ قال رأیت روح آدم ولا روح موسیٰ فر اجمع ﷺ فی السماء وهو فی قبرہ فی الارض فانما یصلیٰ من یقول ان الجسم الواحد لا یكون فی مکانین کیف یکون ایما نک بهذا الحدیث فان کنت مو منافقہ وان کنت عالمہ فلا تعترض فان العلم بمنعک ولس لک الاختیار فانہ لا یتخیر الا اللہ ولس لک ان تباول ان الذی فی الارض غیر الذی فی السماء لقولہ علیہ السلام رأیت موسیٰ وعلق وکذا لک سائر من رآہ من الانبیاء ہناک فالسمیٰ موسیٰ ان لم یکن عیہ فلا خیار منہ کذب انہ موسیٰ ہذا اس کے بعد امام موصوف نے فرمایا۔

ان المعترض بیکر علی الاولیاء مثل ہذا فی طور تہم وقد کان قسب البان یتصور ما شاء من الصور فی اماکن متعددۃ کل صورۃ خوطب فیہا احباب ان اللہ علی قدیر

(کذا فی البیو اقبیت والحدیث ص ۲۶)

اس کی مزید تحقیق فقیر کی کتاب تسکین الخواطر میں دیکھئے بہر حال ایک ہی آن میں متعدد مقامات پر حضور سرور عالم ﷺ کو خواب یا بیدار میں دیکھا جانا ناممکن ہے اور نہ ہی یہ عقیدہ شریعت ہے

چنانچہ زرقانی شرح معانی احادیث ج ۱ ص ۸

میں ہے کہ لا یمتنع رویۃ داہنہ علیہ الصلوۃ والسلام محسدہ ورو حد حضور ﷺ کی زیارت آپ کے جسم اطہر کے ساتھ دیکھنا نہیں اور یہی جمع امت میں علی صاحب السلام کا مذہب ہے۔ اور اس سے حضور سرور عالم ﷺ کے لئے حاضر ناظر کا ثبوت قیض کیا جاتا ہے۔ اس بحث سے ثابت ہوا کہ میرانی معاصم کا متعدد مدعیوں کے پاس تشریف لے جانا ناممکن نہیں ویسے یہ اتحاد ان کے مخلوقات میں موجود ہے

#### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی غفرلہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ

مسئلہ ۱۲۴

ایک مولوی صاحب تقریر فرما رہے تھے یہ حضرت خلیفہ عظیم الدین سیرانی اویسی رحمۃ اللہ متعدد مقامات بیک وقت دیکھتے جاتے تھے دوسرا مولوی صاحب اس کا نہ صرف انکار بلکہ بیان کرنے والے مولوی صاحب اور اس واقعہ کو ماننے والوں کو شرک کہتا ہے اس کا مفصل جواب دیجیئے۔

سائل عبد الحکور

#### الجواب بعون الملک الوهاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بزرگان دین کا اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ متمثل ہو کر متعدد مقامات میں ظاہر ہونا حقیقت ایک ایسا کمال ہے جو ان حضرات کو قوت قدسیہ کی تکمیل کے بعد حاصل ہوتا ہے دیکھئے صاحب روح المعانی اپنی تفسیر (بارہ ۲۳ ص ۱۳) پر اشارہ فرماتے ہیں۔

والأنفس الناطقة الانسانیۃ اذا کانت قد تسلیخ عن الابدان وتذهب متمثلة ظاہرۃ بصور ابدانہا او بصور اخری کما یمثل جبرائیل علیہ السلام ویظهر بصورة

دحیۃ او بصورة بعض الاعراب کما جاء فی صحیح الاخبار حیث یشاء اللہ عزوجل مع بقاء نوع تعلق لہا بالابدان الاصلیۃ یتانی مع صدور الافعال منها کما یحکم عن بعض اولیاء قدست اسرارہم انہم یرون فی واحد فی عدۃ مواضع وما ذلک لفورۃ تجرد انفسہم و تقدسہا فتمثل و تظہر فی موضع و بدینہا الاصلی فی موضع اخرہ الانتقال دار ہائشہر فی نجد کل نجد الامامیۃ دار۔

اور انسانی روحیں جب مقدس ہو جاتی ہیں تو کبھی اپنے بدنوں سے الگ ہو کر ان ہی بدنوں کی صورتوں یا دوسری شکلوں میں ظاہر ہو کر ہر ایک علیہ السلام کی طرح جیسا کہ دیکھی یا بعض اعراب کی صورت میں ظاہر ہوتے تھے جس طرح صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تشریف لے جاتی ہیں اور ان کا اپنے اصلی بدنوں کے ساتھ ایک قسم کا تعلق بھی باقی رہتا ہے اور وہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے بدنوں سے ان روحوں کے کام نہ آ رہے ہوتے ہیں چنانچہ بعض اولیاء قدست اسرارہم کے متعلق منقول ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر دیکھتے جاتے ہیں اور یہ بات صرف اس وجہ سے ہے کہ ان کی روحیں قوت تجرد اور انجاء تقدس میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیتی ہیں اس وجہ سے روحیں متمثل ہو کر کسی جگہ ظاہر ہوتی ہیں حالانکہ ان کا اصل بدن دوسرے مقام پر ہوتا ہے۔ قرینہ یہ کہ ان کا گھر نجد کی شرقی جانب میں ہے بلکہ تمام مہریہ کا گھر ہے۔ اس کے بعد صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔

وهذا امر مقرر عند السادة الصوفية مشہور فیما بینہم وهو غیر طی المسافۃ وانکار من ینکر کلاہما علیہم مکابرة لا تصدر الا من جاہل او معاند وقد عجب العلامة الشنقزانی من بعض فقہاء اہل السنۃ ای کابن مقاتل حیث حکم بالکفر علی معتقد ماروی عن ابراہیم بن ادم قدس سرہ انہم راوہ وبالبرصۃ یوم الرویۃ وروی ذلک الیوم بمکۃ منہا زعم ان ذلک من جنس المعجزات الکبار وهو ما لا یشک کرامة لولی وانت تعلم ان المعتمد عندنا حوازی ثبوت الکرامۃ للولی مطلقا الا فیما یشک بالدلیل عدم امکانہ کالاتیان بصورة مثل احدى سور القرآن وقد ثبت غیر واحد تمثل النفس وتطورہا لبیننا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد الوفاۃ وادعی انہ علیہ الصلوۃ و



السلام قدیری فی عدة مواضع فی وقت واحد مع كونه فی قبره الشریف یصلی وقد تقدم الكلام مستوفی فی ذلك و صح أنه صلى الله علیه و سلم رأى موسى علیه السلام یصلی فی قبره عند الكعب الاحمر و راه فی السماء و جرى بينهما ما جرى فی امر الصلوات المفروضة و كونه علیه الصلوة الاسلام عرج الى السماء بحسده الذی كان فی القبر بعد أن رآه النبی ﷺ مما لم یقله احد جز عاوا القول به احتمال بعد وقد رأى ﷺ لیلۃ اسرى به جماعة من الانبیاء غیر موسى علیه السلام فی السماوات مع ان قبورهم فی الارض لم یقل احد انهم نقلوا منها البها علی قیاس ما سمعت انفوا لیس ذلك مما ادعی الحكمون استحالة من شغل النفس الواحدة اكثر من بدن واحد بل هو امر وراه كما لا یحقی علی من نور الله تعالی بصیرة التبیہ۔

(روح المعانی ص ۲۱۰۶ ۲۱۰۷ سورة یس زبر البت ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ مقصد عن مصر)

**ترجمہ** اور یہ امر سادات صوفیہ کے نزدیک ثابت شدہ اور ان کے درمیان مشہور ہے اور وہ دلی مسافت علاوہ ہے اور جو شخص ان دونوں یعنی طی کے مسافت اور بیک وقت مقامات متعدد میں ان کے موجود ہونے کا منکر ہے اس کا انکار مردہ ہے جو سوائے چاہل یا معاند کے کسی سے اور نہیں ہو سکتا اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے ابن مقاتل جیسے بعض فقہاء اہل سنت پر سخت تعجب کا اظہار کیا ہے اس حیثیت سے کہ انہوں نے ایسے شخص پر کفر کا حکم لگایا جو ابراہیم بن اہم قدس سرہ کے متعلق اس روایت کا معتقد ہے کہ لوگوں نے انہیں ذی الجہد کی آخیں تاریخ کو بصرہ میں دیکھا اور اسی دن مکہ میں بھی دیکھے گئے اور ان کے حکم کفر کا مدار اس امر پر ہے کہ انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر موجود ہونا انبیاء علیہم السلام کے بڑے معجزات میں سے ہے اور یہ امر میں سے ہے جو دلی کے لئے بطور کرامت ثابت نہیں ہو سکتے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ ہم اہل سنت کے نزدیک معتبر مسلک ہے یہ خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا سوائے اس معجزہ کے جس کا صدور دلی کے حق میں بطور کرامت ناممکن ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو جائے جس طرح قرآن مجید کی سورتوں میں سے کسی سورت کی مثل لے آئے اس کے سوا باقی تمام معجزات خواہ وہ کیسے ہی عظیم الشان ہو ان اولیاء اللہ کے لئے بطور کرامت ان کا صدور و ظہور ہو سکتا ہے اور بکثرت علماء مجتہدین نے حضور ﷺ کے

لئے وفات شریف کے بعد آپ ﷺ کی روح اقدس کے تمثیل ہو کر ظہور فرمائے کو ثابت کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضور ﷺ بسا اوقات ایک ہی وقت میں بہت سی جگہوں میں دیکھے جاتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں اور اس مسئلہ میں اس سے پہلے نہایت تفصیلی کام لڑ چکا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ حضور ﷺ نے سرخ رنگ کے ٹیلے کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر شریف میں لٹا کر دیکھا اور حضور ﷺ نے انہیں آسمان میں بھی دیکھا اور سب جانتے ہیں کہ فرض نمازوں کے بارے میں حضور ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان کیا گفتگو ہوئی اور نبی ﷺ کے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا اپنے اسی جسم کے ساتھ جو قبر شریف میں تھا آسمانوں پر تشریف لے جایا جانا یقیناً ایسی بات ہے کہ آج تک کسی نے نہیں کہی اور ویسے بھی یہ قول احتمال بعید ہے پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی آسمانوں پر دیکھا باوجود اس کے کہ ان کی قبر مقدسہ زمین میں ہیں اور یہ بات بھی آج تک کسی نے نہیں کہی کہ وہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں سے آسمانوں کی طرف منتقل کر دیئے گئے تھے جیسا کہ تم ابھی نہ دیکھے ہو ساتھ ہی یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ یہ بیک وقت متعدد مقامات میں ان مقدس حضرات کا موجود ہونا اس قبیلہ سے نہیں ہے جس کے ہونے فلسفیوں نے دعوے کیا ہے کہ ایک روح ایک بدن سے زائد بدنوں کے ساتھ ناممکن ہے ایا یہ کمال غلطی کی مثال قرار دی ہوئی صورت اور اس سے بہت بلند ہے جیسا کہ یہ حقیقت ان پر ظاہر ہے انجلی سمیرت کو اللہ تعالیٰ نے روشن فرما دیا شہیر احمد عثمانی نے روح الداعی کی یہ روایت صحیح الہدایہ میں نقل کی ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ حضور ﷺ کا جسم باوجود اپنی قبر شریف میں تشریف فرما ہونے کے متعدد مقامات پر دیکھے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیے صحیح الہدایہ جلد اول صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ پریس بکھورہ دیکھئے دیوبندی علماء بھی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضور ﷺ کے متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوئے قائل ہیں فیض الباری جلد اول مطبوعہ قاہرہ صفحہ ۲۰۴ پر اور شاہ شہیری فرماتے ہیں۔

وبسكن عدى روینہ ﷺ بقضۃ لمن رزقه الله سبحانه كما نقل عن السیوطی وحمد الله تعالیٰ انه رآه ﷺ الثین وعشرین مرة وسالہ عن احادیث ثم صححها بعد

تصحیحہ

(ص ۲۰۶ ۱ بیض الباری شرح صحیح بخاری باب العلم ما انعم من كذب الخ)

**ترجمہ** اور میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو جانتے ہوئے بیداری کی حالت میں دیکھنا ممکن ہے جسکو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائے جیسا کہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بائیس مرتبہ دیکھا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیا پھر حضور ﷺ کی تصحیح کے بعد سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو صحیح کر لیا۔ اس کے بعد انور شاہ صاحب نے امام شہرانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ کے سامنے اپنے آنحضرت کی معیت میں بخاری شریف پڑھی بلکہ انور شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ۔

فالروایۃ متحققۃ وانکارها جہل یعنی حضور ﷺ کو بیداری میں دیکھنا متحقق اور ثابت ہے اور اس کا انکار جہل صریح ہے۔

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فخر لاہ ۳ شعبان ۱۳۸۸ھ

مسئلہ ۱۲۵

ابن تیمیہؒ نے فرمایا میں اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان میں لکھا ہے کہ عدد ابدال یا نقیاء یا نقیاد یا اودا یا انقلاب کی کوئی حد یث صحیح نہیں پائی جاتی مگر یہ جرح مبہم ہے جس کا اعتبار نہیں طریقہ یہ کہ ابدال کے مقدمہ میں لکھتا ہے وروی فیہم حدیث ان الابدال اربعون رجلا الخ۔ یعنی ان میں ایک حد یث روایت کی گئی ہے کہ ابدال چالیس ہیں اور وہ شام میں رہتے ہیں یہ حد یث مسند میں جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے یہ حد یث منقطع ہے ثابت نہیں یہ بات معلوم ہے کہ حضرت علی اور ان کے ساتھی صحابہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہی اہل شام سے افضل تھے حضرت معاویہ کے لشکر کی افضل الناس تھے نہ جناب امیر المومنین حضرت علی۔

سائل محمد احسان گوجرانوالہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ابن تیمیہ نے عند انتظام کی بیان نہیں کی اور دلیل بھی وہ محض افویہ ہے یہ بات کہاں سے پائی جاتی ہے کہ امیر شام کے فوجی افضل تھے یا خواہ امیر شام کے لشکر میں ابدال شریک تھے جب تک یہ امر ثابت نہ ہو حجت قائم نہیں ہو سکتی۔

**جواب ۲:** الخبر الدال علی وجود القطب والا ونا د والنجا والا بدال علامہ سیوطی کا ایک رسالہ خاص ہے علامہ یعقوب نے مختلف طریقوں پر احادیث اور آثار سے ابدال کا وجود ثابت کیا ہے چنانچہ شرح ابن عسیر سے مروی ہے کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل شام کا ذکر ہوا لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ان لوگوں پر لعنت آپ نے کہا نہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہیں وہ چالیس آدمی ہیں جب ان میں کا کوئی مرتا ہے دوسرا شخص قائم مقام کیا جاتا ہے انہیں کے سب سے پانی برستا ہے و دشمنوں پر فتح ہوتی ہے اہل شام پر عذاب نہیں ہوتا (وسلبہ حلیہ ص ۱۱۲)۔

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فخر لاہ

مسئلہ ۱۲۶

ابن جوزی کا فرمان ہے کہ احادیث ابدال سب موضوع ہیں

سائل محمد بوٹا احمد پور

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ نے ان سے منازع کیا اور کہا کہ خبر ابدال کی حد یث صحیح ہے بلکہ حد تو اتر مسموٰی کو پہنچ چکی ہے۔ ذہبی بھی ابن جوزی کے ساتھ ہیں اور فتاویٰ حد یث شرح کو سب سے احسن بناتے ہیں سیوطی کہتے ہیں کہ احمد و طبرانی اور حاکم نے اس سے زائد طریقوں سے روایت کیا ہے نیز فتاویٰ کہتے ہیں کہ حد یث کی تقریر اس سے ہوتی ہے جو میں امام شہیر ہے کہ امام شافعی ابدال تھے امام بخاری اور دوسرے حفاظ و ثقہ وغیرہم کا قول ہے کہ امام شافعی و تہجد ابدال تھے اور کہتے ہیں

ما تغرب الشمس یوما الا ویطوف باللبیت رجل من الابدال ولا یطلع الفجر من







ابا العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فقال اللهم انا كنا نتوسل اليك نبينا فستبنا وانا نتوسل اليك بعد لبسا فاستقنا قال فيسقون (۱۳۷ بخاری)  
 ترجمہ اُس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قطار کرتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس کے وسیلے سے دعا کرتے اور کہتے یا اللہ ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیغمبر ﷺ کا وسیلہ لایا کرتے تو پانی برسنا۔

(حافظہ) اس کے فائدہ میں پیشوائے ہادیہ مولوی حبیب الرحمن حیدر آبادی نے کہا ہے اس حدیث پاک سے بندوں کا وسیلہ لینا حاجت ہو ابی اسرائیل بھی قہ میں اپنے پیغمبر کی اہل بیت کا توسل کیا کرتے تھے پانی برسنا اس سے یہ نہیں گھٹا کہ حضرت عمر کی نزدیک آنحضرت کو توسل آپ کی وفات کے بعد تھا کیونکہ آپ تو پانی قبر میں زندہ ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو دعا کھائی اس میں یوں ہے یا محمد انی توسل بک الی ربی۔ اور ان صحابی نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد یہ دعا دوسرے کو کھائی شیخ الاسلام نجات افغانی امام بن الدین بکلی اپنی طبقات جلد ۳ ص ۵۸ میں فرماتے ہیں علامہ قسطلانی محدث شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۳۳ میں لکھتے ہیں

وقال ابو علی الحافظ اخبرنا ابو الشیح نصر بن الحسن السکسی السمرقندی قدّم علينا نبیه عام اربع وستين قال محط المطور بسمر قد فی بعض الاغوام فاستسقی الناس مرار فام بسقوا فانی رجل صالح معروف وما الصلاح الی قاضی سمر قد فقال له الی قد رايت رؤیا اعرضه عليك قال وما هو قال اوی ان نخرج فیبحر حرج الناس الی الامام محمد بن اسمعيل البخاری و یسترحی عنده فعسی الله ان یسقینا فقال القاضی نعم ماریت فخرج القاضی والناس عند فعیسی الله ان یسقینا فقال القاضی نعم والناس عند اقبرو و تشفعوا الصاحبه فارسل الله اسماء عظیم مقام الناس من اجله سبعة امام اونیو حالا یستطيع احد الوصول الی سمر قد من وعز اوت و بین سمر قد وبحو ثلثة امیال۔

ترجمہ اِس کا ترجمہ پیشوائے ہادیہ مولوی حبیب الرحمن حیدر آبادی نے اپنی کتاب تہ الباری کے دیباچہ

امید رکھتے اور اس کے مذاق سے ذرت میں تمہیر و تامل التزیل تمہیر خازن میں ہے  
 معناه بنظر و انہم اقرب الی اللہ۔ اور یہ شک ابی ہریرہ و آخرت اور قبر و حشر میں اپنے متوسلون کے شفعہ دعا ہیں اور یہ برف باللہ عبد الوہاب شہرانی قدس سرہ و مدبر فرماتے ہیں۔  
 کل منہ کان متعلقا بنسب یا رسول یا ولی کا توسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی ولی اس کی مشکوک کے وقت تشریف لائیں گے اور ان کی دعائیں فرمائیں گے میرا شریعت نکری میں فرماتے ہیں  
 یجمع الائمة المحتجہ بن یشفعون فی الناعیم و یلاحظونہم فی شدائدہم فی الدنیا و البرزخ و یوم القیمۃ حتی یجاوز الی الصراط۔  
 تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر و حشر و جہنم کے وقت ان کی تمہید اشر فرماتے ہیں جب تک صراط سے تھوڑا بہت غریب ہوگا تو وقت جاتا رہا اور  
 لا حول و علیہم و لاہم یحیرون کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگیا تو انہیں کوئی حساب جان بچھو نہ اللہ اللہ نیز فرماتے ہیں

ان الصوفیاء کلہم ینکلمون فی مقلدہم و یلاحظون احد ہم ہذہ طلوع وقت وعند سوال منکر و لکیر لہ عند ولا یفلون عنہم فی موقفا من المواقف۔

یہ شک ابی ہریرہ و انہم اقرب الی اللہ۔ اور یہ شک ابی ہریرہ و آخرت اور قبر و حشر میں اپنے متوسلون کے شفعہ دعا ہیں اور یہ برف باللہ عبد الوہاب شہرانی قدس سرہ و مدبر فرماتے ہیں۔  
 کل منہ کان متعلقا بنسب یا رسول یا ولی کا توسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی ولی اس کی مشکوک کے وقت تشریف لائیں گے اور ان کی دعائیں فرمائیں گے میرا شریعت نکری میں فرماتے ہیں  
 یجمع الائمة المحتجہ بن یشفعون فی الناعیم و یلاحظونہم فی شدائدہم فی الدنیا و البرزخ و یوم القیمۃ حتی یجاوز الی الصراط۔  
 تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر و حشر و جہنم کے وقت ان کی تمہید اشر فرماتے ہیں جب تک صراط سے تھوڑا بہت غریب ہوگا تو وقت جاتا رہا اور  
 لا حول و علیہم و لاہم یحیرون کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگیا تو انہیں کوئی حساب جان بچھو نہ اللہ اللہ نیز فرماتے ہیں

بعض الصالحین فی المنام فقال لہ ما فعل اللہ بک فقال لی اجلسنی الملکان فی القبر یسئلا نئی اتاہما الامام مالک وقال مثل ہذا یجتاج الی سوال فی ایمانہ باللہ ورسولہ تنجیہ عنہ ففتحنا عنی۔

یعنی ہمارے استاد شیخ الاسلام ناصر الدین افغانی مابین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال۔ یعنی میں نے ان کو خواب میں

مطلوبہ احمدی لاہور صفحہ ۲۶۔ ۲۷ میں لکھا ہے وحید قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا ابوی حافظ سے انہوں نے کہا مجھ کو خبر دی ابو الفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس ۳۹۴ھ میں کہ سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قطر ہوا لوگوں نے کئی بار پانی طلب کیا پر پانی نہ برسا آخر ایک نیک شخص آئے قاضی سمرقند کے پاس اور ان سے کہا میں تم کو ایک اچھی صلاح دینا چاہتا ہوں انہوں نے کہا بیان کر دو وہ شخص بولے تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر امام بخاری کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے وسیلہ کرو شاید اللہ جل جلالہ ہم کو پانی عطا فرمادے یہ سن کر قاضی نے کہا تمہاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر امام بخاری کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحب قبر کے وسیلے سے پانی مانگا اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شدت سے پانی برسا نا شروع کیا یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرگشہ سے نہ اُٹھ سکے۔  
 (حوالہ حیات و حلیہ) (۱) مولوی ہادیہ مولوی اقتسام الدین نے اپنی کتاب اکسیر اظم مطبوعہ اقتسامیہ مراد آباد جلد اول ص ۱۸۸ میں لکھا ہے باقی اور طریقے انی حضرت عمر سے روایت کی ہے اور احکام نے اس کو صحیح بھی کہا ہے کہ جب آدم سے فرشتہ ہوئی تو آدم نے کہا مائی کہ اب اللہ جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور میرے جسم میں اپنی روح پھونکی میں نے اپنا سر بلند کیا تو عرض کے ستونوں پر کھنسا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ دیکھ کر میں نے یقین کر لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ہی کا نام ملایا ہوگا جو سب مخلوق میں تجھ کو زیادہ محبوب ہوگا اللہ نے فرمایا جی کہا تو نے اسے آدم بے شک و وساری مخلوق میں مجھے زیادہ محبوب ہے تو نے اس کے حق کے وسیلے سے سوال کیا اس لیے ہم نے تیرا گناہ بخش دیا اور اگر تمہارا پیرا کرنا منظور ہوتا تو تم مجھ کو بھی پیدا نہ کرتے۔

مسئلہ ۱۴۹

وسیلہ کا ثبوت اگر قرآن پاک میں ہے تو وضاحت فرمادیجئے۔

سائل عبدالغفور

الجواب بعون الملک الوہاب اللهم ہدایہ الحق والصواب

تفسیر امام احمد رضا الی و بہم الوسیلۃ ایہم اقرب و رحمۃ و یخافون عذابہ۔ اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون سا اللہ سے زیادہ قریب تھا کہ اس سے توسل کریں اور رحمت الہی کی

دیکھا یہ سچا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا فرمایا مگر تکبیر نے مجھے کو سوال کے لئے اٹھایا امام مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے اللہ ہو جائے اس کے پاس سے فوراً مجھ سے الگ ہو گئے نیز فرماتے ہیں  
 و اذا کان من مشائخ الصوفیاء یلاحظون الناعیم و مرید ہم فی جمیع الاحوال و الشدائد فی الدنیا و الاخرۃ فکیف انہم المذاہب۔

جیسا نبی ہر بول و حق کے وقت اپنے پیروں اور مریدوں کا دنیا و آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذہب کا کیا کہن رضی اللہ تعالیٰ عنہم معین مومنین نوروزین حقی قدس سرہ و السامی صفحات الاقدس شریف میں حضرت مولوی معوی قدس سرہ و القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا  
 در ہر حالتی کہہ بادشید ہر آن را نکشید تا من شمار احمد ہاشم در ہر نیاس کہ ہاشم

مسئلہ ۱۵۰

کیا انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنا کر پکارتے؟

سائل عبدالوہید

الجواب بعون الملک الوہاب اللهم ہدایہ الحق والصواب

خوارق و معجزات اور ایمن تہیہ و این عبد الوہاب کے سوالی تمام امت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے اگر اس پر ہلست کا اجماع کہا جائے تو یہ حق ہے چند عبارات تفسیر و شرح حدیث و عبارات فقہاء و علما:  
 (۱) علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں

فالانبياء و سائط لا مہم فی کل شیء و واسطہم رسول اللہ۔

(۲) تفسیر صاوی مصری ج ۱ ص ۱۰۷ حضرت انبیاء اپنی امتوں کیلئے وسائط اور وسیلے ہیں ہر شی میں اور ان کا واسطہ اور وسیلہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(۳) اسی میں ہے۔ فہو الواسطۃ لکل واسطۃ حتی آدم۔ (۲ ص صاوی ج ۱ ص ۲۶)  
 حضور ﷺ ہر واسطہ کا واسطہ ہیں یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کے بھی۔







کرتے۔ نقل از بخاری شریف۔ اور تفسیر مزیدی جلد مطبوعہ بمبئی ص ۱۴ میں اس طرح لکھا ہوا ہے کہ برکت در کلام و در افلاس و در افعال و در مکات ایشاب و در همصحبان ایشاب در اولاد و نسل ایشاب و زیارت کنندگان ایشاب پس در پے خواہر میگردند و نزد خون ایشاب را جائز و مرتبه بخشند کہ دعائے ایشاب مستحبان میشود بلکه هر حاجتی باشد ایشاب توسل نماید حاجت او میگردد اینخ۔

**فائدہ:** جس مسلمان کو چاہئے کہ کمالاں مرشدان کی اولاد و مکانات اور ان کے ازواج و بھان کی عزت و تعظیم کیا کر لیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خود پیچھے ہونے بزرگ ہیں انہیں اپنی شخصیت اپنی حالت پر وہ گروہام میں رہنا چاہئے۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ اولیاء کی تعظیم و تکریم کی تحقیق میں ملاحظہ فرمائیں

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ: ۱۳۵

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ اولیاء کرام کے روضہ مبارک پر جو گلاب کے پھول پڑے ہوتے ہیں ان پھولوں کو تبرک جان کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سائل نور احمد بہاولپور

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بلاشبہ اولیاء کرام کے عزارات مقدسہ سے افندہ برکت کو جب نفع و سعادت ہے مگر وہاں کی اشیاء میں تصرف ای وقت جائز ہے جبکہ عزارات طیبہ ان سے مستغنی ہوں اور افض کی اجازت تصرف عامہ پر موقوف یا کم از کم وہاں اس کا عرف ہوگا حکم الوقت حضرت شیخ شافعی رحمہ اللہ ص ۱۸۸ میں مذکور ہے کہ اولیاء اللہ فرماتے ہیں حکیم مطلق جل و علا در تواریب این بندہ مضہرہ و ثمار او خاصیت شفا نفاہ در احادیث کثیرہ آمدہ کہ در غبار مدینہ شفا

است از ہر علت و در بعضی طرف آمدہ من الجذام والبرص و در بعضی اخبار بتراب موضع مخصوص کہ اور اصعب گویندو وادی بطحان گویند تخصیص یافتہ و آنحضرت ﷺ بعضی اصحاب امر فرمودہ تاز عارضہ تپ بدان خاک پاک علاج کنند و در مدینہ منورہ خلفاء عن سلف این معنی متواتر آمدہ و در نقل این تواریب از ابو اسہ ندادی آثار درود یافتہ و آنکہ منع نقل تواریب حرم کنند این خاک را از عموم آب تخصیص نمایند و اللہ تعالیٰ اعلم و اکثر عملاء این علاج را با تجربہ ضم کردہ اند شیخ مجدد الدین فیروز آبادی می فرماید کہ من خود تجربہ کردم مر اغلام بعد کہ مدت سال کامل رفتہ بعارضہ

تپ گر فطار ماندہ ہوں پیکجارہ از این خاک اینخ یعنی نکیم مطلق صل و ملائے اس پاکیزہ شہر مدینہ منورہ کی مٹی اور پتھلوں میں شفا رکھی ہے بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ خیارہ مدینہ میں ساری بیماریوں سے شفا ہے اور بعض طریقوں سے یوں وارد کہ جذام اور برص سے شفا ہے اور بعض احادیث میں ایک موضع کی مٹی کے متعلق کہ جسے صعب اور وادی بطحان کہتے ہیں تفسیر میں وارد ہوئی ہے اور حضور ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ بخار کی بیماری کا اس خاک پاک سے علاج کریں اور مدینہ منورہ میں انگوٹوں سے لیکر پچھلوں تک یہی معنی متواتر ہیں اور اس مٹی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ طبیعتوں کے علاج کی غرض سے لیجا تا وارد ہوا ہے اور جو حضرات حرم شریف کی مٹی کو لے جا مانع کرتے ہیں وہ بھی اس خاک کو اس کے عموم سے مخصوص کرتے ہیں اور صرف اسی خاک بطحان کا لے جا مانع قرار دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور اکثر علماء نے اس علاج کا تجربہ کیا ہے شیخ مجدد الدین فیروز آبادی یہ الزمہ نے خود بھی تجربہ کیا ہے فرماتے ہیں میں نے خود تجربہ کیا ہے اینخ۔

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۹ شعبان ۱۳۹۳ھ

مسئلہ: ۱۳۶

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کچھ عرصہ سے شہر میں ختمہ صا اور دوسرے ملاطوں میں عوام ذریعہ غازیخان میں ایک حیر صاحب آئے ہیں انہوں نے شہر میں شیعوں کے گھر آنا جانا اور ان کے گروہوں میں جوٹیں اڑاتے ہیں اور بیعت کرتے ہیں وہ یہ صاحب حضرت سیدنا ابو محمد صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتے ہیں وہ کہتے ہیں خلافت میں حضرت علی چوتھے خلیفہ ضرور ہیں مگر عثمان میں سے افضل ہیں ایک میلاد شریف کی محفل میں ان کی صدارت میں کہا گیا کہ حضرت ابو محمد صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور پاک ﷺ کو کھدھوں پر اٹھایا جبکہ حضور ﷺ نے حضرت علی کو کندھے پر اٹھایا اب وہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان زیادہ ہے اسی محفل کے بعد کھانا کھاتے وقت حیر صاحب کی موجودگی میں ایک صاحب نے کہا کہ ہماری بھینس، مائیں بیٹیاں ہیں بچن والی اور دوسروں کی بھینس، مائیں بیٹیاں ہیں چار یاروں والی یہ حیر صاحب سنتے رہے اور یہ بات نہایت غلیظ اور طنزیہ انداز میں کی۔ مورخہ ۹۹ء۔ ۱۸ کو میلاد شریف ہوا اس حیر صاحب کی صدارت تھی یہ جلسہ کسی رافضی کے ایصال ثواب کے لئے ہو رہا تھا اب ان کے مرید کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے حیر کی ان خارجیوں کے لئے ڈھونڈ لگا رکھی ہے ان کے مرید کہتے ہیں کہ خارجی حضرت مولانا مولوی فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرا خارجی ان کا بیٹا علامہ محمد اسماعیل قریشی صاحب ہیں۔ ایسے دوسرے خارجی بھی ہیں۔ قرآن و حدیث کی رو سے اس کی بیعت کیسی ہے اور جو یہ عقیدہ رکھے اس پر شرعاً کیا فتویٰ ہے؟ حیر صاحب بریلویت کے روپ میں بریلویت کو مٹا رہے ہیں اور رافضیت کو فروغ دینے میں سرگرم عمل ہیں؟

سائل فقیر احمد بخش ذریعہ غازی خان

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اگر واقعی یہ بیانات مبنی بر صدق ہیں تو یہودی ہے جس کے لئے مولانا عارف رومی قدس سرہ نے فرمایا اے ہبا انہیں الخ اور فرمایا

کار شیطان می کند نامش و نی گرونی اینست لعنت بر و نی

اہلسنت کو چاہئے کہ ایسے گمراہ پیر کی بیعت توڑ دیں ورنہ کل قیامت میں ایسے پیر کے ساتھ مرید بھی جہنم میں جائیں گے۔ مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ”گمراہ جہل مرید“ نام الطریق المستوی فی ارشاد المرید والمراد المغوی میں ہے۔ عوام اہلسنت کو چاہئے کہ ایسے گمراہ پیر کو اپنی محفلوں میں نہ آنے دیں اگر آجائے تو اسے بے عزت کر کے نکال دیں۔ یہ فیصلی حیدر تھے ہی لیکن در پردہ رافضی کا ایجنڈا بھی ہے۔

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۱ جمادی الاول ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۱۳۷

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ نوبہ غلام فرید قدس سرہ مجدد تہذیب کرات تھے اور تواریاں سنتے تھے اور بزرگوں کی تصاویر کو جائز سمجھتے تھے یا اور شرعاً ناجائز ہیں اور ولی اللہ خلاف شرع نہیں کرتا؟ بعینہ یہی سوال میرے استاذ سراج المصطفیٰ مفتی سراج احمد کھٹکی بیلولی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا تو آپ نے اسے مفصل و محقق لکھا فقیر ان کے فتوے کو اپنے جواب میں کافی سمجھتا ہے۔ وہو هذا بخدمت حیدر اکتفین سند الواسلین سجادہ نشین چاچران حضرت فیض محمد صاحب سلمہ الرحمن السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ مقتدرین حضرت نوبہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سے ہوں مگر چند مقام ملفوظات سے اقتا طلب ہوں جواب ثانی کافی تحریر ہو۔ مقام اول اشارت فریدی حصہ دوم ص ۱۳ منقول ہے

کہ سجدہ تحیۃ در اعم سابقہ مستحب بودہ اما در امت محمدیہ استحبابش منسوخ شدہ اما صرف اباحتش باقی ماندہ است (انتہی) ملخصا پس آنچه در مشکوٰۃ از ابو داؤد حدیث مروی است قیس بت سعد از آنحضرت ﷺ اجازت سجدہ خواست اورا منع فرمود بفسیغۃ النہی لا تفعلوا جوابش چہ و محملش چہ گواہد ہوں۔ مقام دوم نیز در ص ۱۹ مرقوم است کہ حضرت خواجہ صاحب در تماشائے بازیگران در آتشبازان خصوصاً در قوالی لولیای تشریف نمودہ بچشم و گوش خود



معائنہ می نمودند شرعاً اینچنین امور خصوصاً سماعت قوالی ثولیات ممنوع و حرام است چنانچہ در حصہ سوم اشارات فریدی ص ۶۰ مرقوم است کسیکہ قوالی ثولیات می شوند پس او غالی است اھ پس چہ باعث کہ مرتکب ہمیں امر ممنوع گردیدہ مقام سوم در حصہ سوم ص ۲۳ اشارات مرقوم است کہ چند تصاویر پیشینیان بزرگان بخدمت صاحب نوبخت کث معائنہ نمودند باز بحدیث داشتند پس دریں سوال است کہ داشتن تصاویر ذوی الارواح در حدیث ناجائز و ممنوع آمدہ حتی کہ مصورین را دعائے لعن فرمودہ پس بکدام صورت دیدن و داشتن تصاویر بزرگان کہ ذوی الارواح اند جائز شدہ .

سائل عبدالحق

#### الجواب بعون الملک الوهاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اما بعد آپ کے سوالات مرسلہ میں تین دعوے ہیں ایک یہ کہ حضرت قبلہ مرشدی رومی فدائے عہد و تحیہ کو جائز فرمایا تماشا لولیاں وغیرہ و کو دیکھنا اور سنا تصویرات اولیا و کرام کا معاینہ کر کے گھر میں محفوظ کیا دوسرا یہ کہ امور غلط بالاشرا ناجائز و حرام ہیں تیسرا یہ کہ ارتکاب معاصی بالایوں فرمایا یعنی یہ ارتکاب ملتفت ہے نہ ولایت استغفر اللہ اجمالی جواب تو یہ ہے کہ اولاً آپ کے تجسس ثوب کی مہار و بنا و محفوظ ہے جس کو اپنے مانند کتاب محفوظ عن الکذب والتحریف اور کلمہ متواتر صحیح الاسناد متقین الاتصال بصاحب انتقال تصور کر کے حدایات فقہاء سے استرازی کیا جو ناجائز فرماتے ہیں

انلا نسن انض بالحلم و حملاً لفعل المسلم علی الصلاح نہ آئند شریعت و محققین طریقہ کے ضوابط لا تفحص فی عیوب الناس افعال المسلمین علی الخیر سبعین محمل سے اقتداء فرمایا نہ مہیات یا ابہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم . ولا

تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا الا یہ و من یرم بہ بریاً فقد احتمل بہتاناً و انما مینا الا یہ و لا تغف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا الا یہ ابائکم والظن فان الظن اکذب الحدیث کفی بالمراء کذا ان یحدث بما سمع انما ینشاء للظن الخبیث عن القلب الخبیث و اذا الف القلب الاعراض عن اللہ صبحۃ الوقیعۃ فی اولیالہ .

کا اقتناء کیا افسوس کہ نہ آپ نے مصنف مفلوظ کی طرف لفظ بیانی کی نسبت کی تاہل قطع وغیرہ معاندین کی تحریف کا خیال کیا نہ اثر سخا بنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر نقل کیا جبکہ زید ابن وہب نے ان کو خبر دی کہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ اس کی داڑھی سے شراب پیتا رہتا ہے تو جواباً فرمایا انما قد ینہا عن النجس فان یظہر لناشی ناحذہ نہ آپ کا چشم دید واقعہ نہ شبہات و شہرت کا ثبوت صرف خبر واحد مفلوظ کتب صحیح جان کرایے شیخ کامل کو مجرم گردانے کے لئے خود جرائم تجسس و سوء ظن و غیبت و بہتان کا مجرم ہو جائے تا بغیر تقلید و بابیہ کے کہاں جائز ہے تا بشرط تسلیم صحت واقعہ ہر امور بالا معاصی نہیں اس لئے کہ عہد و تحیہ مختلف فیہ ما ہے فقہاء حرمت کی طرف گئے ہیں اور صوفیہ کرام جواز کی طرف اگرچہ فتویٰ حرمت کی طرف سے مگر نقل دلائل جواز میں کون سی معیت ہے حضرت نے یہ نقل دکھایا ہے کہیں اپنی جانب سے حکم جواز نہیں دیا

کقولہ تعالیٰ و قالت النضری المسیح ابن اللہ

(سورہ توبہ آیت ۳۰ بارہ ۱۰)

مزید ابن اللہ کہاں دکایت اور کہاں حکم هل هذا بہتان عظیم صوفیہ کرام کے دلائل بعد فتویٰ تو مفلوظ شریف میں دیکھ چکے ہو جس میں آپ کی حدیث محررہ وغیرہ کا جواب دیا گیا ہے کہ اس سے احتساب عہد و تحیہ آدم علیہ السلام و یوسف علیہ السلام منصوص فی کتاب اللہ منسوخ ہوا اور یہ مسئلہ اصول فقہ ہے کہ منسوخی احتساب سے اہانت اصلیہ باقی رہ جاتی ہے اور فقہاء کرام نے یہ جواب فتویٰ دیا

(فی حطرتہ مختار ص ۲۷۱)

و کذا تقبیل الارض بین یدی العلماء العظاماء فحرام والفعل الراضی هل یکفر

ان علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا و صار اثماً مرتکباً للکبیرۃ و فی المنقط والتواضع لغیر اللہ حرام اھ و فی الشامی قولہ کفر الخ و فی الزہدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود و فی السحیح بکفر الانحاء للسلطان وغیرہ اھ و ظاہر کلامہم اطلاق السجود علی هذا القبیل (ترجمہ) احتفلوا فی سجد الملائکۃ قبل کان للہ تعالیٰ والتوجہ الی آدم تشریف کاستقبال القبلة وقیل لادم علی وجہ التحیۃ والا کرام لم نسح بقولہ علیہ السلام امرت ان یسجد لامرت بمرآة ان تسجد لزوجها تاتار خانیہ قال فی تبیین المحارہ والصحیح الثانی و لم یکن عادۃ جل تحیۃ و اکراما و لذا امتنع عنہ الملیس لعن اللہ تعالیٰ و کان حائراً فیما مضی کما فی قصۃ یوسف علیہ السلام قال ابو منصور الما تریذی و فیہ دلیل علی نسخ الکتاب بالسنة انتہی

اس فتویٰ سے عہد و تحیہ صوفیہ کرام اور جبکہ کرام اسلام کرام و قدیموں پر ہاتھ رکھ کر انہما کرنا مرہومہ علماء وغیرہ سب کرام ہیں اور عہد و تحیہ میں داخل ہیں پھر تو ساری امت کی تحصیل کریں جس میں شاید آپ بھی ایسا کرتے کہتے ہوں گے واللہ اعلم فیہ مفلوظ میں تو یہ ہے کہ موقع شادی صاحبزادہ پر اولیاں کا تماشا دہ اور لوگوں نے دیکھا اور آتش بازی میں مشاہدہ و عجائبات کہتے کہ حضور نے بھی فرمایا افسوس کہ تجسس ثوب و سوء ظن نے شامی پر غلبہ کیا تا اولیاں کا بہتان روا کر دیا

آیت لا تجسسوا اور آحوی وصیۃ نبوی ان اللہ حرم علیکم دعاء کم و اموالکم اعراضکم کحرم مایومکم هذا فی بلدکم هذا فی شہرکم هذا

تو پہلے تجسس کے وقت سے محول ہے اب آیت و من یرم بہ بریاً کا معنی بھی یاد رہا آپ نے تو کہا کہ میں حضور مہموم کے اراستہ مندوں سے ہوں پھر یہ فراموشی کیسی میں آپ کی اس تجسس غیر تافہش کا ہی اور مخالف عملی پر حیران ہوں پس مخالف قول و فعل و متافہش کام ہی حال حضور کے ثابت کرنے میں خود متافہش و مخالف ہونے اور عاصی ثابت کرنے میں خود عاصی بنے سبحان اللہ عجیب کرامت شیخ ہے حرمت آتش بازی کی علت ایک اسراف ہے جو حضور سے نہیں ہوتی ایک علت محبت شامی نے لکھا

الات اللہو لیست محرمة لعینہا بل لقصد اللہو منہا

اور یہ قصد اولیا کرام میں معدوم کیونکہ ان کے حق میں رب مزہل نے یہ شہادت دی ہے

رجال لا تلیہم تجارتا ولا بیع عن ذکر اللہ

(سورہ نور آیت ۳۷ بارہ ۱۸)

تیز ان فی خلق السموت والارض واختلاف اللیل والنہار لایات لا ولی الالباب

الذین یدکرون اللہ قیاما وقعودا و علی جنوبہم الا یہ

(سورہ آل عمران آیت ۱۹۰-۱۹۱)

اور دوسروں کے حق میں

الہکم النکاح (بارہ ۳۰ آیت ۱ سورہ النکاح)

وارد ہے ولی اللہ کا قیاس اپنے اوپر کر کے ایک ہی حکم دینا خلاف عقل و نقل ہے ہمارے لئے

برجہ صاحب اولای من ذکر اللہ ہے الا ما رحم ربی (بارہ ۱۳ آیت ۵۲ سورہ یوسف)

اور ولی اللہ برجہ میں مشاہدہ ات سے چشم کو سابر اور قلب کو ذرا رکھتا ہے بشرط تسلیم کہ شادیوں میں ہرمان نبوی ﷺ لہو مباح ہے بخاری میں عاصیہ حدیث سے ہے

زفت امراء الی رجل من الانصار فقال نبی اللہ ﷺ ما کان معکم لہو فان الانصار

بعجہم اللہو قال العینی تحتہ فی التوضیح اتفق العلماء علی جواز اللہو فی النکاح

کضرب الدف و شہھا الناس فی رسوم الامراس میں ہے لم یخص النبی ﷺ الصوت

بالدف فی قولہ فصل بین الحلال والحرام الصوت والعرف فی النکاح بل اطلق وغایر

بالعطف والتنفذہ صوت یحصل بہ الاعلام بل هو اجل فی المرام فلا یحہ فی جواز

ضرب البنادیق والمدافع واللیل فی الاعراس انتہی ملخص -

بان غیر شادی میں آتش بازی بغرض ہواہم میں شریک نہیں ہو بدعت شیعہ ہے

کما ذکرہ المحقق الدہلوی فیما ثبت بالسنة ومن البدع الشنیعۃ ما تعارفہ الناس

فی اکثر بلاد الہند من اجتماعہم للہو واللعب بالنار و احراق الکبری



مختصراً یہاں اجتماع الخوارج کو بدعت شیعہ لکھا گیا اور شادیوں میں غرض مندوب اعلان نے اس صورت لکھ کر اقتدار اللہ نہیں رہنے دیا جیسا کہ درمختار کے حاشیہ رد الحار میں قرص اور سماع غنا کو حرام لکھ کر سہو فی کرام کا وہ بد و سماع پانز کما

بقوله عن النصارى خايه و ان كان سماع غنا فهو حرام باجماع العلماء و من اباحه من الصوفية فلمن تحلى عن اللہو وتحلى بالقوى  
پھر چند طور کے بعد لکھا

الا ترى من ضرب تلك الالة محل تارة وحرام نوى باختلاف انية بسماعها والامور بدقاصدها وفيه دليل لسادتنا الصوفية الذين يقصدون امورهم اعلم بها فلا يبادر المعترض بالانكار كيلا يحرم بركنهم فانهم السادة الاحبار انتهى -

نیز شامی قبیل باب بخا تحت قول و من يستحل الرقص قالوا بكموه (الخ)  
نقل فی البرازية عن القوطي اجماع الامة على حرمته هذا الغناء و ضرب القصب والرقص و قال اريت فتوى شيخ الاسلام جلال الدين الكرمانی ان يستحل هذا الرقص كافر و نقل نور عین عن التمهيد بتحقيق القاطع للنزاع فی امر الرقص والسماع يستدعي تفصيلا ذكره فی عوارف المعارف و احياء العلوم و خلاصة ما احبب ابن كمال بانها الرخصة فيما ذكر من الالوان للمعارفين الصادقين اوقاتهم الى حسن الاعمال فهم لا يستمعون الا من دلالة و يشاقون الاله

اسی طرح آتش بازی وغیرہ و لہو و لعب میں ہر معرض دلی کو حد ایہ شامی سے ہمندی ہوتا ہے بقولہ فلا يبادر المعترض بالانكار كيلا يحرم بركنهم ای طرح تصویر ت کو مستور کر کے یا با اظہار رکھنا یا جیسا حضور ﷺ نے الباب مانع دخول حمل و ساداتین بنا کر گھر میں محفوظ رکھا صاحب علیہ الام فی الاسلام شارح جامع صغیر ہے

ناقل امساك الصلوة على سبيل التعظيم ظاهر مكروه لان ذلك يشبه عبادة الصنم اه شامی جلد اول الصوت ص ۹۷ تحت قوله فی البحر منادته كراهة المتبين

میں یا تو کلمہ مامور ہوتے ہیں یا کامل البدن مغفور قبل الصدور یا کسی بڑے مسلمان محبوب التوبہ پس امرا و لو اس لئے کہ ہر شے کا شہتہ ہوتا ہے اور ہر مجتہد پر دوسرے مجتہد کی تقلید حرام ہوتی ہے بلکہ اس کا ہر قول و فعل حجت ہوتا ہے نہ یہ کہ دوسرے مذہب کی رو سے اس کے اقوال و افعال کو حرام و ممنوع کہا جائے ہیں جس طرح آنحضرت مجتہدین اجتہاد و ہم مسائل کرتے ہیں عارف کامل کشف و سماعا من رسول اللہ ﷺ معلوم کر لیتے ہیں اس لئے مقدمہ درمختار میں خوف غلطی کے حق ہوتے ہیں استدلال بحیث و اقتداء آئمہ طریقہ سے کیا گیا ہے اور امام شافعی امام احمد بن حنبل شیخان رافعی امی سے مسئلہ صلوة میں اشتراک کیا امام احمد بن حنبل تو برمسکہ یقیناً میں اشتہار و ایجاز سے کر کے یقین کرتے درمختار

بقوله وقد اتبعه على مذهبه كثير من الاولياء الكرام و ممن اتصف بنبات المجاهدة و ركض في ميدان المشاهدة كابراهيم بن ادهم و شقيق البلخي و معروف كرخي و ابي يزيد البسطامي و فضيل بن عياض و داؤد طائي و ابي حامد اللفاف حلف ابن ايوب و عبد الله بن مبارک و وكيع بن جراح و ابي بكر الوراق و غيرهم مما لا يحصى فلو وجد و ا فيه شبهة ما اتبعوه ولا اقتدوا به ولا وافقوه وقد قال الاستاذ ابو القاسم القشيري في رسالة مع صلاته في مذهبه و يقدمه في هذا لطريقة سمعت الاستاذ ابا علي الدقاق يقول انا اخذت هذه الطريقة من ابي القاسم النصر آبادي و قال ابو القاسم انا اخذتها من السبلي و هو اخذها من السري السقطي و هو من معروف الكرخي و هو من داؤد الطائي و هو اخذ العلم والطريقة من ابي حنيفة و كل منهم اتى عليه و اقر بفضلہ فعجبا لك يا احي لم يكن لك اسوة حسنة في هؤلاء السادات الكبار كانوا متهمين في هذه الافتخار و هم اتمة هذه الطريقة ارباب الشريعة والحقيقة و من بعدهم في هذا الامر فليهم تبع و كل ما خالف ما اعتمدوه مردود و مبتدع - نیز طرقات کبریٰ شعرائی میں ہے و بالجملة فما انكر احوال الصوفية الا من جهل حالهم و قال القشيري لم يكن عصر في مدة الاسلام و شيخ من هذه الطائفة الواثمة ذلك الوقت من العلماء قد استلموا لذلك الشيخ و تواضعوا له و تباركوا به و لو لا مزينة و خصوصيته للقوم

لا السالكين او مرة ثوب احدا اقره المصورات و اختلف المحدثون في امتناع الملائكة الرحمة بما على القدين ففاه عياض الخ فعدم دخول الملائكة انما هو حيث كانت صورة معظمة و قال عياض ان الاحاديث مخصصة المخرد هو ظاهر كلام علمائنا فان ظاهره ان ما لا يؤثر كراهة فی الصلوة لا يكره ايقانه و صرح فی الفتح و غيره بان الصورة الصغيرة لا تكره فی البيت و قال نقل انه كان علی حاتم ابی هريرة ذبائنان و لو كانت تمنع دخول الملائكة كره ايقانه فی البيت لانه يكون شرا لبقاء و كذا المهاتنه كما مر انتهى ملخصا .

پس حضور ﷺ نے تصویرات بزرگان کو بغرض معائنہ شکل ذی صورتہ کے رکھا جیسے آنحضرت کو بغرض ملاحظہ کس صورتہ نمود رکھا جاتا ہے یہ کہاں سے ثابت کہ حضور ﷺ نے بغرض تعظیم و عبادۃ ان کو رکھا تھا مولانا اگر آپ کو حضور ﷺ کی ولایت میں شک ہے اسلام میں تو شک نہ ہوگا اہل اسلام پر ایسی بغض کی شرع شریف اجازت دیتی ہے؟ اگر مطلقاً تصویروں کا گھر میں رکھنا اور دیکھنا معصیت جانتے ہو تو اب کوئی شخص اس معصیت سے نہیں چھوٹ سکتا حضور ﷺ کے وسادتین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذہاتین آپ کے رویہ نوٹ نک سب تصویریں ہیں جن کا ہر روز معائنہ کرتے ہو اور گھر میں محفوظ رکھتے ہو پس بکلام صورت دیدار و واشستن تصویر خارج کہہ ذی روح است جائز شدہ دیکھو یہ وہی معصیت ہے جو اب آپ پر نازل ہوئی، دیکھو زندہ کرامت شیخ علامہ خیر الدین ربی اساتذ صاحب درمختار

کراما فالاولیاء و مشاهدة لا تکره و الذی يقتصر و بدین مع ثبوتها فی حیاتیہم و بعد مسامحتہم لا تنقطع بتوجه منکر ہا یخشی علیہ و هو الخاصة حافظ ابن حجر شارح بخاری میں فرمایا

لا یبکر لکرامتہ بعد الموت فاسد الاعتقاد  
پس جبکہ تین امور بالا یعنی نقل و اہل جواز تجدید تحت بغیر علامت فتویٰ اور معاہدہ آتش بازی فی العرس اور تصویرات کو عند احتیاط و معاصی اور ارتکاب اشباح ارتکاب ثقل ولایت نہیں کیونکہ شے کامل ارتکاب معاصی

فكان الامر بالعكس اه . قلت و یكفینی للقوم مرما اذعان الامام الشافعی یشان الراعی حين طلب الامام احمد بن حنبل ان يسأله عن نسي صلوة لا بدري ای سلوة منین و اذعان الامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ یشان کک حين قال الشبان هذا رجل غفل عن الله تعالى عز وجل فجزاه ان يودب و کک یكفينا اذعان الامام احمد بن حنبل لابی حمزة البعدادی الصوفی رضی اللہ عنہ و اعتقاده حين كان يرسل له دقائق المسائل و يقول ما نقول فی هذا کما سیاتی بیان ذلك فی ترجمة ابی حمزة رضی اللہ عنہ فتشی یف فی فهمه الامام احمد و يعرفه ابو حمزه عایة المنقبۃ للقوم کفی شرف العلم قول موسى عليه السلام للخضر هل انبتك علی ان تعلمنی مما علمت رشدا و هذا عظیم دلیل علی وجوب طلب الحقيقة کما یجب طلب علم الشریعة و کل عن مقامہ یتکلم انہم و فی الدر المختار اعلم ان تعلم العلم یكون فرض عین و هو بقدر ما یحتاج لدنبہ و فرض کفایة و هو ما زاد علیہ لرفع غیرہ و مندوبا هو السحر فی الفقه و علم القلب اه قال الشافعی تحت علم الاخلاق و فی مقدمة بحر الرائق و عرفہ الامام الاعظم بانه معرفة النفس ما لها و ما علیها من الاعتقادات والوجدانيات و العمليات فمعرفة مالها و ما علیها من الاعتقادات علم الکلام و معرفة ما لها و ما علیها من الوجدانيات ہی علم الاخلاق والتصوف و معرفة ما لها و ما علیها من العمليات ہی علم الفقه المصطلح - یہاں سب علماء مکرمین بیت اور استاد

من كتب التصوف والاسوة والاقتداء باهل التصوف عبرة  
اور حدیث حاصل کریں کہ فقہاء کے نزدیک امام اعظم صاحب سلسلہ بیت اور تصوف فقہ میں داخل اور اولیاء سے اقتداء اور ان کی معتقدات کے خلاف والے مردود و مبتدع ہیں۔ پس جبکہ حقیقت مذہب نئی وغیرہ میں کشف متنبہ ہے تو جواز تجدید تحت میں کیوں کشف و اقتداء امام طریقہ مستند نہیں؟ بلکہ بالکس اقوال فقہاء ائمہ اصحاب ترجیح سے طبقہ اولیٰ والے مجتہد طریقہ کو تخطیہ دیکر مرتب معاصی قرار دیا جاتا ہے اسی وجہ سے صاحب فتوحات مکیہ نے لکھا ہے کہ امام مہدی بوجہ مجتہد ہونے کے مسائل برخلاف اقوال فقہاء و بتاویں گے



اور فقہاء عصر اس کو مآخذ گروہان گروہانی بنی ہو جائیں گے مگر خوف کوار سے خروج نہ کریں گے

حر ثالث فتح جات (ج ۳۳۶)

میں ہے کہ

کما ان لا یسوغ القیاس فی موضع یشک فیہ الرسول موجودا و اهل الکشف الی عندهم موجود فلا یأخذون بالحکم الا عنه و لهذا الفقیر الصادق لا ینتہی الی مذهب انما هو مع الرسول الذی هو مشہود له کما ان الرسول مع الوحی الذی یزل علیہ یزل علی قلوب العارفين الصادقين من الله التعریف بحکم النوازل انه حکم الشرع الذی بعث به رسول الله ﷺ و اصحاب علم الرسوم لیست لهم هذه المرتبة لما کما علیہ من حب الجاه والریاسة فلا یفلحون فی انفسهم و لا یفلح بهم و هی حالة فقہاء الزمان و اذا اخرج المہدی البیہم فلا یكون له عدو مبین الا لفقہاء خاصة فانہم لا تنفی لهم ریاستہ ولا تمیز عن العامة فمثل هؤلاء لو لا فقیر المہدی بالسیف ما سمحوا له و لا اطاعوه بطواہر ہم کما انہم یطیعونہم بقلوبہم بل یعتقدون فیہ انہ اذا حکم فینہم بغير مذهبہم ائمة علی صلالة فی هذا الحکم لانہم یعتقدون ان زمان اهل الاجتہاد قد انقطع و ما یبقی مجتہد فی العالم و ان الله تعالی لا یوجد بعد انہم احد ا لدرجة الاجتہاد و اما من یعدی التعریف الالہی بالاحکام الشرعیة فہو عندهم مجنون مفسود الخیال لا یلتفتون الیہ فان کان ذا مال و سلطان انقادوا فی الظاہر الیہ و غیة فی مالہ و خوفا من سلطانہ و ہم یسألفہم کافرون بہ انتہی۔ نیز (میران کبری للشرعی ص ۲۲۰) میں ہے فان قلت قد تقدم ان الولی الکامل لا یكون مقلدا و انما یاخذ علمہ من العین یاخذ منها المجتہدون مذهبہ و یری بعض الاولیاء مقلدا للبعض الا ئمة فالجواب قد یكون ذلک الولی لم یبلغ مقام الکمال و بلعہ و اظہر نقیدہ فی تلک المسئلة بمذهب بعض الا ئمة ادبا معہ حیث سقہ الی القول بها و جعلہ الله تعالی اماما یقندی بہ اشتہر فی الارض و وہ و قد یكون عمل ذلک الولی بما قالہ ذلک المجتہد لاطلاہ

علی دلیلہ لا عملا بقولہ علی وجہ التقليد لہ بل لموافقة لما ادی الیہ کشفہ فرجع لتقلید هذا الولی للشارع لا بغيرہ و ما ثم ولی یاخذ علما الا الشارع و یحرم علیہ ان یخطو خطوة فی شی لا یری قدم نبیہ امامہ فیہ و قد قال مرة لسیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کیف صح تقلید سیدی و روحی و مرشدی عبد القادر الجیلانی للامام احمد بن حنبل و سید محمد الحنفی الشاذلی للامام ابی حنیفة رحمۃ اللہ علیہ مع اشتہاء ہما لقطبہ الکبری و صاحب هذا المقام لا یكون مقلدا لا لشارع و وحده فقال رضی اللہ عنہ قد یكون ذلک منہما قبل بنوعہما مع خروجہما عن التقليد اہ فاعلم ذلک انتہی تو ثانی نے شرح مقدمہ در مختار میں اور امام شہرانی نے یواخت کے ابتدا حصہ دوم میں لکھا فیشترط فی الولی ان یكون محفوظا لما یكون النبی معصوما۔ ان شاء اللہ اندکہ اشاعت میں یہ سوال مکمل شائع ہوگا۔

### مسئلہ ۱۳۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کہ ہمارے میں کہ ایک مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین کے معاملہ میں حضرت امیر معاویہ و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جماعت معاذ اللہ باغی اور ناطق تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت حق پر تھی دوسرے مولوی صاحب کا بیان ہے کہ اس معاملہ میں خاموش رہنا چاہیے کسی ایک جماعت کو ناطق نہ کہنا چاہیے بلکہ دونوں جماعتیں قابل احترام ہیں اور دونوں حق پر تھیں علمائے اہل سنت و جماعت کا اس مسئلہ میں کیا عقیدہ ہے اور قطعی فیصلہ کیا ہے علمائے اہل سنت و جماعت کے فیصلے آگاہ فرمادیں؟

سائل فیض محمدیہ

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

تمام اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہدایت کے ستارے ہیں حدیث شریف میں فرمایا ہے اصحابی کالنجوم فابہم اقتدینم اہندینم یعنی میرے تمام صحابہ ہدایت کی روشنی ہیں ستاروں کی طرح چمکتے ہیں ان میں جس کی اقتدا کرو گے ہدایت

پر رہو گے نیز حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق جو میرے بعد ہوگا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ تم جو اختلاف آپ کے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں بعض ان کے بعض سے زیادہ قوی ہیں اور ہر ایک صحابی کے لئے نور ہے جس نے صحابہ کی اختلافی باتوں میں سے کسی بات پر عمل کیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے مشکوۃ شریف میں ہے

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول یقول سالت ربی عن اختلاف من بعدی فاروحی الی یا محمد ﷺ ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی اسماء بعضها اقوی من بعض وکل نور فمن اخذ بسواء ساءم علیہ من اختلافہم فہو عدی علی قال وقال رسول الله ﷺ اصحابی کالنجوم فابہم اقتدینم اہندینم صحابہ کرام میں جو آپس میں اختلاف ہوا تو اس اختلاف کی وجہ سے ان میں سے کسی کی ہدایت میں فرق نہیں آئے گا وہ سب عادل تھے مجتہد تھے اور مجتہد سے اجتہاد و مسد میں خطا ہو جائے تو پھر بھی اس کو ثواب ملتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ٹھیک اجتہاد کرنے والے کو ہر ثواب ملتا ہے اور وہ مجتہد جس سے اجتہاد میں خطا ہو جائے اس کو ایک ثواب امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں

وکلہم عدول و منالون فی حروہم و غیرہا لم یخرج شیء عن ذلک احد منہم من العدالة الا انہم مجتہدون اور شرح عقائد میں فلذلک کان المخطی معذور و امیل ماجورا۔

یعنی مجتہد مخطی شرعاً معذور بلکہ اجر و ثواب پائے والا ہے حضرت سیدنا مولانا علی شیر خاں رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اختلاف ہوا اجتہادی اختلاف تھا جس میں مولیٰ علی شیر خاں رضی اللہ عنہ اہل سنت کے نزدیک حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد میں صورت خطا تھی مگر جہت میں وہ اجر کے مستحق تھے اہل سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ کسی پر کرام اور ان کے من قبہ و خاتمہ کو بیان کیا جائے ان کے شان میں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ بات نہ کہ بھی جائز نہیں کہ جس میں بے ادبی کا شائبہ ہو ان حضرات صحابہ نے جو اپنے اجتہاد سے کیا وہ ٹھیک کیا جب حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے یا رسول اللہ ﷺ

تیرے تمام صحابہ نور ہدایت پر ہیں اور حضور کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے تمام صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں تو اس سے صراحت ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ام المؤمنین صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب کے سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور پیارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ہدایت کے ستارے ہیں ان سب کا احترام مسلمانوں پر فرض ہے بے علم لوگ نہ باغی کا معنی جانتے ہیں اور حق اور ناطق کو سمجھتے ہیں بلکہ متکذروں نہیں ہزاروں نام کے مولوی ہوں گے کہ جن بظاہر ان کو اجتہادی مسائل میں جو اختلاف ہوتا ہے اس کے متعلق وہ نہیں جانتے کہ ان کی اصطلاح میں خطا و ثواب کے کیا معنی ہیں تمام لوگوں میں یوں بیان کرنا کہ بعض باغی تھے اور ناطق تھے ہرگز درست نہیں عوام کے عقیدے اس سے بگڑ جائیں گے وہ اس کے غلط فہمی کو سمجھ کر صحابہ کرام کی شان میں بلکہ الفاظ استعمال کرنے یا بے ادبی کرنے کی جرات کریں گے (العیاذ باللہ من ذلک) ابلسنت کا یہی عقیدہ اور مسلک ہے کہ صحابہ کرام کا ذکر ذخیرہ ہو نا چاہیے اور ان کی شانوں میں طعن کرنا یا بے ادبی کرنا حرام ہے شرح عقائد میں ہے ویکف عن ذکر الصحابة الانحرما و درمن الاحادیث الصحیحة و وجوب الکف عن مظاہبہم۔

### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ کیم جہادی الاخری ۱۴۰۱ھ

### مسئلہ ۱۳۹

ایک شخص واضح لفظوں میں یہ بیان کرتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اصحاب ثنائی یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے افضل ہیں اور اصحاب ثلاثی رضوان اللہ علیہم ان کے سر پر ہیں کیا یہ عقیدہ مذہب ابلسنت حنفی امام کے اقتدار سے صحیح ہے یا غلط

سائل نذر حسین بھنگ

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مذہب ابلسنت کے مطابق جو شخص حضرت ابوبکر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی فضیلت قطعاً ہے پر فضیلت ثابت کرے وہ مذہب گمراہ ہے تمام ابلسنت متقدمین اور متاخرین کا مذہب یہ ہے گیا







بند حسن والہ ارشد قوی والد ارقطی وغیرہم بزرگی روایت میں یہ صحیح ہے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا استخلف رسول اللہ ﷺ فاستخلف علیکم رسول اللہ ﷺ نے کسی کو خلیفہ نہ کیا کہ میں کروں۔ دارقطنی کی روایت میں ہے ارشاد فرمایا

دخلنا علی رسول اللہ ﷺ فقلنا یا رسول اللہ استخلف علينا قال لا ان يعلم الله فيكم خير ابلو عليكم خير کم قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلعلمهم الله فينا خيرا فاولی علينا ابابکر۔

ہم نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ہم پر کسی کو خلیفہ فرمادیجئے ارشاد ہوا اگر اللہ تعالیٰ تم میں بھلائی جانے کا تو جو تم سب میں افضل ہے اسے تم پر والی فرمادے گا حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اب العزوجل وعلمائے ہم میں بھلائی کی پس ابوبکر کو ہمارا والی فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع اسحاق بن راہویہ ودارقطنی وابن مساکر وغیرہم بطرق عدیدہ واسانید کثیرہ راوی وخصوص نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ انکریم سے ان کے زمانہ خلافت میں دریاہ خلافت استخفاف کیا احمد عہدہ ایک الہی ﷺ ام رانی راویہ کیا یہ کوئی عہدہ قرار دیا حضور اقدس ﷺ کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے فرمایا بل رائے راویہ بلکہ ہماری رائے ہے

اما ان يكون عندی عهد من النبی ﷺ عہدہ الی فی ذالک فلا والله لئن كنت اول من صدقہ به فلا کون اول من کذب علیہ۔

رہا یہ کہ اسباب میں میرے لئے حضور پر نور ﷺ نے کوئی عہدہ قرار دیا ہو سو خدا کی قسم ایسا نہیں اگر سب سے پہلے میں نے حضور ﷺ کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور پر افتر کرنے والا نہ ہوں گا۔

ولو كان عندی منه عهد فی ذالک ما ترک احسانی تیم بن مرة و عمر بن الخطاب ثوبان علی منبرہ و لقاتلنہما بیدی ولو لم اجد الا بردتی ہذہ

اور اگر اسباب میں حضور والا ﷺ کی طرف سے میرے پاس کو عہد ہوتا تو میں ابوبکر و عمر کو منبر اطہر حضور اقدس ﷺ پر جہت نہ کرنے دیتا اور بے شک اپنے ہاتھ سے ان سے قتال کرتا اگر چاہی اس چادر

کے سوا کوئی ساتھ نہ پاتا۔

ولكن رسول الله ﷺ لم يقتل قتلا ولم يموت فجاءه مكث في مرضه اياما وليالي بانيه المودن بوذنه بالصلاة فيما مرابا بکبر فیصلی بالناس وهو يرى مکانی۔

بات یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ معاذ اللہ کبھی نہ ہوئے نہ یکا یک انتقال فرمایا بلکہ دن رات حضور کو مرض میں گزرے مؤذن آتا نماز کی اطلاع دیتا حضور ابوبکر کو امامت کا حکم فرماتے حالانکہ میں حضور ﷺ کے پیش نظر موجود تھا پر مؤذن آتا اطلاع دیتا حضور ﷺ ابوبکر کو ہی حکم امامت دیتے حالانکہ میں کہیں غائب نہ تھا

ولقد اودت امرأة من نساء تصرفه عنه ابی بکرفابی وغضب وقال انتن صواحب يوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس

اور خدا کی قسم اربع مطہرات سے ایک بیانی نے اس معاملہ کو ابوبکر سے پیچیرنا چاہا حضور اقدس ﷺ نے نہ مانا اور غضب کیا اور فرمایا تم وہی یوسف والیاں ہو ابوبکر کو حکم دو کہ امامت کرے

فلما قبض رسول الله ﷺ نظرنا فی امورنا فاختارنا من رضىه رسول الله ﷺ بیننا و كانت الصلاة عظیم الا سلام و قوام الدین فیما یعنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کان لذلك اهلا لم یختلف علیہ منا اثنان

پس جب کہ حضور پر نور ﷺ نے انتقال فرمایا ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لیے اسے پسند کر لیا جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دین یعنی نماز کے لیے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی لہذا ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور وہ اس کے لائق تھے ہم میں کسی نے اس بارے میں خلاف نہ کیا یہ سب کچھ ارشاد کر کے حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے فرمایا

فادیت الی ابی بکر حقہ و عرفت له طاعته و غزیت معه فی جودہ و كنت آخذ اذا عطانی و اغز و اذا غزانی و اضرب بین یدیه الحدود بسوطی۔

پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا اور ان کی اطاعت لازم جانی اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں

میں جہاد کیا جب مجھے لڑائی پر بھیجے میں جاتا اور ان کے سامنے اپنے تازیانے سے حد گتا پھر جہاد بھی مضمون امیر المومنین کی دوقلم و امیر المومنین عثمان کی نسبت ارشاد فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجماع

باس الہ اشارات اجماع واضحہ بار بار فرماتے مثلاً ایک بار ارشاد ہوا میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں اس پر ایک ذول ہے جس میں اس سے پانی بہتا رہا جب تک اللہ نے چاہا پھر ابوجہر نے ذول لیا دو ایک بار سچا پھر ذول ایک چل ہو گیا جسے چرسہ کہتے ہیں اسے خرے لیا تو میں نے کسی زبردست مرد کو اس کام میں ان کے شغل نہ دیکھا یہاں تک کہ تم لوگوں کو یہ اب کر دیا کہ پانی پی کر اپنی فرواد کو واپس ہوئے راہ الشحان یعنی انی حریرہ و من ابن مرضی اللہ تعالیٰ عنہم امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں میں نے بار بار کثرت سے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا آج کی رات ایک مرد صالح (یعنی خود حضور ﷺ) نے خواب دیکھا کہ ابوبکر رسول اللہ ﷺ سے متعلق ہیں اور عمر ابوبکر سے اور عثمان عمر سے جاہل بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب ہم خدمت اقدس حضور والا ﷺ سے ملے آج میں میں تذکرہ کیا کہ وہ مرد صالح تو حضور اقدس ﷺ ہیں اور ہض کا ہض سے تعلق وہ اس امر کا والی ہوتا جس کے ساتھ حضور پر نور ﷺ بیٹھتے بیٹھتے ہوتے ہیں راہ عز ابوداؤد و احکم بن امی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی المصطفیٰ نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین ﷺ میں بھیجا کہ حضور سے دریافت کروں حضور ﷺ کے بعد ہم اپنے اموال زکوٰۃ کس کے پاس بھیجیں فرمایا ابوبکر کے پاس عرض کی اگر انھیں کوئی حادثہ پیش آئے تو کسے دیں فرمایا ہر کوئی کس کے پاس کہنا ہوتا ہوا فرمایا عثمان کو راہ عز ابوداؤد و احکم بن امی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا عثمان کے پاس کچھ عرض کی حضور اقدس ﷺ نے حکم فرمایا کہ حاضر ہوا انھوں نے عرض کی آؤں اور حضور ﷺ کو پاؤں فرمایا مجھے نہ پاسے تو ابوبکر کے پاس آؤ راہ الشحان عن جابر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہیں ایک مرد سے ارشاد فرمایا مروی کہ میں نے ابوبکر کے پاس آؤ عرض کی جب انھیں نہ پاسے فرمایا تو عمر کے پاس عرض کی جب وہ بھی نہ پیش فرمایا تو عثمان کے پاس

الخرجہ ابو نعیم فی الحلیہ و الطبرانی عن سہیل بن ابی حشیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص سے کچھ اذیت قرشوں پر خریدے جب وہ واپس جا رہا تھا کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے حال پوچھا اس نے بیان کیا فرمایا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر حضور ﷺ کو

کچھ حادثہ پیش آئے تو میری قیمت کون ادا کرے گا فرمایا ابوبکر پھر دریافت کیا اور ابوبکر کو کچھ حادثہ پیش آئے تو کون دے گا فرمایا عمر پھر دریافت کر لیا انھیں بھی کچھ حادثہ پیش ہوا فرمایا

ویحک اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت

ہائے نہ ان جب عمر مر جائے تو اگر مرے تو مر جانا راہ الطبرانی فی الکبیر عن مصعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسن الامام جلال الدین بیہقی انھیں اشارات حلیہ سے ہے حضور پر نور ﷺ کا ایام مرض وفات اقدس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی تجد امامت مسلمین پر قائم کرنا اور دوسرے کی امامت پر راضی نہ ہونا غصب فرمایا جس سے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ انکریم نے استنار فرمایا کہ رضیہ رسول اللہ کا ﷺ لدینا افلا نرضاه لدینا نا رسول اللہ ﷺ انھیں چن لیا ہمارے دین کی حیثیت کیلئے انھیں ہم پسند کیوں نہ کریں اپنی دنیا کی امامت کو اور نہایت روشن و صریح نص و تصریح و ارشاد اقدس ہے کہ امام احمد و ترمذی نے تفسیر اور ابن جہاؤن و ابن حاکم نے باقاعدہ تصحیح اور علی ابوالحسن روایان نے حضرت حدیث بن ایمان رضی اللہ عنہ اور ترمذی و حاکم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہ طبرانی نے حضرت ابوداؤد و رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عدی نے کامل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور پر نور سید یوم النشور ﷺ نے فرمایا میں لا ادوی ما یقانی فیکم فافقدوا بالذین من بعدی ابابکر و فی لفظ ائقندوا بالذین من بعدی من اصحابی امی بکرو و عمرو میں نہیں جانتا میرا ہر نام میں کس تک پہنچتا ہوں کہ میرے ان دو صحابیوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک بار آخر حیات اقدس میں نص صریح بھی فرمایا چاہا تھا پھر خدا اور مسلمانوں پر چھوڑ کر حاجت نہ بھی امام احمد و امام بخاری و امام مسلم المومنین صدیقہ حبیب سید المرسلین ﷺ سے راوی کہ وہ ارشاد فرماتی ہیں

قال لی رسول الله ﷺ فی مرضه الذی مات فیہ ادعی لی ابابکر و احتاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یضنی متمن بقول قائل انا اولی ذیادہ سی اللہ و المومنون الا ابابکر حضور اقدس سید عالم ﷺ جس مرض میں انتقال فرمائے گا میں اس میں مجھ سے فرمایا ہے ابابکر اور بھائی کو بلا لے کہ میں ایک نوشہرہ فرماؤں کہ مجھے خوف ہے کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کوئی کہنے والا



کہا اٹھے کہ میں زیادہ مستحق ہوں اور اللہ نہ مانے گا اور مسلمان نہ مانیں گے مگر ابو بکر کو امام احمد کے ایک روایت میں یہ لفظ نہیں کہ فرمایا

ادعی لی عبدالرحمن بن ابی بکر اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف المومنون فی ابی بکر عبدالرحمن بن ابی بکر  
گو یا ابو بکر میں ابو بکر کے لیے خوشی تکھدوں کہ ان پر کوئی اختلاف نہ کرے پھر فرمایا رہنے دو خدا کی پناہ کہ مسلمان اختلاف نہ کریں ابو بکر کے بارے میں۔ اس موضوع پر فقیر کی تصنیف الفضل صمدی کا مطالعہ کیجئے۔

#### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۳۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مسئلہ ۱۴۱

ایک مولوی دار سے ہاں کہتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے سخت مخالف تھے چنانچہ اس نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ درخت کاٹ ڈالا تھا جس کے نیچے حضور ﷺ بیٹھتے تھے بیعت رضوان صحابہ سے تھی اور کہا کہ اگر تبرک کا کوئی مسئلہ ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ درخت ہرگز نہ کاٹتے۔

سائل عبدالوہید

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

یہ مولوی افترا باز ہے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس درخت کو کاٹا تھا وہ مصنوعی تھا چنانچہ فقیر خازن میں بخاری شریف اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث مرقوم ہے نیز معالم التنزیل میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ طارق بن عبدالرحمن کہتے ہیں میں حج کے لیے چلا تو راستے میں چند لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا میں نے دریافت کیا یہ کیسی مسجد ہے ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ درخت ہے جہاں رسول کریم ﷺ نے بیعت رضوان فرمائی تھی یہ سن کر میں سعید ابن المسیب کے پاس آیا اور میں نے انہیں اس واقعہ کی خبر دی انہوں نے کہا کہ میرے والد گرامی بھی بیعت رضوان میں شریک تھے انہوں

نے مجھ سے فرمایا۔ اللہ لم یعلموها علمتموها فانتم اعلم فضحک۔ کہ بیعت کے دوسرے سال جب ہم لوگ یہاں آئے تو ہم اس درخت کو کھول گئے اور وہ درخت ہم سے چھپ گیا اور ہم اس پر قادر نہ ہوئے یہ فرما کر حضرت سعید کہتے ہیں کہ اصحاب رسول سے کوئی اس درخت کو نہ جانے اور تم نے ہاں لیا تم ان سے بھی زیادہ جانتے والے ہو یہ فرما کر ہنسنے لگے۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں۔

وفی رواہ عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لقد رأیت الشجرة ثم البتھا بعد عام فلم اعرفھا۔

سعید ابن المسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے فرمایا وہ درخت جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی میں نے دیکھا تھا پھر ایک سال کے بعد جب میں وہاں آیا تو میں نے اس کو نہ پہچانا۔ اس کے علاوہ خازن تفسیر معام میں یہ روایت بھی ہے۔

ودوی ان عمر بن الخطاب مر بذالک المکان بعد ان وهبت الشجرة فقال این كانت فقال بعضهم نقول هذا بقول هذا فلما کثر اختلافهم قال سیرو وهبت الشجرة درخت بیعت رضوان کے نائب ہو جانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس جگہ سے گزر ہوا تو آپ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا وہ درخت کہاں ہے۔ کسی نے کہا یہ ہے کسی نے کہا یہ ہے جب ان کا اختلاف بڑھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ درخت تو جاتا رہا۔ اس کے بعد تفسیر خازن میں بخاری شریف کی یہ حدیث مبارک بھی مرقوم ہے کہ

من عمر قال رجعا من العام المقبل۔ فلما اجتمع منا ثلثان علی الشجرة۔ اللہ ما یعا تحبھا وكانت رحمته من اللہ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے ہم آئندہ سال بیعت رضوان کے مقام پر واپس آئے تو ہم سے دو آدمیوں کا بھی اتفاق اس درخت پر نہ ہوا کہ جس کے نیچے ہم نے بیعت کی تھی اور وہ درخت کہا تھا اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی۔

پس ان احادیث کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شجر بیعت رضوان بیعت کے دوسرے

سال ہی لا پتہ ہو گیا۔ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "چھ درختوں کا بھونچا۔" انہی صورت میں یہ بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجر بیعت رضوان کو کاٹا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کسی درخت کا کاٹنا ثابت بھی ہوتا ہے کہ مطلب صرف یہ ہو سکتا ہے کیونکہ بعض لوگوں نے کسی دوسرے درخت و شجر رضوان سمجھ لیا تھا آپ نے اس ضد بھی سے بچانے کے لیے اس درخت کو کاٹا یا جب کہ ان بن عبد الرحمن کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ اور یہی ہم کہتے ہیں کہ جو بعض تبرک ہو وہ تو نقل تفسیر میں بدل ادب اتار دینے سے تا کہ عوام غلط فہمی کا شکار نہ ہوں

#### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۳۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مسئلہ ۱۴۲

صحنہ کے ساتھ کیا شرعی حکم کیا ہے؟

سائل نور اللہ خیر پور سندھ

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی لا تتحدوہم من بعدی عرضا فمن احبهم فیحییٰ احبهم وامن بعضهم فبعضی بعضهم ومن اذہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ۔

ترجمہ اللہ سے ڈرو میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنالینا جو ان سے محبت رکھے گا تو میرے ساتھ محبت کی وجہ سے انہیں محبوب رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہوگا۔ جس نے انہیں دکھ دیا اس نے مجھے دکھ دیا اور جس نے مجھے دکھ دیا اس نے اللہ کو دکھ دیا تو قریب ہے کہ اللہ اس پر اپنی گرفت کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ تہذیری (ذرائع والے) انداز میں فرماتے ہیں کہ میرے بعد میرے اصحاب رضی اللہ عنہم میرے جائز راجح جن کی جائز و انتہی پر مشفقوں کو بھی رشک آیا ان کو نشانہ نہ بنالینا بصورت دیگر لازمی نتیجہ اللہ کی گرفت میں آنا ہوگا اب بھی اگر کوئی صحابہ کرام

پر تنقید کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا بخشش خداوندی سے ناامیدی۔ اہل اہل اور حفاظ کی ذلت و حقارت کو حضرت شیخ عبدالحق صاحب نے مکمل ایمان میں مانا گیا۔ وکتب ہے اور بخشش صاحب مومن فسق و سب صحابہ کثرت ہے۔ امر واقعی کیا ہے؟ کہ مولانا شاہ و عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے جو تحریر فرمائی ہے وہی صحیح ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے

فقال المسلم کفر ساء فسوق۔

ترجمہ مسلمان کو قتل کرنا کفر ہے اور اس کو گالی دینا فسق و فجور ہے یہاں پر لفظ مسلمان عام مسلمان مراد ہے صحابی ہو یا غیر صحابی۔ پس مطلب یہ ہوا کہ مسلمان کو قتل کرنا اور عام مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور فسق کو کفر کہتے ہیں۔

#### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۳۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مسئلہ ۱۴۳

کیا بیعت رضوان میں رضی اللہ عنہما کا کلمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا؟

سائل دین محمد قریشی مظفر آباد

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ہاں یعقوب کلینی وغیرہ نے لکھا ہے کہ سیدھا فانطلق الی بیتہ فزوج کافی حد ۲ ص اول (تہذیب حد ۲ ص ۲۳۸) ترجمہ: ام کلثوم کے پاس گئے اور ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے اپنے گھر میں لے آئے۔

(فائدہ) انہی دونوں سبوں کے ان معنی پر چارہائی الفاظ میں ام کلثوم سے دوسرے راویوں کی روایت بھی موجود و منقول ہے

(۳) فروغ کافی معتمد محمد بن یعقوب کلینی میں ایک مسئلہ باب ہے جس کا یہ عنوان ہے دیکھتے فروغ کافی ص ۱۴۱ حصہ اول مطبع کھنڈ۔ باب فی تزویج ام کلثوم یہ باب سیدہ ام کلثوم کے نکاح میں ہے۔ جس میں محمد بن یعقوب کلینی نے حضرت ام کلثوم صدیق سے دور و اہل نقل کی ہیں جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو



تا ہے کہ بی بی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروق اعظم سے ہوا۔

(فائدہ) قرآن البقرہ ص ۴۸ میں ان دونوں روایتوں کو سن کہا گیا ہے اس سے اس شبہ کا بھی رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح والی روایتیں ضعیف ہیں۔

(۴) قاضی نور اللہ شہرزی شیعہ مجتہد لکھتے ہیں کہ اگر

نبی دختر عثمان دانود علی دختر بعمر فرستاد (محافل المومنین ص ۸۷)

ترجمہ اگر نبی علیہ السلام نے عثمان کو بی بی تو تھی تو حضرت علی نے عمر کو دی۔

(۵) قاضی نور اللہ شہرزی نے یہ بھی لکھا ہے کہ کسی نے ابوالحسن سے پوچھا کہ

چرا آن حضرت دختر خود را بعمر بن خطاب داد گفت  
بواسطه آنکه اظهار شهادتین مع نمود بزبان و اعتراف بفضل  
حضرت امیر مع کرم۔ (شیعہ محافل المومنین ص ۱۸۸)

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی دختر ایک اختر عمر بن خطاب کو کیوں دی تھی اس نے  
جواب دیا اس وجہ سے کہ عمر تو حید خدا تعالیٰ اور رسالت رسول اللہ ﷺ کی شہادت زبان سے ظاہر کرتا تھا۔  
اور حضرت عمر کی امامی اور اس کی فضیلت۔

(۶) قاضی نور اللہ شہرزی شیعہ مجتہد لکھتے ہیں محمد بن جعفر بعد از فوت عمر  
بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین علیہ  
الصلوة و آتہ مشرف گشتہ و ام کلثوم را کہ بعدم کفایت از وراثت  
اکراه در خبالہ عمر بن قزو یح نمود۔ (شیعہ کی کتاب محافل المومنین ص  
۸۳ آخری سطر)

(فائدہ) محمد بن جعفر طیار کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم سے نکاح کر کے حضرت سیدنا علی امیر المومنین کی  
امامی کا شرف حاصل کیا اور یہ سیدہ ام کلثوم پہلے گراہ سے عمر کے حوالہ نکاح میں تھی باوجودیکہ عمر ان کے ہم  
کفو نہ تھے۔

فائدہ بعض لوگ اپنی نادانی سے کہتے ہیں کہ حضرت عمر کا نکاح سیدنا علی کی بی بی سیدہ ام کلثوم سے نہیں ہوا

تھا ان گزشتہ حوالہ جات سے بخوبی واضح اور ثابت ہوتا ہے کہ واقعی حضرت عمر کا نکاح سیدہ ام کلثوم دختر علی  
سے ہوا تھا جس کا انکار ممکن نہیں جیسے کہ قاضی نور اللہ شہرزی مجتہد شیعہ نے لکھا ہے تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب  
"قدت الشریعہ نکاح ام کلثوم بہ عمر"

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۱ رجب المرجب ۱۳۰۰ھ

مسئلہ: ۱۴۴ھ

شیعہ کہتے ہیں کہ تمام مہاجرین و انصار نے رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھ سکے اور نہ شریک تقبیر  
اور تظہین ہوئے؟

سائل عبد العظیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

شیعہ کا یہ دعویٰ غلط ہے اس لئے شیعہ کی معتبر کتابوں سے انکا جنازہ میں حاضر ہونا ثابت ہے چند  
حوالے مندرجہ ذیل ہیں شہر المصاب جلد (۱) مجلس مصائب جناب سیدہ میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ وَرَحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (بارہ ۲۶ سورۃ الفتح)  
ترجمہ محمد رسول اللہ ہیں اور جو ساتھ ان کے ہیں سخت ہیں کافروں پر رحم دل ہیں آپس میں۔ جن کو خدا  
تعالیٰ رحم دل فرمائے ان کو ایسا سخت دل کہیں کہ کس کو رحلت حضور ﷺ سے مطلق رنج و الم نہ ہوا بلکہ سب  
اعداد و سرور ہوئے حق تعالیٰ نے ان کے اس افتخار کو ان کی اس کتاب سے جھوٹا کیا کہا ہے وودعہ جو کچھ  
میں نے پوشم خود دیکھا اسے گوش دل سن وہ یہ کہ جب جناب رسول خدا ﷺ دنیا سے رحلت کی تمام خورد  
و بزرگ اور وزن و مرد و حضرت کے در و فراق سے مغموم ہوئے اور سب مفیر و کبیر بنتر اور اربابے تاب ہوئے  
اور سب سے زیادہ غم و حزن اس مصیبت میں اہل بیت و اصحاب اختیار کو تھا اور کوئی شخص اہل مدینہ میں ایسا نہ  
کہ میں نے اسے روتے نہ دیکھا (بحر المصاب جلد ۱) صفحہ (۸۱) اور یہ افتخار جو کیا کہ تمام  
مہاجرین و انصار و اصحاب ایسے دنیا پائا نہ کہ ان کی طرف متوجہ ہوئے و حضرات شیعہ نے ان کو دنیا پائا نہ کہ ان کا طلب  
گار بنایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں فرمایا

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُمْلُوهُمُ يُسْتَغْنَوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ  
وَرِضْوَانًا وَيُتَزَوَّنُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (بارہ ۲۸ آیت ۸ سورۃ حشر)

یہ مال واسطے فقیروں و مہاجرین جو اپنے گھروں سے اور مالوں سے  
چاہتے ہیں فضل خدا کے لیے اور رضا مند اور مدد دیتے ہیں خدا کو اور رسول کے لیے یہ لوگ وہ ہیں جو آپ  
آیت قطعی صحت کا نص ہے کہ تمام مہاجرین حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و باقی مشر و مبشر و دیگر مہاجرین  
بلکہ جو فتح مکہ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ میں مہاجرین اولین کے بعد وہ مہاجرین خاندان بن ابیہ و بن العاص  
و غیرہ رضی اللہ عنہم کے سب قطعی صادقین ہیں اور حضرت خاقانی صلوات اللہ علیہ کے آگاہ کرنے بعد جو  
کوئی اپنے نفس کی ایسے میں مخالفت کرے اس کے گمراہ ہونے میں شک باقی نہیں رہا جیسے خوارق رافضی  
ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اصحاب مہاجرین رضی اللہ عنہم کے واسطے اپنے عمر قدیم کے ساتھ سچے صادقین  
ہونے کا فضیلت نامہ بوقی قرآن بھیج دیا تو صاف معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بغیر قیامت تک لوگوں کو اپنے  
علم سے آگاہ فرماتا ہے اور نہایت تاکید سے آگاہ فرماتا ہے کہ اولئک ہم الصادقون یہ لوگ بالکل سچے  
ہیں اور جو کوئی یہ گمان کرے کہ جن بندوں و اللہ تعالیٰ نے اس طرح وصف فرمایا ایسے تھے یا ان کے صادق  
الایمان ہونے میں کچھ نقص ہے تو وہ حق کافر ہے

والذین تبوء الدار والايمان من قبلهم (بارہ ۲۸ آیت ۹ سورۃ الحشر)

اور جن بندوں نے مہاجرین سے پہلے اسلام و ایمان میں جگہ چڑی جو کوئی ان کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے  
اس کو ہجرت سے لیتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً (بارہ ۲۸ آیت ۹ سورۃ الحشر)

اپنے دلوں میں اس چیز کی نسبت کوئی حاجت نہیں پاتے جو ان لوگوں کو مدینہ لگتی ہے یعنی مہاجرین کو جو  
کچھ دے دیا گیا ہے اس کی نسبت انصار اپنے دلوں میں کسی طرح کا حسد نہیں پاتے

و یوثرن علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ (بارہ ۲۸ آیت ۹ سورۃ الحشر)

یعنی انصار ایسے ایچھے ایمان والے ہیں کہ اگر مہاجرین میں سے کوئی محتاج ان کے پاس آتا ہے تو اپنے کو چھوڑ  
کر اس کو کھانا پیند کرتے ہیں اگرچہ غلہ دیتی ہے خود اس کی جانب محتاج تھے اور یہی صفت اس کے علاوہ ہر چیز

میں ہے اور جب وہ شام میں میرٹھ کے دن لڑائی ہوئی تو مکرہ و انکے اصحاب رضی اللہ عنہم نے شہادت  
پائی اور اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح دی تو ان لوگوں میں کچھ رفق باقی تھے کہ ایک نے پانی مانگا پس دوسرے  
نے لگا دی تو کہا پہلے میرے بھائی کو پلا دو جب اس کے پاس لے کر گئے تو تیسرے نے لگا دی پس کہا کہ  
میرے اس بھائی کو پلاؤ لیکن جب تک اس کے پاس پیچھے اس نے قضا کی اور لوٹ کر دیکھا تو دوسرے نے  
پس قضا کی اور دیکھا تو اول نے بھی قضا کی پس ان میں سے کسی نے بھی نہیں پیا رضی اللہ عنہم و جمیعین  
۔ (تفسیر مواہب الرحمن بارہ ۲۸ سورۃ حشر) جو لوگ ایسے جو انہر ہوں کہ موت کے وقت پانی کا  
پینا دوسرے کی خاطر ترک کریں اور اللہ تعالیٰ ان کی شان میں فرمائے

یوثرن علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ (بارہ ۲۸ آیت ۹ سورۃ الحشر)

یبتغون فضلا من الله ورضوانا (بارہ ۲۸ آیت ۸ سورۃ حشر)

باوجود تعریف خدا کے اگر مہاجرین و انصار دنیا کے طلبگار ہیں تو کون پر تیز گار ہو سکتا ہے برخوار ہی جو  
حضرت علی المرتضیٰ کو برا کہتے ہیں اس کے نیک ہونے کا کیا ثبوت ہم دے سکتے ہیں؟ اور حضرات شیعہ کہتے  
ہیں کہ جب جناب رسالت مآب ﷺ نے اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی ہنوز  
نوبت جن آنحضرت کی نہ پہنچی تھی کہ اشتیاق امت بخدا کار نے باغ و عانی فساد اور عن رسول خدا ﷺ پر کمر  
باندھی اور دفعہ سب کے سب دین خدا سے پھر گئے اور سب نے ابوبکر بن قنیف سے بیعت کی

(بحر المصاب جلد ۱ محسن مصائب جناب سیدہ ص ۹۷) اس فرق نے تو اصحاب باصفاء کو اشتیاق  
جنا کا رکھا اور اللہ تعالیٰ ان کی شان میں فرماتا ہے

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

(بارہ ۲ آیت ۱۰ سورۃ آل عمران)

ترجمہ ہم بہتر امت کے کھڑے ہو گئے تھے واسطے لوگوں کے یعنی تم ان تمام امتوں سے بہتر ہو جو ابتدا  
سے اب تک لوگوں کے فائدہ اور ہدایت کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔

تأمروا بالمعروف و تنہون عن المنکر و تؤمنون باللہ

(بارہ ۲ آیت ۱۰ سورۃ آل عمران)



حکم کرتے ہو معروف اور منع کرتے ہو مگر سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔ اس لئے کہ تم ایک باتوں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اس لئے کہ کمال فخر الاسلام نے کہ آیت میں اجماع کے تحت ہوئے پر دلیل ہے اس لئے کہ ان صفات کے لوگ سب کے سب برائی پر منع نہیں ہو سکتے۔ (پارہ ۴: آل عمران خلاصہ التفاسیر ص ۲۸۷)

جن کی اللہ تعالیٰ اس قدر تعریف فرمائے اگر وہ اشتیاقاً جفا کار ہیں تو یہ مسلمان رہے یا کافر ہوئے اور یہ کہتے ہیں کہ دفعہ سب کے سب دین خدا سے پھر گئے اور سب نے ابو بکر بن قافہ سے بیعت کی۔ ان کو شرم اور حیا نہیں آتی کہ یہی دین سے پھرنے والے تھے کہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اولئک کتب فی قلوبہم الایمان و ابدہم بروح منہ

(پارہ ۲۸: آیت ۲۲ سورۃ المجادلہ)

وہی ہیں کہ لکھ دیا اللہ نے دلوں میں ان کے ایمان اور روح قدس کے ذریعے ان کی مدد کی

(پارہ ۲۸: مجادلہ خلاصہ التفاسیر ص ۳۹۰)

اور ان کی شان میں اللہ فرماتا ہے

ولکن اللہ حبیب الیکم الایمان و زینہ فی قلوبکم

(پارہ ۲۶: آیت ۷ سورۃ الحجرات)

لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب بنا دیا تمہاری طرف ایمان اور اچھا دکھایا اسے دلوں میں تمہارے

و کورہ الیکم الکفر و الفسق و العصیان

(پارہ ۲۶: آیت ۷ سورۃ الحجرات)

اور برا کر دیا تمہاری طرف کفر و فسق اور گناہ

اولئک ہم الراشدون

(پارہ ۲۶: آیت ۷ سورۃ الحجرات)

ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں فضلا من اللہ و نعمۃ فضل سے اللہ کے اور نعمت سے و اللہ علیم حکیم اور اللہ دانائے حکمت والا ہے۔ (خلاصہ التفاسیر ص ۲۰۳ پارہ ۲۶: حجرات)

یہ آیات جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں اور ان کا مومن ہونا ثابت کیا ہے اگر حضرات شیعہ کے نزدیک وہ مومن نہیں ہیں تو خوارج علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مومن نہیں کہتے شیعہ کس دلیل سے حضرت علی کا ایمان ثابت کریں گے اگر رافضی اور خارجی قرآن مجید اور حدیث شریف پر عمل کرتے تو ہرگز گمراہی میں نہ پڑتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اولئک ہم المومنون حقاً

(پارہ ۱۰: آیت ۷۴ سورۃ التوبہ)

اللہ تعالیٰ عالم الغیوب جل شانہ نے قطعی مومنین برحق ہونے کی شہادت دے دی وہ وہ لوگ اس دیکار کے منافقوں کی طرح ظاہر برتاؤ نہیں کرتے تھے بلکہ قول و فعل دونوں موافق رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اولئک ہم الصادقون

(پارہ ۲۸: آیت ۸ سورۃ حشر)

اور فرمایا

و کونوا مع الصادقین

(پارہ ۱۱: آیت ۱۱۹ سورۃ التوبہ)

اور فرمایا

الصدیقون و الشہداء عند ربہم

(پارہ ۲۷: آیت ۱۹ سورۃ الحديد)

جس بات پر وہ لوگ متفق ہوں وہ قطعی مومنوں کا اجماع ہے اور زہر برابر تا فرمائی ان کے نزدیک پہاڑ ہے باپ و ماں و اولاد و گھر یا رب خدا کے واسطے چھوڑ دینے تھے وہ کسی کی پروا نہیں کرتے تھے اور اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرتے تھے اس میں ذرہ برابر شک نہیں لیکن یہاں کے رافضیوں کو یہ بات خوب میں بھی نہ سمجھی اور یہ روافضی منع جیسے بالکل منافق خبیث اپنے نفس پر قیاس کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملات میں غور کرنے کا وہ صرف کافر گمراہ و مفرد ہوگا۔ (مواعظ الرحمن ص ۱۴۴ پارہ الحشر)

(حضرت فہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رافضی اور خارجی فرقے پر یہودی و نصاریٰ کو ایک حد و فضیلت میں ہے ان کا بیان واضح یہ ہے کہ یہود سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے بہتر کونسا رو تھا یہود نے جواب دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کا دیا را پانے والے ان کے اصحاب ہم سب سے بہتر تھے اور نصاریٰ سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون رو ہے نصاریٰ نے جواب دیا حضرت عیسیٰ مسیح کے پیروں کے سب سے افضل تھے اور رافضی سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب مہاجرین و انصار کیسے تھے تو رافضی نے کہا وہ سب سے بدتر تھے یہ لوگ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(مواعظ الرحمن پارہ ۲۸: سورۃ حشر)

فہمی نے نبی کی محبت کا اثر کہ ان کے نزدیک سب سے بدتر کلمہ نعوذ باللہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کے برابر بھی نہ سمجھا۔ اور خطیب نے لکھا کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک مرتبہ آپ کے حضور میں کچھ اعرابی لوگ آئے اور باہم بحث کر حضرت ابو بکر صدیق و عثمان و عمر رضی اللہ عنہم کی برائیاں کرنے لگے اور یہاں تک برائی کی کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ جو نہایت علم اور بردبار تھے غصہ میں آ گئے اور فرمایا اے لوگو کیا تم مہاجرین اولین میں سے ہو عورتوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر کیا تم

والذین تنوء الدار و الایمان

(پارہ ۲۸: آیت ۹ سورۃ الحشر)

میں سے ہو عورتوں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا پھر تم نے ان دونوں جماعتوں سے تمہارا کیا تعلق ان میں سے نہیں ہو اور ان سے بیزار ہو تے ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم تیسری جماعت میں سے کبھی نہیں ہو جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا و الذین جاؤ من بعدہم الایۃ

(پارہ ۲۸: آیت ۱۰ سورۃ حشر)

اب تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا راہ را کرے اور آپ نے فرمایا ایک اور شخص کو بعد بیان کرنے دو آیتوں کے کہ تم ہے اللہ و اللہ شریک کی کہ اگر تو تیسری آیت میں سے بھی ہو تو اسلام سے خارج و مترجم کہتا ہے کہ اس مقام سے جماعت مشائخ حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ و غیر جمہر رحمہم اللہ نے فرمایا کہ رافضی اسلام

سے خارج ہیں۔

(مواعظ الرحمن ص ۱۴۲ پارہ ۲۸: الحشر)

ایتناب احنفیہ میں محدث علماء اسلام کے فتاویٰ ان کے ارادہ میں منع کئے گئے ہیں

(شمس الاسلام ماہنامہ عراق جلد ۹: ۱۳۰۳)

منافقین قناد برپا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں گھر سے باہر نکلے اور فرمایا یا ایہا الناس تحقیق کہ حضرت رسول جس طرح حالت حیات میں ہمارے امام و پیشوا تھے اسی طرح وفات کے بعد بھی امام و پیشوا ہیں اور خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اسی جگہ دفن ہوں گا جہاں میری روح قبض ہوگی چونکہ یہ لوگ غصب خلافت میں اپنا مطلب حاصل کر چکے تھے اس بارہ میں حضرت امیر سے کچھ نزاع نہ کیا اور کہا آپ جیسا مناسب مانتے ہیں اس طرح کیجئے پس حضرت امیر نے پہلے خود آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھی بعد اس کے حضرت کے جنازے کے گرد کھڑے رہے اور حضرت امیر ان کے درمیان کھڑے ہو کر فرماتے تھے ان اللہ و ملائکہ یصلون علی النبی یا ایہا الدین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما

(پارہ ۲۲: آیت ۵۶ سورۃ الاحزاب)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

مسئلہ: ﴿۱۴۵﴾

رافضی تہذیبی کے جنازہ کی نماز جو کہ اصحاب ثلاثہ کی شان میں کلمات بے ادبی کہتے ہیں پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

سائل شاہد رضا کراچی

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ایسے رافضی کو اکثر علماء کا فرماتا ہے کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑنی جائے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۰ حصہ دوم ۱۳۰۲ھ) اور جو شخص صحابہ کرام اور حضور ﷺ کے اصحاب مہاجرین و انصار کی شان میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس گناہ کے سبب



اہلسنت وجماعت سے خارج نہ ہوگا (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۴۱-۱۳۰۲) عجب بات یہ ہے کہ اصحاب باصفاء محمد مصطفیٰ ﷺ جن کا مومن صالح ہوتا قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے جو شخص ان کو کافر کہے وہ اہل سنت سے خارج نہیں ہو سکتا اور مولوی اسماعیل کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ مولوی رشید احمد نے کہا ہے کہ وہ یہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل عالم تقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیائہ الا المتقون کوئی نہیں اولیا حق تعالیٰ کا سوا متقین کے بموجب اس آیت کے مولوی اسماعیل ولی ہوئے اور حسب فتویٰ حدیث

من قاتل فی سبیل اللہ وجبت

پس وہ لوگ جی آیت پڑھتے اور حضرت رسول پر صلوات بھیج کر باہر چلے جاتے تھے تاکہ تمام اہل مدینہ اطراف مدینہ والے اطراف آنحضرت پر صلوات بھی بھیجیں طبری نے حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ اس آبادی میں داخل ہوتے اور بغیر امام اس طرح نماز جنازہ پڑھتے ہے روز و شب اور شب و شب کو صبح تک اور ہر روز شب کو شام تک تاکہ اہل مدینہ و اطراف مدینہ کے تمام مردوں عورتوں چھوٹوں بڑوں نے حضرت پر نماز پڑھی کلمتی بند حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت نے رحلت کی حضرت پر تمام ملائکہ اور مہاجرین و انصار نے گروہ گروہ نماز پڑھی (حیات القلوب ص ۱۰۸۸) تاکہ ان نماز کردہ ہر اوجھ اہل مدینہ و نماز کردہ براہ ملائکہ و مہاجرین و انصار فوج فوج (الصفائی شرح اصول کافی کتاب الحجة جز سو حصہ باب مولد النبی و وفاته ص ۱۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۳ رجب ۱۳۲۱

مسئلہ: ﴿۱۴۶﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بعض لوگ لعنت کے رد وارد ہیں کیا یہ صحیح ہے اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ لڑی اس کا صحیح جواب لکھئے۔

سائل ندامتین قادر آباد

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضور علامہ تلامذہ زانی قدس سرہ لکھتے ہیں لا یجوز اللعن علی المعاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان علیا صالح معہ و فیہ ان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما صالح معہ و لو کان مستحقا للعن لکان لا یجوز الصلح معہ

(شرح عقائد صفحہ ۱۱۶)

یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن جائز نہیں کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کر لی تھی اور اسی حاشیہ میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ سے مصالحت فرمائی تھی اور اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعن کے مستحق ہوتے تو البتہ ان کے ساتھ صلح جائز نہ ہوتی اور فرمایا وفی الا نوار لا یجوز الطعن فی المعاویۃ لانہ من کبار الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں طعن جائز نہیں کیوں کہ وہ کبار صحابہ میں سے ہیں اور علامہ نووی شارح مسلم رقمطراز ہیں

واما معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فہو من العدول الفضلاء والصحابة النجباء

(نووی شرح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۲ و نکتہ مظاہر حق ج ۴ ص ۵۲)

یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضلاء و عادلین اور صحابہ اختیار میں سے ہیں اور صاحب تاریخ الخلفاء و چند واقعات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چونکہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب ہمارے اصحاب کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ اس لئے مجال دم زنی نہیں۔ بہر کیف اگر ذاتی عداوت ان باہمی لڑائیوں کا سبب ہوتی تو صلح مشکل ہوتی۔ اس کے علاوہ پیغمبر اور ابن عباسؓ نے ہشام کے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لاکھ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تھا (بیان الامراء ص ۲۰۵) کیا کوئی خلیفہ اپنے دشمن کے ساتھ بھی ایسا معاملہ کرتا ہے حاشا و کلاں کا آپس میں ذاتی عداوتیں تھا اس لئے کسی پر بھی لعن جائز نہیں بلکہ اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے جیسا کہ علامہ نووی اور علامہ نسفی تحریر فرماتے ہیں۔

اہلسنت وجماعت سے خارج نہ ہوگا (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۴۱-۱۳۰۲) عجب بات یہ ہے کہ اصحاب باصفاء محمد مصطفیٰ ﷺ جن کا مومن صالح ہوتا قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے جو شخص ان کو کافر کہے وہ اہل سنت سے خارج نہیں ہو سکتا اور مولوی اسماعیل کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ مولوی رشید احمد نے کہا ہے کہ وہ یہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل عالم تقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیائہ الا المتقون کوئی نہیں اولیا حق تعالیٰ کا سوا متقین کے بموجب اس آیت کے مولوی اسماعیل ولی ہوئے اور حسب فتویٰ حدیث

من قاتل فی سبیل اللہ وجبت

پس وہ لوگ جی آیت پڑھتے اور حضرت رسول پر صلوات بھیج کر باہر چلے جاتے تھے تاکہ تمام اہل مدینہ اطراف مدینہ والے اطراف آنحضرت پر صلوات بھی بھیجیں طبری نے حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ اس آبادی میں داخل ہوتے اور بغیر امام اس طرح نماز جنازہ پڑھتے ہے روز و شب اور شب و شب کو صبح تک اور ہر روز شب کو شام تک تاکہ اہل مدینہ و اطراف مدینہ کے تمام مردوں عورتوں چھوٹوں بڑوں نے حضرت پر نماز پڑھی کلمتی بند حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت نے رحلت کی حضرت پر تمام ملائکہ اور مہاجرین و انصار نے گروہ گروہ نماز پڑھی (حیات القلوب ص ۱۰۸۸) تاکہ ان نماز کردہ ہر اوجھ اہل مدینہ و نماز کردہ براہ ملائکہ و مہاجرین و انصار فوج فوج (الصفائی شرح اصول کافی کتاب الحجة جز سو حصہ باب مولد النبی و وفاته ص ۱۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۳ رجب ۱۳۲۱

مسئلہ: ﴿۱۴۶﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بعض لوگ لعنت کے رد وارد ہیں کیا یہ صحیح ہے اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ لڑی اس کا صحیح جواب لکھئے۔

سائل ندامتین قادر آباد

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضور علامہ تلامذہ زانی قدس سرہ لکھتے ہیں لا یجوز اللعن علی المعاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان علیا صالح معہ و فیہ ان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما صالح معہ و لو کان مستحقا للعن لکان لا یجوز الصلح معہ

(شرح عقائد صفحہ ۱۱۶)

یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن جائز نہیں کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کر لی تھی اور اسی حاشیہ میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ سے مصالحت فرمائی تھی اور اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعن کے مستحق ہوتے تو البتہ ان کے ساتھ صلح جائز نہ ہوتی اور فرمایا وفی الا نوار لا یجوز الطعن فی المعاویۃ لانہ من کبار الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں طعن جائز نہیں کیوں کہ وہ کبار صحابہ میں سے ہیں اور علامہ نووی شارح مسلم رقمطراز ہیں

واما معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فہو من العدول الفضلاء والصحابة النجباء

(نووی شرح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۲ و نکتہ مظاہر حق ج ۴ ص ۵۲)

یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضلاء و عادلین اور صحابہ اختیار میں سے ہیں اور صاحب تاریخ الخلفاء و چند واقعات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چونکہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب ہمارے اصحاب کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ اس لئے مجال دم زنی نہیں۔ بہر کیف اگر ذاتی عداوت ان باہمی لڑائیوں کا سبب ہوتی تو صلح مشکل ہوتی۔ اس کے علاوہ پیغمبر اور ابن عباسؓ نے ہشام کے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لاکھ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تھا (بیان الامراء ص ۲۰۵) کیا کوئی خلیفہ اپنے دشمن کے ساتھ بھی ایسا معاملہ کرتا ہے حاشا و کلاں کا آپس میں ذاتی عداوتیں تھا اس لئے کسی پر بھی لعن جائز نہیں بلکہ اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے جیسا کہ علامہ نووی اور علامہ نسفی تحریر فرماتے ہیں۔



واما الحروب التي جرت بين الصحابة فكانت لكل طائفة شبهة اعتقدت تصريب انفسها وكلهم عدول ومناولون في حروبهم وغيرها ولم يخرج شيء من ذلك احد امن العدالة لانهم مجتهدون اختلفوا في مسائل من محل الاجتهاد كما يختلف المجتهدون بعد هم في مسائل وغيرها ولم يلزم من ذلك نقص احد منهم (نووی ج ۲ ص ۲۷۲ مظاهر حق ص ۸۶) اور بہر حال وہ لڑائیاں جو مابین صحابہ واقع ہوئیں پس ہر گروہ کے لئے شہ قہا جس کے سب سے ہر شخص نے اپنے کو حق پر سمجھا اور سب کے سب عادل ہیں اور اپنے حروب وغیرہ میں متادل ہیں اور ان اشیاء میں سے کوئی شے عدالت سے ان کو نہیں نکالتی کہ اس واسطے کہ صحابہ مجتہد ہیں۔ مسائل میں اختلاف محل اجتہاد میں فرمایا ہے جیسا کہ ائمہ مجتہدین صحابہ کے بعد دعا وغیرہ کے مسائل میں مختلف ہوئے ہیں اور اس اختلاف سے ان میں سے کسی کا نقص نہیں۔

#### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی فخر لہ ۱۳۰۱ھ

#### مسئلہ: ﴿۱۴۷﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں ایک شخص جو بظاہر نیک اور زاہد اور متقی نظر آتا ہے لیکن خلفاء راشدین میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم کھلا سب گالی بکتا ہے اور ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتا اور نبی کریم ﷺ کے چار حضرات کا انکار کرتا ہے بلکہ ایک کو مانتا ہے اور اہل بیت کا منکر ہے اور رمضان المبارک میں اشکاف میں بیٹھنے کو وہ بڑی سخت قرار دیتا ہے اور خلفاء راشدین کو باغ فدک کے بارے میں ظالم کہتا ہے کیا ایسے آدمی کو بیعت کرنا اور بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ بیعت کر چکے ہیں ان کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔

سائل: دین محمد خان پور ضلع رحیم یار خان

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

نجات کا دار مدار صحیح عقائد پر ہے اگر عقیدہ میں بال برابر کمی واقع ہوئی تو جہنم انجام ہوگا۔ منافقین

والحسن والحسين فقال هو لا، اهل بيتي فقلت يا رسول الله ﷺ اما انما من اهل البيت قال نعم۔ یعنی کیا ام سلمہ زید بن حارثہ کے لئے کہ آیت تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی پھر آپ نے حضرت علی اور اہل طہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضوان اللہ علیہم کو طلب فرما کر فرمایا میرے اہل بیت ہیں اور بطور استنبہم کے میں نے عرض کیا کہ میں اہل بیت سے نہیں ہوں آپ نے فرمایا یا (تفسیر کشاف و مدارک و تفسیر کبیر) اور بیضاوی شریف جلد دوم میں ہے کہ وتخصیص اهل الشیعہ ان اهل البيت علی وفاطمہ و انا هما وهذا تخصیص لا ینا سب بمقابل الايات و ما یعد۔ تخصیص جو شیعہ کرتے ہیں کہ اہلبیت صرف یہی چار ہیں یہ غلط ہے آیت کا ماقبل و ما بعد اس کی تائید نہیں کرتا۔ بلکہ خود قرآن مجید میں اہل بیت کا اطلاق ازواج پر آیا ہے چنانچہ بی بی سارہ زوجہ سیدنا امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ رقتہ اللہ و رکاتہ علیکم اہل البیت۔ (سورہ عود) (آیت میں اہل بیت سے بی بی سارہ مراد ہے۔ شیعہ کا ازواج کا اہل بیت سے خارج کرنا اپنی مراد ہے جو سراسر غلط اور قرآن و حدیث کے مقاصد کے خلاف ہے۔

#### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی فخر لہ ۱۳۰۱ھ

#### مسئلہ: ﴿۱۴۹﴾

حضور سرور عالم ﷺ کے خلیفہ برحق حضرت صدیق اور حضرت عمر پر شیعہ الزام لگاتے ہیں کہ انہیں خلافت کی لالچ پڑ گئی وہ نہ حضور پاک ﷺ کی نماز جنازہ میں شامل ہوئے اور آپ کا جنازہ مبارک کہ تین دن تک ایسے گھر میں رکھا رہا یہ لوگ دفن کے لیے نہ آئے بلکہ خلافت کے مسئلہ کو طے کرتے رہے۔ شیعہ کے سوال کا جواب تحقیق دیں۔

سائل نور دین خانپور

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضور سرور عالم ﷺ کے وصال کے بعد امام خلیفہ کا مقرر کرنا ضروری تھا اور یہ دونوں حضرات مہاجرین و انصار کا جملہ اہم ختم کرنے کے لیے تشریف لے گئے تھے ان حضرات کو دونوں امراء محسوس ہوئے

اممال صالحین دوسرے اہل ایمان سے کچھ کم نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا عذاب نبوت دوسروں کی نسبت سخت تر بتائی ہے

كما قال الله تعالى ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار۔

(بارہ ۱۴۵ آیت سورہ النساء)

بنابرین سوال مذکور میں جس بیکر کی بیعت کا ذکر ہے اس کی بیعت حرام ہے اگر وہ بیکر انجی عقائد پر مراء تو سیدھا جہنم میں جاگے گا۔ اور جو لوگ جان بوجھ کر ایسے نبی کے مرید ہو رہے ہیں وہ بھی اس کے ساتھ جہنم میں جائیں گے کیونکہ قیامت میں ہر بیکر کو اپنے شیوا کے ساتھ ہوگا

كما قال الله تعالى يوم نبعت كل الناس بامامهم۔

(بارہ ۱۵ آیت ۷۱ سورہ نبی اسرائیل)

جو لوگ مذکور گمراہ بیکر کی بیعت ہوئے ہیں انہیں بیعت فوراً توڑ دینا ضروری ہے اور یہ قاعدہ اسلامی اور تصوف کا مسلم ہے کہ کناح کا توڑنا شوہر کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور بیعت کا توڑنا مرید کے ہاتھ میں نہیں ہوتا ہے کہ بیکر اگر لاکھ بار مرید کو کہے کہ تو میرا نہیں تو اس کے کہنے سے بیعت نہیں ٹوٹی جب مرید بیکر سے بدظن ہو جائے تو بیعت ٹوٹ جاتی ہے۔

#### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی فخر لہ ۱۳۰۱ھ

#### مسئلہ: ﴿۱۴۸﴾

شیعہ کہتے ہیں کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں سے نہیں کیا یہ درست ہے۔

سائل طارق محمود خان پور

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

غلط ہے کیونکہ خود سرور عالم ﷺ نے آیت کی تفسیر میں اپنی ازواج مطہرات کو اہل بیت میں شمار فرمایا ہے چنانچہ مروی ہے۔ عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت فی بیعتی نزلت انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت الایة قالت فارسل رسول اللہ ﷺ الی فاطمة و علی

کہ حضور ﷺ کے بعد صحابہ کا جملہ اطول چکڑا تو اس موقع پر امت کا بیڑا ڈوبنے سے بچایا۔ اور چونکہ امامت و خلافت کا معاملہ طے کرنا بھی اس لیے ضروری تھا کہ دین و دنیا جملہ امور اس سے متعلق تھے۔ اور حضور ﷺ کا وصال کے بعد آپ ﷺ کا دفن نا اس لئے اتنا ضروری نہ تھا کہ ان کا اور ہم سب کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام ظاہری وصال کے بعد نہیں بگڑتے اگر آپ ﷺ کا جسد مبارک قیامت تک مدفون نہ ہوتا تب بھی اصلا فرق نہ پڑتا دیکھئے حضرت سلیمان علیہ السلام بعد از وصال ایک سال کھڑے رہے صحابہ پر کہ ام رضی اللہ عنہم بیک وقت نماز کیسے اور کر سکتے جب کہ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے کہ جہاں وصال ہوا وہاں مدفون ہوں اور حضور ﷺ سرور عالم ﷺ کا وصال مبارک کہ حجرہ عکاشہ میں ہوا تھا اور چھوٹا سا حجرہ تھا ظاہر ہے کہ تمام صحابہ بیک وقت نماز ادا کر سکتے اسلئے لو لیاں ہو کر نماز ادا فرمائی ایک جماعت پڑھ کر آتی تو دوسری بھی اسی طرح اور تیسری بھی اسی طرح اور یہ سلسلہ تین دن مسلسل رہا اور یہ تو تین دن تھے اگر تین برس گزرتے تب بھی حضور ﷺ کے جسم اقدس کو کچھ نہ ہوتا اور تمام صحابہ پر کرامت مبارکہ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جب نماز جنازہ کا یہ حال تھا تو تین دن تک حضور ﷺ کا مدفون نہ ہونا قدرتی امر تھا اور اس میں شخصیت اور دیگر صحابہ کا کیا قصور۔ اگر شیعہ تصور ثابت کرتے ہیں تو یہ قصور تو اہلبیت اور بالخصوص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ثابت ہوتا ہے کیونکہ تین تین گھروالوں کے ذمہ ہوتی ہے نہ کہ باہر والوں کے۔ تفصیل فقیر کا رسالہ جنازہ رسول (مکتبہ اویسیہ رضویہ بہا ولیور) میں دیکھئے۔

#### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی فخر لہ ۱۳۰۱ھ

#### مسئلہ: ﴿۱۵۰﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ کسی فیض محمد نے کہا کہ اسلام کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو کہ ہم ان کو ظاہر نہیں کر سکتے کیونکہ فتنہ اور فساد کا خطرہ ہے اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کا کچھ حصہ جلا دیا تھا۔ اگر نہ جلاتے تو اس سے کہیں زیادہ فتنہ اور فساد ہوتا اس پر کسی فیض محمد مذکور نے کہا کہ اگر حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ وہ آیات نہ جلاتے تو اب شیعہ مذہب کو جگہ نہ ملتی اس پر کسی اللہ بخش نے کہا کہ پھر تو عوذ باللہ حضرت امیر المومنین عثمان



غنی رضی اللہ عنہ نے جو کما کیا نیز کسی فیض محمدؐ کا ذکر کا عقیدہ ہے کہ آج کے تمام لوگوں سے زیادہ بہت اچھا تھا لہذا اس کا درجہ اور تہ کو آج کے کوئی اللہ نہیں پہنچ سکتے تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے اور انرا مال لگانے والا اور قرآن پاک کی تحریف کا قائل نیز موجود ولی اللہ پر یہ کوفیت اور نفیست دینے والے کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ رہنا اور کھانا پانا ہے یا نہیں اور اس کے کھانچ کے متعلق کیا حکم ہے یا اس کا کھانچ باقی ہے یا نہیں۔

سائل غلام حسینی جوئے بکر

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جنس شخص کے متعلق سوال ہو رہے ہیں وہ لا مذہب معلوم ہوتا ہے اور جس طرح کے کلمات استعمال کئے ہیں ان سے مراد ہو گیا اسے تجویز کاغذ ضروری ہے اہل اسلام کے لیے لازمی ہے کہ جب تک وہ ان گندے اور خشن کلمات سے تاب نہ دے اس سے بایکبار کر دیں سوال میں پہلی بات سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ احق قرآن و حبیبات فی القصاص کا مقبوض ظاہر کر کے خلیفہ ثالث پر بہتان تراشی کا مرتکب ہو کر ان سے خالص بغض کا ثبوت دیا ہے اور حضور سید دو عالم ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے کا جنازہ پڑھنے سے انکار فرمایا چنانچہ ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۲ عن جابر اتی النبی ﷺ وجعل لیصل فلم یصلی علیہ فقیل یا رسول اللہ ما رینا تک ترک الصلوۃ علی احد قبل هذا قال انه کان یبغض عثمان بغض اللہ۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو ایک شخص کی نماز جنازہ کے لیے عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھنے سے انکار کر دیا عرض کی گئی کہ یہ تو آپ کی شان رحیم سے بعید ہے اور نہ قبل ازیں آپ نے کسی کے جنازہ پڑھنا پڑھنے سے انکار فرمایا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بد بخت میرے عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا مہجوس ہے غور کیجئے اس سے زیادہ بد بخت کون شخص ہوگا جو حضور نبی پاک ﷺ کی نیکی دعاؤں سے محروم بلکہ آپ کی ناراضگی کا باعث بنے کچھ یہی کیفیت سوال میں مندرج شخص کی ہے جس نے مذکور کہا کہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کا کچھ حصہ جلا دیا تھا سراسر بہتان اور صاف جھوٹ اور کھلا افتراء ہے شیعہ محققین بھی اس کے قائل ہیں چنانچہ شیعوں کا محقق مولوی برکت علی گوشتی شین وزیر آبادی مایہ ناز

کتاب کلیہ مناظرہ جس کی تصحیح مرزا احمد علی امیر تہری نے کی (مطبوعہ لاہور ص ۴۴۴) میں لکھتا ہے کہ ہم شیعوں کا اعتقاد ہے کہ قرآن جس کو خدا نے اپنے رسول پر نازل کیا اور جو اس وقت دو جلدوں کے اندر لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے وہ اس سے زیادہ نہیں تھا اور اس کی سورتیں ایک سو چودہ و ۱۱۴ ہیں اور جو شخص ہم شیعوں کی طرف یہ نسبت دے کہ ہم شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید موجود مقدار سے زیادہ تھا وہ جھوٹا اور کاذب اور مضمری ہے اس عقیدہ پر دور حاضرہ کے متحقق شیعہ دلائل قائم کرتے ہیں اور کلیہ مناظرہ میں اس پر بہت بڑا زور دیا گیا ہے متقدمین شیعہ سے درجنوں کتابوں کے حوالہ جات درج کئے ہیں سوال میں جس شخص کا قول مذکور ہے اس نے مرثیہ خانوں و ذکروں جابلوں یا عام افواہ سن کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ملعون ٹھہرا کر اپنے جنسی ہونے کا ثبوت دیا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دراصل اس مسئلہ کی حقیقت یوں ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں قرآن مجید مرتب بہترین معلوم تھا لیکن منکر یوں اور درخت خرمائی پھال وغیرہ پر کندہ تھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں کافروں پر یکبارہ کرم دیا گیا اس کی نقیص سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں ہوئی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اختلاف برپا ہوئے مختلف لغات کے لوگ اس میں ایک دوسرے سے کہتے کہ ہماری قرأت (اقت) تمہاری قرأت سے افضل ہے اور بہتر ہے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اختلاف کو دور فرمایا کہ با مشورہ جمیل القدر صحابہ کرام پر شمول سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کو مختلف لغات سے علیحدہ کر کے صرف ایک لغت قریش پر علیحدہ مصحف (قرآن) لکھوا اس سے قبل مختلف لغات سے ملے ہوئے صحائف تھے تحقیق فقیر اویسی فقرہ زور فانی و حلو کر تحریر کا قسم فرمایا اور وہ خرمائی پھال پھل پھل جات جن پر حرف متشکل تھے جلوا دیئے تاکہ بعد کو سلیمان علیہ السلام کی امت کی طرح قدر پڑا نہ ہو جائے انہی پر چہ جات اور پھل جات کو جلوانے سے بعض جاہل شیعہ کو اعتراض کا موقع مل گیا اور بلا تحقیق کچھ کچھ کہہ دیا جس سے بے شمار بدنگان خدا کے ایمان ضائع ہوئے

**دوسرا جواب۔** سوال میں دوسری بات زیادہ سے عقیدت کا ذکر ہے یہ بھی غنی بر جہالت ورنہ اس غریب کو اتنی جرأت نہ ہوتی مندرج ذیل زیادہ کے چند حرکات نازیبا درج ہوتی ہیں (۱) ماؤں بہنوں بیٹیوں سے ہمہ ہستی کی (۲) شراب کو عام کیا (۳) گانے والی فوجوں لڑکیوں سے گانے (۴) مدینہ منورہ پر

حمل کیا (۵) مسجد نبوی اور منبر رسول اللہ ﷺ کی بے حرمتی کی (۶) مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے (۷) مسجد نبوی میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا (۸) مدینہ پاک کی عصمت مآب مورتوں کے گھر کو لوٹا (۹) مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے خانہ کعبہ پر تھر بھرتے اس پر پتھروں کی بارش کی (۱۰) کعبہ معظمہ کا خلاف جلا یا اس کی یہ شرارتیں اس کے علاوہ ہے جو اس نے کر بلا کے بچے ہوئے ریگستان میں آل رسول اللہ ﷺ پر پانی بند کیا اور اپنے ظلم و استبداد سے خاندان نبوت کو اجازت دینے کا فیصلہ کیا جس نے مذکور حرکات کو موجود دور کے مشائخ و بزرگان عظام میں دیکھتا ہے اس نے اپنی بد فتنی سے تمام اولیاء دور حاضرہ پر زیادہ پائید کوفیت دی جس نے مذکورے لوگوں کی توہین نہیں کی بلکہ اپنی بد فتنی میں اس نے ان کی شخص مذکور یہ معلوم نہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے حدیث قدسی میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب رواہ النبی ﷺ (مسند ص ۱۹۷)

**ترجمہ۔** جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے میرا اعلان جنگ ہے اس اعلان جنگ سے یہ مراد نہیں کہ اس کی روزی ٹھک ہو جائے یا وہ بھوکا مر جائے گایا اسے دنیا والے مدد نہیں لگائیں گے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ اس کا خدا تر خراب ہوگا چنانچہ (روح البیان ص ۷) میں ہے کہ اول

عقوبۃ المستکور علی الصالحین ان یحرم برکاتہم قالوا ویحش علیہم سوء ایسے بد بخت کی معمولی مزایا ہے کہ وہ اولیاء برکات سے محروم اور اس کا خدا تر خراب ہوگا اس نے یہ بھوکا اس لیے کی کہ ہمارے دور میں دیوں کی قدر و منزلت لوگوں کی نگاہوں میں نہیں رہی اور ایک بد بخت قوم نے یہ بھوکا برحق ثابت کرنے کی کوشش کی ورنہ اسلاف خصوصاً غیر مسلمین یہ زیادہ کے معتقدین کو سخت سزا نہیں دیتے سیدنا امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت سے کون تاواقف ہے جن کی اسلام پروری چارواک عالم ہے انہوں نے ایک شخص کو تین کوڑے لگوائے جس نے یہ بھوکا امیر المومنین کہا کھدافی الصواعق المحرقة لابن الحجر ص ۲۱۹ مطبوعہ مصر خلاصہ المرام یہ شخص مذکور اپنے اقوال سے مراد ہو گیا اگرچہ ان اقوال سے کہتا رہے کہ میرا ارادہ کچھ اور تھا اب جب تک کہ تاب نہ ہو خارج از اسلام ہے اگر اسی حالت میں مراد سیدنا جہنم میں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی شہر لہ ۲۳: یقیناً ۱۳۸

#### مسئلہ (۱۵۱)

کیا سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے ہوا۔

سائل نذیر احمد صادق آباد

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

نبی نبی ام کلثوم بنت حضرت علی رضی اللہ عنہم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی رضا مندی سے ہوا تھا۔ اور بنت علی اپنے شوہر حضرت عمر کے گھر ان کی زندگی بھر آباد رہی تھیں ان سے اولاد بھی ہوئی اب اگر شیعہ عجمان علی واقعی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے محبت صادق ہیں تو پھر وہاں کی کوکھ دینا چھوڑ دیں۔ ویسے تو شیعہ کہا کرتے ہیں علی کو محمد ﷺ سے تو بہتر کہہ نہیں سکتے۔ دگر اپنے سے بہتر کو جو حوڑ کر دانا کرتے ہیں لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے کہ شیعہ حضرت علی کے عاشق ہو کر حضرت علی کے داماد حضرت عمر کو بہتر نہیں سمجھتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی شہر لہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

#### مسئلہ (۱۵۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدہ ام کلثوم سے ثابت ہے دلائل سے ثابت کیجئے۔

سائل عبداللہ

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ہمارا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین اور اہلبیت کا آپس میں نہ صرف اتحاد تھا بلکہ ایک دوسرے سے گہری عقیدت تھی لیکن وہ فرقوں۔ سنوں اور شیعوں کے مابین بعض نامہاؤں کریں اور پیشہ و مقررین نے ایک طویل طبع حاکم کر رکھی ہے کسی مجلس میں شیعہ ذاکرین یہ کہہ کر ادوا حاصل کرتے ہیں کہ صحابہ ثلاثہ کا اسلام کے ساتھ (معاد اللہ) دور کا واسطہ بھی نہیں تھا کیونکہ انہوں نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ شہر خدا سے خلافت چھین لی۔ باغ فک کا رونا یہ لوگ قیامت تک روتے رہیں گے خصوصی مجالس میں



اکثر قریہ پر دروازہ کروں سے یہ بھی سنگا ہے کہ محاذ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے اوپر دروازہ گرا کر حمل سا قہ کر دیا۔ اس صاحبزادے کا جس رضی اللہ عنہا تھا۔ اکثر مجلسوں میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر حجرہ بازی کی بوجھاڑی جاتی ہے حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم جو جناب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کے کھن اظہر سے تھیں ان کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا ہے فقیر اس مسئلہ کو تیری طور پر کتابی شکل میں مسلمان عالم کے سامنے پیش کرتا چاہتا ہے تاکہ گمراہ کن ڈاکروں کی آئے دن کی تقاریر کا پردہ چاک کیا جاسکے اور نکاح ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم ثابت ہو جائے تاکہ مؤمنین آپس میں شکر و شکر ہو کر زندگی بسر کریں چنانچہ فرصت پا کر فقیر نے شیعہ کی معتبر کتابوں سے نکاح ام کلثوم کے مسئلہ پر قلم اٹھایا فقیر کا مقصد اس مسئلہ کو واضح کرنا اصلاح المؤمنین کے سوا اور کچھ نہیں اور بفضلہ تعالیٰ یہ رسالہ بھی پہلی تصانیف۔ آئینہ شیعہ فخر شیعہ آئینہ نما۔ اور متد یاز نا اور العقول المقبول فی بنات الرسول۔ (مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضوی بہار پور) کی طرح شیعہ کتب کے حوالہ جات سے مرتب ہوا ہے چنانچہ جن کتب شیعہ سے فقیر نے رسالہ اخذ کو مرتب کیا ہے ان کے اسامع مصنفین بھی درج کئے ہیں

### وماتوفیتی الابالہ العلی العظیم

شیعہ کیا کہتے ہیں۔

ان غریبوں کے ہاں دلائل تو ہیں نہیں اس لیے ہر مسئلہ میں سبکی باتیں کرتے ہیں چنانچہ اس مسئلہ میں بھی ان کا یہی طریقہ ہے مثلاً کوئی صاحب فرماتا ہے کہ ام کلثوم بنت ابی بکر تھیں یہ غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس میں کیا اہمیت تھی جو شیعوں کے اس الحمد شین نے اس کا ایک خاص باب قائم کیا پھر یہ کیا ام کلثوم حضرت کیوں فرماتے کہ یہ شرمگاہ ہم سے غصب کی گئی ہے۔ بعض صاحبان فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے بزورالا مجاز ایک جینے بھٹل ام کلثوم متشکل کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیدی اور اصل ام کلثوم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی تک لوگوں کی نظر سے غائب رکھا غرض یہ کہ جتنا مذاق تھی تیس مکر کوئی بات بنانے سے نہیں ہٹتی یہ نکاح واقعات کے عین مطابق ہے جو کتب شیعہ میں مسطور ہے۔ کتب شیعہ کی فہرست آخر کتاب میں ملاحظہ ہو۔

### مضائل فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

مسئلہ کی تحقیق سے پہلے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب پڑھ لیجئے تاکہ معلوم ہو کہ صحابہ کرام و اہلبیت رضی اللہ عنہم کی آپس میں محبت اور پیار تھا۔ نفع البلاغہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کا مرجع ہیں

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس کو بے مشل و بے نظیر جانتے تھے اور ان کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد مسلمانوں کو روئے زمین میں کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا مددگار۔ مجاور و مدد فرمایا۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میدان جنگ میں جانے سے روکا کہ مبادا وہ شہید نہ ہو جائیں۔ اور اگر بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے عداوت ہوئی تو روکنے کی بجائے میدان جنگ میں جانے کی ترغیب دیتے اور ان کی شہادت کو مسلمانوں کے لیے راحت تصور کرتے۔ (یا ایک طویل خطبہ ہے جس کی اصل عبارت ہم نے شرح فتاویٰ میں درج کی ہے یہ اس کے نتائج ہیں)

(۴) نیز نفع البلاغہ جلد اول مطبوعہ مصر ص ۲۸۳ میں ہے۔

ومن کلام له عليه السلام لعمر بن الخطاب وقد شاوره في غزوة الفرس بنفسه ان هذا الامر لم يكن نصره ولا خذلانه بكنة ولا قلة وهو دين الله الذي اظهره و جنده الذي اعده و امده حتى بلغ مبالغ و طلع حيث طلع و نحن على موعود من الله والله منجز وعده و ناصر جنده و مكان القيم بالامر مكان النظام من الخوز يجمعهم بضمه فان انقطع النظام نفرق الخوز و ذهب ثم لم يجمع بجدا فيره ابد و العرب اليوم و ان كانوا قليلا فهم كثير و ن بالاسلام و عزيزون بالاجتماع فكن قطبا و استدار الرحي من العرب و اصلهم دونك بنار الحرب فانك ان شخصت من هذه الارض انقضت عليك العرب من اطرافها و افطارها حتى يكون ماندع و راءك من العوراة اهم اليك مما بين يديك ان الا عاجم ان ينظروا اليك هذا المرء هذا اصل العرب فاذا قطعتموه استرحت ف يكون ذالك اشد لكلهم عليك و بمعهم فيك و اما ذكرت من مسير

القوم الى قتال المسلمين فان الله سبحانه هوا كره لمسير هم منك وهم اقد و علي تغيير ما يكره و اماما ذكورت من عدد هم فان لم تكن لقتال فيما مضى بالكثرة و انما كنا نقاتل بالنصر و الموعود

ترجمہ۔ جناب امیر علی رضی اللہ عنہ کا کلام ہے حضرت عمر بن خطاب سے جب کہ انہوں نے جناب امیر سے مشورہ لیا ایران کی لڑائی میں خود اپنے جانے کے متعلق تحقیق اس کام کی فتح و شکست کسے لشکر و قتل لشکر سے نہیں ہے اور وہ اللہ کا دین ہے جس کو اس نے (سب پر) غالب کیا اور یہ اس کا لشکر ہے جس کو اس نے مہیا کیا اور بزحایا یہاں تک کہ پہنچا جہاں تک پہنچنا اور طلوع ہوا جہاں تک کہ طلوع ہوا۔ اور ہم لوگوں سے اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا مددگار ہے اور قہر بالامر یعنی خلیفہ کی وہ حیثیت ہوتی ہے جو بارے دانوں میں دھاکے کی ہوتی ہے کہ وہ دھاکہ ان سب دانوں کو جمع کئے ہوئے اور ملائے ہوئے رہتا ہے اگر دھاکہ کٹ جائے تو سب دانے منتشر اور متفرق ہو جاتے ہیں پھر کبھی اپنی پہلی وضع پر جمع نہیں ہوتے اہل عرب آج اگرچہ ہم میں مگر اسلام کے سبب سے کثیر ہیں اور باہمی اتحاد کے باعث باعزت ہیں پس آپ قلب بن جائیں اور کبھی کو عرب سے گردش دیجئے اور دوسرے لوگوں کو آتش حرب میں ڈالیں خود نہ بڑھیں کیونکہ اگر آپ اس سر زمین (مدینہ) سے اٹھتے تو تمام عرب چاروں طرف سے آپ پر (پردوں کی طرح) ٹوٹ پڑیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ مدینہ خالی ہو جائے گا اور آپ اپنے پیچھے جن مقامات کو بے حفاظت چھوڑ دیں گے وہ سامنے کی لڑائی سے زیادہ اہم ہو جائیں گے (پھر دوسری بات یہ ہے کہ) ہمیں لوگ جب آپ کو کل میدان جنگ میں دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ شخص عرب کی جڑ ہے اگر ایک کواکھ ڈالو گے تو ہمیشہ کے لیے آرام پاؤ گے لہذا یہ خیال ان کے حملے کو سخت اور ان کی امیدوں کو قوی کر دے گا باقی رہا یہ کہ جو آپ نے ذکر کیا کہ فوج ہم مسلمانوں کے قتال کے لیے روانہ ہو چکی ہے تو اللہ سبحانہ کو ان کی یہ روانگی آپ سے زیادہ ناپسند ہے اور وہ جس چیز کو ناپسند کرے اس کے بدل دینے پر قادر ہے اور جس نے ان کی کثرت بیان کی تو بات یہ ہے کہ ہم لوگ زمانہ گذشتہ میں اپنی کثرت کے باعث قتال نہ کرتے تھے بلکہ خدا کی مدد پر مجبور رہ کر لڑتے تھے (۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ جبہ انکرم کا یہ کلام بھی حضرت عمر فاروق اعظم کے ساتھ ان کے اخلاص و محبت اور عقیدت کو روز روشن کی طرح ظاہر کر رہا ہے چند فوائد کلام

کے سبب ذیل ہیں (فوائد)

(۱) حضرت عمر کے دین کو اللہ کا دین اور ان کے لشکر کو اللہ کا لشکر فرماتا۔

(۲) حضرت عمر کی جماعت میں ذات مبارک کو بھی شامل کر کے فرمایا کہ ہم لوگوں سے خدا نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے (۳) حضرت عمر کی ذات والا صفات کو مسلمانوں کا نظام فرمایا اور فرمایا کہ یہ نظام آپ کے بعد قیامت تک پھر کبھی نہ ہوگا۔ اس لئے آپ قہم بالامر ہیں۔

(۴) حضرت عمر کے زمانے کے عربوں کو باوجود قلت کے بوجہ اسلام کے کثیر اور بوجہ باہمی اتحاد کے باعزت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر کے زمانہ تک باہمی رنج و عداوت کے سبب قتلے غلا اور تر آشیدہ ہیں

(۵) حضرت عمر کو میدان جنگ میں جانے سے یہ کہہ روکا کہ آپ کے بعد یہاں کا انتظام خراب ہو جائے گا اور دشمن لڑائی میں بڑی کوشش کریں گے اس خیال سے کہ آپ کے بعد ان کو ہمیشہ کے لیے چین مل جائے گا

(۶) حضرت عمر کے ساتھ مسلمانوں کی جاں نثاری اور محبت کو بیان فرمایا۔

(۷) حضرت عمر کے ساتھیوں کی ہمت اور ان کے دشمنوں کی فتح کو خدا کا ناپسندیدہ اور مکروہ امر فرمایا۔

(۸) حضرت عمر کو زمانہ گزشتہ کے غزوات اور ان کو خدا کے الفت و حمایت کی یاد دلا کر تسکین دی۔ ایسے طیل القدر خلیفہ کوشرف و دامادی حضرت علی المرتضیٰ سے حاصل ہوا تو شیعہ کو خواہ مخواہ اختلاف کیوں۔ جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم کو جو حضرت فاطمہ الزہراء کے کھن مبارک سے تھیں یعنی رسول خدا ﷺ کی کو بیٹی تھیں۔ حضرت فاروق اعظم کے نکاح میں دیا۔ اور یہ ایک تاریخی واقعہ ہے نئی شیعہ دونوں کی اعلیٰ ترین مستند کتابوں میں اس واقعہ کا تذکرہ ہے سینوں کی سب سے بڑی مستند کتاب صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب میں اس نکاح کا تذکرہ اس طور پر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ چادریں مدینے کی بعض عورتوں کو تقسیم کیں۔ ایک نفیس چادر بھی گئی تو کسی نے ان سے کہا کہ

اعط هذا بنت رسول الله ﷺ النبی عذک یریدون ام کلثوم بنت علی۔

ترجمہ۔ یہ چادر رسول خدا ﷺ کی صاحبزادی کو جو آپ کے نکاح میں ہیں دے دیجئے مگر اس سے ام کلثوم بنت علی تھیں۔ مگر حضرت عمر نے اس کو قبول نہ کیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ انہیں اس چادر کی حقدار ام سلیطہ صحابیہ ہیں جو غزوات نبویہ میں مجاہدوں کو پانی پلایا کرتی تھیں درحقیقت یہ چادر حضرت ام کلثوم کو دینا گویا



اپنے ہی گھر میں رکھ لینا تھا وہ یہ بات فاروقی زہود و عدالت کے خلاف تھی۔ یہ ایک فضیلت ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی اور وہ معمولی شخصیت بھی نہیں جیسے وہ حضرت علی کے محبوب امام ہیں ایسے وہ اپنے نبی علیہ السلام کے محبوب و مراد بھی ہیں چنانچہ دعائے رسول اللہ ﷺ مشہور ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے متعلق مقبول احمد و بلوی رافضی تہرانی نے اپنے مقبول ترجمہ کے حاشیہ ص ۵۹۶ پر ایک آیت کی تشریح کرتے ہوئے یوں لکھا ہے تفسیر عیاشی میں جناب امام باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے یہ دعا مانگی تھی اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جہل بن ہشام۔

**ترجمہ**۔ یا اللہ تو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام کے ذریعہ سے اسلام کو عزت بخش۔ نبی کریم ﷺ کی دعا خالق کائنات نے قبول فرمائی۔ (عرواۃ حیدری ترجمہ حملہ حیدری ص ۶۷ مصنفہ سید محسن علی رافضی مطبوعہ لکھنؤ) عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور پیغمبر کے روانہ ہوئے جس وقت دروالت پر پہنچے دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور کوئی دربان بھی حاضر نہیں۔ ناچار اسی آستان ملائکہ پاسبان پر حلقہ مارا اور منتشر کھڑے ہوئے اتنے میں کسی نے پست در سے آکر دیکھا عمر رضی اللہ عنہ تلوار باندھے ہوئے کھڑا ہے اور خیاب بھی ردیف اس کا ہے پس جناب نبوی میں حاضری کی اطلاع دی اصحاب کو اس وقت بہت تعجب ہوا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا مضاقتہ ہے دروازہ کھول دو اور بے دریغ آنے دو جب دروازہ کھلا تو عمر رضی اللہ عنہ بعد از درخواست رسالت پناہی میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے بعد متیقن مراتب اسلام کے اس کو مرخص کیا اور باعزاز پاس اپنے بھتیجا اب اصحاب نے عرض کی کہ یا نبی اللہ ہم کو اجازت دیجئے اور بے تکلف فرمائیے تاکہ حرم محترم میں جا کر آشکار نماز پڑھیں۔ اور اطاعت الہی بجماعت بجالائیں۔ بادل ہے

رسید ایہ خبر چوں بعرض رسول - زخیر البشر یافت عز و قبول -

ہر گاہ اصحاب فضیلت امتساب نے جماعت پر اتفاق کیا۔ محبوب صادق نے بھی شاداں و فرحان طرف جہدہ آفاق کے قدم رنج فرمایا۔ اس نوید بشارت جاوید سے زمین نے اس قدر بالیدگی کی کہ اغلب تھا کہ آغوش آسمان سے باہر نکل جائے اور فلک نیلی فام کمال فرج ہاکی سے اس مرتبہ رقص میں آیا کہ قریب تھا کہ ثار خیم

کا فرق مبارک پر برساوے۔ آگے سب کے عمر رضی اللہ عنہ تک بکف جماعت وافر پیچھے اصحاب اسلام کو بہ نیت اقتدا فرما کر برا کر کھڑے ہو گئے خطیب مسجد اقصیٰ حبیب کبریا نے قصد امامت کیا اور واسطی نیت نماز کے دست مبارک کا کوش پھانچا۔ فوائد مذکورہ شیعہ روایات سے حسب ذیل امور ظاہر ہوتے ہیں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا نمایاں ثبوت ہے۔

(۱) اول سے لے کر اخیر تک تمام کائنات کے داعیان الی الخیر حضور نبی کریم ﷺ کے مریدوں میں شامل ہیں لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد رسول ﷺ ہیں مرید وہ ہوتے ہیں جو اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کریں مراد وہ ہوتی ہے جو رب تعالیٰ سے مانگ کر لی جائے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۲) ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرمانے والا آمد رضی اللہ عنہا کا لال ہوا اور عطا فرمانے والا رب ذوالجلال ہوا پھر جو نعمت عطا فرمائی جائے وہ کیوں نہ ہے مثال ہو۔

(۳) خالق کائنات نے اسلام کو عزت عمر فاروق کے اسلام لانے سے مزید عطا فرمائی (۴) عمر فاروق اسلام قبول فرمانے کے لیے جب در مسجد اقصیٰ پر حاضر ہوئے در اقدس بند دیکھا غلاموں کی طرح منتظر کھڑے رہے۔

(۵) جب رحمت دو عالم ﷺ نے دروازہ کھولا مصطفیٰ ﷺ کے چہرہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی تو انھوں نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا جس پر حضور ﷺ نے مرحبا فرمایا اور نعرہ تکبیر و رسالت کی صدا سنیں بلند ہوئیں۔

(۶) حضور ﷺ نے سینے سے لگا کر جو پہلے تھا آج فاروق اعظم بنادیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اجازت فرما دیں اب پوشیدہ نمازیں پڑھنے کا دور گزر چکا ہے کیوں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان آچکے ہیں چنانچہ حرم پاک میں اذانیں اور جماعت نمازیں ادا ہونے لگیں۔

(۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی خوشی میں خطہ زمین کو اس قدر مسرت ہوئی کہ اس نے اپنا مرتبہ آسمان سے بلند پایا

(۸) خانہ کعبہ تجھے مبارک ہو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی وجہ سے آج امام الانبیاء نے اپنے صحابہ کو باجماعت نماز پڑھائی۔

(۹) عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان قبول فرمانے سے بیشتر مسلمانوں پر خوف کے بادل چھانے لگے تھے آج اللہ کے فضل و کرم سے غار و مشرکین کی سرین کو تپتی ہیں اور فرشتان تو حید کے دلوں میں مسرت کی لہریں دوڑ گئی ہیں

(۱۰) عمر فاروق رضی اللہ عنہ تیرے مقدور کا مقابلہ کون کر سکتا ہے کہ اسلام لانے کے بعد آپ نے اول نماز بیت الشریف میں باجماعت امام الانبیاء کے پیچھے ادا کی۔

ابو بکر و عمر اور اہلبیت رضی اللہ عنہم کے اتحاد کی دلیل۔

جلالہ العیون جلد اول مصنفہ ملا بقرہ مجلسی رافضی مترجم دید عبد الحی مطبوعہ شیعہ حرلہ سن ابھسی لاہور ص ۲۱۷ پر یوں مرقوم ہے ابن بابویہ نے بسند مستبر و روایت کی ہے ایک روز ایک شفی جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا کہ علی ابن ابی طالب نے دختر ابو جہل کی خواستگاری کی ہے جناب سیدہ نے اس شفی سے کہا تو قسم کھا اس نے تین دفعہ قسم کھائی اور کہا کہ جو کچھ میں کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔

جناب فاطمہ کو غیرت آئی اس لیے حق تعالیٰ نے عورتوں کے ضمیر میں بہت غیرت قرار دی ہے جس طرح مردوں پر جہاد واجب کیا ہے اور اس عورت کے لیے جو باوجود غیرت کے صبر کرے ثواب مقرر کیا ہے مثل ثواب اس شخص کے جو مسلمانوں کی حفاظت کے لیے سرحد پر گھمبائی کرے۔ یہ سن کر جناب فاطمہ کو کہا کہ صدمہ ہوا اور شکر و شہر و مزد ہوئیں یہاں تک کہ رات ہو گئی امام حسین رضی اللہ عنہ کو بائیں کندھے پر بٹھایا اور بائیں ہاتھ ام کلثوم کا اپنے دامنے ہاتھ میں لیا اور اپنے پدر بزرگوار کے گھر تشریف لے گئیں جب جناب علی گھر آئے اور جناب فاطمہ کو وہاں نہ دیکھا۔ بہت غمگین ہوئے مگر تشریف لے جانے کا سبب نہ لگا اور شرم حجاب دامن گیر ہوئے کہ جناب سیدہ کو ان کے پدر بزرگوار کے گھر سے بلا لائیں۔ پس گھر سے باہر نکل آئے اور مسجد میں جا کر بہت نمازیں ادا کیں اور ایک تو وہ خاک بیچ کر کے اس پر نگیں فرمایا جب رسول خدا نے جناب فاطمہ کو مغموم پایا۔ غسل کیا اور لباس بدل کر مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھنی شروع کیں۔

مشغول رکوع و سجود تھے۔ بعد درود رکعت کے دعا مانگتے تھے خداوند۔ فاطمہ کے حزن و ملال کو زائل کر دے کیونکہ جس وقت گھر سے باہر تشریف لائے فاطمہ کو کچھ آئے تھے کہ آپ کروٹیں بدلتیں اور بھٹی سانس بھرتی تھیں۔ پھر گھر میں تشریف لے گئے دیکھا فاطمہ کو نیند نہیں آتی اور بے قرار ہے فرمایا اے دختر گرامی فاطمہ انھو

جب رسول خدا نے امام حسن اور فاطمہ نے امام حسین کو اٹھایا اور ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے مسجد میں تشریف لائے۔ یہاں تک کہ قریب جناب امیر (علی) پہنچے اس وقت جناب امیر کے پاس رکھا۔ اور فرمایا اب یقیناً ابھو گھر والوں کو مرنے اپنی جگہ سے جدا کیا ہے جاؤ اب بکر اور عمر اور صلح کو بلاؤ اب جناب امیر کے اور ابو بکر اور عمر کو بلا لائے۔ جب قریب جناب رسول خدا کے حاضر ہوئے حضرت رسول نے ارشاد فرمایا علی علی کیا تم نہیں جانتے کہ فاطمہ میری پاروتی ہے اور میں فاطمہ سے ہوں۔ اگر اس کو میری وفات کے بعد ایدہ اوی گویا ایسا ہے جیسا کہ میری حیات میں ایدہ اوی۔ جناب امیر نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ! اس طرح ہے اس وقت جناب رسول خدا نے فرمایا تم کو کیا باعث ہوا جو تم نے ایسا کام کیا۔ جناب امیر نے فرمایا جی اس خدا کے جس نے آپ کو نبی بنا کر ہاتھ قائم کیا تھا تبوں جو کچھ فاطمہ سے کسی نے کہا وہ سچ نہیں ہے اور میرے دل میں بھی وہ امور نہیں گذرے جناب رسول خدا نے فرمایا تم بھی سچ کہتے ہو اور وہ بھی سچ کہتی ہے یہ سن کر اس وقت فاطمہ ہنسنے لگیں۔

(فوائد) جناب خاتون جنت نے جب یہ سنا کہ مولا علی نے ابو جہل کی لڑکی سے شادی خانہ آبادی کا پروگرام بنایا ہے تو آپ (علی فاطمہ) کو سخت صدمہ ہوا۔

(۲) جناب فاطمہ زہرا حسین کریمیں امینین اور ام کلثوم کو سہ لے کر مولا علی کی خدمت موجودگی میں اپنے والد گرامی جناب رسول اکرم ﷺ کے گھر تشریف لے گئیں۔

(۳) کتاب حذا چونکہ کاج ام کلثوم کے متعلق ہے ملاں بقرہ مجلسی کی تصدیق کے مطابق جب ام کلثوم کا اپنی والدہ جناب خاتون جنت کے ساتھ ۴۴ جان کے گھر عیدل جانا ثابت ہے تو پھر اس وقت ام کلثوم کی عمر یقیناً چار پانچ سال ہوگی۔

(۴) نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ اے علی جاؤ اب بکر و عمر اور عمر فاروق کو بلاؤ تاکہ میں اس معاملہ میں ان سے مشورہ کروں حیدر کرار گئے بلا کر لائے حضور نے حضرات شہین سے مشورہ کیا صحیح و ائمتہ سامنے آئے حضرت علی اور خاتون جنت کی صلح کرا دی گئی ام کلثوم نے حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم (عما اللہ) مولا علی کے دشمن ہی تھے جیسا کہ آج کل سیاد پوش ذاکرین نے مال حلال کرنے کے لیے مشہور کر رکھا ہے پھر ان کو اس معاملہ میں بلائے کی ضرورت تھی دشمنوں کو اپنے ذاتی معاملات میں کون بلا تا ہے۔



دعاے مرتضیٰ مولای شیر خدا رضی اللہ عنہ۔ جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو مولای رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ نے اس کفن پوش شہید کو کچھ کرچہ پر ہمہ بو کر خاق کا نکات کی بارگاہ میں یوں اتھائی جسے صاحب کتاب الشافی نعم البدی جو رافضی کی معتبر کتاب ہے (ص ۱۲۸-۱۲۹) پر یوں درج کیا ہے: روی جعفر بن محمد عن ابید عن جابر عن عبد اللہ لما غسل عمر و کفن دحل علی علیہ السلام فقال ما علی الارض احب اتی من ان القی اللہ بصحیفہ هذا المستحی بین اظہر کم۔

**ترجمہ**۔ حضرت امام جعفر صادق امام محمد باقر سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق شہید ہوئے اور ان کو کفن پہنایا گیا تو حضرت مولای تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ کی صلوة (رحمتیں) ہوں تمام روئے زمین پر میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسند نہیں کہ میں خدا سے ملوں اور میرا نامہ اعمال بھی اس کفن پوش (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے نامہ اعمال کی طرح ہو جو اس وقت تمہارے سامنے ہے۔ (فیصلہ) مولای تو اپنے روحانی تخت جگر کے نامہ اعمال کو دیکھ کر رشک فرما رہے ہیں لیکن آج کل کے مدعیان تو لایا ہوش واکرین ان کو اپنی تحریروں و تقریروں میں (معاذ اللہ) ظالم فتن و فاجر کہہ کر روزی کمار ہے ہیں اب حیرانگی تو ہے کہ مولای شیر خدا کے فرمان پر عمل کریں یا ان پیشرو گویوں کی سنیں۔ مولای شیر خدا کا تعلق فیصلہ و انش کے علامہ مقرر ابن شہم کمال الدین شارح فتح البلاغت نے سیدنا مولای کے ارشادات یوں نقل کئے ہیں: ابن شہم ص ۲۸۷ ذکرت ان اجنی لہ من المسلمین اعوانا ایدہم بہ فکانوا فی منازلہم عندہ علی قدر فضائلہم فی الاسلام وکان الفضلہم فی الاسلام کما زعمت وان الفضلہم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق و خلیفۃ الفاروق و لعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم و ان المصاب بہما لجرح فی الاسلام شدید یرحمہما اللہ وجزاہم اللہ باحسن ما عملتا۔

**ترجمہ** یعنی اے معاویہ تم یہ بیان کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کے معاون و مددگار مسلمانوں سے منتخب فرمائے اور ان کو حضور کے ساتھ تائید بخشی تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے درجہات میں وہی قدر رکھتے ہیں جیسا کہ اسلام میں ان کے فضائل ہیں اور ان سب سے اسلام میں افضل اور سب سے اللہ اور اس

کے رسول ﷺ کا سچا محبت خلیفہ صدیق اکبر (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضور کے خلیفہ کا ہائین فاروق (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں جیسا کہ تو خود تسلیم کرتا ہے کہ مجھ اپنی زندگی کی قسم ہے ان دونوں خلفاء کا رتبہ اسلام میں بہت عظیم ہے اور ان دونوں کی وفات اسلام کو ایک شدید زخم ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت فرمائے اور ان کے اعمال کی جزا عطا فرمائے۔ سادات پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عظیم احسان جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور القدس میں ایران فتح ہوا تو دیگر مال قیمت کے علاوہ یزید و کرد و بادشاہ کی بیٹی بھی ساتھ آئی۔

اس واقعہ کو یعقوب کلینی نے اپنی معتبر کتاب اصول کافی جس کا اردو ترجمہ سید ظفر حسن رافضی نے شہیم بک ڈپو ناظم آباد (۲) کراچی سے شائع کیا ہے الشافی نے ترجمہ اصول کافی جلد اول ص (۵۷۸) عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما اقدمت بنت یزد جرد علی عمر اشرف لہا غذا ری المینہ واشرق المسجد بضو نہا لم دخلہ فلما نظر الیہا عمر عطت وجہہا و قالت الفیر و ج یا ذا ہر مز فقال عمر النشمی ہذہ وہم بہا فقال لہ امیر المومنین علیہ السلام لیس ذالک لک خیر ہا ورحلہ من المسلمین واجسہا بقیہ فخیر ہا فجاء رت حتی وضعت ید ہا علی راس الحسن فقال المومنین ما اسبک فقال جہا ن شاہ فقال لہا امیر المومنین بل شہر ہا تو بد ثم قال للحسنین یا با عبد اللہ لیلا ن منہا خیر اہل الارض قولہ علی بن الحسن۔

**ترجمہ** امام باقر علیہ السلام نے فرمایا جب بنت یزد در حضرت عمر کے پاس آئی تو مدعی بنی باکرہ لڑکیاں اس کا حسن و جمال دیکھنے والے باہم آئیں جب مسجد میں داخل ہوئیں تو چہرہ کی تابندگی سے مسجد روشن ہو گئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب انکی طرف دیکھا تو انھوں نے اپنا چہرہ چھپایا اور کہا براہو بہر کا کہ اس کی سوتھیر سے یہ روز بد نصیب ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا مجھ گالی دیتی ہے اور انکی ازیت کا ارادہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایسا نہیں ہے اس کو اختیار دے کہ یہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کو اپنے لئے اختیار کرے۔

اس کے حدیث میں اسکو بھی لایا جائے۔ جب اختیار دیا گیا تو وہ لوگوں کو دیکھتی ہوئی چلیں اور امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

امیر المومنین نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے بولی شاہ جہاں حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ شیر بانو چہ ام حسین نے فرمایا ابوبکر محمد بن ابی بکر بنی اس کے گھٹن سے ہوگا جو اہل زمین میں سب سے بہتر ہوگا جو کچھ آپ ابن حسین پیچا ہوئے۔ سادات اکرام ابن فراموش نہ ہوں تو ذکر و اور اللہ تعالیٰ روشنی میں انکی خدمت میں چند معروضات عرض ہیں۔

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگر (معاذ اللہ) ایسے ہی تھے جیسا کہ اگرین نے مشہور کر رکھا ہے تو ان کا منہ تو مال قیمت آمدن ظاہرین پر کیسے حال ہوا۔ (۲) حضرت عمر فاروق کو مولای کا یہ مشہور دینا کہ آپ اس شیرازی کو اختیار دے دیں کہ جسے چاہے قبول فرمائے۔ یہ باہمی طور پر شیر و شکر ہونے کی دلیل ہے یا عداوت و شقاق پڑتی ہے۔ (۳) اگر حضرت عمر (معاذ اللہ) دشمن اہل بیت ہی تھے تو حضرت امام حسین نے ان کا عطیہ قبول کیوں فرمایا۔ مولای نے فرمایا خدا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہر و کو برکت دے۔ مولای رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ فتح البلاغت کے اوراق کو میں فتح البلاغت ص (۱۲۸۳) مترجم رئیس احمد مخضریٰ شرفنامہ علی ایضاً سزاوار ہو صفحہ مذکورہ پر یوں تحریر ہے

و دودای الصد و اقام السنۃ و خلف الفتنۃ زہب تقی الثوب قليل العیب اصاب غیرہا و سبق ثراہوی الی اللہ طاعنہ و اتقا کلفہ و حل و تر کفہم فی طرق تشعبہ۔

**ترجمہ**۔ خدا عمر کے شہر و کو برکت دے اور انکی حفاظت فرمائے کہ اس نے کبھی کو درست کیا۔ چہرہ کی معالجہ کیا۔ اور سنت کو قائم کیا۔ فتوہ ختم کر دیا۔ پاک جامہ کو ہم اس دینا سے رخصت ہوا خلافت کی نیکی تک پہنچا اور اس کے شہر سے گزر گیا۔ خدا کی اطاعت بجا لایا۔ اس کی نافرمانی سے پرہیز کیا۔ انکی اطاعت کا حق اچھی طرح سے ادا کیا۔ لیکن وہ اس دینا سے اس حال میں رخصت ہوا کہ لوگوں کو گونا گوں راستوں پر ڈال دیا۔ (فائدہ) لفظ فلاں سے مراد اہل تشیع کے متورضین مصنفین مجتہدین کا یہ معمول ہے کہ جب صحیح واقعات بیان کرتے ہوئے اصحاب غلطی کا ذکر آجائے اور حقائق کو چھپایا نہ جاسکے تو صحیح و ثابت کھاتے ہوئے راوفا را اختیار کرتے ہیں، براہین قاطعہ کے ساتھ جب تمام ابواب مسدود ہو جاتے ہیں تو یہ کہہ کر بیلاحتی اختیار کرتے ہیں لفظ فلاں سے مراد شارح فتح البلاغت سید علی نقی فیض الاسلام نے (مطبوعہ نهران ص

(۷۱۳) پر یوں تحریر کیا۔ خدا شیر بانی فلاں (عمر بن خطاب) را برکت دے و نگاہ و ارادہ (عمر بن خطاب) کے شہر و کو برکت دے اور ان کے لفظ فلاں سے مراد شارح فتح البلاغت کمال الدین ابن شہم بحرانی نے بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کو تسلیم کیا ہے چنانچہ ص (۹۱۴) پر یوں مرقوم ہے۔ ان السمران بطلان عمرو۔ بے شک لفظ فلاں سے مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہیں۔ نیز حضرت علی اور ہمد ہدیت گرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اپنا امام ماننا چنانچہ ملاحظہ ہو۔ ہما اما ما ن عاد لان قاسطان کانا علی الحق و ما نا علیہما رحمۃ اللہ یوم القیامۃ

(کنف النعمہ) وہ ابوبکر و عمر امام عادل و قاسط دون حق پر تھے اور حق پر ہی انھوں نے وفات پائی پس ان دونوں پر انکی رحمت ہو قیامت میں۔ (کنف النعمہ)

(فائدہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے اس خطبہ مبارک میں حضرت صدیق و فاروق کی خلافت عدالت اور دونوں کے حق پر ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ لہذا اعلان فرمایا ہے اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

اس کے علاوہ حضرت علی کا ایک اور خط بھی ملاحظہ کیجئے جو آپ نے حضرت امیر معاویہ کو لکھا۔ اس خط کا تمام شارحین فتح البلاغت نے نقل کیا ہے۔ ہم اسکو علامہ شہر بحرانی کی شرح لہج البلاغہ مطبوعہ لہذاں ص (۳۱) سے نقل کرتے ہیں جو یہ ہے۔ وکان الفضلہم فی الاسلام کما زعمت و اصحبہم للہ و لرسولہ الخلیفۃ الفاروق و لعمری ان مقامہما فی الاسلام لعظیم و ان المصاب بہما لجرح فی الاسلام شدید یرحمہما اللہ و جزاہما باحسن ما عملتا

**ترجمہ**۔ اور اسلام میں سب سے افضل اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ انھیں رکھنے میں سب سے بڑا کر جیسا کہ قرآن بیان کیا ہے خلیفہ صدیق تھے اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق۔ مجھ اپنی جان کی قسم کہ تحقیق ان دونوں کا مقام اسلام میں سب سے بڑا ہے اور تحقیق ان دونوں کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا ہے اللہ ان دونوں پر رحمت نازل کرے اور ان کو ان کے کاموں کا بدلہ اچھا دے۔ یہ ہے حضرت علی امام ائمہ کے خط کی ایک عبارت اس میں بھی حضرت علی نے حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کو مبارک و اسلام میں سب سے افضل اور اللہ و رسول کے ساتھ انھیں رکھنے میں سب سے بڑا کر دیا ہے۔ انکی خلافت کو تسلیم کیا







اللہ و عثمان بنو علی علیہ السلام :

**ترجمہ :-** معمر کہ بلا میں شریک ہوا جس کے رفقہ کے سامنے آیا اور کہا کہاں ہے میری بخیرہ (ام البنین بنت حزام) کے فرزند عباس (علم بردار) اور حفصہ اور عبد اللہ اور عثمان جو علی کے بیٹے ہیں (ف) اس لحاظ سے شریک ہوا۔ "تعداد ازواج و اولاد حضرت عمر فاروق" (ثبوت از تاریخ اسلام) تاریخ اسلام مصنف ابو نعیم عبد اللہ بن شریک خاندن حری ص (۱۶۱) پر یوں مرقوم ہے۔ حضرت عمر فاروق کی آنحضرت بنو یاسر (۱) حضرت زینب بنت مظعون (۲) سلیمہ بنت برول (۳) قرینہ بنت ابی ازیہ (۴) حضرت ام کلثوم بنت الحارث (۵) حضرت ہیلہ بنت عامر (۶) حضرت ام کلثوم بنت علی (۷) حضرت عاتکہ بنت زید (۸) تھیں۔

اولاد پاک۔ پہلی بیوی سے حضرت عبد اللہ حضرت عبد الرحمن اکبر اور حضرت حفصہ۔ دوسری سے حضرت عبد اللہ چوتھی سے حضرت فاطمہ پانچویں سے عامر۔ چھٹی سے زید اور زید اور آٹھویں سے حضرت عبد الرحمن اور سبط پیدا ہوئے۔

**الفاروق :-** مصنفہ شبلی نعمانی ص (۶۱۴) مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی (آخر عمر میں حضرت عمر فاروق کو خیال ہوا کہ خاندان نبوت سے تعلق پیدا کریں جو مزید شرف اور برکت کا سبب تھا۔ چنانچہ جناب امیر (علی) سے حضرت ام کلثوم کیلئے درخواست کی، جناب مدوح نے پہلے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی سبب انکار کیا۔ لیکن جب عرض اللہ نے دوبارہ تمنا ظاہر کی اور کہا کہ اس سے مجھ کو حصول شرف مقصود ہے تو جناب امیر نے منظور فرمایا اور اسے اہل چار ہر ہر نکاح ہوا۔ حاشیہ الفاروق پر یوں تحریر ہے۔ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کی تزویج کا واقعہ تمام معتد مورخوں نے بتصیل لکھا ہے۔ علامہ طبری نے تاریخ کبیر میں ابن حبان نے کتاب الثقات میں۔ ابن قتیبہ نے معارف میں۔ ابن اثیر نے کامل میں۔ تشریح کے ساتھ لکھا ہے کہ ام کلثوم بنت فاطمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔

(۲۹) (ثبوت نکاح ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ از کتب اہل سنت و جماعت)  
(۱) نسائی شریف ص (۲۸۰) باب اجتماع بنو زرارہ جال و النساء۔ یہی حدیث ابوداؤد و شریف ص (۹۹) جلد دوم میں بھی مرقوم ہے۔ ووضعت جنازۃ ام کلثوم بنت علی امراۃ عمر بن الخطاب و ابن

میں (۹) ابن الاثیر نے تاریخ کامل میں تصریح کی۔ معارف میں ابن قتیبہ ص (۷۰) میں بتات علی میں لکھا۔ اما ام کلثوم الکبریٰ ہی بنت فاطمہ لکن انت عند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم (۱۰) (۳۰) پھر اس کتاب کے ص (۶۱۰) میں لکھا ہے کہ امیر عمر کی اولاد سے فاطمہ زیدہ ہیں پھر فرمایا۔ واما ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب من فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور تاریخ الحسین ص (۳۱۸) میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر نے حضرت علی سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا میں حسین سے مشورہ کروں حضرت علی نے حسین رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو حضرت حسین فرمایا ہو گئے۔ حضرت حسن نے عرض کی۔ یا اباہ من بعد عمر صاحب رسول اللہ ﷺ و تو فی عہدہ را حق نہ ولی الخلافة بعدہ۔ حضرت نے شیروانی قرین کر شاپاش دی چنانچہ فرمایا۔ صدقت باہی ولیکن کبرھت ان اقطع امرادو نکما پھر حضرت علی نے ام کلثوم کو بیکر حضرت عمر سے کہ اقص حاکمک الی طلعت

(۱۰) طبقات الکبریٰ ابن سعد ص (۴۳۳) جلد ۸) ام کلثوم بنت علی ابی طالب واما فاطمہ بنت محمد ﷺ تزوجھا عمر بن الخطاب وھی جاریۃ لم تلغ فلم تول عندہ الی ان قتل وولدت لہ زید بن عمر ورفیہ بنت عمر ثم خلف علی ام کلثوم بعد عمر عن بن جعفر بن ابی طالب فتوفی عنھا ثم خلف علیھا اخوہ محمد بن جعفر بن ابی طالب

**ترجمہ :-** ام کلثوم بنی علی بن ابی۔ رضی اللہ عنہا جسکی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہیں جن کے ساتھ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا جبکہ والدہ انھیں اور وہ آپ کے پاس آپ کی شبہات تک رہیں آپ کے بطن سے زید بن عمر اور رفیہ بنت عمر پیدا ہوئے پھر حضرت عمر کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح عون بن جعفر بن ابی طالب کے ساتھ کر دیا۔ پھر ان کے بعد آپ نے محمد بن جعفر بن ابی طالب کے ساتھ نکاح کیا۔ یہی کتب اہل سنت و جماعت میں درج ہیں جو الہ بات لکے جاسکتے ہیں لیکن حاشیہ میں نہ لکے۔

**شیعہ سے مطالبہ :-** وہ اپنی یا ہماری کتب سے ثابت کریں کہ ام کلثوم حضرت عمر سے ثابت نہیں تو ہم

لیہا یقال لہ زید (ترجمہ) اور ام کلثوم بنت علی زوجہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بیٹے زید کا جنازہ رکھا گیا۔

(۴) بخاری شریف باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو (۴۰۳) جلد اول حدیث ابن عبد ان انا عبد اللہ مایونس عن ابن شہاب قال ثعلبہ ابن ابی مالک عن عمر بن الخطاب قسم مر و طابین نساء المدینہ فبقی مر ط جید فقال لہ بعض من عہدہ یا امیر المؤمنین البطنہ ہذا بنت رسول اللہ ﷺ النبی عندک رای زوجک برید و ان ام کلثوم بنت علی۔

**ترجمہ :-** ثعلبہ ابن مالک نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کی عورتوں میں چارویں تقسیم فرمائیں۔ ایک بہترین چارویں تقسیم سے نکلی گئی۔ آپ کے قریب کے ایک شخص نے کہا اے امیر المؤمنین یہ چارویں تقسیم اللہ کی بیٹی جو آپ کے پاس ہے (یعنی آپ کی بیوی ہے) عنایت فرمادیجئے۔ (ابن کا مقصد رسول اللہ کی بیٹی) سے ام کلثوم بنت علی تھا۔

(۳) الاصابہ فی تہذیب الصحابہ میں ہے۔ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب الہا سمية امھا فاطمة بنت النبی ﷺ فی عہد النبی ثم قال تزوجھا عمر علی مہر اربعین الفا ص ۴۹۲ (۴) حافظ ابن حجر عسقلانی فی الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ ان ام کلثوم کان عمر قد تزوج ام کلثوم بنت علی واما فاطمہ وھذا قالو الہا بنات فاطمہ رضی اللہ عنھا۔

(ترجمہ) ام کلثوم بنت علی سے حضرت عمر نے نکاح کیا تھا۔ ام کلثوم کی ماں حضرت فاطمہ تھیں۔ اسی وجہ سے لوگوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کہا آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں پیدا ہوئیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی چھوٹی صاحبزادی تھیں رضی اللہ عنھا۔

(۵) تاریخ انیس میں ہے کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی۔ پہلے تو حضرت علی نے صغریٰ کا عذر کیا لیکن حضرت عمر کے اصرار پر منظور کر لیا۔ ص ۴۰۰) بزار درہم ہر نکاح ہوا۔

(۶) علامہ طبری نے تاریخ کبیر میں (۷) ابن حبان نے کتاب الثقات میں (۸) ابن قتیبہ نے معارف

انعام دیکھئے صرف یہ کہ ام کلثوم حضرت فاطمہ سے نہیں تھیں۔ یا معاذا للہ حبیبہ تھیں یا کنیز۔ یا عذر کرنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تہذیب کر کے مدینہ یاجرجان میں لے گئی یہ تمام عذر لگائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھنوی کی توہین اور کفری شجاعت اور غیرت کو مجروح کرنے والی بات ہے اب ہم شیعہ کتب سے تصریحات نقل کرتے ہیں۔ (نہایت از کتب شیعہ)

ایک روشن دلیل اس امر کی کہ حضرت عمر سے حضرت علی المرتضیٰ کو کمال محبت و پیار تھا اور ان کے نزدیک ان کی شرافت و نجابت مسلم تھی اسی لئے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی دختر بلند اختر حضرت ام کلثوم کا رشتہ حضرت کو دیکر نکاح کر دیا۔ اگر معاذاً اللہ وہ منافق تھے۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے سیدہ ام کلثوم کا کیوں ایک کا فر منافق سے نکاح کر دیا۔ شیعہ اس امر سے تو انکار نہیں کر سکتے کہ حضرت ام کلثوم بنت علی حضرت عمر کی تزویج میں آئیں۔ شیعوں کی اقدم و اخی کتاب "فروع کافی میں اس کا ایک خاص باب "تزویج ام کلثوم" ہے اسکی روایات یہ ہیں (۱) کہ فروغ کافی جلد (۲) ص (۱۳۱) باب تزویج ام کلثوم میں ہے۔ عن زوارۃ عبد اللہ علیہ السلام فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذالک اول فرج غصناہ (ترجمہ) زوارہ نے روایت کی کہ حضرت ام جعفر صادق سے دوبارہ نکاح ام کلثوم کے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ پہلی شرمگاہ ہے جو ہم سے چھین لی گئی۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۷ میں ہے۔ عن هشام ابن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما خطب الیہ قال لہ امیر المؤمنین انھا صغیرۃ قال لقی العباس فقال لہ ما لی ابی بنس قال فما زاک قال خطبت الی ابن اخیک فردنی اما واللہ لعودن زمزم ولا ادع لکم مکرمۃ الا ھد منها ولا قیس علیہ شاھدین یا نہ سرقی الا قطعن عنہ فانا ہ العباس فاخبرہ و سألہ ان یجعل الامر الیہ فجعلہ الیہ۔

(ترجمہ) ہشام ابن سالم نے امام صادق سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیر سے ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا گیا آپ نے کہا کہ وہ چھوٹی لڑکی ہے فرمایا پھر عمر رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ کو لے اور کہا کیا مجھ میں کوئی نقص ہے۔ عباس نے کہا کیا بات ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ناطقہ بھارے بھتے (علی رضی اللہ عنہ) سے مانگا۔ اس نے انکار کر دیا۔ قسم لکھا کہ میں زمر کو لوگاؤں گا۔ اور تمہارے جملہ اعزازات کو مٹا دوں گا۔ اور



علی پر دو گواہ سرقہ کرنے کے گذار کر اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ حضرت عباس حضرت علی کے پاس آئے اور کہا اس کاٹکھٹے کیل بنا دو۔ حضرت علی نے انکا اجازت دی اور کناج ہو گیا۔ ان دو روایات میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے ہوا۔ لیکن پہلی روایت میں نہایت مکروہ لفظ (فرج) استعمال کرنا کہا گیا ہے۔ کہ ام کلثوم ہم سے جبراً چھین لی گئی تھی۔ دوسری روایت میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ حضرت علی طے دینے پر اس کے مجبور ہوئے کہ خود کھجکی دی گئی۔ کہ تمہارے اعزاء چھین لئے جائیں گے۔ بلکہ تمہیں سرقہ کا اہتمام لگا کر قتل دیکر مادی جائیگی سوائے نصرت بھیج سکتے ہیں۔ کہ کبھی ہو سکتا ہے۔ کہ شجاعت کا فلاح خیر حیدر کر اسے انکی صغیرۃ اسن لڑکی جبراً چھین لی جائے۔ یا انکو زراہم کا کرنا طے دینے پر مجبور کر لیا جائے۔ ایسا تو کوئی کم حیثیت نہیں شخص جولاہی بھی نہیں کر لیا۔ کہ جیتے ہی ذکر اپنی کم سن لڑکی دوسرے کے خواہ کر دے یا خوف سزا دہی سے ایک غیر مستحق شخص کو بار رضا مندی خود لڑکی دیدے۔ ایسے مو قعہ پر انسان سزا دہی تو کیا جان دینا گوارا کر لیتا ہے۔ لیکن یہ ذلت کبھی گوارا نہیں کرتا۔ کہ کوئی غیر شخص اسکی دو شیزہ کم سن لڑکی جبراً چھین لے۔ ہر ایک دانش مند شخص قیاس کر سکتا ہے۔ کہ کوئی باغیرت بہادر شخص اس قسم کی ذلت کبھی قبول کر سکتا ہے۔ کلا و حاشا۔ یہ تمام باتیں یا رنگوں کی سن گھڑت ہیں۔ جو اصلیت کو چھپانے کیلئے وضع کی گئی ہیں۔ لیکن حق کبھی چھپانے سے چھپ نہیں سکتا

(۲) اسی باب تزویج ام کلثوم میں ہے۔ کتب علی ابن اسباط الی ابی جعفر فی اسر بنا نہ والہ لا تجعل احدا مثله تکتب الیہ ابو جعفر علیہ السلام ما ذکرت من امر بنا نک اونک لا تجد مملک فلا تنظر فی ذلک رحمک اللہ فان رسول اللہ ﷺ قال اذا جاءکم ممن ترضون من خلقه ودينه فزوجهوا لا تفعولہ تکن فتنه فی الارض وفساد کبیرہ فرو ع کا فی جلد (۲) ص (۱۲۱)

ترجمہ:- علی ابن اسباط نے امام محمد باقر کو اپنی لڑکیوں کے بارہ میں لکھا۔ اور اسکو اپنے جیہ کوئی شخص نہ مل سکتا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے تیرا مطلب سمجھا ہے کہ تجھے اپنے رجب کا دلہا نہیں مل سکتا مگر تم اس بات کا انتظار مت کرو۔ رسول نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس ایسا شخص نا طے مانگئے آجائے جس کے اخلاق اور دینداری کا تمہیں اطمینان ہو تو اسے طے دو ورنہ زمین میں تمہارا بھاری نسا کا اندیشہ ہوگا۔ اس حد

یث کو تزویج ام کلثوم میں درج کرنے سے مطلب صاف یہ ہے کہ حضرت علی بھی چونکہ عمر کے اخلاق و دینداری کو پسند کرتے تھے۔ اور نا طے کے نہ دینے میں تمہد و فساد کا اندیشہ تھا اس لئے اپنی خوشی سے انہوں نے نکاح کر دیا۔ نکاح ام کلثوم کے متعلق جب شیعہ حضرات کو سخت گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور کچھ جواب نہیں بن سکتا کی جانیں پٹتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ ام کلثوم کا نکاح تو حضرت عمر سے ہوا لیکن وہ ام کلثوم حضرت علی کی اپنی بیٹی تھی۔ بلکہ بنت اسارت تھیں اور علی کی اپنی دختر تھیں۔ سوا حدیث بالا میں اس امر کی خاص تصریح ہے۔ کہ وہ حضرت علی کی اپنی دختر تھیں۔ اسی لئے اول فرج عصبناہ کہا گیا۔ ورنہ اسامی لڑکی اگر چھین لی جاتی تو جناب امیر اور انکے اہل بیت کو اسکی کیا شکایت تھی۔ اور حضرت عمر کو حضرت علی سے خواہشگاری نکاح اور طرح کی ترغیب و ترہیب کی کیا ضرورت تھی۔ جب لڑکی نا طے تھی۔ تو لڑکی کے ورثاء کی اجازت سے نکاح ہو سکتا تھا اور اس میں کسی قسم کی کوئی دقت نہ تھی

(۴) (اصول کا فی ص ۱۷۳) مطبوعہ نوکلہ میں رکن ایک اسانی وصیت کا ذکر ہے۔ جس میں حضرت امیر کو جن کارہ پر مہر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ منجملہ انکے چنگ عزت بھی ہے جو عصبناہ ام کلثوم بنت فاطمہ کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ مائیل ترویجی نے "سانی شامی اصول کافی ص ۲۸۲ میں یوں لکھا ہے"

کہ گفت امیر المو منین پس بنفا هر مضطرب شد م وقتیکہ فکر کردم آب سخن را از امنیت الهی جبریل علیہ السلام کہ مرا شکستن عہد بیست بلکه مرا غصب دختر است بزور و خواہند گرفت اشارت بغصب عمر ام کلثوم بنت فاطمہ علیہ السلام را تا نکہ افتاد م بر روئ خود (الخ) اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو سنن کے مائل ہو جانے قرآن کے پارہ پارہ ہونے کے بعد کے گرا دینے۔ آپ کی ریش خون آلودہ کر دینے سے اس قدر صدمہ نہ ہوا جتنا کہ غصب ام کلثوم کی خبر سن کر ہوا جسکی وجہ سے آپ منہ کے بل گر پڑے پھر آپ کی دختر حقیقی تھی۔ تو آپ کو فتنی آجائے منہ کے بل گر پڑنے کی وجہ کیا تھی۔

(۵) ارشاد شیخ مفید مطبوعہ تبران ص ۱۶۷) فلا د امیر المو منین کرم اللہ وجہہ الکریم سبعة و عشرون ولدا ذکرا و انثی الحسن والحسين و زين الکبری و زين الصغری المکناه

بام کلثوم امهم فاطمة البتول سيدة النساء العالمین بنت سید المرسلین۔

ترجمہ:- اولاد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے ستائیس فرزند کرو۔ موت تھے۔ امام حسن و امام حسین ندب کبریٰ۔ نہ ندب عمری۔ جنکی کلیت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سب کی والدہ و جدیدہ سیدہ فاطمہ بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام جہان کی مورتوں کی سردار سید عالم ﷺ کی سہ جزاوی ہیں

(۲) عباس المؤمنین ص ۷۹ قاضی بورا اللہ شومری شیعہ مجتہد نے لکھا کہ۔

اگر نبی دختر بعثت ماں ۱۰۱۔ وونی دختر بعمر فرستاد۔

ترجمہ:- اگر نبی کرام ﷺ نے اپنی بیٹی عثمان بنی رضی اللہ عنہ کی تھی۔ تو اس کے ولی علی رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیٹی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی (۷) عباس المؤمنین ص ۷۹۔ محمد بن جعفر بعد از حضرت عمر بن خطاب بشر ف حضرت امیر المو منین علیہ السلام مشرف گشتہ ام کلثوم

را کہ با عدم کفایت اکراہ کہ حب لہ عمر بو د تزویج نمود۔

ترجمہ:- محمد بن جعفر نے حضرت عمر بن خطاب کی وفات کے بعد امیر المؤمنین کی وادی کا شرف حاصل کیا۔ ام کلثوم جو باوجود غیر کفو ہونے کے از روئے اکراہ عمر کے عقد میں تھیں۔ محمد بن جعفر کے ساتھ نکاح کیا

(۸) مجالس المو منین ص ۱۹۴۔ دیگر پر سید کہ چرا آنحضرت دختر بعمر خطاب داں گفت بواسطہ آنکہ انھارا شہادا تیں میں نمودن بزبانہ و اقرار بغض قوت امیر می کرد

(ترجمہ:-) کسی نے پوچھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ و جد الشریف نے اپنی بیٹی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کیوں دے دی۔ تو جواب دیا چونکہ انھوں نے کلمہ شہادت کا اظہار زبان سے کیا تھا اور حضرت امیر کی امارت اور فضیلت کا اقرار کیا تھا۔ اس لئے نکاح کر دیا تھا۔

(۹) مسالک شرح شرائع الاسلام میں لکھا ہے کہ۔ یجو ز نکاح العربیۃ بالعجمی والہا شمیہ بغیر الہا شمیہ کما زوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر بن الخطاب۔ یعنی عربی عورت کا نکاح عجمی مرد کے ساتھ اور ہاشمی عورت کا نکاح غیر ہاشمی مرد کے ساتھ جائز ہے جیسا کہ حضرت عمر سے حضرت علی

نے اپنی دختر ام کلثوم کا نکاح کر دیا۔

(۱۰) وہیچ کر منکر آب نیست کہ تزویج ام کلثوم با عمر بوسیلتہ

عباس رضی اللہ عنہ۔ (مجالس المو اص ص ۱۶۹)

ترجمہ:- سید میں سے کوئی اس کا منکر نہیں کہ سیدہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کے ساتھ بذریعہ حضرت عباس کے کیا گیا تھا ویسے اس نکاح کا اعتراف و اقرار شریف مرتضیٰ نے اپنی کتاب عباس المؤمنین کے ص ۸۷ پر واضح طور پر کیا ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا دختر علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عمر سے ہوا تھا (اس کے حوالے آتے ہیں

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی عفر

مسئلہ: ﴿۱۵۳﴾

بعض شیعہ اس نکاح کا انکار اس طرح کرتے ہیں کہ سیدہ حضرت علی نے عین شادی کے موقعہ پر اپنی صاحبزادی کو چھپا لیا اور اپنے اعجاز و اکرام سے ایک نجران کی اجیہ کو اپنی شادی ام کلثوم کی شکل میں حضرت عمر کے گھر بھیج دیا تھا۔

سائل عبدالحکیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایہ الحق والصواب

تفصیل آتی ہے ہر دست بھیجے۔ گذشتہ تمام روایات اس بات کی تردید کرتی ہیں۔ کیا حضرت عمر کا بیٹا جو زیہ پیدا ہوا تھا حبیہ سے پیدا ہوا تھا۔ یا محمد بن جعفر طیار سے جو ان کا نکاح حضرت علی کی وفات کے بعد ہوا تھا وہ حبیہ تھیں۔ یا جو حضرات شیعہ یہ لکھتے گئے ہیں کہ اس نکاح کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اکی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر شہادتین کا اظہار اور حضرت علی کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔ اس لئے سیدہ ام کلثوم سے حضرت عمر کا نکاح درست تھا۔ چنانچہ علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں۔ کہ ان روایات کی موجودگی میں حضرت عمر کے ساتھ ام کلثوم حضرت علی کی لڑکی کے نکاح کے بارے میں ثابت ہیں۔ شیخ مفید کا انکار کرنا نہایت تعجب ناک بات ہے بلکہ خود شیعہ کے اسلاف نے منکر کا رد کیا چنانچہ ملاحظہ ہو۔



(۱۱) انکار ذالک عجب والا صل فی الجواب هو ان ذالک وقع علی سبل التقیہ والاضطرار ولا استبعاد فی ذالک۔ (مرآۃ العقول شرح لامع لوالفروع جلد ۳ ص ۵۵۹)

**ترجمہ:** اس نکاح کا انکار کرتا (یعنی روایات کی موجودگی میں) عجیب ہے اصل میں اس نکاح کا جواب یہ ہے کہ یہ نکاح بطور تہنیت اور لاجاری کے کیا گیا تھا۔ جس میں کوئی استبعاد اور اشکال نہیں۔

#### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد ایسی مغفرہ

مسئلہ: ﴿۱۵۴﴾

بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عمر کا نکاح جس ام کلثوم سے ہوا تھا وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ جو حضرت بنت عُمیس زوجہ صدیق سے پیدا ہوئی تھیں اور حضرت صدیق کی وفات کے بعد حضرت اسماء کا نکاح حضرت علی سے ہوا تھا جس کے باعث وہ حضرت علی کی پرورش میں رہی تھیں اگلی زوجہ ہونے کی وجہ سے مجازاً حضرت علی کی بیٹی کہا گیا۔

سائل عبد اکرم

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

یہ بات تاریخی طور پر بالکل غلط ہے کیونکہ ام کلثوم بنت ابوبکر کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت عُمیس تھیں کہ جس کا حضرت علی سے نکاح کرنے کے بعد ام کلثوم ان کی زوجہ ہو گئیں بلکہ ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حبیبہ بنت خارجہ تھیں تفصیل سوالات و جوابات کے باب میں دیکھئے۔

(۱۲) تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۳۸۰ مسئلہ شیع طوسی منوفی: ۵۶

عن جعفر عن ابیہ قال ماتت ام کلثوم بنت علی وبنھا زید بن عمر بن خطاب فی ساعة واحدة **ترجمہ:** جعفر صادق اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ام کلثوم بنت علی اور اس کا بیٹا زید بن عمر خطاب ایک ہی وقت میں فوت ہوئے۔ اس حدیث میں صاف بیان ہے کہ حضرت ام کلثوم جو حضرت عمر کی زوجہ محترمہ تھیں علی المرتضیٰ کی دختر تھیں اور ان کے شکم سے زید بن خطاب پیدا ہوئے اور ماں بیٹا دونوں

ایک روز ایک ہی وقت میں فوت ہوئے تھے اب جن لوگ کہتے ہیں کہ ام کلثوم کا نکاح عمر بن خطاب سے ہوا تھا۔ حضرت علی کی بیٹی تھیں اس حدیث سے ان کی تکذیب ہوتی ہے۔

(۱۳) فروع کافی فی طہرۃ جہدیب الامام معتمد بن طوسی ج ۲ ص ۲۳۸ میں ہے عن سلیمان بن خالد قال سئل ابا عبد اللہ عن امراۃ توفی عنها زوجها ابن تعند فی بیت زوجها او حیث شاء قال بل حیث شاء ثم قال ان علیا صلوات اللہ علیہ لما مات عمر ام کلثوم فاحذ بیدھا فانطلق بها الی بیثہ۔ (فروع کافی ج ۲ ص ۳۱۰-۳۱۱)

**ترجمہ:** سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق سے اس عورت کے بارے میں پوچھا جس کا خاندان فوت ہو گیا ہو کیا وہ اپنے شوہر کے گھر عدت اور نذیب گیری اور نذیب مغزی جن کی کثرت ام کلثوم سے ان کی والدہ فاطمہ بنت ابیہ الزہراء سیدہ النساء العالین رسول اللہ کی بیٹی تھیں صلوات اللہ علیہا نذیب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا نذیب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عبد اللہ بن جعفر ابن ابی طالب کا نکاح ہوا۔ اور ام کلثوم وہ ہیں جن کے ساتھ عمر بن خطاب نے نکاح کیا

(۲۰) مناقب آل ابی طالب ص ۸۹ مصنف محمد علی شیر آشوب کلید سوم مطبوعہ حیدریہ النجف۔ قال شیخ المفید فی الارشاد او لا خمسة عشرون البون خمسة عشرو البات ثمانية عشر قوله من فاطمہ الحسن والحسین والمحسن۔ سقط و زینب الکبری وام کلثوم تزوجھا عمر و ذکر ابو محمد النو بختی فی کتاب الامانہ ان ام کلثوم کانت صغيرة ومات عمر قبل ان یدخل بها واخلف علی ام کلثوم عبد عمر عون بن جعفر ثم محمد بن جعفر ثم عبد اللہ بن جعفر۔

**ترجمہ:** شیخ مفید نے اپنی کتاب ارشاد میں کہا ہے کہ مولیٰ علی کی کل اولاد میں تین (۳۳) تھیں۔ پندرہ لڑکے اور اٹھ لڑکیاں (حضرت فاطمہ سے حسن و حسین و حسن اور نذیب الکبری اور ام کلثوم جن کے ساتھ جعفر ت عمر نے نکاح کیا)۔ پیدا ہوئے اور ابو محمد بختی نے اپنی کتاب الامت میں ذکر کیا کہ ام کلثوم چھوٹی تھیں۔ حضرت عمران کے ساتھ محبت کرنے سے پہلے وفات پا گئے اور عمر کے بعد ام کلثوم نے عون بن جعفر کے ساتھ نکاح کیا ان کے بعد محمد بن جعفر ان کے بعد عبد اللہ بن جعفر سے نکاح ہوا۔

(۲۱) منتخب التواریخ معتمد حاتی محمد بن ہاشم قراسانی ص ۹۳ و در کما مل بھائی است کہ مخدرہ خواراھر حضرت سید الشہداء علیہ السلام وفات نمود و در دمشق۔

**ترجمہ:** ابوہرکال بھائی میں ہے کہ شہزادی ام کلثوم جناب امام حسین علیہ السلام کی ہمیر ہونے و شوق میں وفات پائی۔ (جناب ام کلثوم زوجہ فاروق اعظم کی ولادت وصال)

(۲۲) منتخب التواریخ ص ۵۵ و اما تاریخ و لا ذلت ورحلت شان معلوم نیست ہمیں قدر معلوم شد کہ این مخدرہ در حیات حضرت ترسول بدلیا آمد و در حیات حسن مجتبیٰ از دنیا رفت۔

**ترجمہ:** اور اگلی تاریخ پیدا ہوا اور وصال معلوم نہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ شہزادی نبی کریم ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئی اور حضرت امام حسن مجتبیٰ کی زندگی میں وصال پائی۔ (۲۳) منتخب التواریخ ص ۹۳ و اما جناب ام کلثوم بنت فاطمہ ابن محمد رہ اسم شریفش رقیہ الکبریٰ چنانچہ عمدة المعطا نب است او زوجہ عمر بن خطاب بود۔

**ترجمہ:** اور اس کے بعد جناب ام کلثوم بنت فاطمہ الزہراء اسم شریف رقیہ الکبریٰ تھا۔ چنانچہ عمدة المطالب میں ہے کہ یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔

**حوالہ جات کے بعد اب سوالات و جوابات پڑھئے۔**

مسئلہ: ﴿۱۵۵﴾

روایات تو مان لیں لیکن درایہ نکاح ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ روایت مان لینی چاہئے۔ جو عقل سلیم کے مطابق ہو۔ اور یہاں معاملہ برعکس ہے وہ اس طرح کہ بی بی ام کلثوم کا نکاح بچپن میں ہوا۔ کم سنی کے لحاظ سے بڑے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کیا۔

سائل حاتمہ محمد ابراہیم سرگودھا

#### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ہم نے پہلے بھی ثابت کیا کہ وہ کم عمری اتنا نہیں تھی کہ جس سے نکاح صحیح نہ ہو سکے۔ ہاں صرف عقل

تو وہ عقل نقصان پہنچاتی ہے اور وہ بھی تعصب والی ورنہ عرب اسی طرح گرم علاقوں میں اس عمر سے چھوٹی عمر والی لڑکیوں کا نکاح ہو سکتا ہے۔ اسی لئے لڑکیوں کی بلوغت کی عمر کم از کم نو سال لگھی ہے۔ بلکہ بی بی فاطمہ الزہراء کا نکاح تو اس سے کم عمر کا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ کلینی صاحب کی تصدیق کے مطابق امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ۲۵ سال کو ثابت ہے اس سے اندازہ کیجئے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کل عمر اس وقت دس گیا رو سال بنتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی کم عمری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح کیلئے مانع نہیں۔ نیز عرض ہے کہ حضرت عمر کی ہم عمری قائل ہیں لیکن یہ نسبت ناک و دیگر اولاد بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دلیل یہ ہے کہ بی بی ام کلثوم رسول اللہ ﷺ کے وصال سے پہلے پیدا ہوئیں (کنز الدقائق ص ۱۷۱ اور طراز المذهب ص ۶۵) میں لکھا ہے کہ ام کلثوم روفا ت مادرش نہ پیکرد۔ یعنی ام کلثوم اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت "یا اما" سے میری ماں کرو تھیں اس سے معلوم ہوا کہ وفات سیدہ حضرت ام کلثوم کو اتنی تیز تھی کہ وہ مصیبت کو محسوس کر کے توبہ کرتی ہیں۔ اس سے کم از کم چار سال کی عمر ماننا پڑیگا۔ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات سید عالم ﷺ کے بعد چالیس یوم یا مابین جاتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بوقت نکاح نو یا دس سال عمر ہوگی اور ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ بلوغت کی پہلی منزل ہے۔ خود سرور عالم ﷺ کا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو گھر لے جانے کا حکم ہے۔

**ازالہ وہم:** حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا بھائی یعنی پچاس برس بھی مانع نکاح نہیں۔ اس لئے کہ یہ ہمارے زمانہ کے انسانی ضعف و کمزوری کا عیب و نقص ہے۔ ورنہ سرور عالم کے زمانہ اقدس میں اسے نقص و عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ خود امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر بچکانہ ترین ۵۳ سال کی عمر میں تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل کیا اور یہ عین ثواب ہے۔ اسے خطا پر محمول کرنا خود خطا کا شکار ہوتا ہے۔

(فائدہ) کم عمری کا صرف وہم ہے ورنہ ہم اگلے مضمون میں دکھاتے ہیں کہ بی بی فاطمہ کی پیاری صاحبزادی کب پیدا ہوئیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا یا نہ۔

مسئلہ: ﴿۱۵۶﴾



اگرچہ کاج ام کلثوم صحیح ہے لیکن اس سے دیکھنا اور کھانا ہے چونکہ وہ بیویہ (پروردہ) بنتا ہے علی تھی۔ اسی لئے ان کے نام سے مشہور ہوئی اور اس کا کاج حضرت عمر سے ہوا۔

سائل: حافظ محمد انور فرما کر ہو گا

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

یہ بات عموماً شیعہ کہتے ہیں لیکن حوالہ دار اور مدعی قوی کا اندازہ ہم نے قوی دلیل اور انجمن کی کتابوں سے ثابت کیا۔ بلکہ خود امام جعفر رضی اللہ عنہ کا قول کہ "ان ذالک اول فرج عصبنا ہمارے دعویٰ کی تہاوت پختہ دلیل ہے نہ انہو است ائمہ حضرت بی بی ام کلثوم حضرت علی کی صاحبزادی تھیں تو پھر انہوں نے کئے کیا مطلب۔ اور اس کیلئے شیعہ اپنی تاریخ اور اپنی کتابیں کہاں تک چھپائیں گے جنہیں ہم نے صفحہ وار مٹھیں وغیرہ گذشتہ اوراق میں لکھی ہیں۔

جواب ۲۔ ہم ہماری کتاب سے بھی واضح کرنا چاہتے ہیں اور وہ بھی کتب شیعہ سے تاکہ منصف مزاج کو مدد کی محنت نہ ہو۔ ولادت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا الشافی ترجمہ (اصول کافی ص ۵۶۷) میں ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام بعثت رسول سے پانچ برس بعد (کہہ ہیں) پیدا ہوئیں اور انہو سال پختہ دون کی عمر میں وفات پائی اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد پختہ دہر زندہ رہیں۔

ہجرت اور بی بی یعقوب گیلانی کی تصدیق کے مطابق فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا علیہا السلام کے وصال کے بعد وہاں مہینے زندہ رہیں بوقت ہجرت آپ کی عمر شریف آٹھ سال کی تھی۔ ولادت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ الشافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۵۷۱ امام حسن علیہ السلام ماہ رمضان ۱۰ھ میں جو سال بدر ہے پیدا ہوئے اور ایک حدیث کے مطابق ۱۰ھ میں ولادت ہوئی۔ ولادت امام حسین الشافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۵۷۴ امام حسین علیہ السلام ۱۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ یاد رہے کہ حدیث میں امام حسین چھ ماہ تھے بحوالہ جلال الدین و دیگر شیعہ کتب۔ ولادت ام کلثوم بنت فاطمہ زوجہ حضرت عمر فاروقؓ۔ ولادت شریف یحییٰ پانچ چھ ہجری کو ہوئی۔ (اب ام کلثوم بنت ابی بکر کی تاریخ پڑھیے)

ام کلثوم بنت ابی بکر امی حبیبہ بنت حار جہ و وضعہا بعد موت ابی بکر۔ (اسا یہ ص ۶۹ جلد ۱ باب ۱۰ حرف المکاف) ترجمہ ام کلثوم بنت ابی بکر کی ماں حبیبہ بنت خاریہ تھیں اور یہ ام

کلثوم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تولد ہوئیں تھیں بہر حال یہ شیعوں کی مطلق تسلیمات ہیں تحقیق وہی ہے جو فقیر نے عرض کر دی ہے

### کتبہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی ۲۳ محرم ۱۴۱۰ھ

نوٹ:- یہ مستقل رسالہ ہے۔ اسے علیحدہ بھی شائع کیا جا سکتا ہے۔ نام مکتطف اشرفی کاج ام کلثوم ہر حرف ام کلثوم کا کاج حضرت عمر سے۔

### مسئلہ: ۱۵۷

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لغت کے رد اور ہیں کیا صحیح ہے جب بتاتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ لڑی۔ کاج صحیح جواب لکھئے۔

سائل: ناصر حسین کراچی

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضرت علامہ تفتازانی قدس سرہ لکھتے ہیں۔ لا یجوز اللعن علی المعایر لا ن علیہ صالح معہ وفيہ ان الحسن بن علی صالح معہ ولو کان مستحقاً للعن لکان لا یجوز معہ شرح عقائد ص ۱۱۶ یعنی حضرت معاویہ پر لعن جائز نہیں کیونکہ حضرت علی نے ان سے صلح کر لی تھی اور اسی کا شیعہ میں ہے کہ حضرت حسن نے بھی آپ سے مصالحت فرمائی تھی اور اگر حضرت امیر معاویہ لعن کے مستحق ہو تے تو اب ان کے ساتھ صلح جائز نہ ہوتی اور فرمایا وفی الاور لا یجوز الطعن فی المعایر ولا نہ من کبار الصحابہ حضرت امیر معاویہ کے بارے میں طعن جائز نہیں کیونکہ وہ کبار صحابہ ہیں سے ہیں اور علامہ نووی شارح مسلم رقمطراز ہیں واما معاویہ فقیہ من العدول والفضلاء والصحابة المجباء (نووی شرح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۲ و تفسیر مطاہر حق ج ۴ ص ۸۲) یعنی حضرت امیر معاویہ فضلاء و عادلین اور صحابہ اختیار میں سے ہیں اور تاریخ اہلخانہ میں چندہ واقعات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چونکہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب ہمارے اصحاب کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ اس لئے مجال و مہدونی نہیں بہر کیف اگر کوئی عداوت ان باہمی لڑائیوں کا سبب ہوئی تو صلح مشکل ہوتی۔ اس

کے علاوہ یقینی اور ابن مساکر نے ہشام کے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت حسن کو ایک لاکھ سالانہ خلیفہ مقرر کیا تھا۔ (بیان الامراء ص ۲۹۵) کیا کوئی خلیفہ اپنے دشمن کے ساتھ بھی ایسا معاملہ کرتا ہے۔ حاشاؤ کل انکاء آپس میں ذاتی عناد نہیں تھا اس لئے کسی پر بھی لعن جائز نہیں بلکہ اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ جیسا کہ علامہ نووی اور علامہ نسفی تحریر فرماتے ہیں۔

واما لحر و ب النی حوت بین الصحابة فکانت لکل طائفة شہیة اعتقدت تصریب انفسہا بسبہا و کلہم عدول و منا و لون فی حروبہم و غیرہا ولم یخرج شیء من ذالک احد من العدالة لا ہم مجتہدون اختلقوا فی مسائل من محل الاجتہاد کمایختلف المجتہدون بعد ہم فی مسائل من الدماء و غیرہا ولم یلزم من ذالک نقص احد منهم (نووی جلد ۶ ص ۲۷۲ مطاہر حق جلد ۴ ص ۸۲) اور بہر حال وہ لڑائیاں جو مابین

صحابہ واقع ہوئیں اپنے حروب و فیروہ میں متال ہیں اور ان اشیاء میں سے کوئی شے عدالت سے ان کو نہیں نکالتی۔ اسی واسطے کہ صحابہ مجتہد ہیں مسائل میں اختلاف محل اجتہاد میں فرمایا ہے جیسا کہ ائمہ مجتہدین صحابہ کے بعد معاویہ کے مسائل میں مختلف ہوئے ہیں اور اس اختلاف سے ان میں سے کسی کا نقص نہیں

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی ۱۳ رجب ۱۴۱۰ھ

### اولیاء کے متعلق

### مسئلہ: ۱۵۸

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع تین دریں باب رحیم اللہ تعالیٰ کہ مصیبت کے وقت اولیاء اللہ و شہداء کو تلف یا کے ساتھ پکڑنا اور ان سے مدد مانگنا کیسا ہے اور کیا یہ ذکر کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ حکم جو تحریر فرمائیں بعض شخص اس فعل کو شرک بتلا کر مرتکب گناہ قرار دیتے ہیں۔

(سائل: محمد نوید لاہور)

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

خداوند کریم جس نے اپنے حبیب کریم ﷺ پر قرآن پاک نازل فرمایا اور سورۃ بقرہ میں ارشاد فرمایا ولا تقول لوالہم یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (پارہ ۲ آیت ۱۵۴ سورۃ بقرہ) یعنی جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں ان کو مرد و مت کوہ و زندہ ہیں اور لیکن تم نہیں جانتے تفسیر قادری میں ہے کہ تم نہیں جانتے ہو اس زندگی کی کیفیت اس واسطے کہ اس زندگی کی کیفیت دریافت کرنا نہیں سورۃ نساء میں ہے۔

ولا تحسن الدین قتلوا فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتہم اللہ من فضلہ الخ

(پارہ ۲ آیت ۱۶۹ سورۃ آل عمران)

اس آیت شریف سے فائدہ ہو گیا کہ شہداء و قبروں میں زندہ ہیں و مرد و مت ہیں بلکہ ان کو مرد و متا نے والا خود مرد ہے اور تفسیر حسینی میں بل احیاء عند ربہم کے معنی یوں بیان ہیں بلکہ ایشانات زندگی فائدہ نزل یک پروردگار رخاک ایشانات و انخوہر یہ زندہ ہیں مرد و مت ہیں ان کو خاک قبر نہیں کھاتی یہ لوگ جہاں چاہتے ہیں کرتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے

(صفحہ ۱۵۴ مشکوٰۃ شریف)

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ ﷺ وانی واضح ثوبی واقول انما ہو زوجی وانی فلما دفن عمر رضی اللہ عنہ معہم فواللہ ما دخلہ الا نا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر رواہ احمد۔ اور یہ روایت مشکوٰۃ شریف زیارت القبر میں بھی ہے یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس مقام مقدس میں حضور اکرم ﷺ دفن ہیں میں اکثر اس جگہ بے دردی یعنی بلا چادر جایا کرتی تھی چونکہ وہ میرا ہی مکان ہے اور ایک طرف میرے شوہر سرد عالم شفیع محترم محبوب رب اکبر محمد رسول اللہ ﷺ دفن ہیں اور ایک طرف میرے والد خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دفن ہیں لیکن جب سے خلیفہ دوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ دفن ہوئے ہیں میں



اس دن سے کبھی با پناہ کے نہیں جاتی ہوں اب مجھے ہر فاروق رضی اللہ عنہ سے شرم و حیا آتی ہے اب مگر میں سے اس روایت کا مطلب دریافت کرو کہ اس کا اور کیا مطلب ہے اہل سنت ایسے مکررین پر جو روایت اولیا و اللہ کو مردہ سمجھیں اور عاقبت اپنی خراب کریں۔

شعر چو ب خدا خواہد کہ پر دہ کس در داسیلش اندر جعدہ پاکا  
ب لہ  
دیکھو عاصد بقدر رضی اللہ عنہا کی روایت سے صاف ظاہر ہے کہ اولیا و اللہ قبروں میں زندہ ہیں اور خود عائشہ رضی اللہ عنہا راہ مبارک یعنی چادر مبارک اور حاکم جاتی تھیں چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہاں آرام فرما رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ وان اراد عونا فليقل يا عباد الله اعينوني يا عباد الله

يا عباد الله - صفحہ ۹ حصن المسلمون الرابع يوم الاحد

یہ روایت کی ہے طبری نے اور حصن مسلمین میں بھی ہے پس اس عبارت مذکورہ سے لفظ یا کے ساتھ وقت مصیبت کے پکارنا اور مدد چاہنا ثابت ہے اور اختصار میں یا عباد اللہ تین مرتبہ فرمایا اور پکارنے والوں کو ہدایت فرمائی کہ یوں پکارو کہ اے اللہ کے نیک بندہ مدد کرو اے صالحین مدد فرماؤ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ وہ تمہاری مدد کرتے ہیں اور تمہاری فریاد سننے میں اور مدد دینے میں تیار ہیں یہی صورتیں دور کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا اختیار دیا ہے دیکھو تذکرۃ الموتی والقبور میں حضرت تاضی ثناء اللہ پانی پتی ارواح اولیاء کرام کی نسبت لکھتے ہیں - ارواح ایشاش از زمیں و آسمان و بہشت ہر جا کہ میخو اھند میر وند د دوستان و معتقدان و در دنیا و آخرت مددگار می فرما یند و دشمنان را ہلاک می سازند یعنی اولیاء کاملین کی ارواح زمین و آسمان اور جس جگہ وہ چاہتے جاتے اور دوستوں اور مردوں کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتے ہیں بچہ الاسرار میں حضرت پیران بیرون علیہ السلام رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

من استعان بی کرمۃ کشف غمہ و من نادیا سمس فی منہ فوجت غمہ و من توسل بی

اللہ عزوجل فی حاجتہ قضیت لہ۔

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ سے استغاثہ کسی بھی سختی و مشکل میں کرے اور مجھ کو میرا نام لے کر نہ کرے تو میں اس استغاثہ کرنے والے اور نہ کرنے والے سے مشکل اور سختی کو دور کروں گا اور جو شخص مجھ کو سیدہ خیراۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حاجت میں تو میں اس کی حاجت پوری کروں گا اور یہ پوری عبارت ملاحظہ فرمادیجئے رحمۃ اللہ علیہ زینۃ العطرین ترجمۃ السید الشریف عبد القادر مطبوعہ استنبول کی صفحہ ۶۱ میں لائے ہیں اور کتاب عمدۃ الزکات فی اقوال الثقات میں بھی موجود ہے میں العلم میں شیخ ملاحظہ فرمادیجئے رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

اذ اتعبرتم فی الامور فاستعينونی یا اهل القبور۔

یعنی جب تم کسی مطلب کے لئے حیران ہو جاؤ اور مصیبت میں پڑ جاؤ تو تم اہل قبور سے مدد مانگو یہی الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یستمد بہ فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ زندگی میں جس سے مدد مانگ سکتے ہو یعنی دو جس طرح حیات میں فیض پہنچاتے ہیں اسی طرح بعد وفات بھی معلوم ہوا کہ اولیا و اللہ زندہ ہیں میں العلم میں ہے۔

وملاقات الکبراء من المشائخ والعلماء وللاستفادة وزیارت قبور ہم ای الکبراء والصلحاء فانهم بمنزلة الشهداء لا يموتون ولكن یقلون من دار البقاء

ملاقات کرنا بزرگان دین و مشائخ کبار کا یا ان کی قبروں کی زیارت کرنا گویا ایسا ہے کہ ان کی حیات میں ملاقات کی چونکہ اولیا و اللہ شہیدوں کی مانند زندہ ہیں بلکہ اس دنیا سے اس دنیا کی طرف منتقل ہوتے ہیں یہ بھی ملاحظہ فرمادیجئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں روایت بتی قاطعہ خزانہ سے نقل کرتے ہیں۔

وفقا علی قبرہ قلنا السلام علیک یا عم رسول اللہ ﷺ سمعنا کلاما ردا علینا وعلیکم السلام ورحمة اللہ وما قرنا احد من الناس۔

یعنی جب ہم امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پاک پر نہرے اور ہم نے عرض کی اے رسول اللہ ﷺ کے بچے آپ پر سلام تو ہم نے جواب میں وعلیکم السلام سنا اس وقت ہمارے پاس کوئی آدمی تھا اور یہ جواب ہمیں قبر شریف سے ملا اب مکررین اور دوبارے سے دریافت کرو اگر وہی اللہ قبر میں زندہ نہ ہوتے تو یہ جواب ہمیں کون

دینا اور کتاب حصن مسلمین میں ہے

واذا انقلبت دابة فليناد يا عباد الله رحمکم الله۔

یعنی جب کسی کا جانور بھاگ جائے تو چاہے کہ پکارے اور کہے اللہ کے بندو میری مدد کرو اور نقل کی یہ براز نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی شیبہ نے اس کے ساتھ لفظ رحمکم اللہ کا اضافہ کیا ہے اور ابن مسعود نے حضور سرور عالم ﷺ سے روایت کی ہے کہ جب کسی شخص کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو چاہیے کہ یہ کہے۔ یا عباد اللہ اھسبوا یا عباد اللہ اھسبوا۔

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ کتاب الاذکار میں اپنے ایک شیخ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ ان کا ایک بچہ بھاگ گیا انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے بندو اس کو روکو اے اللہ کے بندو اس کو روکو اللہ تعالیٰ نے اس بچہ کو اسی وقت روک دیا اور حضرت امام نووی خود اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک جماعت کے ساتھ تھا کہ ہمارا ایک چوپا یہ بھاگ گیا ہم سب اس کے پڑنے سے عاجز ہو گئے تو میں نے بھی کہا یا عباد اللہ اھسبوا یا عباد اللہ اھسبوا تو وہ چوپا یہ اسی وقت ٹھہرا ہوا گیا آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

حکمی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انه انقلت له دابة اظنها بغلة وکان یعرف هذا الحديث فقالہ فحسبنا اللہ علیہم فی الحال وکتبت انا مرة مع جماعہ فانقلت منها بهيمة وجزوا عنها قلقلہ نو قفت فی الحال بغیر سبب سوی هذا الکلام

جائے غور ہے کہ حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ بھی غیر اللہ سے استمداد جائز بتا رہے ہیں اور خود بھی یا عباد اللہ اھسبوا یا عباد اللہ اھسبوا فرما رہے ہیں جس سے نتیجہ نکلا چوپا پکڑا ہوا گیا اور آپ فرماتے ہیں کہ سوائے اس کلام کے اور کوئی سبب اس کے ٹھہرنے کا نہ تھا اے وہابی عبارت پر غور کرو اور شرماء اولیا و کاملین سے مدد مانگنے کو اپنا طریقہ بناؤ امام عبد الوہاب شمرانی قدس سرہ نیز ان شریعت میں اس طرح فرماتے ہیں۔

جميع الائمة المجتهدین یشفعون فی اتباعہم ویلاحظہ فی شدائدہم فی الدنیا والآخرة و يوم القيمة

تمام ائمہ مجتہدین اپنے مقلدین کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و برزخ و قیامت کی سختیوں پر نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ چل صراط سے پار ہو جائیں۔ حضرت قبلہ سیدی محمد رفیع رحمۃ اللہ علیہ اپنی مرض موت میں فرماتے

ہیں۔

من کان لہ حاجۃ فلیات ای قبری ویطلب حاجتہ اقضیہا۔  
جب کسی شخص کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ میری قبر شریف پر آکر طلب کرے میں اس کی حاجت کو پوری کروں گا سیدی محمد ابن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

انا من المنتصرین فی قیومہ فممن کانت لہ حاجۃ فلیات الی قبالیہ وجہی ویذکر ہابی اقضیہا لہ۔ قربان چاہیے ایسے بزرگان دین پر جو خود اپنی زبان مبارک سے فرمائیں اور مدد چاہنے والوں کی مدد کریں ترجمہ عبارت کا یہ ہے کہ میں ان میں سے یعنی اولیا و کاملین میں سے ہوں جو اپنی قبروں میں تعریف فرماتے ہیں جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ میرے سامنے عاجز ہو کر اپنی حاجت بیان کرے میں اس کی فریاد سنوں گا اور اس کی حاجت پوری کروں گا حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمۃ من امتنا تزفرو و تسبحوا۔  
کہ تم لوگ میرے رحم دل بزرگان دین یعنی اولیا و کاملین سے اپنی مرادیں مانگو اپنی حاجتیں طلب کرو تو رزق پاؤ گے رزق سے مراد ہے یعنی مراد کو پہنچے گا۔

رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الحدادی رضی اللہ عنہ۔  
شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اولیا و کاملین کے حال بعد وصال میں فرماتے ہیں

دریں حالت تصرف در دنیا دادہ و استغراق آتھا بنسبت کمال وسعت مدازک آتھا مانع توجہ بایں سمت نمی گردند و آدمیا

ب تحصیل مطلب کمالات باطلت از آتھا می نمایند و ارباب حاجات در مضائق حل مشکلات خود در آتھا می طلبند و می

یا بند (ترجمہ) اس حالت یعنی حال بعد وصال میں ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تصرف دیا ہے اور اولیا و اللہ کا استغراق بسبب اس کے کہ ان کے مدارج حدود وسیع ہوتے ہیں اس سے یعنی دنیا کی طرف متوجہ ہو

نے کو مانع نہیں ہوتا ہے اور آدمی اپنی طلبوں کا حصول ان کے باطنی کمالات سے کیا کرتے ہیں اور حاجت مند لوگ اپنی مشکلات کے حل کے لئے ان کے ذریعے طلب کرتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں خیریت



اور آیات میں ہے۔

کل من ملاحظة في حال حياته يسير كمن بعد وفاته يعني زندگی کی حالت میں جن بزرگان دین کا دیکھنا موجب خیر و برکت کا ہو بعد وفات اس کی قبر کی زیارت کریں اور خیر و برکت مانگیں خاصہ یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ اولیاء کا ملین ہماری فریاد سنتے ہیں اور ہماری مصیبتوں کو دور کرتے ہیں اور لفظ پاک ساتھ نہ کرنا یہ سب معتبر ہے اس میں کچھ شبہ و شک نہیں اور عبارات بالا مذکورہ سے بھی صاف ظاہر ہے البتہ مکررین اور وہابیہ اس کے خلاف ہیں اور شرک قتلاتے ہیں حقیقت میں یہ لوگ علم دین سے سب بہرہ ہیں اور جہالت سے کام لیتے ہیں عامل بالحدیث ہونے کا دعویٰ ہے مگر حدیث پر عمل نہیں خود جہالت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں یہ لوگ اولیاء اکرام کے دشمن ہیں ان سے سلام و کلام نہ کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳۹۳ھ

مسئلہ: ۱۵۸

کیا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ کا درجہ جاز ہے۔

سائل عبدالسلام ذوالیان کراچی

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ہاں بلا شک جاز ہے چنانچہ حضرت علامہ خیر الدین دہلی استاد صنف درمقار نے اپنے فتاویٰ خیر میں لکھا ہے کہ مسائل فی دمشق عن الشیخ عادی فیما اعتادہ السادة الصوفیۃ من حلق الذکر والجہرۃ الماجد من الجماعۃ ورتو اذلک من آنائہم واحدا دھم والصادرة من ذوی المعارف الالہیۃ کا نہا دریۃ والسعدۃ یقولون یا شیخ عبدالقادر یا شیخ احمد الرفاعی شہنا اور ونحو ذلک یرحصل لہم فی انشاء الذکر وجد عظیم واحباب بعد ما ذکر ان حقیقۃ ما علیہ الصوفیۃ لا ینکر الا کل نفس جاہلۃ غبیۃ الخ۔

دشمن میں شیخ حمادی سے کہ سادات صوفی کی عادت ہے کہ وہ مساجد میں حلق ذکر بالجہر کرتے ہیں اور وہ ایسے

ہی آباؤ اجداد سے کرتے چلے آئے ہیں اور وہ عارفین کا ملین تھے اور سب قادری و سیدیہ کے حضرات ایسے ہی کرتے اور ساتھ یا شیخ عبدالقادر جیلانی یا شیخ احمد ارفاقی شہنا وغیرہ اور ذکر کے اثاث میں بہت بڑا وجہ کرتے ہیں آپ نے جو با فرمایا کہ صوفیاء اکرام کا انکار کرنا جاہل اور نجس کا کام ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳۸۹ھ

مسئلہ: ۱۵۹

کیا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے شب معراج حضور سرور عالم ﷺ کو کاندھے پر بٹھا یا اور حضور ﷺ نے فرمایا میرا قدم تجھ پر اور تیرا تمام اولیاء اکرام پر کیا یہ حدیث ہے بعض حضرات اس حدیث کے مکرر ہیں اور نہ ہی اس کے قائل ہیں کہ قدم غوث مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہا پر ہو۔

سائل عبداللہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جو حدیث حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کی جاتی ہے وہ کشف ہے اصطلاحاً اسے حدیث نہیں کہا جاتا مگر چاہے اس کشف کی تائید اشارۃ حدیث معراج سے ہوتی ہے لیکن وہ بھی خبر واحدہ ہے اپنے کشفیات و خبر واحدہ سے عقائد ثابت نہیں ہوتے ہاں البتہ فضائل ثابت ہوتے ہیں اور حضور غوث اعظم کی فضیلت کا کوئی منکر نہیں۔

(۲) حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک اولیاء حاضرین و متاخرین سب پر ہے حاضرین پر ظاہر اور متاخرین و متاخرین پر باطن اور روحانی طور لیکن متقدمین سے مراد صحابہ کرام و اہلبیت عظام کو مستثنیٰ کرینگے ایسے ہی متاخرین سے امام مہدی کو مستثنیٰ کیا جائیگا یونہی تابعین میں سے بعض حضرات تصنیف فقیر کی تصنیف قدم الغوث اعلیٰ علی رقبۃ کل ولی میں ہے۔

(۳) حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی ان قدمی کے حکم میں داخل ہیں آپ کے مکتوب جلد اول کی عبارت سے جسمانی قدم کی نفی مراد ہے اور قدم سے بزرگی اور تہذیب سلسلہ بھی مراد لیا گیا ہے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی منکر نہیں جیسا کہ مکتوبات غوث اعظم۔۔۔۔۔

حسنة لجميع بشر انظرها خالية عن العيوب المسينة حتى خرج من الدنيا هو منا فان الله تعالى لا يضيعها بل يقبلها منه وعلينا.

ہم یہ نہیں کہتے کہ ہماری نیکیاں خود بخود قبول ہیں اور ہمارے گناہ ضرور معاف ہیں جیسا مرید کہتے ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ جو نیک کام کریگا تمام شرانگہ کی ادائیگی کے ساتھ درحالیہ کہ وہ نیکی جو بے مفیدہ سے پاک ہو اور اس نے گناہ و ارتداد اور اخلاق سینہ سے باطل نہ کر دی ہو تو کہ نیا سے ایمان کے ساتھ رخصت ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکی کو ضائع نہ کرے بلکہ اسے قبول کرے اور جزا دے گا سکون فقیر ۲۸-۳۰

ملا وہ بریں مرید کہ ایک عقیدہ یہ ہے کہ بعد ایمان کے مومن کو کوئی گناہ ضرور نہیں کرتا مگر امام صاحب اس کے خلاف ہیں چنانچہ فقیر اکبر میں فرماتے ہیں۔

لا نقول الا المومن لا يضره الذنوب۔

یعنی ہم یہی کہتے ہیں کہ مومن کو گناہ ضرور نہیں کرتا۔

(۵) فقیر الطالین میں اصحاب اہل حنیفہ نے خود ابو حنیفہؒ میں بعض اصحاب اہل حنیفہ اگر مرید تھے تو انہیں امام صاحب کا کیا تصور ہے اس لئے اصحاب ہمیں دوست نہیں بلکہ امام صاحب کی طرف منسوب ہونے والے اس معنی پر اگر بعض بد مذہب آپ کی طرف منسوب تھے تو وہ انکی اپنی غلطی ہے مثلاً بعض معتزلہ خود کو غلطی کہلاتے جیسے دشمنی و بغیرہ اور انکی مثال آج ہمارے دور میں بھی ہے مثلاً دیوبندی و ہابی ہیں میں لکھی ہے اس لئے علما سمجھتے ہیں مالانکہ یہ کہے و حجابی ہیں جسکی تفصیل فقیر کے رسالہ دیوبندی و ہابی میں لکھی ہے اس لئے امام صاحب کی طرف بعض منسوب لوگ اگر مرید بد مذہب تھے تو اس سے امام صاحب کی بد مذہبیت نہیں ثابت ہو سکتی اسکی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ کی غوث اعظم و حجابی تھے میں پڑھے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۱۶۰

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ مشہور ہے کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ اس کا ثبوت اسلاف سے ملتا ہے یا نہ۔

(۴) بعض فضائل و کمالات خصوصاً حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو اگر نصیب ہوئے تو وہ بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے صدقے میں ہے مکتوبات شاہ علی محمدی (مطبوعہ استنبول) اس کی تفصیل فقیر نے ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں تسریحات سیدنا مجدد الف ثانی اور آپ کے خلفاء رحمہم اللہ کو مکتوب کی تائید ات درج کی گئی ہیں اس کا نام ہے فیوض محبوب سبحانی علی شیخ مجدد الف ثانی۔

بد مذہب لکھتے ہیں یہ سوال و بایں نے کتاب تہذیب الطالین کی ایک عبارت سے بھی نکالا ہے اور محققین کے نزدیک یہ کتاب غوث پاک کی تصنیف نہیں۔ دیکھئے فقیر کی تصنیف بد مذہب السالکین۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ جہان پر بیٹے تصوف علم اور راہ سلوک کے حامی تھے ذکر و فکر مراقبہ و راہ کے اسرار و نکات میں راہ سلوک کی باریکیوں میں انکا قول لائق حجت ہے لیکن علم ظاہری و حقائق و حقائق میں ناقل اخبار کے جرح و تعدیل میں اس کے اقوال معتبر ہو گئے جو اس فن کے ماہر و امام مانے جاتے ہیں مثل مشہور ہے لکل فن رجال یبکی سب ہے غیثہ میں فرقہ اشعر یہ کہ جو ابولحسن اشعری کی طرف منسوب ہے معتزلہ میں اہلسنت انکی کی پیروی کرتے ہیں اتحاف العلماء میں ان کے فضائل دیکھو باوجود اس کے فرقہ اشعر یہ کہ معتزلہ میں شمار کرنا کسی فاش غلطی ہے۔

(۳) حضرت جہان پیر نے مسائل اختلافی میں ان مذکور کیا ہے امام صاحب کا بھی ذکر فرمایا ہے وقال الامام ابو حنیفہ الاستاذ افضل اگر امام صاحب مرید سمجھتے تو لفظ امام نہ کہتے کیونکہ فرقہ مرید فرقہ ماضلہ اور امام کا لفظ پیشواؤں دین پر بولا جاتا ہے۔

(۴) ارجمند کی دو قسم ہیں جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے تعہدات الہیہ میں لکھا ہے کہ ارجمند کی دو قسم ہیں ایک ارجمند سنی کہ قائل اس کا اہلبیت ہے وہ ایمان و اعمال کو ملحدہ کہتا ہے اور ایک ارجمند ہے جس کا قائل اہل سنت سے خارج ہے وہ کہتا ہے تصدیق و اقرار کے بعد کوئی گناہ ضرور نہیں کرتا پس اگر امام صاحب کو مرید لکھا ہے تو باعتبار اس قسم کے ہے چنانچہ علامہ شہرستانی لکھتے ہیں ولعمری ان یقال لا بی حنیفہ واصحابہ مرجعہ السنۃ حلال والنحل جلد ۱۸۹۔

چنانچہ امام صاحب خود فقیر اکبر میں فرماتے ہیں۔

لا نقول ان حسناتنا مقبولة وسیناتنا مغفورة كقول المرجعية ولكن نقول من عمل



سائل مظہر عباس سرگودھا

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ہاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد قدسی علی رقبات کل الاولیاء جی برصدق اور یقیناً حق ہے فقیر نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے تحقیق الکا بر بعض معاصرین نے انکار کیا اور چند شہادت پیدا کئے انکے جوابات بھی عرض کر دیئے اور اسلاف صالحین میں کوئی بھی اس کا منکر نہیں اور مؤلفین نے اپنی تصنیفات میں تصریح فرمائی جسکی تفصیل فقیر نے کتاب مذکور میں لکھی ہے اور مؤلفین کے اعتراضات کے جوابات بھی تفصیل سے دے دیے ہیں

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳۹۸ ھ

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم - واجب الاحترام واکرام صاحب اللہ ریث والتبیر حضرت العلامة مفتی مولانا دینک صاحب دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہ بعد عرض ہے کہ۔

مسئلہ ۱۶۱

بہت سے مسائل ہیں جو بندہ جناب والا شان سے حل کرانے میں مگر ضعیف العری اور مشن کا آپریشن سز کرنے سے مانع ہے اب فقیر چاہتا ہے کہ بذریعہ تحریر استفادہ کیا جاسکے جناب کی مکی مطبوعات فقیر کے پاس ہیں جو نہایت ہی مدلل ہیں البتہ مندرجہ ذیل مسئلہ جو کل پیدا ہوا ہے کہیں سے دستیاب نہیں ہوا ایک مولوی نے بیعت پر اعتراض کیا ہے کہ میں جب غنی المسک ہوں تو قادی کیوں کہلاتا ہوں جبکہ حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی فرمائش کی اتباع کرتے؟

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب حضور غوث صمدانی شہباز لامکانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ والنوالانی رضی اللہ عنہ تھے تو وہ شافعی مسلک پر قادی کیوں دیتے تھے؟ نیز انہوں نے غنی مسک پر کیوں کوئی فتویٰ نہیں دیا؟ دریں بارہ

جاڑے ہیں تاکہ (در محضر مع شامی جلد ۵ ص ۸۰) میں ہے۔

يستحب الترضی للصحابۃ والترحم للنابعین ومن بعدهم من العلماء الکبار والعباد وسانر الاحیاء وکذا یجوز عکسہ وهو الترحم للصحابۃ والترحم للنابعین ومن بعدهم علی مذهب الراجح یعنی صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہم کیستب ہے اور تابعین وغیرہ کے لئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیستب ہے اور اس کا انانی یعنی صحابہ کے لئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تابعین وغیرہ علما و مشائخ کے لئے راجح مذہب پر رضی اللہ عنہم بھی جائز ہے اور حضرت علامہ احمد شہاب الدین غفاری رحمۃ اللہ علیہ (نسب الربا فی شرح شفا قاضی عیاض جلد سوم ص ۵۰) میں تحریر فرماتے ہیں ویلکون من سو اہم ای من سوی الانبیاء من الاتمة وغیرہم بالغفران والترحم فیقال غفر اللہ تعالیٰ لہم ورضی عنہم ملخصاً۔

یعنی اور انبیاء اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ علما و مشائخ کو غفران و رضا سے یاد کیا جائے تو غفر اللہ تعالیٰ لہم ورضی اللہ عنہم کہا جائے ثابت ہوا کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لفظ صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں ہے بڑے بڑے علما اور بزرگوں کے لئے بھی جائز ہے کہ یہ غلط ہے کہ کوئی دینی پیشوا خواہ کشمیری بڑا ہو اگر سبحانی نہ ہو تو اسے رضی اللہ عنہم کہا جائے نہیں ہم چند شواہد پیش کرتے ہیں۔

(۱) حضرت شیخ عبدالحی محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ جن کو کتب خاندانیہ و دیگر نے اخبار الاخیار شریف کے ناشر تھا پر سید الحقین اور دیگر بڑے جناب باری لکھا ہے انہوں نے اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۳ پر حضرت اویسی قرنی کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔

فائدہ: حضرت اویسی قرنی رضی اللہ عنہ ایسے تابعی ہیں کہ جن کی ملاقات بہت سے بڑے بڑے تلمیذ القدر صحابہ سے ہوئی ہے۔

(۲) ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایسے تابعی ہیں جن کی ملاقات صرف چند صحابہ سے ہوئی ہے ان کو خاتم الحقین حضرت علامہ ابن مایہ بن شامی رحمۃ اللہ علیہ نے (شامی جلد اول مطبوعہ دیوبند صفحات ۳۷/۳۶/۳۵) اور صفحہ ۳۴ پر کل چھ جگہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے

(۳) انہی حضرت علامہ شامی نے اپنی اسی کتاب اسی جلد (مطبوعہ دیوبند صفحات ۳۵/۳۸/۴۱)

فقیر کی رہنمائی فرمائیں کہ حضور جب شافعی فتاویٰ اکثر پیش دیتے تھے تو غنی فتاویٰ دینے میں کیا مانع تھا دلائل سے رقم فرمائیں ممنون و۔ سان مندر فرمائیں اور خاک پائے غوث اعظم بدوہ اب عبداللہ بن النور عبدالکریم معذور غنی قادی غفارا عنہ والذہب رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد کھروڑکا تحصیل لودھراں ضلع ملتان۔ المرقوم ۲۸ ربیع الآخر ۱۴۰۷ ھ۔

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

آپ کا مختصر جواب لکھ رہا ہوں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو مستقل اجتہاد کی استعداد حاصل تھی لیکن آپ نے اجماع امت کی आज رکھتے ہوئے تقلید کو اپنایا تاکہ شیعہ امت نہ بکھرے اور امام احمد رضی اللہ عنہ کی تقلید کی صرف اس لئے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ کی مستعدی میں کمی ہے آپ کی وجہ سے میرا بھرم رہ جائیگا (تفریح النطر) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کے مطابق فتویٰ صادر کرنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ اگر وہ نواح کے لوگ شوافع تھے آپ امام احمد رضی اللہ عنہ کی فقہ کے مطابق فتویٰ نہ دیتے تاکہ عوام میں انتشار نہ پھیلے ہم غوث اعظم کے نیاز مند ہو کر غنی ہیں تو اس کے وجہ ظاہر ہیں کہ ہم غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر ہیں کہ یہ مسائل فقہ کی تقلید ہے اگر وہ خود اجتہاد کر کے مستقل فتویٰ بنیاد رکھتے پھر ہم ان کی تقلید کا دم بھرتے تو موزوں تھا لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ چونکہ مجتہدین کے سر تاج ہیں اس لئے ہم ان کی تقلید کو نجات اخروی سمجھتے ہیں۔

واللہ اعلم تعالیٰ بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۷ ھ

## مسئلہ ۱۶۲

کیا رضی اللہ عنہ صحابی سے خاص ہے کسی دلی عالم کے لئے نہیں لکھنا پڑھنا چاہیے جیسے جل جلالہ اللہ تعالیٰ کے لئے اوجہ علیہ السلام کیلئے وغیرہ وغیرہ ایک دیوبندی مولوی سختی سے روکتا ہے۔

سائل محمد عبداللہ

## الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

رضی اللہ عنہ لکھنا پڑھنا صحابہ سے خاص نہیں قلہذا غیر صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ کا لفظ استعمال کرنا

(اور صفحہ ۳۳ پر کل سات جگہ حضرت امام شافعی کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے اور صفحہ ۳ پر حضرت سہیل بن عبداللہ رضی اللہ عنہم ورضو عنہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈریں۔) (تفسیر مدارک جلد چہارم مصری ص ۳۷۱) میں ہے (ذلک) ای الرضا لمن خشی ویداس کا مطلب یہ ہے کہ رضائے رضی اللہ عنہم ورضو عنہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کے دل میں اب کی خشیت ہو۔

فائدہ: اب کی خشیت علامہ ابنی کا خاصہ ہے نبی کا خاصہ امام غفر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں ہذہ الایہ اذا ضم البہایہ احرى صار المجموع دلیلاً علی فضل العلم والعلماء وذلک لانہ تعالیٰ قال انما یخشى اللہ من عباده العلماء فذلک ہذہ الایہ علی ان العالم یكون صاحب الخشیۃ یعنی اس آیت کریمہ کو دوسری آیت سے ملانے پر علم اور علمانی فضیلت پر دلیل ہے تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ خشیت الہی ملا کا خاصہ ہے۔ (تفسیر کبیر ص ۳۶۰ جلد ششم) تفسیر روح البیان جلد طرس ۳۹۱ میں اس آیت کریمہ لک لمن خشی ربہ کے تحت ہے ذلک الخشیۃ الی من خصائص العلماء بشون اللہ تعالیٰ مناط لجميع الکمالات العلمیۃ ولا العملیۃ المستتعة للسعادات الدینیۃ والدنیویۃ قال اللہ تعالیٰ انما یخشى اللہ من عباده العلماء یعنی خشیت الہی جو خدا تعالیٰ کے لئے اور احوال جاننے والوں کا خاصہ ہے اسی پر تمام کمالات ملے مملیہ کا دار و مدار ہے کہ جن سے دینی و دنیاوی سعادتیں حاصل کی جاتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ رضی اللہ عنہم ورضو عنہ اس کے لئے ہے جسے خشیت الہی ہو اور خشیت الہی خدا تعالیٰ کے امور و احوال جاننے والوں کے لئے ہے یعنی تلمیذ القدر علما و مشائخ کے لئے نہ کہ بے عمل علماء کے لئے کہ جب وہ بے عمل ہیں تو ان کو خشیت الہی حاصل نہیں ہے اور جب خشیت الہی نہیں ہے تو وہ صرف نام کے عالم ہیں حقیقت میں عالم نہیں ہیں تفسیر خازن اور تفسیر معالم التریل جلد ششم ص ۳۰۲ میں ہے قال الشیعی انما العالم من خشی اللہ عزوجل یعنی امام غنی نے فرمایا کہ عالم صرف وہ شخص ہے جسے خدا عزوجل کی خشیت حاصل ہو اور تفسیر خازن کے اسی صفحہ ۳۰۲ پر ہے قال الربیع بن انس من لم یخش اللہ فلیس بمعالم یعنی امام ربیع بن انس نے فرمایا کہ جسے خشیت الہی حاصل نہ ہو وہ عالم نہیں۔ ثابت ہوا کہ رضی اللہ عنہ صرف بے عمل علماء و مشائخ کے لئے ہے مگر یہ لفظ چونکہ عرف میں بڑا مقرب ہے یہاں تک کہ بہت سے لوگ



اسے صحابہ کرام کے لئے خاص سمجھتے ہیں لہذا اسے ایک کے لئے استعمال کیا جائے بلکہ اسے بڑے بڑے علماء و مشائخ کی کے لئے استعمال کیا جائے جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے کیا ہے۔

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳ شوال ۱۳۹۹ھ

مسئلہ: ﴿۱۶۳﴾

بابا فرید شجر شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دروازے کو بخشی دروازہ کہتے ہیں اس کے متعلق کچھ فرمادیجئے۔

سائل عبدالرازق

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ۶۸۸ھ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اور امیر خسرو نے تعمیر کروایا تھا وہ اپنے ساتھ دہلی سے ۲۰۰۰ حفاظ قرآن پاک لے گئے تھے ہر ایک پر ایک قرآن شریف پڑھ کر دم کیا گیا تھا اس کے بعد انہی وہ شدہ اشخاص سے مزار کی تعمیر کی گئی تو انہ انگوٹھوں میں لکھا ہے کہ تعمیر کے آخری ایام میں خواجہ نظام الدین اولیا کو رسول مقبول ﷺ خواب میں ملے اور فرمایا نظام الدین تو نے بہت اچھا کیا جو اپنے مرشد کا مزار اتنے ذوق و شوق سے بنوایا اور ایک ایک اینٹ پر ختم قرآن کروایا ہم تجھ سے بہت خوش ہیں دونوں دروازہ کا نام بخشی دروازہ رکھنا۔ اعلان کر دو کہ جو شخص اس دروازہ میں سے پڑھ کر گزرے گا حق تعالیٰ اسے جنت سے سرفراز فرمائے گا کہ آئندہ سے گناہوں سے توبہ کرے اور پابند صوم و صلوٰۃ رہے بخشی دروازہ سے گزرتے وقت تین بار یہ پڑھے اللہم انی اتوب الیک من کل ذنوب باری تعالیٰ میں ہر گناہ سے توبہ کرتا ہوں اگر ان شرائط کے ساتھ اس دروازہ سے گزرے گا تو حق تعالیٰ جنت سے سرفراز فرمایا گیا یہ تھا اس دروازے کا تاریخی پس منظر حضرت امیر خسرو نے خود نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے جو ملفوظات قلمبند کئے ان میں یہی لکھا ہے اب ہوتا ہے کہ اہل علم دانش تو اس دروازہ میں سے اوپر کی دعا اور توبہ کا وعدہ پڑھتے ہوئے گزر جاتے ہیں مگر یہ عمل غیر تعلیم یافتہ افراد پر سے ہی گزر جاتے ہیں گذشتہ سات سو سال سے اس دروازہ میں سے ایک عورت بھی نہیں گذری خواجہ نظام الدین

اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی کہ اس میں سے صرف مرد گزر کریں اور وہ بھی یہ دعائیں پڑھ کر گزریں۔ اب اس اقدام کی تمام ذمہ داری محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کی ہے جنہوں نے بخشی مسلک کے صوفیاء کو یہ احکام دیئے اگر کوئی شخص ان شرائط کے ساتھ اس دروازے میں سے گزرے تو شرعاً اس میں کسی قسم کا اعتراض یا گناہ نہیں ہے ماضی میں مندرجہ ذیل خالصان خدا اس دروازے میں سے کسی بار گزرے ہیں خواجہ نظام الدین اولیا، امیر خسرو، خواجہ شمس تبریز، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی، سید محمد گیسو دراز، سید جلال الدین بخاری عرف مندوم جہانیاں جہاں لشت، حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ مزید تشریح و تحقیق کے لئے فقیر کی تصنیف بابا فرید گنج شکر کا بخشی دروازہ پڑھئے۔

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ: ﴿۱۶۴﴾

کیا حضرت علیہ السلام تاحال زندہ ہیں بعض اہل علم کہتے ہیں کہ وہ فوت ہو چکے ہیں؟

سائل محمد عمر

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جہور کا مذہب یہی ہے کہ حضرت علیہ السلام نبی ہیں زندہ ہیں خدمت بجز انہیں سے متعلق ہے اور حضور اقدس ﷺ سے ان کی ملاقات سے بھی ثابت ہے اور کسی نبی کی حضور اقدس ﷺ سے ملاقات نہ ہوئی سب انبیاء و مرسلین نے تو حضور ﷺ کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے۔ علیہ وسلم صلوٰۃ والسلام۔

ہائندہ: چار نبی زندہ ہیں کہ ان کو وعدہ الہی ابھی آیا نہیں (اور ایک ان کے لئے بھی موت ان پر طاری نہیں ہوئی) دو آسمان پر سیدنا اور یس و سیدنا عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام اور وزمین پر سیدنا الیاس و سیدنا خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال حج میں جمع ہو جاتے ہیں حج کرتے ہیں اور ختم حج پر مزمع شرف پائی پیتے ہیں جو سال بھر کے کھانے پینے سے ان کو کفایت کرتا ہے (الملفوظ سیدنا علی حضرت لمبہ الرحمۃ ودیگر کتب)

مقلوبہ شریف میں ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال شریف پر گھر کے ایک گوشے سے ایک آواز سنائی دی جس میں سلام کے بعد حضور ﷺ کے وصال شریف پر اہل بیت سے تعزیت کی گئی تھی حضرت مولیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا جانتے ہو یہ کون ہیں خدا و خواجہ خضر علیہ السلام تفصیل فقیر کی تصنیف خضر علیہ السلام کی حیات

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳ شعبان ۱۳۹۹ھ

مسئلہ: ﴿۱۶۵﴾

ولی اللہ ہے یا نہیں؟

سائل محمد مسعود طاہر دیپالپور

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ہاں فقیر کی اس موضوع پر ایک مستحق تصنیف ہے (الغزل الحسی) احادیث مبارکہ کا مطالعہ ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن سے بڑھ کر اور کوئی شے محرم نہیں (مسند ابی جمیع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۸۱)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ اللہ تو نے اولاد آدم کو نبی بخشی ہے وہ اس میں کھاتے پیتے ہیں اور ہم نبیوں میں اس طرح کہتے ہیں جس طرح وہ کہتے ہیں لہذا آپ آخرت کو ہمارے لئے مختص فرمادیجئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے ساتھ سے بنایا ہے ان کے صالحین کو ان کی طرح نہیں کروں گا جنہیں میں نے کہا کہ تم ہو جاؤ تو وہ ہو گئے یعنی فرشتے۔ (طبرانی مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۸۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بنی آدم سے بڑھ کر کوئی محرم نہ ہوگا۔ آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ملائکہ بھی نہیں

آپ نے فرمایا ملائکہ بھی نہیں۔ ملائکہ تو شمس و قمر کی طرح مجبور ہیں۔

(طبرانی مجمع الزوائد ج ۱ ص ۸۲)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا مومن بندہ میرے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی محبوب ہے۔ (طبرانی مجمع الزوائد ج ۱ ص ۸۲) اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہیں جس کے الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی زیادہ محرم و محترم ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے شک اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندے کی موت پر زیادہ بخشنے میں تم میں سے کسی ایک کے اپنے پسندیدہ مال کی نسبت حتیٰ کہ اس کی روح اس کے بستر پر قبض کرتا ہیں۔ (ابو امامہ الزوائد ج ۱ ص ۸۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مومن کی ہوا سے بہتر کوئی ہوائیں اس کی ہوا آفاق میں پائی جاتی ہے اور اس کی ہوا اس کا ملل ہے۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۱۶۵)

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مومن کی فراست سے بچو کیوں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (ترمذی مفاد الحسمہ ص ۱۹)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اسے کعب تیری خوشبو کس قدر پاکیزہ ہے اور اے حجر اسود تیرا کس قدر عظیم حق ہے اللہ کی قسم ایک مسلمان کا حق تم دونوں سے زیادہ ہے۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۱۶۶)

### واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳ جنوری ۱۹۷۳ء

مسئلہ: ﴿۱۶۶﴾

سامع جو آج کل سلسلہ چشتیہ میں مروج ہے جائز ہے یا نہیں؟

سائل عبداللہ

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

فقیر چونکہ سلسلہ قادریہ سے منسلک ہے اس لئے موجودہ مشائخ اور گدگدائیں حضرات کی محافل سامع میں



شامل نہیں ہوتا شرعاً الہیت و صلاحت پر جواز کا فتویٰ ہے مندرجہ ذیل اوصاف کے حامل کیلئے جائز ہے ورنہ ناجائز۔

(۱) بعض فقہاء نے بعض صالحین سے کہا کیا تم جھانک نہیں سکتے ہو جو کہ دف میں ہے انہوں نے کہا کہ میں ان کو نہیں سنتا میں تو ان کو اللہ اللہ کہتے ہوئے سنتا ہوں۔

(۲) روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے ناقوس کی آواز سنی فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا وہ کہتا ہے تھا خان المونی صمدی۔

(۳) حیدر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں ان سامعوں میں جن میں ہم رات کو حاضر نہ ہوں۔ لیکن تم قرآن سے شروع کرو اور قرآن کے ساتھ ختم کرو۔

(۴) امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ باب سماع میں شیوخ سے ذکر کیا گیا اس کے ساتھ کوئی جاہل و صحرانہ لکھا بیٹھے اور یہ سمجھ لے کہ سماع ہر ایک کے لئے جائز ہے بیہات وہ تو انہیں لوگوں کے لئے جائز ہے جن کو حاوی شوق حضرت قدس میں موطن قرب کھینچنے لئے جاتا ہے جو لوگ ہوائے نفس و صفات دنیا سے خالی اور احوال سید کے ساتھ متصف ہیں۔

(۵) شیخ عارف ابوشامہ حیری رضی اللہ عنہ نے باب سماع میں کیا خوب فرمایا ہے کہ سماع تین طرح ہوتا ہے [۱] مبتدی مریدوں کے لئے یہ لوگوں سے احوال شریفہ طلب کرتے ہیں ان پر نقد و ریا کا خوف ہے۔ [۲] صادق مریدوں کے لئے یہ لوگ سماع سے اپنے احوال میں زیادتی چاہتے ہیں (۳) عرقاء اہل استقامت کے لئے ان پر جو حرکت و سکون وارد ہوتا ہے۔ یہ نفوس کے لئے کسی شی کو اختیار نہیں کرتے بلکہ وہ کچھ اللہ ان کے لئے پسند کیا وہی انہیں مرغوب ہے اور پس۔

ایسے لوگ آج میرے خیال میں کالعدم ہیں ہم نے بچپن میں حضرت مولانا فیض محمد شاہ جہانی اور حضرت مولانا محمد یار گڑھی انصاریاں کا قدس سرہما کے متعلق مذکورہ طریقہ کا سماع اور پھر ان کا وجد و حال کا تذکرہ سنا لیکن ہمیں اشخاص سے بحث نہیں مسئلہ ہے ہوا کر کوئی واقعی صاحب وجد و حال ہے تو اس کے لئے روا ہے اور جو رواہی اور قال کا بندہ ہے اس کے لئے ناروا ہے اس لئے مقولہ مشہور ہے بجز لابلہ ولا بجز لعلہ و اسی

لے محدث اعظم علامہ سر دار احمد لاہوری قدس سرہ فرمایا کرتے نہ ان کا کسی کلمہ نہ ان کا کسی کلمہ فقیر انہی کے قول مبارک کا پابند ہے الحمد للہ علی ذلک۔

**و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**  
کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۳ رجب ۱۳۹۸ھ

**مسئلہ ۱۶۷:**  
کیا شرعاً و طریقتاً تابع لڑکے کی بیعت لینا جائز ہے اگر وہ بیعت کا خواہاں ہو تو کیا کیا جائے؟

**سائل احمد حیات سرگودھا**

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**  
حضرت شاہ ولی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ القول الجلیل میں لکھتے ہیں کہ فاعلم انہ یجب ان یكون المباح بالغا عاقلاً راجحاً و قد جاء فی الحدیث انہ عرض علی النبی ﷺ صبی لیباعہ علی راسہ دعا لہ بالبرکۃ و لم یباع یعنی واجب ہے کہ یہ بیعت کرنے والا جوان ہو شیار رغبت والا ہو اور مقرر حد بیعت میں آیا ہے کہ نبی کے سامنے ایک لڑکا پیش کیا گیا تھا آپ سے بیعت کی تو حضرت نے اس کا سر سہلایا اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور بیعت نہ لی اس کی وجہ یہ ہے کہ بالغ اور عاقل ہونا بیعت کے واسطے اس طرح مشروط ہے کہ بالغ اور مجنون خود ایمان کا تکلف نہیں۔ ہاں بعض مشائخ جواز کے بھی قائل ہیں چنانچہ شاہ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ

و من المشائخ من یجوز بیعۃ الصغار قبر کا و نقولا و اللہ اعلم اور بعض مشائخ لڑکوں کی بیعت کو جائز کہتے ہیں بابرکت اور نیک فانی کی اس جواز کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث کی ہے کہ حضرت زبیر اپنے بیٹے عبداللہ کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سایہ یا آٹھ برس کے تھے رسول خدا ﷺ ان کو اپنے طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے پھر ان سے بیعت لی بہر حال چھوٹے بچوں کو سلسلہ میں داخل کر لینا چاہئے تاکہ بیعت سلسلہ نصیب ہو بعد کو معلوم کسی بد مذہب کے چمکنڈے کے چڑھ جائے اگر طے سلوک کا خواہشمند ہوگا تو وہ بھی کر سکے گا جبکہ عند اطریقہ شیخ کی زندگی میں اس کی اجازت سے اور ان کے وصال کے بعد کسی دوسرے

شیخ سے سلوک طے کرنا جائز ہے

**و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**  
کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۳ رجب ۱۳۹۸ھ

**مسئلہ ۱۶۸:**  
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پیر و مرشد فوت ہو گئے ہیں اب میرا بقی چاہتا ہے کہ میں کہیں دوسری جگہ بیعت کر لوں کیا یہ میرے لئے روا ہے یا نہ؟

**سائل ظفر شاہ ملتان**

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**  
حضرت شاہ ولی محدث دہلوی قدس سرہ اپنے معروف رسالہ القول الجلیل میں لکھتے ہیں عن الصوفیۃ اما من الحاصلین فان کان یظہر حل فیمن یباعہ فلا بأس و كذلك بعد موته او غیبتہ المنقطعة و اما بلاعذر فانه یشہ المتلاعب و یدھب بالبرکۃ لو یصرف قلوب الشیوخ عن تعہدہ و اللہ اعلم رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے اور اس طرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو بیروں سے بیعت کرنا اگر سبب ظہور فحل کے ہواں ہے جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اسی طرح اس کی موت کے بعد یا اس کی غیبت منقطعہ کے بعد کسی کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی اور بلا عذر تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ ہے کھیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اس کی تعلیم اور تہذیب سے پھیرتا ہے واللہ اعلم یعنی اس کو ہر جائے اور دم خیالی سمجھ کر اس پر کچھ التفات نہیں فرماتے۔

**و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**  
کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۳ رمضان ۱۳۹۸ھ

**مسئلہ ۱۶۹:**  
مسائل اولیاء چشتیہ قادریہ سہروردیہ کا دار و مدار سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ پر ہے اور تا رنج بتاتی ہے کہ ان کا تعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے نہیں۔ محدثین نے اس اتصال کا انکار کیا ہے۔ شاہ

ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ سے بھی انکار ثابت ہے۔

**سائل رب نواز شاہ**

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**  
ہمارے اکابر کی اس اتصال پر مستقل تصانیف ہیں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ کا رسالہ اس موضوع پر بہترین ہے حضرت مولانا فخر الدین برودی قدس سرہ نے سیدنا حسن بصری کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملنا اور فیض پانا اور فرق خلافت حاصل کرنا دلائل سے ثابت فرمایا ہے۔ بلکہ خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ سے القول الجلیل سے مندرج ذیل عبارت سے ثابت ہے کہ جاء علی الی النبی و فقال یا رسول اللہ و لیس علی اقرب الطریق الی اللہ و افضلہا عند اللہ و اسہلہا بعبادہ فقال رسول اللہ ﷺ علیک بملازمۃ الذکر فی الحلوة فقال علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کف ذکر یا رسول اللہ فقال رسول اللہ ﷺ قال لا الہ الا اللہ ثلاث مرات و علی یسمع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ لا الہ الا اللہ ثلاث مرات و ﷺ یسمع علی کرم اللہ وجہہ الحسن البصری و هكذا حتی وصل الینا و هذا الحدیث انما وجدناہ عندہولاء المشائخ و علی قوانین اہل الحدیث فیہ بحث طویل مشائخ جیشیہ کہ امام الاولیاء علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے سو کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو دو راہ بتائیے جو راہوں سے زیادہ تر قریب ہوالی کی طرف اور دو راہ افضل ہو خدا کے نزدیک اور اس کے بندوں پر آسان ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کر لے مداومت ذکر کی خلوت میں سوغی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ کیونکر ذکر کروں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا اپنی آنکھوں کو بند کر اور مجھ سے سن تین بار سو آنحضرت ﷺ نے تین بار فرمایا لا الہ الا اللہ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے رہے پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تین بار کہا اور آنحضرت ﷺ اس کو سنتے رہے پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ طریقہ حسن بصری کو تعلیم کیا اس طرح بدیعہ مرشد بمرشد ہم تک پہنچا مولانا نے فرمایا کہ اس حدیث کو تو ہم نے فقط ان مشائخ چشتیہ کے پاس پایا اور اہل حدیث کے قوانین پر تو اس میں طویل بحث ہے۔ (ف) مولانا نے فرمایا بحث کی یہ وجہ ہے کہ یہ حدیث بطور محدثین نہایت غریب ہے اور محدث منقطع ہے اس واسطے کہ ملاقات حسن بصری کی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے



باعتبار تاریخ کے ثابت نہیں اور رکاکت الفاظ اس پر علاوہ ہے مترجم کہتا ہے فی الواقع کتب اسامہ الرجال سے اتصال اس روایت کا مشکل ہے لیکن اولیاء چشت رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن عن ہے کہ یہ حدیث کو پایہ اعتبار سے شبہ انقطاع سابقہ نہ کیجئے کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ بشرط عدالت رواد حدیث مرسل کو حجت ماننے والے ہیں۔ واللہ اعلم

ترجمہ: القول الجلیل اور اس کے فائدہ سے ثابت ہوا کہ یہ اتصال سند اور ملاقات حسن بھری رضی اللہ عنہ ثابت ہے اس لئے ان کا مبنی بر نفیض و عداوت یہ ولایت ہو سکتا ہے اور بس۔  
تفصیل ”فخر الحسن“ اور اس کی شرح ”القول المستحسن“ میں ہے۔

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ

مسئلہ: ﴿۱۷۰﴾

عورتوں کا کسی ولی کے مزار شریف پہ جانا کیسا ہے؟

سائل: اختر رضا لاہور

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

صالحین کے مزارات پر برکت کیلئے اگر بودھی عورتیں جائیں تو کوئی حرج نہیں البتہ نوجوان عورتوں کا جانا ممنوع ہے۔ (در مختار) اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز نے مطلقاً ممانعت کو اہم فرمایا ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں اس لئے کہ یہ صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گذریں گی یا بے ادبی کریں گی۔ (فتاویٰ رضویہ)

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۹ شوال ۱۳۱۱ھ

مسئلہ: ﴿۱۷۱﴾

ہمارے ہاں مولوی نیا پڑا کے آیا ہے وہ کہتا ہے کہ اولیاء کرام کو علم غیب نہیں وہ کہتا ہے

کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ خفیوں کا بہت بڑا عالم گذرا ہے انہوں نے تو حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کیا ہے آپ ہمیں چند حوالہ جات ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے ثبوت علم غیب میں لکھئے۔

سائل: نظیر احمد سکھر

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مولوی مذکور کہتا ہے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی متعدد تصانیف میں حضور ﷺ اور اولیاء کرام کے علم غیب کی تصریح فرمائی ہے ان سب کو فقیر نے اپنی کتاب ”زواہر البیان“ میں جمع کیا ہے۔ نمونہ کے طور پر صرف دو حوالے بھیج رہا ہوں:

(۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث جبرائیل علیہ السلام کی تصریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں ما التوفیق بین الایۃ و بین ما اشہر عن العرفاء من الاخبار الغیبۃ کما قال الشیخ الکبیر ابو عبد اللہ فی معتقدہ و نعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی ینصیر الی نعت الروحانیۃ فیعلم الغیب حاصل کلام شیخ کبیر ابو عبد اللہ نے اپنی معتقد میں کہا کہ بندہ نقل احوال سیر روحانیت سے متصف ہو جاتا ہے پس وہ اس وقت غیب جانتا ہے۔ (مرقاۃ ص ۶۲)

(۲) آگے چل کر لکھتے ہیں و فیضان الانوار الالہیۃ حتی یقوی النور و ینسط فی فضاء قلبہ فتعکس فیہ النقوش المرتمیۃ فی اللوح المحفوظ و یطلع علی المعنیات حاصل ترجمہ علم و عمل سے انسان پر انوار الہیہ کا فیضان ہوتا ہے تو اس کے دل میں نقوش لوح محفوظ مرتب ہو جاتے ہیں تو اس وقت وہ غیب پر مطلع ہوتا ہے۔ (مرقاۃ ص ۶۲)

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۹ یقعد ۱۳۹۶ھ

مسئلہ: ﴿۱۷۲﴾

آج کل لوگ پیشہ کو محبوب سمجھتے ہیں آپ اس کے متعلق تحقیق فرمائیے؟

سائل: گلزار احمد جوی

انبیاء اکرام علیہم السلام کے پیشے

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضرت آدم علیہ السلام زراعت کاری اور پارچہ بانی کا کام کرتے تھے حضرت نوح علیہ السلام بیڑی کا کام کرتے تھے حضرت ادریس علیہ السلام کا زیادہ روزگار سینا (ورزی) تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام بزازی کا کام کرتے تھے حضرت شیت علیہ السلام خود کپڑا بنا کر فروخت کرتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر بناتے تھے حضرت صالح علیہ السلام تھیلوں کی تجارت کرتے تھے حضرت لقمان علیہ السلام رسیاں بنانا کر فروخت کرتے تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام جوتے بیٹے تھے اور ان کی تجارت بھی کرتے تھے حضور نبی کریم ﷺ نبوت سے قبل ۱۳ برس تجارت کرتے تھے علامہ سرخسی نے مہسوط میں تحریر فرمایا ہے کہ مقدمہ جرف میں خود حضور ﷺ نے زراعت فرمائی ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پیشے

انبیاء اکرام علیہم السلام کی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی کسب معاش میں ذرا جہد و مل فراہم کیا ان کے روزگار کا زیادہ تر دار و مدار تجارت پر تھا مگر وہ زراعت بھی کرتے تھے اور صنعت و حرفت سے بھی دلچسپی رکھتے تھے جس کی وجہ روزمرہ ضروریات کی چیزیں مثلاً زیورات پارچہ بانی برتن سامان حرب خود تیار کرتے تھے۔

کتب و احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن قیس رحمۃ اللہ علیہ زیادہ تر بزازی کا کام کرتے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وسیع پیمانہ پر زراعت کا کام کرتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں غلہ فروشی و میدہ فروشی عام طور پر آڑھت کی معرفت ہوتی تھی حضرت عبدالرحمن بن عوف بزازی کے کام کے علاوہ باہد حضرت وحید بن زبیر رضی اللہ عنہ غلہ کی درآمد اور فروغن زرد بیچنے کا کام بھی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن بشام رضی اللہ عنہ اجناس کی خرید و فروخت کرتے تھے حضرت عثمان بزازی کے علاوہ کھجوروں کی تجارت میں

بھی انہماک رکھتے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیر ساز تھے حضرت خباب بار کا کام کرتے تھے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ حضرت براہ بن حازب رضی اللہ عنہ کا کام کرتے تھے حضرت قیس بن مخزوم حضرت عثمان بن طلحہ نے ورزی کا پیشہ اختیار کر رکھا تھا حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ تیل اور پنیر کے کاروبار کرتے تھے اسی طرح بعض صحابہ پنیر و ساز کی قیسر کی اور بوجہ اٹھانے کا کام کرتے تھے اس سلسلہ میں امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ والی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو حذیفہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کے نام گنوائے ہیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تجارت کے ساتھ ساتھ دینے میں سکونت اختیار کرنے کے بعد زراعت بھی کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر غلہ فروشی کے علاوہ اونٹوں کی تجارت بھی کرتے تھے بوقت میں جا کر فروخت کرتے تھے حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ اشیا و برآمد کرتے تھے حضرت حاطب بن ابی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی طباطبائی کا کام کرتے تھے اور ان کا مدینہ میں ایک ہوٹل بھی تھا حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کاشت کاری کا کام کرتے تھے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چنایا بنایا کرتے تھے یہاں تک کہ صحابیات بھی گھروں میں بیکار نہ بیٹھتی تھیں ان میں سے اکثر پارچہ بانی کا شغل رکھتی تھیں۔ اب اندازہ لگائیے کہ مسلمان اپنے عروج کے زمانہ میں قبائے خلافت اور اڑھے ہوئے سروں پر کپڑے کی گانٹھیں اٹھائے یا گورنر ہوتے ہوئے چنایا بننے میں ذلت محسوس نہ کرتے تھے بلکہ کسب حلال کے لئے طباطبائی، قضاائی، ورزی، مزدوری، کاشتکاری ایسے پیشوں کو اختیار کرنے میں آج کل کی طرح غار کھینچنے کے بجائے فخر محسوس کرتے تھے اور اپنے پیشوں کو کثرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے۔

تابعین رضی اللہ عنہم کے پیشے

تابعین کرام کا دور مبارک بھی قریباً اسی طرح گذرا اس وقت بھی جمیل القدر تابعین اپنی روزی ایسے ہی پیشوں سے کماتا رکھتے تھے اور انہیں اختیار کرنے میں کوئی رنج نہ سمجھتے تھے مگر اس کے ساتھ وہ علم و فضل کے آسمان پر بھی مہر و ماد کی طرح چمکتے تھے یہاں تک کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک کسی نے ایسے پیشوں کو اختیار کرنے میں رذالت و شرافت کا سوال پیدا نہ کیا۔ چنانچہ علامہ قاضی خان نے اپنے فتویٰ میں اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدر میں لکھا ہے کہ ”امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیشوں کے اختیار



کرنے میں کوئی برائی نہ لکھی جاتی تھی بلکہ اگر کسی شخص میں ایسا جذبہ نہ پایا جاتا تھا تو اس کے علم پر اہل علم معترض ہوتے تھے حاج بن ارطاطو فی التوفی ۳۵ھ ایک مشہور واقعہ ہے ان کے اندر اس معاملہ میں کچھ متکبرانہ شان تھی چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ امام یحییٰ بن سعید القطان رضی اللہ عنہ امام یحییٰ بن عیینہ رضی اللہ عنہ امام محمد بن شبیل رضی اللہ عنہ امام نسائی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے ان پر سخت جرح کی۔

(صحیح صدیقی جلد ۲۶)

اہل علم اور اہل تقویٰ کے نزدیک چشموں کی کتنی اہمیت تھی اس کا اندازہ صرف اسی ایک واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ خالد ابن احمد امیر بخارا نے اپنے لڑکوں کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے فن حدیث کی تعلیم دلانی چاہی تاکہ اس کی تعلیم ایک فرد کی حیثیت سے امام بخاری امیر کے لڑکوں کو پڑھایا کریں میری غیرت کو یہ بات گوارہ نہیں کہ پکڑا اپنے والے (پادری) موجود ہوں مگر امام بخاری نے نڈر اور بے باک ہو کر جواب دیتے ہوئے فرمایا "یہ علم غیر علیہ السلام کی میراث ہے کسی کے لئے مخصوص نہیں کیا جاسکتا گواہی حق گوئی کی پاداش میں انہیں تکلیف اضافی پڑی لیکن امام بخاری کی بزرگی آج تک فضا میں گونج رہی ہے۔" صحابہ تابعین کے سلسلہ میں بکثرت ایسے لوگ ملتے ہیں جن میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار و ابرار کے اختیار رکھ دو پیش خرازی (چترے کے سلائی کا کام کرتا جو درزی کا کام کرتا) جذائی (جو تے کاغذ کاغذ) قصابی (جو لہجہ کا کام کرتا) غزالی (چترے کا کام کرتا) نویسی کا کام کرتا۔

علامہ زرنوہی رسالہ تعلیم العلم میں لکھتے ہیں "زمانہ قدیم میں طالبان علوم (دین) دستکاری میں مشغول ہوتے تھے تاکہ کسی کے دست نگر نہ رہیں۔" ابرار کے چشموں کے سلسلہ میں علامہ مرتضیٰ نے تین چشموں کا اور اضافہ کیا ہے ایک ذراعت دوسرا تجارتی اڈاںٹ بکری کا آٹا مگر مشکل یہ ہے کہ ابرار و اختیار نے جن چشموں کو اختیار فرمایا ان کی تجدید مشکل ہے اصل یہ ہے کہ ان سب کے لئے جتنے پیشہ درکار ہیں اور ہر ایک کے جواز میں کوئی شہ نہ تھا ان سب کو ہمارے بزرگوں نے اختیار کیا ہے یہاں تک کہ پانچا نہ صاف کرنے اور کوڑا کرکٹ اٹھانے کا پیشہ بھی اختیار کیا ہے۔ علامہ ابن ہمام نے فقہ تاج میں ان دونوں چشموں کو ذکر کیا نیز ان چشموں کے ذکر کرنے کے بعد جن کو لوگوں نے حقیر و ذلیل سمجھ رکھا ہے تحریر فرمایا ہے "ان چشموں کو صالحین کی ایک جماعت نے اختیار فرمایا ہے۔"

علامہ خیر الدین رملی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے ہم نے بہت سے ان پیشہوروں کو دیکھا ہے جن میں پیشہ وروں کو ذلیل سمجھا جاتا ہے ان کے اندر دین داری اور تقویٰ اس قدر ہے کہ منصب اور عہدہ والوں کے پاس نہیں ہے فرض کہ صالحین نے ہر جائز پیشہ کو اختیار فرمایا ہے اور عوام کی ذہنیت کی پرواہ کئے بغیر انہوں نے اسلام کی سادگی کے عملی نمونے پیش کئے ہیں جو عہد اول کے مسلمانوں کا طرز امتیاز تھے۔ اور جنہیں آج حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے "کین" سمجھا جاتا ہے حالانکہ وہ سب عجیب اللہ کے زمرہ میں آتے ہیں

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ: ۱۷۳ھ

منابع کہ حضرت غریب نواز مجدد امیر ہری رضی اللہ عنہ کو بخاری کہنا غلط ہے بلکہ بخاری (بازراء) کہنا چاہئے آپ اپنی تحقیق سے ہمیں نواز رہے۔

سائل انسیر احمد پٹوی

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حضرت غریب نواز جگان غریب نواز رضی اللہ عنہ کو لوگ عموماً بخاری لکھتے ہیں مگر محققین نے اس لفظ کو غلط اور بگڑا ہوا قرار دیا ہے کیونکہ حضور (امیر ہری علیہ الرحمۃ) کا کوئی تعلق بخاری سے نہیں بلکہ جہان کے باشندہ تھے اور آپ کو بخاری (بازراء) کہا جاتا تھا مگر زاء کے لفظ کو جہم کے اوپر لکھا دیکھا تو توں سمجھ لیا اس طرح سے یہ غلطی واقع ہو گئی مگر اب یہ غلطی ایسی مشہور معروف ہو گئی کہ بڑے بڑے قابل اور فاضل ایسا ہی لکھتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳۹۱ھ

مسئلہ: ۱۷۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مذہب حنفی اس بارے میں کہ ایک مخالف جاہل وہابی دیوبندی نے اعتراض کیا ہے کہ لفظ رضوی کا معنی اور مطلب ہے سید اور شیعہ رضوی سید اور شیعہ کو کہتے ہیں شریعت

میں رضوی سید و شیعہ کہتے ہیں جو لوگ اپنے آپ کو سید اور شیعہ کہلاتے ہیں رضوی کا معنی و مطلب کیا ہے سید و شیعہ مخالف جاہل کے اعتراض کا مکمل طور پر جواب دلائل شرعیہ کی روشنی میں جلد از جلد دیں۔

سائل محمد مومن رضوی کراچی

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

رضوی کوئی قوم نہیں ہے بلکہ ایک نسبت ہے جو شیعہ یا بعض سادات حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں اس سے لازم نہیں آتا کہ ایک نسبت دوسرے معتبر بزرگ کی طرف منسوب نہ ہو۔ مثلاً مودودی اپنے آپ کو حضرت سید مودودی پیشینی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتا ہے اگر کوئی شیعہ خاندان میں سے اپنے آپ کو موصوف الصدر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرے مودودی لکھتے تو اس سے کب لازم آتا ہے کہ وہ بھی مودودی فرقہ سے ہو گیا۔ بخاری کے علاوہ صحاح ستہ اور دیگر احادیث و سیر کی کتب میں ہزار ہا نسبتیں ایسی ہیں جو ہماری نسبتوں سے ملتی ہیں مثلاً قبیلہ اویس کو روایات میں راوی اویس نام کے بہت آتے ہیں اسی طرح حنفی راوی بکثرت ہیں کیا لازم آتا ہے کہ وہ بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے یا سیدنا اویس رضی اللہ عنہ سے نسبت تھے حالانکہ بہت سے راوی ایسے تھے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے بعد پیدا ہوئے اور انہیں امام صاحب کی تقلید سے دور کا واسطہ نہیں تھا اسی طرح کی ستکڑوں نسبتیں ملیں گی۔ ویسے مخالف کی کس کس بات پر جواب تیار کئے جائیں جبکہ ان کے اعتراضات جاہلانہ ہوتے ہیں اور مشہور مقولہ انکا جواب ہے جو اب جاہلانہ باشد خموشی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۶ نومبر ۱۹۹۵ء

مسئلہ: ۱۷۵ھ

ہمارے ہاں ایک پیر کرنامی عتقاد دیوبند کو حق مانتا ہے مرید اس کے اہل سنت ہیں کیا اب بکر سے نسبت تو نہ ضروری ہے یا نہیں؟ ذرا تفصیل سے بیان فرمادیجئے۔

سائل غلام رسول شوروگٹ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

فتاویٰ علماء کرام حرمین شریفین کے مبسوط و مفصل فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین علی منکر الکفر والبدن کے بعد کسی اور تفصیل کی ضرورت نہیں اسی میں نا تو وی و دیوبندیوں کی نسبت صاف صریح تصریح ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے نہ کہ مسلمان سمجھنا نہ کہ صاحب ارشاد جاننا نہ کہ پیر بنانا تو مریدان بکر کو بیت توڑنا کیا معنی بیت ہے ہی نہیں توڑی کیا جائے؟ ہاں ان پر فرض ہے کہ بکر کو اپنا پیر نہ سمجھیں ورنہ یہ بھی اسی کے مثل خارج از اسلام ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ومن یصلہم منکم فانه منهم

(بارہ ۶ آیت ۵۱ سورۃ المائدہ)

اور فرماتا ہے

انکم اذا منلہم

(بارہ ۱۵ آیت ۱۴۰ سورۃ النساء)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ ۱۳ رجب الآخر ۱۴۱۳ھ

مسئلہ: ۱۷۶ھ

امام کی تقلید کیوں ضروری ہے؟

سائل عبداللہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مسائل دو قسم کے ہیں: (۱) ایسے مسائل جو کہ قرآن و سنت میں واضح طور پر بیان ہو چکے کہ جن کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کا فرض ہونا اور شراب اور خمر وغیرہ کا حرام ہونا (۲) ایسے مسائل جن کے متعلق قرآن و سنت میں یا کوئی خصوصی نص ارشاد نہیں فرمائی گئی اس لئے ان تک رسائی انتہائی دشوار کام ہے ایسے مسائل تک رسائی کے لئے اجتہادی قوت ضروری ہوتی۔

پہلی قسم کے مسائل کو منصوص صریح مسائل اور دوسرے قسم کے مسائل کو غیر منصوص صریح یا اجتہادی مسائل کہا جاتا ہے۔ چونکہ منصوص صریح مسائل تو قرآن و سنت کی خصوصی نص کے ذریعے طے ہو چکے تھے لہذا ان



میں تو اجتہاد کی بالکل ضرورت نہیں۔ غیر منصوص صریح مسائل چونکہ بغیر اجتہادی قوت کے حل نہیں ہو سکتے اور اجتہادی قوت چونکہ مجتہد کے پاس ہوتی ہے اس لئے مجتہد کے ذمہ ہے کہ ان کا حل اجتہادی قوت کے ذریعہ تلاش کرے۔ اجتہادی قوت سے عاری لوگوں کیلئے لازم ہے کہ وہ مجتہد کی پیروی کریں ان پر مجتہد کی تقلید ضروری ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فاصلوا اهل الذکر ان کتم لا تعلمون۔

(بارہ ۱۷ آیت ۷۷ سورۃ الانبیاء)

پوچھ لیا کرو علماء سے اگر تم علم نہیں رکھتے۔ اس آیت میں فاصلوا (تو پوچھ لیا کرو) میں ذمہ ہے اور امر واجب کے لئے آتا ہے تو آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہو اور تمہیں اس کا علم نہ ہو تو تم پر واجب ہے کہ اسے اہل علم و فہم سے دریافت کر کے اس پر عمل کرو۔ لہذا اتمام الوباء کے لئے جو اجتہادی مسائل کے استنباط کی اہلیت نہیں رکھتے خواہ عام مسلمان ہوں یا غیر مجتہد علماء ان پر واجب ہے کہ ان مسائل کو امام مجتہد سے دریافت کر کے ان کی پیروی کریں۔ فان الاعتبار لعموم اللفظ لا لخصوص السبب کما ثبت فی اصول التفسیر عند اہلہ اور یہی تقلید ہے تو اس آیت کریمہ سے تقلید کا ضروری ہونا ثابت ہوا۔

اور ترمذی، ابوداؤد، دارمی، ترمذی وغیرہم آئمہ حدیث اپنی قوی اسانید کے ساتھ روایت فرماتے ہیں:

عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ لما بعث الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء؟ قال اقصی یکناب اللہ تعالیٰ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ؟ قال فبسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال اقصی سنة رسول اللہ ﷺ قال فان لم تجد فی سنة رسول اللہ؟ قال اجتہد برأی و لا آلو۔ فضر بیدہ فی صدری فقال الحمد لله الذی وفق رسول رسول اللہ ﷺ لما یرضی رسول اللہ ﷺ۔ (جامع الاصول ج ۱ ص ۱۰۹ طبع بیروت۔ سنن الدارمی ج ۱ ص ۵۵ طبع مسند السنن للبیہقی ج ۱ ص ۱۱۴ طبع بیروت) ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن (قاضی و معلم و مفتی بنا کر) بھیجا تو فرمایا

جب کوئی فقہی تمہارے سامنے پیش آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کی کتاب سے فیصلہ کرو گا۔ آپ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پائو گے تو؟ انہوں نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت سے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ مسئلہ تمہیں کتاب و سنت دونوں میں نہ ملے تو کیا کرو گے؟ عرض کیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اجتہادی قوتوں کو بروئے کار لانے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ تو رسول اللہ نے ان کا یہ نہ ٹھونک کر فرمایا شکر ہے اللہ کا جس نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرماندے کو اس بات کی توفیق دی جو رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے۔

اس حدیث پاک سے علاوہ دیگر امور کے یہ بات بھی وضاحت و صراحت کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے کہ جو مسائل کتاب و سنت میں صریح منصوص نہ ہوں مجتہد اپنے اجتہاد کے ذریعے ان کا حکم بیان کرے۔ یہی طریق کار توفیق الہی سے ممکن اور مرضی رسول ﷺ سے سرشار ہے نیز یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ حضور ﷺ اپنے ایک فقیہ و مجتہد صحابی کو اہل یمن کے پاس قاضی و معلم و مفتی اور امام مجتہد کی حیثیت سے بھیج رہے ہیں اور اجتہادی مسائل میں انہیں اپنے اجتہاد سے توفیق دینے کی بڑی خوشی سے اجازت بھی دے رہے ہیں اور اہل یمن پہ ان کی اطاعت و پیروی بھی لازم فرما رہے ہیں اس کا مطلب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ نے اجتہادی مسائل میں ایک مجتہد کو اجتہادی اجازت دے کر اہل یمن پر ان کی تقلید لازم کر دی چنانچہ یمنین زمانہ ظاہر نبوی میں خود حضور ﷺ کی اجازت و مرضی اور حکم سے پورے یمن کے مسلمان ایک مجتہد امام کی تقلید کر رہے تھے اور وہ بھی تقلید شخص و نہ اجتہاد البتہ۔

اور علامہ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت المعروف بالخلیف رحمہ اللہ تعالیٰ اقسام مسائل اور مواقع اجتہاد و تقلید پر گفتگو کرتے ہوئے تم طراز ہیں: و اما الاحکام الشرعیۃ فضر بان احدهما یعلم ضرورۃ من فہذا لا یجوز التقلید فیہ لان الناس کلہم یشترون فی العلم بد فلا معنی للتقلید فیہ و ضرب آخر لا یعلم الا بالنظر والاستدلال کتفروع العبادات والمعاملات والفروع والمساکحات و غیر ذلک من الاحکام فہذا یسوغ فیہ التقلید بدلیل قول اللہ تعالیٰ فاصلوا اهل الذکر ان کتم لا تعلمون۔ ملخصاً۔ (الفقیہ والمنفقہ ج ۲ ص ۶۷، ۶۸)

**توجہ:** شرعی احکام کی دو قسمیں ہیں ایک وہ مسائل جن کا دین رسول ﷺ سے صریح ہوتا یا یقیناً معلوم ہے مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ تو اس قسم کے مسائل میں تقلید جائز نہیں کیونکہ ان باتوں کا صم و ادراک تو سب لوگوں کو ہوتا ہے تو ان مسائل میں تقلید بے فنی ہے، دوسری قسم وہ مسائل ہیں جن کا حرم و حریم اور ادراک کی جستجو کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا مثلاً عبادات و معاملات اور شرعیات وغیرہ کے فروعی مسائل کی تعلیمات تو ان (مشکل و پیچیدہ قسم کے) مسائل میں تقلید درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (علماء و فقہاء) سے پوچھ لیا کرو۔

خطیب بغدادی مزید لکھتے ہیں اما من یسوغ لہ التقلید و هو العامی الذی لا یعرف طرق الاحکام الشرعیۃ فیجوز لہ ان یقلد عالماً و یعمل بقولہ قال اللہ تعالیٰ فاصلوا اهل الذکر ان کتم لا تعلمون لانه لیس من اهل الاجتہاد فکان فرضہ التقلید کتقلید الاعامی فی القبلة فانه لما لم یکن مع الالۃ الاجتہاد فی القبلة کان علیہ تقلید البصیر فیہا (الفقیہ والمنفقہ ج ۲ ص ۶۸)

**توجہ:** لیکن یہ بات تقلید کس کے لئے درست ہے؟ وہ شخص جو (مسائل اجتہادیہ) شرعی احکام کے طریقوں و اصولوں سے ناواقف ہو تو ایسے شخص کے لئے درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان

فاصلوا اهل الذکر ان کتم لا تعلمون

(بارہ ۱۷ آیت ۷۷ سورۃ الانبیاء)

پر عمل کرتے ہوئے کسی (فتیہ و مجتہد) عالم کی تقلید کرے اور اس کے اجتہادی رائے پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ جب وہ خود اجتہاد کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو تقلید کرنا ہی اس کا فریضہ ہے جیسے تاجنا شخص قبلہ کارغ معلوم کرنے میں (آنکھ والے) کی تقلید کرتا ہے کیونکہ جب اس کے پاس قبلہ میں اجتہاد کرنے کا آلہ (آنکھ) ہی نہیں ہے تو اس پر یہی واجب ہے کہ اس میں آنکھ والے کی تقلید کرے۔

اور غیر مقلدین و ہادیوں کے مشہور عالم علامہ نواب وحید الزمان فرماتے ہیں بل الواجب علی صاحب العلم الاجتہاد و علی العامی السؤال عن عالم۔ (ہدایہ المہدی ج ۱ ص ۱۱۰)

**توجہ:** جو عالم اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو اس پر اجتہاد کرنا اور عامی پر اس سے پوچھنا (تقلید کرنا) واجب

ہے۔ یہی علامہ صاحب مزید لکھتے ہیں لا بد للعامی من تقلید مجتہد ۱ مفتی۔ (نزل الابرار من فہد السی المختار ج ۱ ص ۷ طبع بنارس ۱۳۲۵ھ) **توجہ:** عام آدمی کے لئے (جو کہ اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو) مجتہد یا مفتی کی تقلید ضروری ہے۔ نیز تم طراز ہیں لا بد للعامی من تقلید العلماء فی الاصول والفروع اذ کل احد لا یقدر علی النظر والاجتہاد فتکلیفہم بذلک تکلیف لہم بما لیس فی وسعہم ولا یطوقونہ۔ (ہدایہ المہدی ج ۱ ص ۱۰)

**توجہ:** عام آدمی کو اصول و فروع میں مجتہد عالموں کی تقلید کرنا ضروری ہے کیونکہ ہر شخص (اجتہادی مسائل میں) نظر و اجتہاد پر قدرت نہیں رکھتا تو ان کو (بجائے تقلید کے) اجتہاد کی تکلیف دینا انہیں ایسے کام پر مجبور کرتا ہے جو ان کی وسعت میں نہیں ہے اور وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں۔

**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**  
کتبہ محمد فیض احمد انیس غفرلہ اشوال ۱۳۸۹ھ

**مسئلہ ۱۷۷:**

بعض لوگ تو علماء دین سے محبت و عقیدت اور ادب و احترام سے پیش آتے ہیں جبکہ بعض لوگ ایسا نہیں کرتے اس سلسلے میں وضاحت فرمادیجئے۔

**سائل ابو احمد غلام حسن اوکی علاقہ پاکپتن شریف**

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**  
علمائے دین سے دراصل دین کی جلا و بقاء ہے ملاحظہ فرمائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا صاحب دین علماء پر ہے اور ہے اس دنیا سے اٹھتے چلے جائیں گے (اس وقت) لوگ جاہلوں کو اپنا پیٹھو اور امام بنائیں گے۔ آج کا دور بڑا فرض دور ہے لوگ علماء دین کی بے ادبی کے درپے ہیں آج کے دور میں یہ بات بڑی افسوس ناک ہے

قال اللہ تعالیٰ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون  
(بارہ ۲۳ آیت ۱۹ سورۃ زمر)

آپ فرمادیں کیا علم والے اور جہل والے (کھیں) برابر ہوتے ہیں۔



یرفع الله الذین امنوا منکم والذین اتوا العلم درجات

(پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ)

اللہ تعالیٰ نے تم میں ایمان والوں کے اور ایمان والوں میں سے ان لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے درجے بلند فرماتا ہے اور ایک مقام پر فرمایا

انما یخشی الله من عبادہ العلماء

(پارہ ۲۲ آیت ۲۸ سورۃ فاطر)

اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں وہی لوگ ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت کا علم رکھتے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کو اللہ تعالیٰ کی خشیت حاصل ہے اس میں خاص اولیاء اللہ کا ذکر ہے۔

**فتاویٰ:** (۱) عربی زبان میں انما خسر کیلئے آتا ہے پس اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔

(۲) اس طرح ہی انہما کی خصوصیت بیان کرنے کیلئے بھی آتا ہے یہاں یہی مراد ہے یعنی خشیت اللہ علماء کا خاص وصف ہے۔

**فتاویٰ:** یہ بھی یاد رکھنا کہ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ غیر عالم میں خشیت نہ ہو۔

**تفسیر:** حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ عالم وہ ہے جو خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے ترفیع دی ہے وہ اسے مرفوب ہو اور جو چیز اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہوا ہے اس سے نفرت ہو۔ اور قرآن کی ایک آیت میں فرمان باری تعالیٰ ہے

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا

(پارہ ۲۲ آیت ۳۲ سورۃ فاطر)

ترجمہ: پھر ہم نے وارث کے کتاب کے وہ لوگ جن کو چاہا ہم نے اپنے بندوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو ہمارے بندے منتخب اور برگزیدہ ہیں انہیں ہم نے اپنی کتاب کا وارث بنایا ہے ظاہر ہے کہ علماء ہی کتاب اللہ اور علوم نبوت کے وارث ہیں حدیث شریف میں بھی ہے۔ العلماء و ردة الانبیاء، علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

سائل محمد نواز زبلی پوٹیل مظفر گڑھ

الجواب بعون الملک الوهاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

فقہائے اولین: خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کے استنباط اور فتاویٰ ہیں جن کا درجہ متوسط ہے ایسے حضرات تیرہ (۱۳) ہیں:

(۱) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا (۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۶) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (۸) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (۹) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۱۱) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (۱۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (۱۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔ ان کے علاوہ اور اصحاب بھی ہیں جن کے فتاویٰ ایک یا دو محفوظ ہیں امت اسلامی متفق ہے کہ یہی حضرات حامل دین و شریعت ہیں اور ان کے بیانات سب کے نزدیک مسلم ہیں کیونکہ ان حضرات نے جو کچھ حاصل کیا وہ بالواسطہ انوار نبوت سے ماخوذ تھا یہ مسلم ہے کہ تقویٰ و خشیت الہی ان حضرات کا شعار تھا ناممکن تھا کہ یہ لوگ ایسے احکام کو اپنے فتوؤں میں منسوب کرتے جن کا اسلام میں ہوتا ان کے نزدیک مسلم نہ ہو گیا ہو۔

**مدار علم:**

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علوم شریف مندرجہ ذیل چار اصحاب کے شاگردوں سے اطراف عالم میں منتشر ہوئے: (۱) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۲) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۴) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ ہر علم کا ان چار حضرات کی طرف ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے مدینہ منورہ میں علم پھیلا اور اہل مکہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے علم حاصل کیا اور اہل عراق نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے۔

**طبقة تابعین میں مدینہ کے علماء:**

ان حضرات کے بعد احکام اور فتاویٰ کا مدار انہیں حضرات کے شاگردوں پر رہا۔ طبقہ تابعین میں وہ علماء ہیں جو

علم کے بجز خوار تھے گران کے تمام علوم ان ہی حضرات سے ماخوذ تھے تابعین کے طبقہ میں مدینہ کے علماء عظیم تھے جن پر اس وقت استنباط اور فتویٰ کا مدار تھا مثلاً: (۱) سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ (۲) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (۳) قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ (۴) خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ (۵) سلیمان بن داؤد رضی اللہ عنہ (۶) ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ (۷) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ ان کے علاوہ اور بھی صاحب افتاء حضرات موجود تھے جیسے: (۱) عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ (۲) حارث بن کبیر رضی اللہ عنہ (۳) مجاہد بن جبر رضی اللہ عنہ (۴) عبید بن مسیر رضی اللہ عنہ (۵) عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ (۶) کرمہ رضی اللہ عنہ (۷) عبید اللہ بن ابی اکیم رضی اللہ عنہ

**بصرہ میں صاحبان افتاء تابعین:**

بصرہ میں (۱) عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ (۲) ابومریم النخعی رضی اللہ عنہ (۳) کعب بن اسود رضی اللہ عنہ (۴) حسن بصری رضی اللہ عنہ (۵) جابر بن ساریہ رضی اللہ عنہ (۶) ابوقلابہ رضی اللہ عنہ (۷) مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ (۸) ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ (۹) مطرب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۱۰) زرارہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ (۱۱) ابوبریرہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ۔

**کوفہ میں تابعین حضرات:**

کوفہ کے تابعین حضرات میں (۱) علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ (۲) اسود بن زبیر رضی اللہ عنہ (۳) عمر بن شریک رضی اللہ عنہ (۴) مسروق بن الاجدع رضی اللہ عنہ (۵) شریک بن الحارث القاضی رضی اللہ عنہ (۶) سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ (۷) عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۸) القاضی عمرو بن یحیون رضی اللہ عنہ (۹) واصل بن زفر رضی اللہ عنہ (۱۰) عبید بن غفلہ رضی اللہ عنہ۔ وغیرہ تھے۔

**فائدہ:** یہ لوگ سب حضرات علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے طویل القدر اصحاب کی موجودگی میں ان سب سے فتوے پوچھے جاتے تھے ان کے فتوؤں کی اصحاب رسول تصدیق کرتے تھے ان ہی حضرات میں عبداللہ بن ابی بعلی کا بھی شمار ہے جنہوں نے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ کرام سے علم حاصل کیا ان کے بعد ابراہیم نخعی عامر الشقیق اور سعید بن جبیر وغیرہ ہیں اور ان کے بعد حماد بن ابی سلمہ پھر قاسم بن شیان ثوری، امام عظیم ابوحنیفہ اور حسن بن صالح رضی اللہ عنہم ان سب نے اصحاب رسول

علم کے بجز خوار تھے گران کے تمام علوم ان ہی حضرات سے ماخوذ تھے تابعین کے طبقہ میں مدینہ کے علماء عظیم تھے جن پر اس وقت استنباط اور فتویٰ کا مدار تھا مثلاً: (۱) سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ (۲) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (۳) قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ (۴) خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ (۵) سلیمان بن داؤد رضی اللہ عنہ (۶) ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ (۷) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ ان کے علاوہ اور بھی صاحب افتاء حضرات موجود تھے جیسے: (۱) عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ (۲) حارث بن کبیر رضی اللہ عنہ (۳) مجاہد بن جبر رضی اللہ عنہ (۴) عبید بن مسیر رضی اللہ عنہ (۵) عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ (۶) کرمہ رضی اللہ عنہ (۷) عبید اللہ بن ابی اکیم رضی اللہ عنہ

**بصرہ میں صاحبان افتاء تابعین:**

بصرہ میں (۱) عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ (۲) ابومریم النخعی رضی اللہ عنہ (۳) کعب بن اسود رضی اللہ عنہ (۴) حسن بصری رضی اللہ عنہ (۵) جابر بن ساریہ رضی اللہ عنہ (۶) ابوقلابہ رضی اللہ عنہ (۷) مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ (۸) ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ (۹) مطرب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۱۰) زرارہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ (۱۱) ابوبریرہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ۔

**کوفہ میں تابعین حضرات:**

کوفہ کے تابعین حضرات میں (۱) علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ (۲) اسود بن زبیر رضی اللہ عنہ (۳) عمر بن شریک رضی اللہ عنہ (۴) مسروق بن الاجدع رضی اللہ عنہ (۵) شریک بن الحارث القاضی رضی اللہ عنہ (۶) سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ (۷) عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۸) القاضی عمرو بن یحیون رضی اللہ عنہ (۹) واصل بن زفر رضی اللہ عنہ (۱۰) عبید بن غفلہ رضی اللہ عنہ۔ وغیرہ تھے۔

**فائدہ:** یہ لوگ سب حضرات علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے طویل القدر اصحاب کی موجودگی میں ان سب سے فتوے پوچھے جاتے تھے ان کے فتوؤں کی اصحاب رسول تصدیق کرتے تھے ان ہی حضرات میں عبداللہ بن ابی بعلی کا بھی شمار ہے جنہوں نے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ کرام سے علم حاصل کیا ان کے بعد ابراہیم نخعی عامر الشقیق اور سعید بن جبیر وغیرہ ہیں اور ان کے بعد حماد بن ابی سلمہ پھر قاسم بن شیان ثوری، امام عظیم ابوحنیفہ اور حسن بن صالح رضی اللہ عنہم ان سب نے اصحاب رسول

علم کے بجز خوار تھے گران کے تمام علوم ان ہی حضرات سے ماخوذ تھے تابعین کے طبقہ میں مدینہ کے علماء عظیم تھے جن پر اس وقت استنباط اور فتویٰ کا مدار تھا مثلاً: (۱) سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ (۲) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (۳) قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ (۴) خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ (۵) سلیمان بن داؤد رضی اللہ عنہ (۶) ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ (۷) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ ان کے علاوہ اور بھی صاحب افتاء حضرات موجود تھے جیسے: (۱) عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ (۲) حارث بن کبیر رضی اللہ عنہ (۳) مجاہد بن جبر رضی اللہ عنہ (۴) عبید بن مسیر رضی اللہ عنہ (۵) عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ (۶) کرمہ رضی اللہ عنہ (۷) عبید اللہ بن ابی اکیم رضی اللہ عنہ

**بصرہ میں صاحبان افتاء تابعین:**

بصرہ میں (۱) عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ (۲) ابومریم النخعی رضی اللہ عنہ (۳) کعب بن اسود رضی اللہ عنہ (۴) حسن بصری رضی اللہ عنہ (۵) جابر بن ساریہ رضی اللہ عنہ (۶) ابوقلابہ رضی اللہ عنہ (۷) مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ (۸) ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ (۹) مطرب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۱۰) زرارہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ (۱۱) ابوبریرہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ۔

**کوفہ میں تابعین حضرات:**

کوفہ کے تابعین حضرات میں (۱) علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ (۲) اسود بن زبیر رضی اللہ عنہ (۳) عمر بن شریک رضی اللہ عنہ (۴) مسروق بن الاجدع رضی اللہ عنہ (۵) شریک بن الحارث القاضی رضی اللہ عنہ (۶) سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ (۷) عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۸) القاضی عمرو بن یحیون رضی اللہ عنہ (۹) واصل بن زفر رضی اللہ عنہ (۱۰) عبید بن غفلہ رضی اللہ عنہ۔ وغیرہ تھے۔

**فائدہ:** یہ لوگ سب حضرات علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے طویل القدر اصحاب کی موجودگی میں ان سب سے فتوے پوچھے جاتے تھے ان کے فتوؤں کی اصحاب رسول تصدیق کرتے تھے ان ہی حضرات میں عبداللہ بن ابی بعلی کا بھی شمار ہے جنہوں نے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ کرام سے علم حاصل کیا ان کے بعد ابراہیم نخعی عامر الشقیق اور سعید بن جبیر وغیرہ ہیں اور ان کے بعد حماد بن ابی سلمہ پھر قاسم بن شیان ثوری، امام عظیم ابوحنیفہ اور حسن بن صالح رضی اللہ عنہم ان سب نے اصحاب رسول



اللہ سے علم اخذ کیا ان سے مسائل کیجئے استنباط کے قواعد حاصل کیئے حلال و حرام کے قواعد منطبق کیئے اور ہر قسم کے مسائل کو مدن کیا آج ہم تک سرور عالم ﷺ کی تعلیم و طرح پختی ہے اصحاب حدیث نے ان الفاظ کو محفوظ رکھا جو سرور کونین ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے اور اصحاب فقہ نے فتاویٰ اور مدون مسائل کو جمع کیا جنہیں اصحاب رسول ﷺ یا حضرات تابعین نے استنباط کیا تھا اور فتاویٰ دیئے تھے

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۱ ذیقعد ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۱۷۹

آج کل علماء کرام صرف امامت و خطابت یا وعظ و تبلیغ اور تدریس و تعلیم کو اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہیں دنیوی امور میں حصہ لینے کو سخت سمجھتے ہیں اس لئے تفصیل کا یہ ہے؟

سائل محمد رمضان گجرات پاکستان

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جن علماء کرام کا یہ خیال ہے غلط ہے علماء کرام اپنی معاش کے لئے کسب حلال کریں یہی ہمارے اسلاف کا طریقہ تھا چنانچہ ملاحظہ ہوں:

شمس الامیر طہطاوی فقہ حنفی کے بہت بڑے امام تھے محمد طہطاوی بہت بڑے محدث ابو المعالی، عبد اللہ بن احمد طہطاوی ابو الحسن عبد الرحیم بن عبد اللہ طہطاوی اس طبقہ کے مابین تازہ بزرگ ہیں۔ یعنی وہ صرف مضامین بنانے والے اور بیچنے والے ہی نہیں تھے بلکہ انہوں نے علم و عمل کی وہ شیرینی بھی تقسیم کی ہے جس کی لذت سے مسلمان ہمیشہ محروم رہے ہیں۔ علم دین کی قبولیت کا یہ حال تھا کہ آٹا پیٹنے والوں میں بھی ایسے فضاہ روزگار اور یکتا نے زمانہ علماء پیدا ہوئے جن کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں مل سکتی۔ شام کے حبیب بن صالح طمان واسطہ کے خالد بن عبد اللہ طمان کوفہ کے ابو یزید رستم زماں اس طویل فہرست کے گوہر ابدار ہیں جن کے علم و فضل کا فیضان عام جاری ہوا کہ بے شمار لوگ اس سے حکم سیر ہوتے ہیں اور اپنی روح کی پرورش کی ہے جد ملّت میں ان کے علوم و فضائل کے گوہر اب تک گردش کر رہے ہیں اور مسلم قوم پر تازگی

کے آج باقی ہیں۔ علماء کرام و اجلہ عظام میں وہ کارگر بھی شامل ہی نہیں بلکہ ان کے اسامہ گرامی سر فہرست ہیں جنہوں نے علم کے صبا سے انسانی جسم و روح کے گناہ اور بدعتیہ کی کی سیل کو صاف فرمایا ہے اور اسلام کو پاکیزہ صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے شیخ الاسلام اسماعیل بن حسین صابونی جرجان کے ابو محمد عبد اللہ احمد صابونی بغداد کے ابو الطیب محمد بن عمر صابونی سب کے سب بلند پایہ علما نے دین اور مفکرین اسلام۔ گوشت فروخت کرنے والے کوفہ میں حبیب بن ابی عمرو بڑے عالم فقہ گزرے ہیں ان کے علاوہ بے شمار علماء کرام و آئمہ عظام کے اسامہ گرامی پیش کیئے جاسکتے ہیں صرف چند نمونے عرض کر دیئے ہیں اس سے ہمارے علماء حضرات سبق حاصل کریں تو کافی ہے بلکہ دور حاضر میں بہت سے علماء کسب حلال میں بہت خوشحال ہیں مجملہ ان میں سے حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال دی جاسکتی ہے انہوں نے خود اسلامی زندگی میں اپنا حال بیان فرمایا ہے اسی لئے فقیر کی علماء کرام سے گزارش ہے کہ دینی خدمات کا پیشہ زور دیاں ہے اور یہ باعزت پیشہ بھی ہے اور معاش کے لئے بھی بہت بڑی سودمند ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ افلاس کی عام طور پر جو شکایت کی جاتی ہے اس کے اسباب و علل پر اگر غور کیا جائے تو سب سے بڑا سبب یہی معلوم ہوگا کہ ان میں تجارت کا مذاق بہت ہے وہ نوکری یا چند ذلیل اور دینی پر قناعت کے پیشے ہیں اگر وہ کاروبار پر اپنی توجہ مبذول کریں تو تمام قوم آسودہ حال اور دولت مند ہو سکتی ہے مگر ہمارے اسلاف دینی خدمات بجالانے کے ساتھ ساتھ ذریعہ معاش کا خیال رکھتے تھے بلکہ اسی ذریعہ سے وہ دینی خدمات بجاتے تھے۔ تاریخ کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ بزرگان دین کی ایک کثیر جماعت ایسی تھی جن کا ذریعہ معاش اور پیشہ تجارت تھا بہت سے انبیاء اور صحابہ کرام نے بھی تجارت کی ہے خود رسول خدا ﷺ نے بھی تجارت کی تھی اور اسی تجارت کے سلسلہ میں شام و غیرہ ملکوں کی سیاحت فرمائی ایک مرتب سفر شام میں بحیرہ رابہ بنے آپ کو دیکھ کر کہا تھا۔

بالائے سرش زھو شمدی مص قافت ستارہ بلند

اس یوزرے راہب نے آپ کے مربی سے کہا کہ اس ہونہار بچے کی حفاظت کیجئے نبوت کے آثار ان میں معلوم ہوتے ہیں۔ خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی تجارت پیشہ تھا آپ کی تجارت بڑی زبردست تھی اسی تجارت کے مال کی بدولت آپ نے راہ خدا میں ہزاروں لاکھوں درہم صرف کئے اور اسلام

کو تقویت پہنچائی۔ چنانچہ خود ان کا قول ہے کہ قریش میں سب سے بڑے تاجر اور سب سے زیادہ مالدار تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جس وقت ایمان لائے تو ان کی تھول میں چالیس ہزار درہم موجود تھے جسے وہ اسلام کی نشر و اشاعت اور حمایت میں صرف کرتے رہے یہاں تک کہ جس وقت وہ ہجرت کرنے لگے تھے تو صرف پانچ ہزار درہم باقی رہ گئے تھے۔ امیر المؤمنین خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تجارت کیا کرتے تھے اسی تجارت کی برکت تھی کہ جب آپ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا تو صرف حق مہر چالیس ہزار درہم تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کاروبار کا کیا کہنا ہے آپ کا کاروبار نہایت وسیع تھا ہزاروں من خلد آپ کے پاس موجود تھا ایک مرتبہ ایک ہزار اونٹ خلد سے لے کر بونے ملک شام سے آپ کے پاس آئے اس فنی دل مرد خدا نے سب راہ خدا میں دیدے اسی تجارت کی برکت تھی کہ بیرومہ پینتیس ہزار درہم (۳۵۰۰۰) نقد پانچو گھوڑوں سے اور ہزاروں مختلف مواقع پر اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں صرف کئے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف ہجرت کے بعد جب مدینے پہنچے تو حضور ﷺ نے حسب دستور ان کی موافقت سعد بن ربیع انصاری سے کر دی سعد نے ان سے کہا کہ میں سب سے زیادہ دوست مند ہوں تم کو اپنا نصف مال دیتا ہوں عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ خدا تعالیٰ تمہیں مبارک کرے مجھے اس کی ضرورت نہیں مجھے یہاں کا بازار (مارکیٹ) اتنا دینی تمہاری بڑی مہربانی ہوگی چنانچہ وہ بازار لگے اور دیکھ بھال کر تجارت شروع کر دی خدا تعالیٰ نے ان کی تجارت میں بڑی برکت دی۔ یہ تجارت ہی کا کرشمہ تھا کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جب انتقال فرماتے ہیں تو تین کروڑ بارہ لاکھ روپیہ کی جائداد چھوڑتے ہیں اور چار بیویوں میں سے ہر ایک کو گیارہ لاکھ درہم ملتا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی کپڑوں کی تجارت تھی جو دور دراز ملکوں میں پھیلی ہوئی تھی الغرض بہت سے آئمہ عظام صوفیائے کرام تجارت میں مشغول رہے اس وقت تک دوسروں کے محتاج دست نہ تھے۔ افسوس آج علماء کرام نے کسب معاش کے بجائے صرف امامت، خطابت، تقریر و وعظ اور تدریس و تعلیم پر سہارا کر لیا ہے جب ان امور میں مشکلات پیش آتے ہیں تو شکایت کرتے ہیں کہ علماء کی کوئی قدر نہیں وغیرہ وغیرہ اگر وہ کسب معاش میں خود کفیل ہوں تو کسی کے دست مگر نہ ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳ ابتدائی اول

### حصہ سوم

مسئلہ: ۱۸۰

احتیات، میں ایسا النبی الخ سے یہ مراد لینا کہ حضور علیہ السلام حاضرہ و غائبر میں درست نہیں کیونکہ یہ تو معراج کی شب کے الفاظ کی نقل ہے۔

سائل محمد رفیق گجرات

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

تمام محدثین و فقہائے کبار نے ان الفاظ سے نقل مراد نہیں بلکہ حضور ﷺ کو بالمشافہ کی طرح کا سلام عرض کرتا ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں درمختار میں ہے کہ (۱) ویقصد بالفاظ النشہد معانیہا مرادہ لہ علی وجہ النشاء کا نہ یحی اللہ ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیاء لا الاحبار عن ذالک ذکرہ فی المحشی (درمختار ج ۱ ص ۳۵۴)۔

ترجمہ۔ تشہد کے الفاظ سے اس کے معانی اپنی مراد بویکا ارادہ کرے، انشاء کے طور پر گویا گواہی اللہ کی تجت کرتا ہے اور اس کے نبی ﷺ پر اور اس کے اولیاء پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے اخبار کا ارادہ نہ کرے۔

(۲) علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر یوں فرمایا ای لا یقصد الاحبار والحکماء عسا وقع فی المعراج منہ من سبھا نہ ومن الملا نکتہ علیہم السلام (رد المحتار ص ۳۵۸) (۳) حضرت شیخ الحدیث ابن عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ السلام ملک ایما النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بیان میں فرماتے ہیں ونیز آت حضرت ہمیشہ نصب العین مومنا بوقرة العین عابدات است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر آنکہ وجود انور را لیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است و بعضی از عرفا گفتہ اند کہ این خطاب بجهت سربا ن حقیقت محمدیہ



است در ذرا اثر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیات موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین شہود غافل نبول تا با نوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۳۱۲)

**ترجمہ :-** کہ حضور نبی اکرم ﷺ مومنوں کے نصب ائمن اور عابدوں کی آنکھوں کی جھنک ہیں۔ تمام حالتوں میں اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں نورانیت و انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتا ہے اس لئے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ حقیقت محمدیہ ﷺ موجودات کے ذریعہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے پس حضور ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں نمازی کو چاہئے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس مشہود سے غافل نہ ہوتا کہ نور و معرفت کے اسرار سے منور اور کامیاب ہو جائے۔

**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۵ شوال ۱۳۹۱ھ

**مسئلہ ۱۸۱**

بدعت کا کیا مطلب ہے۔

سائل اللہ یار کاموگی

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**

بدعت لغت میں نئی ایجاد کو کہا جاتا ہے اور شریعت میں بدعت کے معنی اسلام میں ایسا کام ایجاد کرنا جو شریعت کے خلاف نہ ہو اور بدعت ظلالہ (بدعت گرائی) بری ہے ورنہ اچھی ہے۔

**بدعت کی دو قسمیں ہیں۔** (۱) بدعت حسن (۲) بدعت سیئہ بدعت حسن کی تین قسمیں ہیں (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت مباحہ (۳) بدعت مستحبہ اور بدعت سیئہ کی دو قسمیں ہیں (۱) بدعت حرام (۲) بدعت مکروہ بدعت سیئہ وہ ہیں جو قرآن و حدیث کے خلاف ہیں یہ بدعت کے احکام محمد شین علامہ ملا علی قاری

حقی، علامہ عبدالحق محدث جلال الدین سیوطی، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے لکھے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کو کتابی شکل میں جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کی نماز باجماعت پڑھنے والوں کو فرمایا، لعنۃ اللہ علیہ حد ۵، یہ اچھی بدعت ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علم الٹو کی ایجاد کی جو دین سمجھنے میں سب سے زیادہ ضروری ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے ذاک کا نظام ایجاد کیا۔ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ایک شہر میں دو عید پڑھانے کی بدعت ایجاد کی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت ثانی کا اذان و اقامت کے ساتھ طریقہ ایجاد کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے چاشت کی نماز کو اچھی بدعت فرمایا۔

**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۲۳ رمضان ۱۳۹۹ھ

**مسئلہ ۱۸۲**

شیطان (ابلیس) کا کفر کس وجہ سے تھا؟

سائل نذیر حسین گوجرانوالہ

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**

شیطان کا کفر نبی ﷺ کی توہین تھی اور وہابیہ میں بدرجہ اتم موجود ہے مثلاً صراط مستقیم معصفاً بمعیل و جلوی اس نے لکھا ہے کہ نماز میں نبی کا خیال آنے سے گدھے کا خیال آجائے تو اچھا ہے یا نبی ﷺ کے خیال سے اپنی عورت کے ساتھ جماع کا خیال پیدا ہو جائے تو اچھا ہے پس جو نبی کے تصور کو گدھے کے تصور سے بدتر کہے اور یہ کہے کہ انبیاء اولیاء جن شیطان اور جھوٹ پری میں کچھ فرق نہیں (تقویۃ الایمان) حضور ﷺ کے علم کو حیوانات کے علم سے مشابہت دینی کیا تو جہنم میں ضرور توہین ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہماری عورت اور گدھے کے تصور بہتر ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پس ثابت ہوا اس سے یہ شیطان کے دوسرے کفر میں بھی برابر ہیں بلکہ بڑھکر ہیں نیز کفر شیطان کا یہ تھا کہ وہ جماعت سے علیحدہ ہوا اور یہ کفر وہابیہ میں بھی موجود ہے کیونکہ زمانہ ازلیہ سے لیکر اب تک جتنے اہلسنت مسلمان گزرے ہیں وہ سب کے سب مقلد ہی

گزرے ہیں کوئی غیر مقلد نہیں گزرا اور اسی پر امت کا اجماع ہے تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ہے "صحاح ستہ کے مصنفین مقلد تھے" خود اللہ تعالیٰ شیطان کے کفر کی وجہ بتاتا ہے

واذلنلنا للملک نکتۃ السجد والا دم فسجد والا ابلیس اسی واستکبر وکان من الکفورین (یازہ ۱ آیت ۳۵ سورہ بقرہ)

اس آیت میں جو شیطان کا کفر بیان ہو رہا ہے یہی بات وہابیہ و دیوبند میں موجود ہے کیونکہ ان کو بھی اگر کہا جائے کہ حضور علیہ السلام کی طرف رجوع کرو ان سے سفارش کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے یا یہ بیان سے ہی عرض کرو یا رسول اللہ ہمارے لئے بخشش کی دعا فرمائیں تو وہابی انکار کرتے ہیں بلکہ سفارش کرنا ہیوے کو شرک کہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاء وک فاستغفروا واللہ واستغفر لہم الرسول لوجد واللہ تواباً رحیماً

(یازہ ۵ آیت ۶۱ سورہ النساء)

**ترجمہ :-** یہ لوگ اپنے گناہوں کی توبہ میں حاضر ہو کر مجھ سے بخشش طلب کرتے اور تم بھی ان کے واسطے بخشش مانگتے تو میں ضرور بخش دیتا دوسری جگہ فرماتا ہے

واذا قیل لہم تعالوا یستغفروا لکم رسول اللہ لوادوا و سہم رابنہم یصدقون و ہم مستکبرون

(یازہ ۲۸ آیت ۵ سورہ الصافات)

یعنی جب ان کو کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول کی طرف کہ تمہارے لیے خدا سے بخشش طلب کریں تو سر ہلاتے ہیں انکار سے دیکھا تو نے اسے محمد ﷺ کیساتھ سے کہتے ہیں۔

یہی کیفیت بابائوں اور نجدیوں میں ہے کہ وہ ان آیات کے لئے کہتے ہیں کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا اور نہیں۔

**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳ رجب ۱۳۹۹ھ

**مسئلہ ۱۸۳**

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین فقہ متذہب کے کسی پرفیض طاہر القادری صاحب نے اپنی تقریر میں عنوان اسلام اور فرقہ پرستی میں فرمایا کہ اس اہل اسلام میں سے جو بھی مسلک ہو بریلوی ہو یا دیوبندی اہل حدیث ہو یا شیعہ کوئی مسلک ایسا نہیں جو رسول پاک ﷺ کی کتاب کا دم نہ بھرتا ہو جو حضور ﷺ کا کلمہ گو نہ ہو جو خود کو سب سے بڑھ کر حضور ﷺ کا ولی دارن تصور کرتا ہو اور میں یہ کہتا ہوں کہ اپنی جگہ سارے کے سارے حضور ﷺ کے نظام میں حضور ﷺ ہی کے امت میں میں کسی مسلک کو اسلام سے خارج یا کفر کا طعنہ دار تصور نہیں کرتا۔ سب مسلمان ہیں جن دیوبندی وہابی اہل حدیث شیعہ کو طعنہ القادری صاحب کا مسلمان قرار دینا حق و صداقت پر مبنی ہے تو اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کا ان کو کافر قرار دے دینا اگر جھوٹ پر مبنی ہے تو احمد رضا خان صاحب از روئے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمان ہیں یا نہیں؟ (۲) اگر احمد رضا خان صاحب کا دیوبندی اور شیعوں کو کافر قرار دینا حق و صداقت پر مبنی ہے تو پروفیسر طاہر القادری صاحب کا ان کو مسلمان قرار دینے پر محمد طاہر القادری صاحب از روئے قرآن و حدیث مسلمان ہیں یا نہیں؟

سائل عبدالعزیز مکان نمبر ۱۶۱ پونٹ نمبر ۱ طیف آباد حیدرآباد سندھ

**الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب**

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم -

پروفیسر طاہر القادری کا فقہ بہ نسبت دوسرے فقہوں کے زیادہ خطرناک ہے اس لیے کہ منشور دستور اہلسنت کے مطابق عشق رسول ﷺ اور حب اولیاء پیش کرتا ہے لیکن بغل میں چھرا موڑ دینی کا چھپائے رکھتا ہے مذکورہ بالا پروفیسری بیان دراصل موڑ دینی کا چھوڑا ہوا ایک شوشہ ہے نہ صرف یہی بلکہ اس کی تحریروں اور تقریروں سے اس طرح کے کئی شوشے ملیں گے اسی لئے اسے "بریلوی موڑ دینی" کہا جائے دوسرے لفظوں میں شتر مرغ کہ پینٹر تھانہ کا بھی استاد ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے دام تزیں میں بڑے بڑے مولوی چھپتے جا رہے ہیں جس طرح دیوبندیوں کو دیر سے موڑ دینی کا بھید کھلا پروفیسر کی چالیں سنی برادری بھی بعد میں سمجھے گی خدا کرے ابھی سے یہیں اس کی چالوں کو سمجھنے میں مزید تفصیل کے لیے تعینیف



الحاج مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب فقہ طابری کا مطالعہ کریں۔

### والله تعالى اعلم الصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳ شعبان ۱۴۲۱ھ

مسئلہ ۱۸۵

اللہ تعالیٰ کے فرمان

انک لا تہدی من اجبت ولكن الله يہدی من یشاء

(بارہ ۲۰ آیت ۵۶ سورۃ القصص)

سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ جس کے لئے چاہیں تو ہدایت نہیں دے سکتے اس طرح آپ ﷺ کی ہر ایک بات نہ ہوئے۔

سائل صاحبزادہ محمد امین سیالوی محمدی شریف جنگ

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ علامہ مشائخ اہلسنت کے عقائد میں حبیب رب غفار سرکار اہل قرار ﷺ کو امیر مکیویہ ہوں یا تشریفیہ باز نہ تعالیٰ اختیار حاصل ہے جن کے دلائل با صرہ بے حد و حساب ہیں یہاں چند آیات مبارکہ اور احادیث نبویہ مقدسہ اور تصریحات علماء و مشائخ اہلسنت بکاثر و ثواب تحریر کرتا ہوں مخالفین کی پیش کردہ آیات کا جواب ملاحظہ ہو (۱) مسلمات سے ہے کہ قرآن عظیم کی آیات میں تضاد و تناقض ممنوع ہے بلکہ ہر آیت جملہ دوسری آیات حینات کی مویہ و مصدق ہے چنانچہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اللہ نزل احسن الحديث کما متشابھا مثانی حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے متشابھا کا ترجمہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے فلانہ یشبہ بعضہ بعضا فی الحسن و الصدق (انتان ص ۵۱ ج ۱ مصر) اس بنا پر حق حقیقت یہ ہے کہ قرآنی آیات میں ایک دوسرے کے ساتھ تضاد و تشاد ہے نہ تنافض جس آیت کو مخالفین پیش کرتے ہیں اس کے بالمقابل قرآن پاک میں سورۃ شریفی ہے۔

وانک لہدی الی صراط مستقیم

(بارہ ۲۵ آیت ۵۲ سورۃ الشوری)

میرے حبیب پاک بے شک آپ صراط مستقیم کی ہدایت فرماتے ہیں۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ جہاں مخالف کوئی آیت پیش کرتے ہیں انہیں یہ دوسری آیت بھی سامنے رکھنی چاہیے کہ موی تعالیٰ جل مجدہ و تاج اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کو ہدایت کی دانائے میں ارشاد فرما رہا ہے میں مگر نبی کا اظہار خیال بصورت دیگر ہے کیونکہ اس کا عقیدہ دینے نبی کے امکان سے وابستہ ہے یہ وہ ہماری پیش کردہ آیات و تصریحات اور مشائخ اہلسنت کے عقائد و ارشادات کے انکار میں مسلمانوں کو تاریکی میں رکھنے کے لئے بالعموم ارشاد بانی کی غلط ترجمانی کرتے ہیں۔

انک لہدی (الخ)

(بارہ ۲۵ آیت ۵۲ سورۃ الشوری)

حضور ﷺ منزل ہدایت تک پہنچانے سے قاصر ہیں (معاذ اللہ) پیش کردہ آیت میں عموم ہے حضرات فن تفسیر کا قاعدہ یہ ہے کہ خصوصی کی نفی سے عموم کی نفی نہیں ہوتی (تفسیر النعمان) ملاحظہ ہو

(۳) انک لہدی (الخ)

(بارہ ۲۵ آیت ۵۲ سورۃ الشوری)

مخالف کا یہ اعتراض سورت قصص کی ایک آیت ہے جو کہ سورت شوری سے پہلے اتری ہے چنانچہ علامہ سیوطی اپنی (تفسیر النعمان کے صفحہ ۲۵ ج اول) میں سورۃ کی ترتیب کے قواعد مرتب کرتے ہوئے رقم طراز ہیں (پچھلی آیات) کہ پچھلے ارشادات پہلے فرمودات کے لئے یا تو ناخ ہے یا ان کے اجمال کی تفصیل یا پھر ذاتی و عطائی کا فرق واضح مطلوب ہے تاہم ایسے ہی انک لہدی ارشاد بانی میں ذاتی تصرفات کی نفی ہے اور

انک لہدی الی صراط المستقیم

(بارہ ۲۵ آیت ۵۲ سورۃ الشوری)

میں عطائی ہدایت کا اثاثہ موجود ہے اور یہ طریقہ قرآن کریم میں عام ہے ان تمام قوانین کی تفصیل فقیر نے اپنی تفسیر (حسن البیان) میں عرض کر دی ہے۔ (۴) اہلسنت کے نزدیک ہدایت کے معنی خلق کی ہدایت ہے۔

والله اعلم بالصواب

سیادت پر اور کیا دلیل درکار کر فرمیں ہے

قال تعالیٰ انما المشرکون نجس

(بارہ ۱۰ آیت ۲۸ سورۃ النوبہ)

اور سادات کرام طیب و طاہر

فقال تعالیٰ ويطہرکم تطہیرا

(بارہ ۲۲ آیت ۳۳ سورۃ الاحزاب)

اور نجس و طاہر باہم متباین ہیں کہ ایک شے پر معائنہ کا صدق محال جب علمائے کرام تصریح فرما چکے کہ سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا اور یہ شخص صراحتہ کافر اس کا سید صحیح النسب نہ ہو تا ضرور طاہر و طہر اگر اس نسب کریم سے انتساب پر کوئی سند معتد نہ رکھتا ہو تو امر آسان ہے ہزاروں اپنی اغراض فاسدہ کے لئے فراز و نوبی سید بن نہیں گئے۔ غلہ قار زان شوم اصنام سیدی شوم! تو فلاں کافر سے کیا دور ہے کہ سید بن بیضا ہو یا اس کے باپ دادا میں کسی نے ادعا کی سیادت کیا اور جب سے یونہی وہ مشہور چلا آتا ہو اور اگر بالفرض سید بھی ہو تو اس پر کیا دلیل ہے کہ یہ اسی خاندان کا ہے جس کی نسبت یہ شہادت نام ہے یہ وجود ہیں ورنہ معاذ اللہ ہزار خاندانہ نہ لہن پاک حضرت بتول زہرا میں معاذ اللہ کفر و کفری کی گنجائش نہ جسم اطہر سید عالم ﷺ کا کوئی پارہ کتنے ہی بعد پر عیاذ باللہ یہ دعویٰ کے لائق۔ الحمد للہ یہ دو جلیل واجب التعمول ہیں کہ کوئی عقیدہ دگر پر رکھنے والا ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔ فقیر اویسی غفرلہ قصہ نوں علیہ السلام سے استدلال کرتا ہے کہ کنعان نبی زادہ تھا اس نے کفر کیا کہ خاندان نبوت سے خارج ہو گیا قرآن میں ہے انہ لیس من اہلک کی صریح نص موجود ہے شیخ سعدی قدس سرہ اس کی ترجمانی فرماتے ہیں۔

پسر فروح بابت اہل بشتت اخاندان نبوتش گم شد

اس موضوع پر فقیر کا رسالہ ہے بنام مدہب سید نہیں میرے است: مگر حضرت سراج النظم، رحمۃ اللہ علیہ، علماء کا اختلاف ہونے کا فیصلہ آپ نے فتویٰ کی صورت میں فرمایا فقیر و فتویٰ مع استنفاً نقل کرتا ہے۔

محترم القام حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی، سلام سنون خیریت موجود خیریت نیک مطلوب ہوں میری دلی دعا ہے کہ مولا تعالیٰ حضور ﷺ کے وسیلہ جلیل سے آجکو ہمیشہ مدینے کے مکتب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ۱۳ شعبان ۱۴۲۱ھ

مسئلہ ۱۸۵

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ صحیح النسب سید و دیگر مشائخ و علماء کی اولاد بد مذہب ہو جاتی ہے ان کے ساتھ کیا برتاؤ ہو۔

سائل محمد قمر محمد چوہدرہ

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

فقیر امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ و فتویٰ مبارک پیش کرتا ہے۔ جو کافر نہ ہو و فقہا سید نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صلح

(بارہ ۱۶ آیت ۵۶ سورۃ ہود)

دو تیرے مکر و دلوں میں نہیں ہے شک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔

نہ اسے سید کہنا جائز رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا تقولوا للمنافق سید فله ان یکن سید فقد اسخط ربکم عزوجل۔ منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہو تو بے شک تم پر تمہارے رب عزوجل کا غضب ہو۔ (رواہ ابوداؤد و النسائی بسند صحیح) عن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت حاکم کے نقطہ ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اذ قال للمنافق یا سید فقد اغضب ربہ عزوجل۔ جو منافق اسے سید کہے اس نے اپنے رب عزوجل کا غضب اپنے اوپر لیا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔ ان عسا کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انما سمیت فاطمہ لان اللہ فطمہا و ذریعتہا عن النار یوم القیمہ۔ فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی نسل کو روز قیامت آگ سے محفوظ فرمایا۔

اگر کہے بکثرت کفار تمہیں کہ صراحتہ مکرین ضروریات دین میں سید کہلاتے ہیں میرے فلاں لکھے جات ہیں اقوال کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل میں سب ہیں اگر یہ نصرت پر قناعت و الناس امعاء علی انسابہم مگر جب فلاں پر دلیل قائم ہو تو شہرت بے دلیل نامقبول و دلیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی



پھولوں کی طرح مسکراتا اور خوش و خرم رکھے آئین آدم برسر مطلب اس سے قبل ایک علیہ حاضر خدمت کیا تھا آپ نے عمر کی ادائیگی کے خط میں ذکر کیا تھا اب پھر علیہ حاضر خدمت ہے۔ اور ایک سوال نامہ حاضر خدمت ہے۔ اس کا جواب ضرور تحریر فرما کر شکر یہ کا موقع دیں۔ اور مآجور ہوں۔ مسئلہ سوال کی بابت دوسرے جدید علماء کے فتویٰ موجود ہیں چند ایک آپ کی خدمت میں حاضر خدمت ہیں۔ ہمارے پاس جن علماء کے موجود ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) شیخ الحدیث مولانا علامہ رسول رضوی صاحب فیصل آباد (۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم بزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور (۳) نباش تو حضرت مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب گوجرانوالہ (۴) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالکلیم شرف قادری صاحب لاہور (۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا ابو محمد عبدالرشید صاحب رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سندھ (۶) عیادہ حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی مکی (۷) حضرت مولانا مفتی محمد اعظم صاحب جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ اس کے علاوہ متعدد علماء کے فتویٰ موجود ہیں برائے مہربانی آپ بھی اپنے فتویٰ سے مطلع فرمائیں اگر تصدیقی بھی ہو تو بھی درست ہے اور اگر آپ فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم کو شائع کرنے کو بھی تیار ہوں گے لیکن یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے فی الوقت ہمارا ارادہ شائع کرنے کا نہیں۔ ہمارے ہاں چند افراد صوفی برکت علی کے متقدم ہیں صرف انکی تسلی کے لیے فتویٰ منع کر رہے ہیں آپ اعلیٰ حضرت اور محدث اعظم کی تعلیمات سے فیض یافتہ ہیں قرآن و سنت کے مطابق جواب دیں۔ دوسرا یہ کہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب اصدق الرضا کی ضرورت ہے اگر آپ کے پاس ہو تو مطلع فرمائیں تو ہم فوٹو انٹینٹ آپ سے کروالیں گے جواب دے کر مآجور ہوں والسلام۔ سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ دارالاحسان والے صوفی برکت علی سالاروی صاحب کے بارے میں کہ وہ صحیح العقیدہ ہیں غلطی بریلوی سے یا کہ نہیں جبکہ اس کی مندرجہ ذیل عبارات ملتی ہیں۔ تو مسلمان بن نہ دیوبندی بریلوی..... جب ہم قصب سے بالا تر ہو کر فرخ ولی سے دور حاضر کی اس سب سے بڑی مٹھک کا بازو لیتے ہیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دیوبندی اور بریلوی دونوں ہی حضور اقدس ﷺ کے شیعہ ہیں بھائی بھائی ہیں (روزنامہ امروز لاہور ۲۸ جنوری ۱۹۸۵ء مضمون مقالات حکمت) چھوٹی چھوٹی غیر ضروری باتوں پر اتنی اتنی بحث ہر بات پر نکتہ چینی اور اتنی تحقیق کہ بات کا منتظر اور رائے کا پیر بنادیا اور اصل بات کو بحث و مباحثہ کی نذر

کر دیا اور اتحاد جو اسلام کی روح ہے اس کے پرچے اڑا دیے ہر بات پر بحث ہر بات پر نکتہ چینی ہر کسی کو حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھنا ہرگز اسلام نہیں اور نہ یہ اسلام کی تعلیم ہے اور پھر کبھی ہم نے اس بات پر غور کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی کہ آخر کس بات پر ہم باہم دست و گریباں ہیں ایک ہی امام کے مقلد دیوبندی اور بریلوی کے بلا جواز جھگڑوں میں اس قدر الجھ گئے ہیں کہ ایک دوسرے سے سرعام تک ٹینا پسند نہیں کرتے نفرت کی یہ مصروفی دیواریں تک بلند ہو چکی ہیں کہ ایک ہی پیر کے مرید آپس میں متفق نہیں (رسالہ دار الاحسان جون ۱۹۷۱ء ص ۱۵) جسٹ صوفی برکت علی نعیر (صفحہ ۱۰۷۹) فرقہ وارانہ منافرت اور کشیدگی ہمارا شیعہ بن چکا ہے ہم ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں ذرا چٹکیا ہٹ محسوس نہیں کرتے حالانکہ جو شخص ایک بار کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جائے اس وقت تک کہ کافر نہیں کہہ سکتے جب تک وہ اس کلمہ کا منکر نہ ہو اسے ہم گنہگار تو کہہ سکتے ہیں کافر نہیں ہم نے کسی کافر کو تو کیا مسلمان کرنا تھا مسلمانوں کو کافر بنا کر رو رہے ہیں فرقہ وارانہ کشیدگی کا حامل مسلمان اسلام کا غیر مذہدار نمائندہ ہے اور وہ کبھی مقبول الاسلام نہیں ہو سکتا ہم قادری ہیں چشتی ہیں سہروردی ہیں مالکی ہیں حنفی ہیں حنبلی ہیں اہل قرآن ہیں اہل حدیث ہیں اہل سنت والجماعت ہیں دیوبندی ہیں بریلوی ہیں عربی ہیں عجمی ہیں شرقی ہیں غربی ہیں گورے ہیں کالے ہیں جو کچھ بھی ہیں بہر حال مسلمان ہیں ایک اللہ کے بندے ہیں ایک رسول کے امتی ایک قرآن کو ماننے والے آخری نبی کی آخری اور سب امتوں میں سے ختمی ہوئی امت کے ایک فرد ہیں مگر ہم نا اتفاقی اور انتشار کا شکار ہیں اس فرقہ وارانہ کشیدگی اور باہمی انتشار نے ملت اسلامیہ کے شیرازے کو کھیر دیا اسلام کے وقار کو پامال کر دیا (حوالہ بالا) (۳) تبلیغ میں فرقہ واریت کی کوئی گنجائش نہیں ہے بالکل غیر جائیدارانہ ہے دیوبندی بریلوی مالکی حنفی یا حنبلی کی اس میں گنجائش نہیں (سون ذالجت برکت علی نعیر صفحہ ۲۱) (۵) خدا کی قسم بھلائی کی صدا بلند کی جاتی ہے خواہ یہ میسائیوں کی طرف سے ہو یا کسی اور کی طرف سے تو اللہ کا سیاق کرتے ہیں (حوالہ مذکورہ) ان عبارات کی روشنی میں صوفی برکت علی کا صحیح العقیدہ ہونا یا نہ ہونا بیان فرمایا جائے اور اسے ولی اللہ بتانے والے اور نماز جنازہ پڑھنے والے کی اقتدا میں نماز کیا حکم ہے اس کے باوجود کہ مذکورہ عبارات سے وہ مطلع بھی ہو۔

سنا محمد ارشد رضوی شاہ کوٹ

سوال مذکور کا جواب بقلم شیخ قرآن وحدیث مفتی علامہ رسول رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے مذکور تحریر کے مطابق مذکور شخص کی صحیح العقیدہ نہیں ہوگی نہ مذہب رکھتا ہے اس کا یہ کہنا کہ کلمہ توحید پڑھنے والا مسلمان ہے تو مرزا ہی بھی پڑھتے ہیں انکو کیوں کافر کہہ کر اقلیت قرار دیا گیا ہے؟ انہوں نے کتب کلمہ توحید کا انکار کیا ہے؟ مذکور تحریر کے مطابق دو صرف گنہگار ہیں معاذ اللہ حالانکہ وہ خاتمیت ﷺ کے منکر ہیں اور کلمہ کا انکار نہیں کرتے اسی طرح یہ حضرت صحابہ کرام کی توہین کرتے ہیں وہ کلمہ کا انکار نہیں کرتے جبکہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تجہز فروع میں بت جائے گی تو اب اس کا رد کیا کیسے ممکن ہے یہ کلمہ جو موجود تمام فرقوں کو ایک نظر سے دیکھے اور سب کلمہ گوہیں وہ اہلسنت وجماعت کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اس کو کوئی کہاں مٹھ سے حق مذہب سید عالم ﷺ کی طاعت ہے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی ہے حضور ﷺ نے وما انا علیہ واصحابی فرمایا میں حق میں ہوں عتق والہ ورسولہ اعلم۔

سوال مذکور کا جواب بقلم مفتی اعظم پاکستان جناب عبدالقیوم بزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے مذکور بالا مضمون کا قائل کھانا گروہ ہے اور جاہل ہے کہ اہلسنت مسلمان اور جاہلی دیوبندیوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کرتا ہے حالانکہ دیوبندیوں کے امام اشرف علی تھانوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ تاج محمد توحید۔ خلیل احمد اسماعیل دہلوی۔ کے کفریات سے انکی کتب بھری پڑی ہیں جن پر عرب و عجم نے فوجی کفر و کفر و کفر صرف کلمہ پڑھنا ہی مسلمان ہونے کیلئے کافی ہے تو زمانہ رسالت کے منافقین بھی ان شخص کے نزدیک تمام مسلمان کے مساوی ہیں اور یوں ہی موجودہ دور کے مرزائی بھی ان شخص کے نزدیک مسلمان ہوں گے کیونکہ اس شخص کے نزدیک جو شخص ایک بار کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جائے اسے ہم اس وقت تک کہ کافر نہیں کہہ سکتے جب تک وہ اس کلمہ کا منکر نہ ہو۔ جب کہ منافقین اور مرزائیں ان کلمہ سے انکار کرتے ہیں تب تک یہ نہیں بلکہ وہ بدستور کلمہ گوہیں اگر یہ شخص منافقین اور مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے جیسا کہ اس کی تحریر سے معلوم ہے تو یہ شخص اپنے مذکورہ ضابطہ کے تحت ان کو مسلمان کہنے پر خود کافر ہے اور اگر وہ ان مرزائیوں کو کافر جانتا ہے تو واضح ہو گیا کہ اس کا ضابطہ اور یہ سارا مضمون جھوٹ اور کھلی گمراہی ہے واللہ تعالیٰ اعلم مفتی محمد عبدالقیوم بزاروی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ۱۶-۹۹

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

صورۃ مسئلہ میں جو کچھ علماء اہلسنت نے لکھا ہے فقیر کا ان کے ساتھ اتفاق ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فخر لاہور ۱۹ ج ۱۳۲۰

مسئلہ ۱۸۲

ایک شخص ایک مشرعیہ سے اکثر مذاق اڑاتا رہتا ہے شرعاً اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

سائل نذر حسین میانوالی

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عالمگیری میں ہے (ص ۲۸۸-۲) پر ہے (الاستیفاء بحاکم الشرع کفر)

اذا کفر مشرک کے ساتھ مذاق کفر ہے

الہاذل و المستہزی اذا تکلم بکفر استخفا فاستہزاء و مزاحا یکن کفرا عند الکمل وان کان اعتقاده خلاف ذلک۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی فخر لاہور ۱۳ ج ۱۳۲۱

مسئلہ ۱۸۳

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ سید آل رسول ﷺ بد مذہب و باہلی۔ دیوبندی۔ شیعہ۔ مرزائی وغیرہ کو جائے کیا اس کی عقیم کرنی چاہیے یا نہ۔

سائل نور حسین دریائے خان

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بد مذہب کوئی ہو سید یا غیر سید کسی طرح کی عقیم کا مستحق نہیں استاذ ذی اعظم سراج الضحا مفتی اعظم مفتی سراج احمد لکھن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں دو علماء کا اس میں اختلاف ہوا تو آپ سے فتویٰ پوچھا گیا آپ نے اس کا مفصل جواب تحریر فرمایا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔



والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئله (۱۸۸)

اسلامی علوم والہ اللہ محمد رسول اللہ کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہاں ہے جبکہ ایک شخص اسکا ثبوت قرآن وحدیث سے مانگتا ہے اور شیعوہ نہ جس میں علی ولی اللہ کا اضافہ کہاں تک صحیح ہے؟

## سائل نصر اللہ شاہ کوٹ

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

یہ سوال دراصل دیوبند کے فضلاء میں سے ایک جید گروہ نے اٹھایا تھا جبکہ راجہ درو اور العلوم کے مہتمم قاری طیب نے لکھا وہ کتابی صورت میں انگلی لے ہو کر کتب خانہ ادارہ اسلامیات لاہور سے چھپا ساکن نے سوال کی نوعیت وہی اختیار کی جو عوام ہمارے لئے عوام دوسری ہوئی ہے کہ مسئلہ پر سوال ہوتا ہے کہ میلا د شریف کا ثبوت قرآن میں دکھلا د گیا رہو میں شریف قرآن سے ثابت کرو اس طرح مسائل مختلفہ لکھتا ہے کہ کلمہ اسلام قرآن وحدیث کی صریح الفاظ دکھاؤ مہتمم دارعلوم دیوبند نے اپنے کتابچہ طیب میں وہی راہ اختیار کی ہے جو ہم ابلسنت اپنے مخالفین کو بتاتے ہیں چنانچہ اس کتابچہ کو چڑھنے والے محسوس کرتا ہے کہ قاری طیب مہتمم دارعلوم دیوبند وہی اصول لکھ رہا ہے جو امام ابلسنت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے اپنے مخالفین کیلئے بیان فرماتے۔

**ثبوت کلمہ اسلام:** کلمہ اسلام کا ثبوت قرآن مجید میں یوں نہیں ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کو مقبوض اور حضرت محمد ﷺ کو رسول ماننا ہے اور وہ آیات کلمہ اس کا ثبوت ہیں۔

**ثبوت از احادیث مبارکہ:** پیغمبر اسلام ﷺ کی احادیث کے مطابق اسلام کے پانچ ستون ہیں جنہیں ارکان اسلام کہا جاتا ہے حضور پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدار سول اللہ واقام الصلوۃ وایئاء الزکوۃ وصوم رمضان۔ (صحیح بخاری جلد اول)

اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں اول شہادت دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں

مطالعہ کے دست مبارک پر (اسلام میں داخل ہونیوالوں) میں اولین افراد تھے بھی پڑھا ہوا اس کلمہ کا شیعہ مکتب فکر کی مستند کتابوں میں سے کسی ایک میں بھی ذکر نہیں مگر حقیقت کلمے کے الفاظ اور حروف متن کے بارے میں آثار اسلام سے چند سالوں تک مختلف مذاکات و کتب فکر کے مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف نہیں رہا۔ بیشتر اسلام کے مخالفین نے ایک سازش کے تحت کلمے میں مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ کیا ہے علی و علی اللہ وحی رسول اللہ و علیہ السلام۔ مذکورہ بالا اضافی الفاظ بجاے خود اس حقیقت کا ثبوت پیش کرنے کیلئے کافی ہیں کہ وہ اصل اور حقیقی کلمہ کا حصہ نہیں ہو سکتے اور یہ کہ ان کا کسی متقدم کے تحت بعد میں اضافہ کیا گیا ہے اس بحث کے حق میں اہل تشیع علامہ کی تصنیف کردہ کتابوں کے جن پر شیعہ مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا کامل اعتماد ہے کے مندرجہ ذیل حوالہ جات کو دیکھئے۔ عن جیل من دراج قال سالت ابا عبد اللہ عن الايمان فقال شهادة ان لا اله الا الله و ان محمد ارسول الله قال ينس هذا عمل قال بلى قلت فاعمل من الايمان قال لايتب له الايمان الا بالاعمال و العمل منه

(اصول کافی ص ۵ ج ۱)

ترجمہ: راوی نے کہا میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایمان کے متعلق دریافت کیا فرمایا۔ گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں راوی نے کہا کیا یہ عملی صورت نہیں فرمایا یا ہے میں نے کہا تو کیا عمل ایمان کا جزو ہے؟ ایمان بدون عمل ثابت ہوتا اور عمل اس کا جزو ہے (۲) فلما اذن الله لمحمد في الخروج من قلة الى المدينة نبي الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمد عبده ورسوله واقام الصلوة وابتاع الزكوة وحج البيت وصيام شهر رمضان. (اصول کافی - ۲ ص ۴۶)

**ترجمہ:-** جب اللہ نے حضرت رسول اللہ کو مکہ سے مدینہ کی طرف خروج کی اجازت دی تو اسلام کی بنیاد پانچ سو پر کھئی گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہی اللہ کے محمد اس کے عہد اور رسول ہیں (۲) قائم کرنا نماز کا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا اور (۵) حایہ مہین میں روزے رکھنا پھر وہی کی کہ اے محمد! لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کریں۔

(حیات القلوب اردو ص ۴۳ متوفیہ علامہ مجلسی ترجمہ مولوی سید بشارت کامیل)

دوم نماز قائم کرنا سو رکوع اور اکرنا چہارم حج کرنا چہم رمضان کے روزے رکھنا (۲) حضور کریم ﷺ کی ایک اور مستند حدیث کے مطابق جو صحیح مسلم کی جلد اول میں زیر عنوان کتاب الایمان درج ہے انہی چالیس چیزوں کو اسلام قرار دیا گیا ہے اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وقيم الصلوة وتوئتي  
الزكوة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا .

(صحیح مسلم جلد اول کتاب الایمان صفحہ ۲۷)

اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نازل  
حق تم کو رکھو جو دو ماہ رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کر لو اگر طاقت ہو۔ (۳) مذکور بالا احوال جات  
سے بالکل واضح ہے کہ ایک غیر مسلم کو اسلام میں داخل ہونے کے لئے سب سے اول بات کلمہ کا اعلان یا اقرار  
ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا اسلئے یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ کلمہ کو  
اس کے الفاظ اور معانی کے ساتھ حفظ دیا جائے اور کلمہ کے الفاظ میں کسی قسم کی تبدیلی یا انشائیگی  
اجازت نہ ہو حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کافروں کو مسلمان بناتے ہوئے جس کلمہ  
اسلام کا اقرار کرایا ہے اس میں صرف تو حید و رسالت کا اقرار ہوتا تھا چاروں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر  
رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ  
عنہ سمیت تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جو کلمہ پڑھ لیا ہے اور دور رسالت اور  
دور صحابہ سے لیکر آج تک تمام مسلمان مختلف طور پر اسلام ماننے چلے آئے ہیں وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے  
**کلمہ شیعہ** : لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی دلی اللہ بھی رسول اللہ و خلیفہ ہے فاضلؒ یہ کہ شیعہ کے نزدیک  
اس کلمہ پر اگر کوئی اعلان یا اقرار تہذیبی نہیں کرتا مسلمان نہیں بن سکتا اس کی رو سے زمانہ رسالت سے لے کر  
قیامت تک کے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد غیر مسلم اور کافر قرار پاتی ہے کیونکہ مذکور بالا کلمہ کی پیغمبر ﷺ  
نے کلمہ اسلام کے طور پر کبھی تعلیم نہیں دی اور نہ اس کا کبھی اعلان کیا نہ ہی پیغمبر ﷺ کے دور حیات میں  
اسلام میں داخل ہونے والے کسی شخص نے اس کلمہ کا اقرار کیا ہے یہ کلمہ ہرگز وہ نہیں جسے حضرت خدیجہ الکبریٰ  
رضی اللہ عنہا نے اقرار کیا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نے جو نبوت کے ابتدائی دنوں میں پیغمبر

امگر کافر شهادت این بگویند یعنی بگویند اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبده و رسوله مسلماً می‌شود  
(توضیح المسائل مجموعه فتاوی سید محمد کاظم شیرعبدالازی ایران ۳۹)  
یعنی اگر کافر بگوید و شهادت بدهد که من مسلمان بوجاهم.

**حادثہ:** تمام اسلامی مکتاتب فکر کی مذہبی کتابوں میں اس کلمہ کا گہنیں ڈکڑیں جو مذکورہ بالا کلمہ شیعوں میں مروج ہے تو جس طرح مرزا قادیانی کو نبی ماننے والے (قادیانی ہوں یا لاہوری) کا جو توہید و رسالت ماننے کے ایک خود ساختہ نبوت کے قائل ہونے کی وجہ سے طے اسلامیت سے جدا ہو چکے ہیں۔ اسی طرح شیعہ ایک خود ساختہ کلمہ دیگر شرعی اسلام وضع کر چکے بنا پر خود ہی طے اسلامیت سے کٹ گئے ہیں اب ان کے اور مسلمانوں کے درمیان اسلامی بنیاد پر کوئی مشترکہ بات باقی نہیں رہی کیوں کہ اسلام کی بنیاد کلمہ اسلام ہے اور انہوں نے کلمہ اسلام ہی جدا کر لیا ہے لہذا کسی حیثیت سے بھی شیعہ اسلام سے رشتہ جوڑنے کے حقدار نہیں ہوں گے۔ دیگر کتب شیعہ کی تصریحات کے علاوہ انکی مناقب اہلبیت کے بیان میں کلمہ صرف اتنا ہے جتنا اہلسنت کہتے ہیں۔ حیوۃ القلوب میں ہے

آدم گفت خداوند! چوں مرا فریادی نپذیرد بسمت عرش تو  
دیدم در این نوشته لا اله الا الله محمد رسول الله.

(حیوة القلوب جلد ۲ ص ۱۴۵)۔

غزوات حیدری۔۔۔ پھر آدم نے سراجا او پر آشیااد یکسا کہ عرش پر کھایا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (غزوات حیدری)

حیوة القلوب پیغمبر کہ در میث کشف است دو سطر نو شته  
است سطر اول لا اله الا الله و سطر دوم محمد رسول الله (حیوة القلوب  
ب جلد ۲ ص ۲۶) اینها حیوة القلوب کی ایک اور روایت ملاحظہ ہو درمیان دیدہ و براق نوشتہ است لا  
الا اللہ محمد رسول اللہ۔ انکی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ فکر شدہ کا دیکھئے۔



## والله تعالى اعلم بالصواب

کتاب فیض احمد اکی نمبر ۲۳ شعبان ۱۴۱۱ھ

مسئلہ: ۱۸۹

کیا سب شیعہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بی بی ام کلثوم بنت فاطمہ رضی

اللہ عنہا کا نکاح ہوا؟

سائل: عبد الماجد

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

لیتوب کفینی وغیرہ لے گا ہے کہ فاخذیدھا فانطلق بها الی بیتہ

(کافی ج ۲ ص ۳۱۲ حصہ اول تہذیب ج ۲۳۸)

ام کلثوم کے پاس گئے اور ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر سے اپنے گھر میں لے آئے۔

ہائندہ: انہی دونوں کتابوں کے ان صفحات پر انہی الفاظ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے دوسرے

راویوں کی روایت بھی منقول ہے۔ (۳) فروغ کافی مستند محمد بن یعقوب کلینی میں ایک مستقل باب ہے

جس کا یہ عنوان ہے: کہنے فروغ کافی حصہ اول ملحق لکھنؤ باب فی تزویج ام کلثوم یہ باب سیدہ ام کلثوم کے نکاح

ج میں ہے جس میں محمد بن یعقوب کلینی نے حضرت امام جعفر صادق سے روایتیں نقل کی ہیں جن سے بخوبی

ظاہر ہے کہ خاندان نبوت کی چشم چراغ سیدہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے کیا گیا تھا اور مراد العفول

ص ۴۵۸ پر ان دونوں کو سن کہا اس سے اس شکر کا بھی رد ہو گیا کہ جو کہتے ہیں کہ نکاح عمر کی روایات

ضعیف ہیں معلوم ہوا کہ یہ روایتیں ضعیف بھی نہیں ہیں۔ (۴) قاضی نور اللہ شہرزی شیعہ مجتہد لکھتے ہیں کہ

نہی دختر بعثمان دان وئی دختر بعمر فرستاد

اگر نبی علیہ السلام نے عثمان کو بیٹی دی تھی تو حضرت علی نے عمر کو سے دی تجاں المومنین ص ۸۷ (۵) قاضی

نور اللہ شہرزی شیعہ نے لکھا ہے کہ کسی نے ابوالحسن سے پوچھا کہ

آں حضرت دختر خود را بعمر بن خطاب دان گفت ہوا

مسئلہ آنکہ اخنہ و شہا رقیب می نمودن بزنانہ راز

و بتفصیل حضرت امیر کور (محافل المؤمنین ص ۱۸۸ سطر ۴) کہ حضرت  
شیر خدا علی المرتضیٰ نے اپنی بہن کیسے مرنے کی خبر دی تھی اس کے جواب دیا اس میں ہے کہ عمر تو حبیہ  
نہ اتوی اور۔۔۔ رات رسول اللہ ﷺ کی شبادت زبان سے ظاہر کرتی تھی اور حضرت عمر کی دامادی انکی  
نشیبت (۶) قاضی نور اللہ شہرزی شیعہ مجتہد لکھتے ہیں کہ

محمد بن جعفر بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاب  
حور حضرت امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ وآلہ شرف گشتہ  
وام کلثوم را کہ بعد کفایت از وئی اکراہ در حبانہ عمر بولڈ و بیج  
نمود

(کتاب محافل المؤمنین ص ۸۳ آخری سطر) محمد بن جعفر طیار نے عمر بن خطاب کی  
وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم سے نکاح کر کے حضرت سیدنا امیر المؤمنین سلوات اللہ علیہ وآلہ کی دامادی کا  
شرف حاصل کیا اور یہ سیدہ ام کلثوم پہلے اکراہ سے عمر بن خطاب میں تھی باوجودیکہ عمر ان کے ہم کفو نہ تھے  
(۷) بعض لوگ اپنی نادانی سے کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی  
بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نہیں ہوا تھا ان لڑشہ والہ جات سے بخوبی واضح اور ثابت ہوتا ہے کہ  
واقعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا دختر علی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جس کا انکار  
ممکن نہیں جیسا کہ قاضی نور اللہ شہرزی شیعہ نے لکھا ہے تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی کتاب قلند اثر نکاح ام  
کلثوم عمر۔

والله تعالى اعلم بالصواب

کتاب فیض احمد اکی نمبر ۲۳ شعبان ۱۴۱۱ھ

مسئلہ: ۱۹۰

ما انا علیہ واصحابی سے کون فرقہ اسلامیہ مراد ہے وہابی ہیں یا نجفی یا یار فاضی یا  
مرزائی یا چکراوی یا اہلسنت و اجماع ما انا علیہ واصحابی سے۔

سائل: عبد اللہ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

فرقہ اسلام فرقہ تابعیہ اہلسنت و اجماعت ہے اور تابعی فرقہ جو نیکے لیے مختصر طور پر دلائل اور ہر مذہب  
کے عقائد لکھے جاتے ہیں تاکہ تاخرین خواصاف کر لیں اور سمجھ لیں کہ کجیات کا کونسا رستہ ہے اور کون تابعی  
ہے

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتوا الا وانتم مسلمون

(بارہ ۴ آیت ۱۰۲ سورۃ آل عمران)

یعنی اسے ایمان والو تم اللہ سے ڈرو جیسا کہ حق ذکر کیا اور تم کو تمہارے اعمال پر مبرا داری اور مسلمان ہو

یعنی ایسی روش اختیار کرو کہ سب مسلمانوں پر ہو کر مرے جب ہو سکتا ہے کہ تمام احکام خداوند کریم اور حضور

ﷺ کی روایات سے مان کر اپنا عمل کرے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا

(بارہ ۴ آیت ۱۰۳ سورۃ آل عمران)

اور یقیناً ہے کہ جو شخص اس رہنمود پکڑے وہ ضرور ایمان سے مرے گا اور کھل مراد اختلاف وین اللہ

و قرآن مجید و اتفاق اہل سنت چنانچہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ہم لوگ مراد ہیں

مسخر حولی اللہ الذی قال اللہ (صواعق محرقہ) اور ترمذی میں روایت ہے بارہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے

چنانچہ حجۃ الوداع میں ناقہ پر بائیں طرف پر خطیرہ پایا ایہا الناس یعنی اسے لوگوں میں تمہارا درمیان انکی

جی چھوڑنا والا ہوں کہ اگر تم اسکو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ و سنت کی اہل بیعت یعنی کتاب اللہ اور میر

فی حضرت اہل بیت اور مسلم و شریف میں اسی مضمون کی حدیث وارد ہے اور خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ تم

لوگ اتفاق جماعت میں قائم رہو اور غیر راہوں کی طرف مت جاؤ

فتنہ فی بیکم عن سبیلہ (بارہ ۸ آیت ۱۵۵ سورۃ الانعام)

اس سے معلوم ہوا کہ ایمانی طور سے جس نے اس راہ کو پکڑا وہی ایمان پر مریگا کیونکہ یہی سوا عظم

جماعت ہے چنانچہ اور حدیث میں اسی مضمون سوا عظم بڑی جماعت کی ہے وہی کرو کیونکہ لا

یجتمع علی الصلاۃ ائمتنا تہ پر ہے اور قرآن مجید میں بھی صاف صاف اسی طرح ذکر ہے تابعی

فرقہ وہابی ہے

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

(سورۃ الفاتحہ آیت ۵۰۵)

کے لوگوں کی اتباع کا خوشہ شمد ہے دو لوگ و بزرگ ہیں اور انکی پیروی کرنے سے نجات حاصل ہوتی لوگوں  
یہ ہیں من السبیل الصدیقین و الشہداء و الصالحین اور ان میں سے کچھ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم  
اجمعین آجاتے ہیں اور ان کی اتباع کرنے کا نام انا علیہ واصحابی ہوا اور جو کھیل المومنین کی پیروی  
سے منحرف ہوا وہ یقیناً ناری ہوا

کما قال اللہ تعالیٰ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین لو لہ ما تولى و نصلہ جہنم و ساءت

مصیرا

(بارہ ۵ آیت ۱۱۵ سورۃ النساء)

وسات مصیر اور یہ بھی جان لینا چاہئے کہ بہتر فرقے کس لئے ناری ہیں کیا وہ خدا کو نہیں مانتے اور رسول  
ﷺ و قرآن کو پیشوا نہیں نے اور قبلہ و کعبہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے سب کچھ کرتے ہیں لیکن خلاف ما انا علیہ  
و اصحابی کے ہو کر طرح طرح کے راستے مطابق نفس ہو کر کالے ہیں تقلید نفس کو حرام و شرک و بدعت قرار  
دے رکھا ہے اور انا لکے صحابہ پر ایک اور کیم دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس

اللہ عنہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ قرآن مجید آچکا ہے

فان کان لہ احو یعنی میت کے کم از کم تین بھائی ہوں تو ان کی ماں کو چھنا حصہ ملنا چاہئے وال دیتے

ہیں آپ چونکہ اخوة جمع کا صیغہ ہے جو زبان عرب میں تین سے کم نہیں آ سکتا اور آپ دو بھائی بھائی پر بطور

رواج ان کو چھنا حصہ لادیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسے فیصلہ پہلے ہو چکا ہے میں ان کی پیروی کروں گا۔ اور

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی لیکن عوام الناس کو اس طرح کہا کہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو

کبھی نہ چھوڑوں گا کیونکہ وہ ہم سے بہتر ہیں اور ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ کے

خزانہ کو بیت المال کی طرح تقسیم کر دینا کا خیال ظاہر کیا اور ایک صحابی نے کہا کہ آپ کے دونوں رفیقوں نے یہ کام

نہیں کیا ہے تو فرمایا کہ میں ان کی پیروی کروں چھوڑنا ان دلائل مختصر سے معلوم ہوا کہ دونوں تقلید شخص ائمہ دین



موجود ہیں کہ جو کچھ نہیں اور اسلئے نہ۔ نہ رکبان دین سے کلمہ یا ہے کہ جو شخص آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی پیروی نہ کرے وہ ناری اور اس بدعت ہے چنانچہ چھ دی حدیث درمیان سے نقل کی ہے۔ من کان حار جا هذا المذهب الا في اهل البدعة والنار

### والله اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفر لی ۱۳ فروری ۱۳۹۱ھ

### مسئلہ: ۱۹۱

ایک شخص عالم حق اہلسنت کی توہین کرتا رہتا ہے اور گاہے گاہے انہیں گالی گلوں تک نہوت پہنچا دیتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

### سائل قیسر خان کوئٹہ

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مصرعہ عالم کی توہین اور ان کی سب و تمہر اور اس قبیح فعل سے اس کی عورت و عطاقت ہو جاتی ہے چنانچہ فقہاء کرام نے لکھا کہ

لما فی البریفة المحمودیة شرح الطریفة المحمدیة قال فی الاشیاء الاستہزاء بالعلم والعلماء کفر وعن مجموع النوازل اهانۃ علماء الدین کفر وعن المحيط من شتم عالما فقد کفر فینطلق امرئہ

سلف صالحین عالم محققین کی شان میں گستاخی اور بے ادبی اور تحقیر کرنے والا اور ان کو نسبت کفر و شرک کرنے والا وغیرہ مطلق کافر ہے اور اس پر اسکی منکوحہ و طلاق ہو جاتی ہے۔

### والله اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفر لی ۲۳ شعبان ۱۴۰۰ھ

### مسئلہ: ۱۹۲

اللہ تعالیٰ کا فرمان الیک لا تنہدی من احببت ولكن الله یهدی من یشاء

(بار ۲۰ آیت ۵۶ سورۃ القصص)

سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ جسکی ہدایت کیلئے چاہیں تو ہدایت نہیں دے سکتے۔ اس طرح آپ ﷺ کی ہدایت سے کمال ثابت نہ ہوئے۔

### سائل محمد امین سیالوی

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عالم و مشائخ اہلسنت کے عقائد میں حبیب رب فخر سرکار اید قراری علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امور نکوینہ ہوں یا تشریع کا ہاؤنہ تعالیٰ اختیار حاصل ہے جن کے دلائل باہرہ ہے حد و حساب میں یہاں چند آیات ملاحظہ اور احادیث نبویہ مقدسہ اور تشریحات عالم و مشائخ اہلسنت کی جواب تحریر کرتا ہوں سر و ست مخالفین کی پیش کردہ آیت کا جواب ملاحظہ ہو مسلمات سے ہے کہ قرآن عظیم کی آیات میں تضاد و تناقض متفق ہے۔ بلکہ ہر آیت میں جملہ دوسری آیات دینا کی یہ وہ صدق ہے چنانچہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اللہ نزل احسن اللہ یش کتابا تنظیما مثنی حضرت امام سید علی رحمۃ اللہ علیہ نے کتابچہ کا ترجمہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے

فان یشاء بعضہ بعضا فی الحسن والصدق (انفاد ص ۵۱ جلد ۱ مصر)

اس بنا پر حقیقی حقیقت یہ ہے کہ قرآنی آیات میں ایک دوسرے کے ساتھ تضاد و تناقض نہیں آتا جس آیت کو مخالفین پیش کرتے ہیں اس کے بالمقابل قرآن پاک میں سورۃ شوریٰ شریف میں ہے الیک لنہدی الی صراط مستقیم۔ الیک لا تنہدی میرے حبیب پاک بیشک آپ ہی صراط مستقیم کی ہدایت فرماتے ہیں۔ ہاں جہاں مخالف پہلی آیت پیش کرتے ہیں نہیں یہ دوسری آیت بھی سامنے رکھتی چاہئے کہ مولیٰ تعالیٰ ہی اصل مہد و تار ہے پیارے حبیب پاک ﷺ کو مانے کھل فرماتا ہے لیکن مخبرین کا اظہار خیال بصورت دیگر ہے کیونکہ اس کا عقیدہ دینے کی کتابچہ وایت سے باہر وہ ہماری پیش کردہ آیات و تشریحات اور مشائخ اہلسنت کے عقائد و ارشادات کے انکار میں مسلمان کو تار کی میں رکھنے کے لئے یا علوم ارشاد و با فی کی غلط ترجمانی کرتے ہوئے مخالف کہتا ہے الیک لا تنہدی یا تلخ کہ حضور منزل ہدایت تک پہنچانے

سے قاصر ہیں۔ عاذا اللہ پیش کردہ آیات میں موم ہے حضرات فن تفسیر کا قاعدہ یہ ہے کہ خصوص کی نفی ہے عمومی کی نفی نہیں ہوتی (تفسیر انفاد) ملاحظہ ہو الیک لا تنہدی (الخ) مخالف کا یہ اعتراض صورت قصص کی ایک آیت ہے جو کہ صورت شوریٰ سے پہلے اتری ہے چنانچہ علامہ سبکی اپنی (تفسیر انفاد) کے صفحہ ۲۵ جلد اول میں کی ترتیب کے قواعد مرتب کرتے ہوئے رقم طراز ہیں (تجلی آیات) کہ چھٹے ارشاد و ت پہلے فروات کیلئے یا تو ناخ ہیں یا ان کے اجمال کی تفصیل یا پھر ذاتی عطی کا فرق واضح مطلوب ہے تاہم ایسے ہی الیک لا تنہدی ارشاد و بانی میں ذاتی تصرہات کی نفی ہے اور الیک لنہدی الی صراط المستقیم میں عطی کی ہدایت و ایضاً موجود ہے اور یہ طریقہ قرآن کریم میں ہے مہر ہے ان تمام قوانین کی تفصیل فقیر نے اپنی تفسیر احسن البیان میں عرض کر دی ہے

### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفر لی ۱۳ اشوال ۱۳۹۹ھ

(۴) اہلسنت کے نزدیک ہدایت معنی خلق احمد ایت ہے مزید تحقیق فقیر رسالہ الیک لا تنہدی کی تفسیر چمکے

### والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفر لی ۱۳ اشوال ۱۳۹۹ھ

### مسئلہ: ۱۹۳

شیعہ کافر ہیں کیوں؟

### سائل عبداللہ

### الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بعض فقہاء نے سب صحابہ کو کفار سے لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہوتا۔

(نوروی جلد ۲ ص ۳۱۰) میں قاضی عیاض فرماتے ہیں و سب احدهم من المعاصی الکبائر و مذهبنا و مذهب الجمهور انه یعز و لا یقتل کہ کسی صحابہ کو گالی دینا کبار سے ہے جمہور کا مذہب

یہ ہے کہ اسے تفریق لگائی جائے علیحدہ قتل نہ کیا جائے حضرات فقہاء عظیم ائمہ نے تو سب شیخین کو گالی دینا بھی کفر لکھا ہے خدا میں ہے

الرافضی اذا کان یسب الشیخین و یلعنہما العیاذ باللہ تعالیٰ فهو کافر۔

یعنی رافضی جو شیخین کو برا کہے کافر ہے۔ (نیز شرح معنی میں ہے ص ۵۱۴) میں

اما لو کان موبدا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالعلاء من الروافض الذین یدعون الالوہیۃ لعلی رضی اللہ عنہ او ان البوۃ کانت لہ فلعط جبریل و نحو ذلک مما هو

کفر و کذا من یقذف الصدیقۃ او ینکر صحبۃ الصدیق او خلافہ او یسب الشیخین یعنی بد مذہب کا عقیدہ اگر کفر تک پہنچ جائے تو اس کا اقتداء اصلاً جائز نہیں جیسے عالمی رافضی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہتے ہیں یا یہ نبوت ان کے لئے جبریل نے غلطی کی اور اسی قسم کی اور باتیں کہ کفر ہیں اور اسی طرح جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو تہمت ملعونہ کی طرف نسبت کرے یا صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو یا خلافت کا انکار کرے یا شیخین رضی اللہ عنہما کو برا کہے اور مراتب الفلاح کی شرح (مضامی ص ۱۹۸) میں ہے

ولا تجوز الصلوۃ خلف منکر المسخ علی الخفین او صحبۃ الصدیق و من یسب الشیخین او یقذف الصدیقۃ ولا خلف من انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ لکفرہ فلا یلتفت الی تاویلہ و اجتناہ۔

عمود الدریہ میں ہے کہ

الروافض کفرۃ جمعا بین احاف الکفر عنہا انہم ینکرون خلافتہ الشیخین و منہا انہم یسبون سود اللہ و جوہہم فی الدارین فمن اتصف بہذہ الاوصاف فهو کافر مطلق یعنی روافض کافر ہیں اس لئے کہ ان میں کسی قسم کے کفر جمع ہیں بعض ان میں یہ ہے کہ وہ شیخین کو گالی دیتے ہیں اور بعض ان میں یہ ہیں کہ شیخین کی خلافت کے منکر ہیں خدا دونوں جہانوں میں ان کا مذکر لا کرے شرع کا قاعدہ ہے جس میں یہ امور ہوں وہ کافر ہے اس طرح تنویر درمقا میں ہے۔ یاد رہے کہ شیعہ مذہب کے ارتداد کے وجہ بہت ہیں جملہ ان کے ایک یہ ہے کہ وہ سوائے چند صحابیوں کے باقی صحابہ کرام



رضی اللہ عنہم کو مرتہ اور خارج از اسلام کہتے ہیں چنانچہ

(مروء کافی ج ۳ ص ۱۱۵) میں ہے عن ابی جعفر علیہ السلام قال کان الناس اهل ردة بعد النبی ﷺ الا ثلاثة و من الثلاثة فقال مقداد بن الاسود و ابو ذر غفاری و سلمان الفارسی۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ مرتد ہو گئے سوائے تین صحابیوں کے راوی کہتا ہے میں نے پوچھا وہ کون ہیں فرمایا مقداد بن الاسود، ابو ذر غفاری اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم۔ تفصیل کے بجائے ہم اور وہ جو ایمان لکھتے ہیں بعض تو صرف ان کے خلاف مذہب کا نمونہ ہیں اور بعض کفر کے جوہر۔

(۱) قرآن مجید بحرف ہے (۲) امامت نبوت سے افضل ہے (۳) حضرت علیؑ امام مہدیؑ معصوم امام ہیں یہ بارہ امام سابقہ انبیاء سے افضل ہیں (۴) توحید و رسالت کی طرح امامت پر ایمان واجب ہے (۵) ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو حق پر مانتے والے بھی غیر مومن منافق جنہی ہیں (۶) امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد ﷺ کی یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی غیر مومن اور منافق ہیں۔ حالانکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو قرآن حکیم میں تمام مومنوں کی مانگیں فرمایا گیا ہے (۷) خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو سب کرنا (یعنی پراکھنا) عبادت ہے۔ (۸) تفسیر یعنی امر حق کے خلاف ظاہر کرنا عبادت ہے (۹) متدلیعی بلا گواہوں کے وقتی طور پر کسی غیر مخیر مرد و عورت کا یا بھی معاہدہ برائے جماعت اتنا بڑا عمل صالح ہے کہ اس کی وجہ سے متد کرنے والے کو جنت میں امام حسین رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کا درجہ نصیب ہوگا (العیاذ باللہ) (۱۰) ملاحظہ ہو علامہ حائری لاہوری مجتہد کے والد علامہ سید ابوالقاسم لاہوری کی کتاب پر بان الحداد اور مولوی دھکو صاحب کی کتاب (نحلیات صداقت ص ۲۹۹) جس میں دھکو صاحب مجتہد نے بھی یہ تسلیم کر لیا ہے کہ معصومین نے بھی متد کیا۔ (متد کی تحقیق فقیر کی کتاب متد یا نہ میں ہے۔

تصریحات ائمہ مشایخ و دیگر مذاہب

امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے

المقول عن العلماء فمذهب ابی حنیفة رضی اللہ عنہ ان من انکر خلافة الصدیق و عمر رضی اللہ عنہما فهو کافر علی خلاف حکاہ بعضہم و قال الصحیح انه کافر الخ پس امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ جو حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے بخلاف اس کے کہ جو بعض نے حکایت کی ہے اور فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سب شیخین کفر است و حدیث صحیحہ برآں وال است (رسالہ رد البرہان ص ۱۴) یعنی سب شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کفر ہے اور صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

(ب) شک نیست کہ شیخین از اکابر صحابہ اند بلکہ افضل ایشان ہیں تکفیر کہ تنقیص ایشان موجب کفر و زندقہ و ضلالت باشد (ص ۱۵) اس میں شک نہیں کہ شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) اکابر صحابہ میں سے ہیں بلکہ ان میں سے افضل ہیں پس ان کی تکفیر بلکہ تنقیص بھی کفر و زندقہ و ضلالت کا موجب ہے۔

فریضہ علماء اسلام:

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ رد البرہان کی وجہ تالیف یہ لکھی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اذا ظهرت الفتن والدع و سبت اصحابی فليظہر العالم علمہ و من لم يفعل فعليه لعنة الله و الملكة و الناس اجمعين لا يقبل الله له صرفا ولا عدلا۔

یعنی جب فتنے یا بدعتیں ظاہر ہوں گی اور میرے اصحاب کو برا کہا جائے گا تو اس وقت عالم پر لازم ہے کہ وہ اپنے علم کا اظہار کرے پس جو ایسا نہیں کرے گا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کی نماز فرض قبول کرے گا اور نہ انھیں

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

روافض و فرقہ جو بہ سبب سب شیخین و تکفیر صحابہ کافر ہے ان کی تہنیت و تحنن میں لدا کرنا اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں اور ان سے بالکل متارکت اور مقاطعت کی جاوے تاکہ ان کو تہنیت ہو اور وہ مدحر جائیں۔

(معنی غریب الرحمن مفتی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل و مدلل جلد پنجم ص ۴۶۵)

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی نے اپنی مشہور تفسیر حدیث الشیعہ میں جو ایک شیعہ مجتہد مولوی قاسم صاحب کے خط کے جواب میں ہے مسئلہ منسل محققان بحث کی ہے اسی کتاب میں مذہب اہل سنت کی حقانیت کے سلسلہ میں لکھا ہے آخر مذہب اہل سنت و شہادت کلام اللہ اور حضرت رسول اللہ ﷺ صحیح اور مذہب شیعہ کلام اللہ اور حضرت رسول اللہ ﷺ ہر اس خط ہے۔ (ص ۵) سورۃ الفتح کی آیت لیغیظ بہم الکفار کی تفسیر میں لکھتے ہیں یعنی یہ جو کچھ صحابہ کے حق میں کہا گیا تو کفار یعنی ان کے دشمنوں کو جانے اور چڑھانے کیلئے کہا گیا ہے سچان ان کا یہ علم خط خداوندی ہے کہ بعد کے تمام احوال کی طرف اشارہ فرمادیا۔ خدا کو تو پہلے ہی معلوم تھا کہ شیعہ اور نو اصحاب اور خوارج سب یہ رضی اللہ عنہم کے حق میں غمازیوں کریں گے اور ان کی قدر و منزلت جو خدائی درگاہ میں ہے کچھ خیال نہ کریں گے۔ (ص ۷۳)

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ:

محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے غلیہ الظالمین میں یہ حدیث درج کی ہے

سیحیء فی اخر الزمان قوم ینتقصون اصحابی فلا تجالسوہم و لا تشاربوہم و لاتواکلوہم و لاتنکحوہم و لاتصلوہم

یعنی آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی جو میرے اصحاب کی تنقیص شان کرے گی پس تم ان کی مجلس میں نہ بیٹھو، شان سے مل کر پیو اور نہ کھاؤ نہ ان سے رشتہ بندی کرو نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو اور نہ ان سے مل کر نماز پڑھو۔

مولوی حسین احمد مدنی کانگریسی دیوبندی:

اس سے کسی نے شیعوں کے کھانے پینے کے متعلق استفسار کیا تو کہا کہ نہایت شہرت کو پہنچ چکا ہے کہ شیعہ اگر کسی کو کھانا پانی دیتے ہیں تو اس میں نجاست ضرور ملا دیتے ہیں اگر کوئی موقع نہیں ملتا تو تھوک ضرور دیتے ہیں اس لئے حتیٰ الواقع اس سے احتراز چاہیے۔ (مکتوبات شیعہ الاسلام جلد اول ص ۳۰۱)

امام احمد رضا فاضل بریلوی کا فتویٰ:

اہلسنت مسلک کے مشہور مقتدا امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں تحقیق مقام و تفصیل مرام یہ ہے کہ رافضی حیرائی جو حضرات شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) خواہ ان میں سے ایک کی شان میں گستاخی کرے اگر صرف اس قدر کہ امام و خلیفہ برحق نہ مانے کتب معتبرہ و فقہ حنفی کی تصریحات اور علامہ آمیز تاریخ و فتویٰ کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔ (رد البرہان ص ۳)

(۲) رافضی اگر مولوی کرم اللہ وجہہ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل جانے بخٹی گمراہ ہے اور اگر خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے۔ (ایضاً ص ۳)

(۳) اسی طرح خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا منکر بھی ترک قول میں وہ کافر ہے۔ (ایضاً ص ۵)

(۴) جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے بالا جماع مسلمین کافر ہے بے دین ہے۔ (ایضاً ص ۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

مسئلہ ۱۹۴:

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کو جانا اور مرثیہ سننا ان کی نیازی چیز لینا خصوصاً آٹھویں خرم کو جبکہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ خرم میں بعض مسلمان برے رنگ کے پتے پھینکتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟

سائل عبدالمجید

الجواب بعون الملک الوہاب اللهم ہدایۃ الحق والصواب

امام و مجدد سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ ان کی نیازی چیز







مدرسے کے طلباء کے لئے اصول حدیث پر ایک مفید کتاب  
 ﴿ناصر الاصول فی حدیث الرسول ﷺ﴾  
 مصنف: فاضل نوجوان علامہ مولانا ناصر الدین ناصر الممدنی  
 باہتمام: محمد امجد مدنی (بفرزون)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فیض ملت رئیس تحریر حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ

کی تحریر کردہ کتب

(۱) فتاویٰ اویسیہ جلد اول

(۲) شادی خاند آبادی

(۳) مردوں کی زندوں سے ملاقاتیں

(۴) حضور ﷺ ہر شے کی بولی جانتے ہیں

(۵) نزول کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے مشاغل

(۶) ماں کے پیٹ میں کیا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صدیقی پبلشرز کی جانب سے منظر عام پر آنے والی بہترین کتاب جو تقریباً پچپن  
 (۵۵) سال کے بعد دوبارہ شائع ہونے والی کتاب ہے جس کا نام ہے

﴿انوار آفتاب صداقت﴾

جس کے بارے میں امام اہلسنت مجدد دین و ملت عظیم البرکت المرتب مولانا الشاہ امام احمد  
 رضا خان نے فرمایا فقیر غفرلہ المولے تقدیر نے مولینا المکرم ذی اللطف والکرام حامی  
 سنت حاجی بدعت راشدا رشدا مولوی قاضی فضل احمد ایدہ اللہ بفضلہ احمد علیہ وکرم وحمد کی یہ  
 کتاب انوار آفتاب صداقت خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی ان کے ثبات علی  
 الباقین وصلابت فی الدین مبتدین و اہانت مفسدین پر حمد الہی بجالا یا واللہ الحمد فی۔ اور آخر  
 میں فرمایا فقیر اپنے تمام اخوان اہلسنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی  
 سفارش کرتا ہے

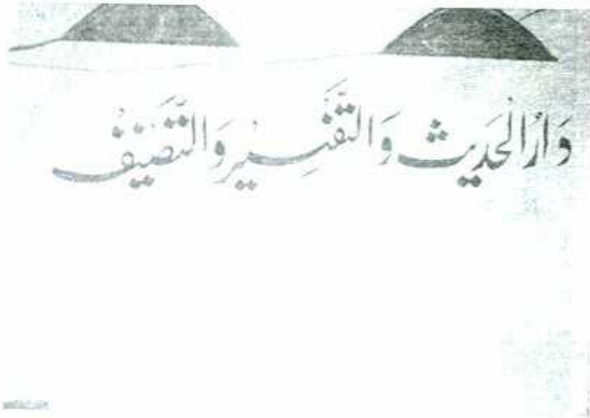
اس کے علاوہ پاک ہند کے تقریباً (۴۱) علماء کرام جن میں

پیر طریقت رہبر شریعت بانی دین ملت محدث علی پوری مفتی پیر جماعت علی

شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور

علوم معقول و منقول فاضل تحریر مولینا مولوی محمد غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



دائر الحدیث والتفسیر والتحقیق کے کمرے کے باہر کا منظر



لابریری کا منظر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

علوم معقول و منقول فاضل نوجوان مفتی محمد قاسم قادری دامت برکاتہم العالیہ  
 کی مشہور کتب

﴿ایمان کی حفاظت﴾

﴿اللہ کی عطائیں﴾

الفضل الموبہی فی معنی اذ اصح الحدیث فہو مذہبی المعروف

﴿رد غیر مقلدین﴾

فقیر العصر حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر مفتی محمد ابوبکر صدیق دامت برکاتہم العالیہ

کی جدید مسائل پر تحقیقات کا مجموعہ

﴿رسائل ضیائیہ حصہ اول و حصہ دوم﴾

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



# صدیقی پبلشرز کراچی کی

انشاء اللہ عنقریب آنے والی کتب

(۱) رسائل ضیائیہ حصہ دوم

مفتی محمد ڈاکٹر ابوبکر صدیق دامت برکاتہم العالیہ

(۲) فتاویٰ اویسیہ جلد دوم

رئیس تحریر شیخ التفسیر والحديث مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ

(۳) فتاویٰ فیضیہ

مناظر اسلام مفتی محمد منظور احمد فیضی دامت برکاتہم العالیہ

